قال النبی الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة
الحمد للہ والمنة کہ درین حسن ترین ازمنہ از تازہ افاضات مجمع الفیوض والبرکات جامع الفضائل
والکمالات یکہ تاز میدان تاریخ دانی علم افراز معرکہ تحقیق معانی گرم رفتار منازل شریعت
قافلہ سالار مراحل طریقت مطلع انوار العرفان نو طلعت نوع الانسان اعرف
جامع البشر اشرف جوامع اہل النظر حضرت مولانا شاہ حافظ علی انور
قدس سرہ بالمع الشمس والقمر نسخہ کرامہ صحیفہ شہامہ
یعنی
شہادت نامہ
١٣٢٥
بار دوم حسب فرمایش صاحب عقل و دانش سخندان نکتہ پرور
قدردان اہل جوہر مجمع سعادات ازلی جناب
قاضی احترام علی خان صاحب رئیس کاکوری دوبارہ باہتمام
کمترین بندہ عصیان محمد عبد الولی مالک اخبار البیان عربی
ابن علامہ مولانا محمد عبد العلی مدراسی مرحوم و مغفور بحفاظت جملہ حقوق تصنیف

فہرست مضامین کتاب شہادت نامہ

قال النبی الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة

الحمد للہ والمنة کہ درین حسن ترین ازمنہ از تازہ افاضاتِ مجمع الفیوض والبرکات جامع الفضائل والکمالات یکہ تاز میدان تاریخ دانی علم افراز معرکۂ تحقیق معانی گرم رفتار منازل شریعت قافلہ سالار مراحل طریقت مطلع انوار العرفان نو طلعت نوع الانسان اعرف جامع البشر اشرف جامع اہل النظر حضرت مولانا شاہ حافظ علی انور قدس سرہ الاطہر ما لمع الشمس والقمر نسخۂ کرامہ وصحیفۂ شہامہ

یعنی

شہادت نامہ

۱۳۲۸ھ

بار دوم حسب فرمائش صاحب عقل و دانش سخندان نکتہ پرور قدردان اہل جوہر مستجمع سعادات ازلی جناب قاضی احترام علی خان صاحب رئیس کاکوری دوبارہ باہتمام مکینِ بندۂ عصیان ممتلی محمد عبد الولی مالک اخبار البیان عربی ابن علامہ آسی مولانا محمد عبد العلی مدراسی مرحوم و مغفور بحفاظت جملہ حقوق تصنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بجز تو نیست کسی مستحق مدح و ثنا
بباید آنکہ بعشق تو تن دہد بہ فنا
طلسم لا شکند ہر کہ نفی خویش کند
حسن ز بہر خدا شد شہید زہر جفا
کشید جام شہادت بمصطب توحید
کہ جان خویش و احبای خویش کرد فدا
فتاد چون تن پاکش بروی فرش زمین

ستایمت کہ ستایش ہمین سزاست ترا
چرا کہ فانی عشق تو باقی ابدست
تواند او کہ رسد بر خزینۂ الا اللہ
حسین مظہر لطف خدای بود بدہر
چنانکہ گشت مخاطب بسید الشہدا
گذشت از زن و فرزند و جان و مال و منال
زمین کرب و بلا شد فضای عرش علا

ہر آن کسیکہ بود طالب بقای ابد
خوشش آنکہ او لفنا خویش را نمود رضا
دو گوشوارۂ عرش خدای لم یزلی
فنا ز بہر بقا شد بدشت کرب و بلا
چنان بمصطبۂ عشق ذات شد سرمست
زہے شکیب و خہے صبر و جود و استغنا
ز فیض خدمت پیران کاشف اسرار

شدہ بذکر شہادت زبان من گویا

حمد و سپاس بقیاس اور شکر و ثنای قدسی اساس اُس معبود احد محمود دہر نیک
خالق منان مالک جان و جہان کو کہ گرمی ہنگامۂ ماسوا اُسکی آفتاب ذات کا پرتوہ ہی اور رونق بازار شیونات متعدد
مختلفہ و تعینات متنوعۂ متکثرہ اُسکی تجلی صفات کا جلوہ حسب ہدایت فیض اشارت کنت کنزاً مخفیاً کے نقش
اصلی اور باعث حقیقی اِس پرتو فگنی اور جلوہ گریکا اُسی حسن ازل کے ظہور نور کا تقاضا ہی ہر چند سر حب ازلی کل
اشیا مین ساری ہی اور ذوق و شوق لم یزلی ہر ماسوا پر طاری جو ذرہ ہی وہ تابش سے اِس مہر منور کے ماہ درخشان
جو قطرہ ہی وہ ریزش سے اس سحاب مرحمت کے بحر عمان ہی اسی سے کہا ہی کہ رند ہو یا پارسا اسی میکدے مین
ہم پیمانہ ہین شیخ ہو کہ ترسا دونون اسی نغمے کے ہم ترانہ ہین بلکہ جسنے پردۂ غیب سے ... رحیق مختوم

ایک جرعے سے متوالا ہی ابیات	سدرہ نشینان سوا و پر زنند	رفر... ہی... در زنن

گر سر چرخ ست پر از ذوق اوست
در دل خاک ست پر از شوق اوست
رستہ خاک از کرمش دانہ ایست
از گل باغش ارم افسانہ ایست

مگر پھر بھی مکرمت خاص اسی بی بضاعت کو شامل ہوئی کہ قابلیت تحمل بار امانت گوہر نورانی انسان ہی کو حاصل ہوئی آئینہ شہود حسن ازلی یہی ٹھیرا اور گنجینہ اسرار وجود لم یزلی یہی بنا **ابیات**

عکس آئینہ عالم او شخص ست
ہر کسے مست از شراب الست
گشت آدم جلای این مرآت
شد عیان ذات او بجملہ صفات
در ہر افراد کلّی جامع
سر ذات وصفات اولامع

وہ بار گران امانت جسکو کوئی نہ اُٹھا سکا اسنے اپنے دوش ہمت پر اُٹھا لیا تو ارشاد ہوا کہ اِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا یعنی بیشک وہی بڑا بے ترس نادان اور جو اپنے نفس پر جبر نکرے یہ بار کیسے اُٹھا سکتا ہی اور جہول یعنی جو دیکھتا سنتا اور کہتا سمجھتا ہی سب دائرہ نفی ہی مین داخل کرتا ہی اور سوای اعتراف بجہل کے دم نہین مارتا ہی یہ مقام جہل وحیرت ہی نہ وہ جہل وحیرت جسکو ہم جہل وحیرت جانتے ہین بلکہ عین معرفت ہی نہ وہ معرفت جسے ہم معرفت کہتے ہین دیدۂ کشف وشہود اس جگہ خیرہ وتباہ ہی اور عقل کا ہاتھ اس ادراک کے دامن سے کوتاہ نہ اسوجہ سے کہ ظہور مطلوب مین قصور ہی بلکہ اس نظر سے کہ عقل خفّاش ہی اور وہ نور ہی **ابیات**

کہ مہمانش آید سلیمان مگر
چہ خوش گفت یک مرغ زیرک بدو
ہمی گرد مورے دعاے سحر
سلیمان بیاید و لے جاے کو

جب تک مطلوب اوج عزت سے نزول نفرمائے اور طالب حضیض عبودیت سے اوپر چڑھ نجائے رسائی کیونکر پائے اسی درد مین ہر اہل درد کا دل بیتاب ہی یہ وہ درد ہی جسکا درمان نایاب ہی حضرات صوفیہ فرماتے ہین کہ جو اس درد مین مبتلا ہی وہ زندہ بجان ہی جسکو مطلوب ملا ہی وہ زندہ بجانان ہی **ابیات**

درد حاصل کن کہ درمان درد تست
در دو عالم دارو جان درد تست
ذرہ درد خدا حاصل ترا
بہتر از ہر دو سرا حاصل ترا
در گذر از زاہدی وسادگی
درد باشد درد کار افتادگی
ہر کرا جامہ ز عشقش چاک شد
او ز حرص وعیب کلی پاک شد
جسم خاک از عشق بر افلاک شد
کوہ در رقص آمد و چالاک شد

انسان اسی درد کے سبب تمام خلق سے سرافراز اور اسی درد کے بار امانت اُٹھانے سے مشرف وممتاز ہوا کہ مرتبہ اسکا فرشتون سے بڑھ گیا **لمؤلفہ بیت**

درد سب فردون مین کامل فرد ہی
اسکو جس پہلو سے اُلٹو درد ہی

فرشتون کو باوصف کمال قدس مقام معیّن سے تجاوز نہین کہ وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ اور منتہا آب وخاک کا خود حضرت پاک ہی وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى جو قرب ومعیت اسکو حاصل ہی وہ کسی مخلوق کو نہین اسواسطے کہ محیط کو جو نسبت مرکز کے ساتھ ہی وہ کسی سے نہین پس نقطۂ خاک اگرچہ اسفل موجودات ہی لیکن محیط مطلق سے قرب معنوی رکھتا ہی اسی لیے حدیث مین آیا ہی کہ بندہ سجدے کے وقت خدا سے زیادہ قریب ہوتا ہی الحق اور مصنوعات اگرچہ بیشمار ہین مگر جو کام آب وگل سے ہوا وہ اور دوسرے سے نہین ہوا الی آخرہ **شعر**

وہ گل کہ باغ جہان مین تلاش تھی جسکی
وہ ستر کل تو اسی جزو آب وگل مین ہی

حضرت ابوبکر نساج نے عرض کیا کہ الٰہی میرے پیدا کرنے مین کیا حکمت ہی فرمایا کہ اپنا جمال تیرے آئینہ روح مین دیکھون اور ایسی محبت تیرے دل مین ڈالون پس فقر و بندگی ہی سرمایہ فخر انسان ہی اور نتیس درد ہجر اور طلب وصل مطلوب ہی ہر دم اُسکی نوش جان و لای بلا اُسکا شیوہ چاہیے اور بلای ولا اُسکے شجرۂ وجود کا میوہ نعمت و راحت تو ہر کسی کو دیتے ہیں پر بلا و مصیبت دوستون ہی کے لیے مخصوص ہے **شعر**

رسد براہل ایمان بیشتر آفات از دنیا	گزندے نیست از دندان جز انگشت شہادت را

سالکان راہ محبت ہمیشہ رنج و غم ہی مین رہتے ہین اور ہر لحظہ انواع مصائب انپہ تازہ ہوتے ہین اُس قوم کے سینے مین محبت کی ایسی آگ بھڑکتی ہی کہ کسی طرح فرو نہین ہوتی **شعر**

درد لیست درد عشق کہ اندر علاج او	ہر چند سعی بیش نمائی بتر شود

نقل خواجہ جنید بغدادی حضرت سری سقطی کے انتقال کے وقت پنکھا جھلتے تھے آپ نے فرمایا ای فرزند پنکھا ایسی آتش جانسوز کو کب فرو کر سکتا ہی جسکی ایک چنگاری پہاڑ کو جلا کر راکھ کر دے **اشعار**

طبیبا خویش را زحمت مدہ چون نخواہم شد	کہ من اندر سر شوریدہ سودای دگر دارم
مرا این تشنگی از بہر آب دیگرست این را	نمی بینی کہ در ہر دیدہ دریای دگر دارم

اور یہ وہ بیماری ہی کہ لاکھ صحت اسپر قربان دوا کیسی علاج کسکا **بیت**

یہ وہ مرض ہی کہ ہزار تندرستی اسپر نثار	مصلحت نیست مرا سیری ازین آب حیات

ما اعف اللّٰہ بہ کل دعاء عطشی

طالبان حق کو جو لطف و مزہ درد و مصیبت مین حاصل ہوتا ہی اُسکا عشر عشیر بھی نعمت و راحت مین نہین ملتا اگر زکریا علیہ السلام سے کہا جاتا کہ تمھاری تمنا کیا ہی یہی فرماتے کہ قیامت تک میرے سر پر یہی آرہ چلے اور اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا جاتا تو یہی عرض کرتے کہ ہمیشہ وہی خنجر تیری راہ مین میری گردن پر پھرتا رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہی ہین کہ قسم اُسکی ہے جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے البتہ مین دوست رکھتا ہون اس بات کو کہ خدا کی راہ مین قتل کیا جاؤن پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤن فی الواقع یہ جان نثاری بھی عجیب لطف جاب ماری ہی شہدا کی فضیلت مین لاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات شہادت کافی ہی اور اُنکی حقیقت بتانے کو بل احیاء عند ربھم بشارت وافی جل جلالہٗ و عم نوالہٗ **مصرعہ**

تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد	از حق بود صلوٰۃ و زامت بود سلام	برحضرت محمد و بر آل او مدام

تمہید لطیف نعت منیف

جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے ہر ایک نوع مخلوقات کے لیے ایک اندازہ رکھا ہی اور ہر ایک نوع کی خلقت حاصل و صورت خاص ہی اور افعال و اخلاق بھی علیحدہ علیحدہ اور آدمی افضل انواع حیوان ہی عقل و درک اور راہ یا نا انواع غریبہ بر اُسکی نوعیت ذاتی کا مقتضا اور اُسکے کمال وصفی کا خاصہ ہی اور نفس آدمی مین دو قوتین رکھی ہین قوت ملکی اور قوت بہیمی اگر آدمی اپنے آپ کو قوت ملکیہ کو دیدے اور وہ کرے جو سبب زیادتی قوت ملکیہ کا ہی تو ملائکہ کے شعار مین آئے اور اُسی قطار کا کہلائے اور جو قوت بہیمہ کے ہاتھ پڑ جائے تو آدمی سے چارپایہ بجائے اور ایک حالت ہی جسکو اعتدال نوع آدمی مقتضی ہی اور وہ امتزاج ہی دونون قوتوں مین افعال بہیمیہ سے

وہ کرے جو قوۃ ملکیہ کے ساتھ مخالفت رکھتا ہو اور افعال ملکیہ سے وہ کرے جو قوۃ بہیمیہ کے مزاحمت کے لیے نہ اُٹھے پس
دونون قوتین صلح کرلین اور اصل صورت نوعیہ انسان اسی ہیئت اعتدالیہ کو چاہتی ہی اگر عصیان اسکا مادہ نہ ہو
فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا اسی ہیئت اعتدالیہ کی طرف اشارہ ہی اور اس ہیئت اعتدالیہ کے لیے ملکات اور
افعال اور کاسبات ہین اور نقائص اور اُنکی کفارات اور یہ قصہ اسکے مشابہ ہی کہ صاحب طب پہچانتا ہو کہ ہیئت اعتدالیہ
کے لیے جسکا نام صحت ہی اسباب اور مقتضیات ہین پس وہ حکم کرتا ہی اور منع کرتا ہی بعینہ حق تعالی نے ازل مین ساری
مقتضیات نوعیہ کی تقدیر فرمائی تو اسکے ضمن مین بمقتضای حکمت واجب ہوا کہ ہیئت اعتدالیہ انسانی جسکو زبان
شرع مین فطرت کہتے ہین اور ملکات اور حالات جو اس سے پیدا ہوتے ہین اور انکو اسباب اور مقتضیات بیان فرمائیے
اور اسکو شریعت بنی آدم کہتے ہین پس بعض چیزون کو حلال و واجب کیا اور بعض کو مستحب و مباح اور مکروہ اور حرام
اور اُسکی تعلیم بشر کو بغیر وساطت نبیہ یا الہامات جبلیہ نہین ہوتی اور قابل تعلیم بلا واسطہ نہین ہوتا مگر اعدل انسان باعتبار قوای نفسانیہ
اور یہ شرع واحد ہی تغیر اور تبدل کو اسمین راہ نہین مگر قابل اسکے ہی کہ کسی خاص جگہ پر مقید کرین جیسے طبیب کہ صحت
آدمی کے لیے نسخہ خاص بعد ملاحظہ سن و سال اور فصل و شہر کے معین کرتا ہی اور اسکو شرعت اور منہاج کہتے ہین لِكُلٍّ
جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا پھر جسوقت ارادہ ازلی متعلق ہوتا ہی اسطرف کہ سارے بنی آدم شریعت کو جانین
تا اصلاح اُنکی ہو اور عقل و قوی اُنکے اُس علم حق سے ممتلی ہون تو بسبب حدوث ارادہ افعال خیر اور موجب باز رہنے
کا منہیات سے ہو بہتون کے حق مین یا باہم بنی آدم کے انواع شرک و مظالم شائع ہون اور رفع شرک و مظالم انمین سے
بغیر پیغمبر مؤید جانب قدس سے میسر نہو یا کسی قوم مبغوض کا وقت موعود عذاب آگیا ہو اور مصلحت نہین کہ آسمان سے
پتھر برسائین یا اور طریقہ عذاب سخت کے برتے جائین بلکہ مصلحت خداوندی یہی ہو کہ کوئی رسول صاحب شوکت
بھیجا جاے کہ وہ شرک و مظالم کو دور فرمائے طرق معاش سکھلائے راہ معاد دکھلانے اور وہ بمنزلہ جبریل واسطہ تعذیب
اُس جماعت مبغوضہ کا ہو اور اُس علم اور اس منصب کی لیاقت ہر فرد انسان کو نہین ہوتی بلکہ یہ قابلیت اُسی کو ہی
جو اعدل افراد اور شبیہ ملأ اعلے کے ساتھ ہو اور ساری اوقات بھی قابل ظہور امر حق کے نہین بلکہ حکمت الٰہیہ قبل
از وجود افراد معین فرمالیتی ہی ایک فرد کو اور مشخص کرلیتی ہی ایک وقت کو جب وہ وقت آتا ہی تو وہ پرتو ظہور
لم یزلی جلوہ گر ہو جاتا ہی حق تعالی اُس نفس قدسی معتدل کو اپنے لیے برگزیدہ فرماتا ہی کما قال وَاصْطَنَعْتُكَ
لِنَفْسِي یعنی اور بنایا مین نے تجکو خاص اپنے واسطے اور وہ شرع اسکے دل مین القا فرماتا ہی اور اُسکی قوای عقلیہ و
قلبیہ کو اپنا مسخر کرتا ہی اور ایک گروہ کو اسکے گرد جمع فرماتا ہی اور اُسکو منصب اُنکے ارشاد و تعلیم کا کرامت فرماتا ہی اور انکو توفیق
تعلم اور استرشاد کی دیتا ہی اور یہ خواہش انکی باہم شائع کرتا ہی اور اُسکے قلب کی روشنی اُنکے قلوب کو ایسا روشن کر دیتی ہی
جیسے گھر کا ایک چراغ کل اپنے گرد و پیش کے شیشون کو روشن کر دیتا ہی پس اس ارشاد اور استرشاد کی بدولت دونون

امر موجود ہوتے ہین کمال نفس پیمبر اور نفوس امت آور وہ شریعت الٰہیہ جو ازل مین صورت پاچکے تھے آور دونون حقیقتین کسی نحو کے انحای تحقق سے موجود ہو جاتی ہین جیسے کتاب طب کے لیے مثلا وجود خطی اور وجود لفظی اور وجود ذہنی ہی پس وجود خطی تو وہی سیاہ رنگ ہی کاغذ کے صفحہ پر ایک خاص طریقہ سے جما ہوا جو دلالت پیند حرفون پر کرتا ہی آور وجود لفظی وہ اصوات غیر قارہ ہین جو دلالت کرتے ہین صور ذہنیہ پر اور وجود ذہنی یہی صور ذہنیہ جو تفصیل ہین مسائل طب اور اُسکے حل مشکلات کے پس بسبب لکھنے اُس کتاب کے ایجاد معرفت قواعد طب کی پیدا ہوئی اور باہم لوگون مین اسکا رواج ہوگیا اسی طرح وہ شریعت مثالیہ ملکوتی اس تعلم و تعلیم سے متحقق ہو جاتی ہے یہ ہین معانی رسولون کے بھیجنے اور کتابون کے نازل فرمانے کے آور یہ ایک وجود ہی دوسرے وجود کے ضمن مین وہ ایک روح اور دوسرا جسد ہی اور صورت نبی کی کبھی صورت بادشاہ کی اور کبھی خلیفہ کی ہوتی ہی اور کبھی صورت دانشمند اور عالم کی اور کبھی زاہد اور مرشد کی آور ہر صورت کے اسباب ہین بخت اور خط اور قوٰی سے اور ہر صورت کے افعال ور اور آثار ہین جیسے بدن کا مادہ عناصر اربعہ ہین اور نفس ناطقہ روح مدبرہ اسکی آور سبب بدن نطفہ ہی اور غذا ہین غرض جس صورت پر حق تعالی کو حضرات انبیا کا جاہ و عزت اور غلبہ متصور ہوا وہ اُنکو کرامت فرمائی اور امت کو اُنکی اطاعت کی توفیق دی کہ وہی اطاعت بجای بدن حکمی انسان کے ٹھیری اور خدا کی نظر عنایت آہین بجای نفس ناطقہ کے آور جیسے بدن آشیانہ نفس ہی ویسی ہی صورت غلبہ اور عزت اور جاہ اور قوٰی انقیاد اور اُنکی شکر گزاری یہ نبوت کا بدن ہی اور عنایت الٰہی اور اعانت غیبی اُسکی روح باالجملہ اسی انتظام سے نظام عالم ہوتا چلا آیا اور دورہ نبوت یونہی تا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رہا پھر بعد حضرت عیسے علیہ السلام کے وہ وقت آگیا کہ تمام عالم مین توحید اور اصل دین کا نشان باقی نہ رہا عموماً سبنے اور خصوصاً عرب نے بت پرستی اختیار کی راہ و رسم انبیای سابقین بالکلیہ محو ہوگئی کسی کو نہ معاد سے کچھ خبر نہ مبدا کا اُنہین کہین کچھ ذکر دین قدیم حنیفی کی تحریف ہوئی شرک کی یہ حالت ہوئی کہ گویا وہی بجای توحید کے معمول بہ ہوگیا بلکہ توحید کا جس شخص نے نام لیا اُسنے سارے زمانے کو اپنا دشمن بنالیا اُسکو اتنی بھی امید نہین کہ یہان سے اگر بھاگیے تو وہان جا کر پناہ لیجیے موافق اس مصرعہ کے مصرع

بھر کجا کہ رسیدیم آسمان پیداست

تمام عرب و عجم سب برابر ہوگئے چندے یہی کیفیت رہی تھی کہ پھر آپ جانیے کہ اپنے دین کا خدا ہی حافظ ہی اشعار

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت
بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحی نے کی وہ ودیعت
چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت

ہوئی پہلوِ آمنہ سے ہویدا
دعای خلیل اور نوید مسیحا
ہوے محو عالم سے آثار ظلمت
کہ طالع ہوا ماہ برج سعادت

نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت
کہ تھا ابر مین ماہتاب رسالت

یعنی حق تعالی نے اُس معشوق عاشق اور عاشق مشتاق سبب آمرزش گناہ آدم و بنی آدم منشاء مقصود آفرینش عالم محرم حریم خاص لِی مَعَ اللہ مرجع و ماخذ مَن یُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللہَ اشعار

وہ نبیوں مین رحمت لقب پانیوالا
مرادین غریبونکی بر لانیوالا
مصیبت مین غیرونکے کام آنیوالا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا

فقیرونکا ملجا غریبونکا ماوا	یتیمونکا والی غلامونکا مولی	خطاکار سے درگذر کرنیوالا	بداندیش کے دل مین گھر کرنیوالا
مفاسد کا زیروزبر کرنیوالا	قبائل کو شیروشکر کرنیوالا	عالیجناب آنکہ خطاب شہریار ایوان لولاک شہسوار میدان	

افلاک چہرہ پرداز عروس بیحجاب آبالی پردہ برافگن حجلگیان اسرار لایزالی بہار گلشن رحمت سروجویبار عظمت تبسملہ فرقان

نبوت حمدلۂ قرآن رسالت **ابیات**	گر وجود او نبودے ذات واجب را ظہور	تا ابد سر بستہ تقدیر بودے در حجاب
تامسیح از خاک رہش مسح پیشانی نکرد	کے شدے بر آسمان ہمچو دعای مستجاب	شافع امم رحمت مجسم نبی اکرم اشعار
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ	وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمٍ	فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَّفِيْ خُلُقٍ
وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَّلَا كَرَمٍ	صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور انواع احکام اور حکمتون سے آپکو گویا	

فرمایا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى اور آپ ہی کے اعجاز علمی سے ایک کتاب جو اپنے
لاجوابی کا خود ہی جواب باصواب تھی عطا فرمائی آپ نے نبوت کا دعوی کیا اور طرق ادای نماز و زکوۃ و
روزہ و حج و واجبات و مستحبات وغیرہ اور طریقے سیاست مدن اور آداب معیشت کے سکھانا شروع فرمائے اور
دفع شرک و بدعت کے بارہ مین خاص ایسی حالت مین کہ ابنای روزگار کی وہ شوکت اور ثروت اور یہان
یہ افلاس و وحدت اس جوش و اخلاص کے ساتھ کوششین کین کہ خدا کی راہ مین جان تک بھی عزیز نہ رکھی
آپ ہی کی ایسی ہمت تھی کہ سارا زمانہ ایک طرف اور آپکی تنہائی اور بیکسی ایک طرف تعصب مذہبی سے لوگون کی
یہ حالت کہ اپنے بیگانے خون کے پیاسے آپنے اپنی قوم کے کیسے کیسے ظلم اُٹھائے پر حق کہنے اور کہلانے سے باز
نہ آئے آخر جب وطن والون سے امید روبراہی نرہی تو گھر بار چھوڑ لڑکے بالے خدا کے حوالے کر ایک آپ اور دوسرے
آپ کے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ مکہ سے مدینہ تشریف لائے اور چند خستہ حال رفیقون کیساتھ کس
ثبات اور قیام کے ساتھ اُن مخالفون سے مقابل ہوئے کیسی داد شجاعت دی جسکو سارا زمانہ جانتا ہے پھر تو مثل مشہور ہے
کہ ہمت کا حامی خدای غفور ہے آپکے استقلال اور خلوص نیت اور یاران شکستہ حال کے حسن احوال و راست بازی
جانبازی اور مردانگی کا یہ ثمرہ ہوا کہ جو دشمن سامنے آیا مونھ ہی کی کھا گیا جسنے سر اُٹھایا سر ہی کٹا گیا ہجرت
اورون نے بھی کی ہے پر ایسی مصیبت اور بیکسی ہے کسنے کی محبت کیش اور بھی گذرے ہین پر ایسے صداقت اندیش
ہمنے تو کیا کسی نے نہ دیکھے نہ سُنے ہونگے کوئی بتائے تو سہی کہ کسکی ہمت کی بدولت توحید کا اتنا بول بالا ہوا تمام عالم مین
ایک خدا کی پرستش کا کب اتنا مرتبہ دوبالا ہوا اور بھی بہت ستارے چمکے پر اس ماہ شب فروز رسالت نے اسلام کے
اندھیرے گھر مین کچھ اور ہی اجالا پھیلا دیا کفر و جہالت کے دریای ناپیداکنار مین ڈوبتون اور شرک و ضلالت کے

[illegible]

طوفان عظیم الشان مین پڑے ہوؤن کو گرداب تعصبات اور تشددات سے نکالکر کشتی اعظم لا الہ الا اللہ پر بٹھاکر
طرح سے نجات کے کنارے پر اُتارنا خاص اُنھین کے دست وبازون کا کام تھا جو اس ناز کے ساتھ دونون عالم کا بار
اٹھائے ہوے تھے وہان حضرت نوح کی کشتی مین چند ہی جانداروں نے نجات پائی تھی یہان بیشمار لوگون نے ساحل
نجات دیکھا وہان کے سوار کوہ جودی پر اُترے یہان کے چڑھنے والے سیدھے بہشت مین پہونچے القصہ برکات نبوت
اور فیوض رسالت دن دونی رات چوگنی ہوتی رہی چند ہی روز مین سارا عالم آپکا ہوگیا خدا کا کلمہ پڑھنے لگا آپ
ہی کل کے لیے وسیلۂ تقرب الی اللہ ہوے اور بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت تک تقرب حقیقی اور حکمی
آپ ہی کی ذات قدسی صفات مین جلوہ گر رہیگا اور عالم مین سوای دین اسلام کے کوئی دین باقی نہ رہیگا پس
یہ کرشمہ محبت خداوندی اور اعجاز کمال علمی محمدی نہ تھا تو اور کیا تھا اگر آپ مسند آرای حکومت یا ثروت و دولت ہوتی
تو یہ خیال ہوسکتا تھا کہ خوف شوکت یا طمع دولت مین ان لوگون نے ساتھ دیا ہو اس بیکسی و افلاس پر جب
یہ خونخواریان و جگر کاویان ظہور مین آئین تو لاریب یہ آیت باہرہ اور علامت ظاہرہ ہے حقیت ملت مصطفویہ کی
علی صاحبہا ازکی الصّلوٰۃ والتحیۃ اللّٰہ اللہ یہ اخلاص کہ اپنے لیے کچھ نہین ہر بات مین خدا ہی کی عظمت اور توحید
مدنظر ایسا اخلاص اور محبت اور ایسی اخلاق و الفت کوئی اور کسیمین بتائے تو سہی اور جسنے ایسے کام کیے ہون
اُسکو کوئی دکھلائے تو سہی بیشک یہ کمال علمی کمال محمدی ہی تھا جو ایسا لاثانی ہوا اور یہ حصہ حصۂ محبوب ازلی ہی تھا جو
دونون کمال علمی اور عملی مین یکتا ہوکر خاتم الانبیا بنا نہ اور کسی کے لیے یہ خطاب آیا نہ اور کسی نے یہ دعویٰ کیا ۵

ای صد ہزار جان چو ما وقف جان تو	ہر دم ہزار تحفہ ز ما بر روان تو
بر حضرت محمد و بر آل او مدام	از حق بود صلوٰۃ و زما ست بود سلام

جب سلطنت دینی کامل ہوئی اور مملکت دنیاوی مین صرف ایک پایہ جسکو
عرف مین شاہنشاہی کہتے ہین اور جسکی بشارات متواترہ اور اشارات متکاثرہ حضرت حق جل شانہ نے فرمائی تھی
اور وہ خلفای راشدین کے ہاتھ سے پورا ہوکر آپ ہی کے پلۂ حسنات مین رکھا گیا باقی رہگیا تھا کہ جذب شوق ازلی
اور ذوق وصل شاہد لم یزلی دامن کشان ہوا آپ نے ترسٹھ برس کے سن شریف مین رحلت فرمائی عالم مین قیامت
سے پہلے قیامت آئی حق تعالی نے ہم خادمان احمدی و غلامان محمدی پر یہ عنایت فرمائی کہ قرآن پاک ہی مین
ہمکو ہدایت فرمائی کہ ای امتیان محمدی جسطرح مین نے اپنے پیغمبر با فتوح حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا
حکم کیا اور اسمین طرح طرح کے منافع رکھے تاکہ خلائق اُسکو تمہاری یادگاری کے لیے محفوظ رکھین اور اُسکو سنکر
معلوم کرلین کہ جب خوف ڈوبنے کا دلون پر طاری ہو اور قطع کرنا سطح آب کا ایک شہر سے دوسرے شہر
کی طرف جانے کے لیے یا ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف یا ایک کنارے سے دوسرے کنارے کی طرف
سفر کے لیے منظور ہو یا کچھ نہ سہی دریا کی پیمایش ہی کی ضرورت پڑے تو اس قسم کی چیز بنالین اور بے تامل آرام سے

کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہنستے بولتے چلے جائین اور جیسے آب طوفان سے جو ایک سخت عذاب اور مادۂ عذاب تھا حق تعالی نے اُس جہیز کے ذریعہ سے اُنکو بچایا اور با وجود شرکت عذاب کے اُنکو عذاب سے محفوظ رکھا یون ہی ہمکو بھی اپنے گناہون کے ثقل طبعی سے ہلکے ہونے کے لیے جو ہمکو بحر زخار دوزخ مین ڈبانیوالے ہین اُن لوگون سے توسل حاصل کرنا چاہیے جو ظرف الطف کے مانند ہین جیسے کشتی یعنی اہل بیت کہ اُنکی محبت اور متابعت خود حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی محبت اور متابعت ہے اور گناہون کے ثقل طبعی دفع کرنے مین تریاق مجرب کا حکم رکھتی ہے

اشعار

دست دریای کبوتر زد و ناگاہ رسید ۔۔۔ باغ جنان بہار جمال محمد ست

ای غرقہ گناہ ز طوفان غم مترس ۔۔۔ کشتی نوح عصمت آل محمد ست

مور بیچارہ ہوس کرد کہ در کعبہ رسد ۔۔۔ ختم رسل صفات کمال محمد ست

اسی لیے حدیث مین وارد ہوا کہ میرے اہل بیت کی مثال تم مین مثل کشتی حضرت نوحؑ کے ہے جو اس کشتی مین سوار ہوا اُسنے نجات پائی اور جو باہر رہا وہ ڈوب گیا اور وجہ تخصیص حضرات اہلبیت کی یہ ہے کہ حضرت نوحؑ کی کشتی اُنکے کمال عملی کا نمونہ تھی اور حضرات اہلبیت کو بھی حق تعالی نے کمال عملی خاتم النبیین کا نمونہ بنایا تھا کیونکہ کمال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسے عصمت[٥١] اور حفظ اور فتوت اور سماحت کسی کو حاصل نہین ہو سکتا جب تک کہ وہ شخص قوای روحانیہ آنحضرت سے مناسبت نرکھتا ہو اور یہ مناسبت بغیر ولادت معنوی اور علاقہ اصلی و فرعی کے غیر ممکن ہے سو اس کمال کو اُسکے کُل شعبون کے ساتھہ کہ معدن ولایات مختلفہ کا ہے اس مجری مین حق تعالی نے بتمامہ جاری فرمایا اور یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات سب مرجع سلاسل اولیای امت کے ہوے ہین پس جو شخص ارادۂ تمسک بحبل اللہ کرتا ہے چار و ناچار استفاضہ اُسکا اُنھین حضرات بابرکات پر منتہی ہوتا ہے اور وہ اسی کشتی مین سوار ہوتا ہے بخلاف کمال علمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ بیشتر صحابہ مین جلوہ پذیر رہا اس لیے کہ انطباع اس کمال کا امتداد صحبت دراز شاگرد اور اُستاذ پر موقوف ہے اور جاننا اُستاذ کی مرضیات کا اور سیکھنا طریقہ آمد و شد اور حل مشکلات اور استخراج مجہولات کا اُسکے لیے پرضرور ہے لہذا ارشاد ہوا کہ اَصحابی[٥٢] کالنجوم بِاَیِّهِم اقتدیتم اهتدیتم اور چونکہ قطع دریای حقیقت بدون بازوی علمی اور عملی دونون کی ممکن نہین لہذا ہر مسلمان کو دونون بازوون سے تمسک واجب ہوا جسطرح قطع سفر دریا کہ بغیر سواری کشتی اور بلا رعایت

---

٥١ حضرت مولوی اسمعیل صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ منصب امامت مین لکھتے ہین کہ حقیقت عصمت [illegible] افعال و اقوال و اخلاق و اعتقادات [illegible] حفاظت غیبی [illegible] معصوم [illegible] حق [illegible] اور انحراف [illegible] متعلق ہو [illegible] حفظ [illegible] عصمت [illegible] حقیقت [illegible]

٥٢ یعنی میرے اصحاب [illegible] ستارون کی مانند ہین [illegible] جس سے اقتدا کروگے [illegible] ہدایت پاؤگے [illegible] رحمۃ اللہ علیہ [illegible] مشکوۃ ١٢ منہ

حال نجوم کے محال ہو ورنہ سمت توجہ غیر سمت توجہ سے متمیز نہو گی پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے قصہ اس کشتی کا
اور کیفیت نجات کی طوفان سے تاکہ مسلمانون کو اس سے تدبیر حاصل ہو اور یاد رکھے کان یاد رکھنے والا
حدیث مین ہو کہ حضرت نے بعد نزول آیۂ کریمہ وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَاعِيَةٌ کے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا
کہ مین نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہو کہ کردے ایسے کان تیرے ای علی آور نکتہ تخصیص یہ ہو کہ حضرات اہلبیت
کا کشتی ہونا بغیر جناب امیر علیہ السلام کے متصور نہ تھا کیونکہ اُسوقت مین اہلبیت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے
قابل امامت اس طریقے کے نہ تھے صغیر السن تھے اور اُنکی تربیت اور تعلیم دوسرے پر محول فرمانا شانِ آنحضرت کے
خلاف تھا لاجرم قواعد نجات کے تقل معاصی سے حضرت امیر علیہ السلام کو تعلیم فرما کر اُنکو انکا امام قرار دینا
آور اپنے کمال علمی کو اُنکی صورت مین متصور کرنا ضرور ہوا تاکہ آنجناب بحکم اُبوت اس کمال کو اپنے صاحبزادون
کو پہونچائین اور یہ سلسلہ قیامت تک اُنکے توسط سے جاری رہے لہذا حضرت امیر کو یعسوب المومنین کا خطاب
دیا اور ساتھ اسکے چونکہ آپ علاقۂ دامادی بھی آنحضرت سے رکھتے تھے اور بچپن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی گود مین پرورش پائی تھی اور ہر امر مین رفیق و شریک آپ کے تھے اس سبب سے حکم فرزندی بھی اُنپر صادق
آتا تھا اور اُنکو بسبب قرابت قریبہ کے مناسبت کلیہ قوای روحانیہ آنحضرت سے بھی حاصل تھی پس حضرت امیر
علیہ السلام گویا پرتو اور صورت کمال علمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے جسکو ولایت اور طریقت
کہتے ہین اور یہ استعداد اُنکی روز بروز بعنایات آنحضرت سے دوچند ہوتی رہی اور غایت مرتبۂ کمال کو پہونچی
یہانتک کہ آثار اُسکے تمام سلاسل اولیا مین پیدا اور ہویدا ہین کذا فی تفسیر فتح العزیز آور حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی فاروقی نقشبندی مجددی رحمہ اللہ اپنے رسالۂ وصیت نامہ کی وصیت پنجم مین
فرماتے ہین کہ فقیر کو معلوم ہوا ہو کہ ائمۂ اثنا عشر رضی اللہ عنہم اقطاب نسبتی ہوے ہین اور رواج تصوف کا قریب
تمام ہونے اُنکے زمانہ کے ہوا آور قطبیت اُنکی ایک امر باطنی ہو تکلیف شرعی سے کام نہین رکھتی اور نص اور اشارہ
ہر ایک کا اپنے قائم مقام کو باعتبار اُسی قطبیت کے ہو اور امور امامت راجع اسی طرف کو ہین کہ کبھی
اپنے بعض خلص یارون کو اُسپر مطلع کرتے تھے بعد ایک زمانہ کے ایک قوم نے تعمق کیا اور اُنکے اقوال کو دوسرے
محل پر اُتار لائے واللہ المستعان انتہی قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی عثمانی کہ مشاہیر خلفای نقشبندیہ مجددیہ
اور عظمای واصلین سے ہین اس کلام کی شرح مین لکھتے ہین کہ جو کچھ حضرت شیخ نے اثبات قطبیت ائمہ اثنا عشر مین

لکھا ہی اس مضمون کو حضرت قطب صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے شرح بیت حضرت غوث الثقلین
رضی اللہ عنہ مین لکھا ہی اور فقیر نے اُسکو شمشیر برہنہ مین لکھا ہی انتہی آور سیف المسلول مین لکھتے ہین کہ بعضے
اکابر اولیای امت کو بکشف صریح جو ایک سبب اسباب علم سے ہی ظاہر ہوا ہی کہ فیوض و برکات کارخانۂ ولایت
کی جو جناب الہی سے اولیا پر نازل ہوتی ہین پہلے ایک شخص پر نازل ہوتی ہین آور اُس شخص سے تقسیم ہوکر ہر ایک
اولیای عصر سے موافق اسکے مرتبہ اور استعداد کے پہونچتے ہین اور کسی کو اولیاء اللہ سے بے توسط اُسکے فیض
نہین پہونچتا اور کوئی مرد مردان خدا سے بے وسیلہ اسکے درجہ ولایت کا نہین پاتا اقطاب جزئی اور اوتاد و ابدال
اور نجبا اور نقبا اور کل قسمین اولیای خدا کی اُسکی محتاج ہوتی ہین صاحب اس منصب عالی کو امام اور قطب
ارشاد بالاصالۃ بھی کہتے ہین آور یہ منصب عالی وقت ظہور آدم علیہ السلام سے روح پاک حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کے لیے مقرر تھا کہ قبل از نشأ عنصری حضرت امیر کے بھی امم سابقہ مین جو شخص درجۂ ولایت کو پہونچتا تھا توسط روح
پاک آنحضرت کے پہونچتا تھا اور بعد وجود عنصری کے وقت رحلت تک صحابہ و تابعین سبکو یہ دولت بتوسط اُنکے
پہونچی اور بعد رحلت اُنکے وہ منصب عالی امام حسن مجتبی کو ملا بعد اُنکے امام حسین شہید دشت کربلا کو پھر امام زین العابدین
کو پھر امام محمد باقر کو پھر امام جعفر صادق کو پھر امام موسی کاظم کو پھر امام علی رضا کو پھر امام محمد تقی کو پھر امام علی نقی کو پھر
امام حسن عسکری علیہم السلام کو وہ منصب عالی مفوض ہوا اور بعد وفات امام حسن عسکری علیہ السلام کے تا وقت
ظہور سید الشرفا غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی کے یہ منصب عالی روح امام حسن عسکری علیہ السلام
کے متعلق تھا جب حضرت غوث الثقلین پیدا ہوے تو یہ منصب مبارک اُنسے متعلق ہوا اور تا ظہور امام مہدی
علیہ السلام متعلق رہیگا اسی واسطے حضرت غوث الاعظم نے فرمایا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل
ولی اللہ اور یہ شعر ارشاد کیا ہے

ابدا علی افق العلی لا تغرب	افلت شموس الاولین وشمسنا

یعنی ڈوب گئے آفتاب اگلے اولیای کرام کے اور آفتاب ہمارا یعنی ائمہ عظام کا ہمیشہ افق بلندی پر رہیگا غروب
نہوگا اور جب امام مہدی ظاہر ہونگے تو یہ منصب اُنھین سپرد ہوگا اور تا گذرنے اُنکے زمانہ کے اُنکو سپرد رہیگا
یہ مدعا بکشف و الہام ثابت ہوا ہی اور استنباط اس مدعا کا کتاب اللہ اور حدیث حضرت سرور پیغمبران سے بھی
ہم کرسکتے ہین قال اللہ تعالی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی وجہ استنباط کی یہ ہی کہ انبیای
سابق نے لا اسئلکم علیہ مالا ان اجری الا علی اللہ فرمایا ہی ہرگز اجرت فریضہ تبلیغ رسالت پر درخواست
نہین کی اور درخواست اجرت کا احتمال ہی کیا تھا آور ہمارے پیغمبر کو حق تعالی نے اسلوب کلام بدلکر حکم فرمایا
حکمت اسمین یہ ہی کہ شرائع انبیای سابق کے بعد اُنکی وفات کے منسوخ ہوجاتے تھے اور یہ شریعت مؤیدہ ہی پس امتیان

[illegible]

مین نہین مانگتا ... مزدوری ... نہین مگر اللہ پر ۱۲ مترجمہ اللہ تعالی علم

لکھا ہی اس مضمون کو حضرت قطب صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے شرح بیت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ مین لکھا ہی اور فقیر نے اُسکو شمشیر برہنہ مین لکھا ہی انتہی اور سیف المسلول مین لکھتے ہین کہ بعضے اکابر اولیای امت کو بکشف صریح جو ایک سبب اسباب علم سے ہی ظاہر ہوا ہی کہ فیوض و برکات کارخانۂ ولایت کی جو جناب الہی سے اولیا پر نازل ہوتی ہین پہلے ایک شخص پر نازل ہوتی ہین اور اُس شخص سے تقسیم ہوکر ہر ایک اولیای عصر سے موافق اسکے مرتبہ اور استعداد کے پہونچتے ہین اور کسی کو اولیاء اللہ سے بے توسط اُسکے فیض نہین پہونچتا اور کوئی مرد مردان خدا سے بے وسیلہ اسکے درجہ ولایت کا نہین پاتا اقطاب جزئی اور اوتاد و ابدال اور نجبا اور نقبا اور کل قسمین اولیای خدا کی اُسکی محتاج ہوتی ہین صاحب اس منصب عالی کو امام اور قطب ارشاد بالاصالۃ بھی کہتے ہین اور یہ منصب عالی وقت ظہور آدم علیہ السلام سے روح پاک حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے لیے مقرر تھا کہ قبل از نشأ عنصری حضرت امیر کے بھی امم سابقہ مین جو شخص درجۂ ولایت کو پہونچتا تھا توسط روح پاک آنحضرت کے پہونچتا تھا اور بعد وجود عنصری کے وقت رحلت تک صحابہ و تابعین سبکو یہ دولت بتوسط اُنکے پہونچی اور بعد رحلت اُنکے وہ منصب عالی امام حسن مجتبیٰ کو ملا بعد اُنکے امام حسین شہید دشت کربلا کو پھر امام زین العابدین کو پھر امام محمد باقر کو پھر امام جعفر صادق کو پھر امام موسی کاظم کو پھر امام علی رضا کو پھر امام محمد تقی کو پھر امام علی نقی کو پھر امام حسن عسکری علیہم السلام کو وہ منصب عالی مفوض ہوا اور بعد وفات امام حسن عسکری علیہ السلام کے تا وقت ظہور سید الشرفا غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی کے یہ منصب عالی روح امام حسن عسکری علیہ السلام کے متعلق تھا جب حضرت غوث الثقلین پیدا ہوے تو یہ منصب مبارک اُنسے متعلق ہوا اور تا ظہور امام مہدی علیہ السلام متعلق رہیگا اسی واسطے حضرت غوث الاعظم نے فرمایا قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ اور یہ شعر ارشاد کیا

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا	اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

یعنی ڈوب گئے آفتاب اگلے اولیای کرام کے اور آفتاب ہمارا یعنی ائمہ عظام کا ہمیشہ افق بلندی پر رہیگا غروب نہوگا اور جب امام مہدی ظاہر ہونگے تو یہ منصب اُنھین سپرد ہوگا اور تا گذرنے اُنکے زمانہ کے اُنکو سپرد رہیگا یہ مدعا بکشف والہام ثابت ہوا ہی اور استنباط اس مدعا کا کتاب اللہ اور حدیث حضرت سرور پیغمبران سے بھی ہم کرسکتے ہین قال اللہ تعالی قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی وجہ استنباط کی یہ ہی کہ انبیای سابق نے لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مَالًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ فرمایا ہی ہرگز اجرت فریضۂ تبلیغ رسالت پر درخواست نہین کی اور درخواست اجرت کا احتمال ہی کیا تھا اور ہمارے پیغمبر کو حق تعالی نے اسلوب کلام بدلکر حکم فرمایا حکمت اسمین یہ ہی کہ شرائع انبیای سابق کے بعد اُنکی وفات کے منسوخ ہوجاتے تھے اور یہ شریعت مؤبدہ ہی پس امتیان

[illegible] اللہ تعالیٰ علیم [illegible]

کمالات نبوت کی ظاہر ہو کیونکہ حضرت نے فرمایا ہو کہ حال میری امت کا مثل حال پانی کے ہی نہین جانا جاتا کہ اول
اسکا بہتر ہی یا آخر یا حال سکا مثل حال اس باغ کے ہی کہ کہلاتا ہون مین ایک فوج کو اُس سے ایک سال اور دوسری فوج
کو اُس سے دوسرے سال شاید کہ آخر اُن فوجون کی چوڑی زیادہ ہو چوڑائی مین اور عمیق زیادہ عمق مین اور نیک زیادہ نکوئی
مین یہ کنایہ اُسی ظہور کمالات نبوت سے ہی آخر زمانہ مین کیونکہ کمالات ولایت کبھی کم نہین ہوے پس جاننا چاہیے
کہ کشف سے ثابت ہوا کہ قطب ارشاد کمالات ولایت علی مرتضی ہین کہ امامت عبارت اُسی قطبیت سے ہی اور صحابہ ان
کمالات ولایت مین اُنکی طرف محتاج ہین اسواسطے ارباب کمالات ولایت ہر چند بنا بر عقیدہ اہل سنت فضلیت شیخین
کے قائل ہین لیکن بحکم اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ[1] شکر جناب امیر کا زیادہ کرتے ہین اور اُنکی طرف گرویدگی زیادہ رکھتے ہین
اور قطب ارشاد کمالات نبوت کے حضرت صدیق اور حضرت فاروق ہین اور قطبیت ارشاد وزارت کے ساتھ تعبیر کی گئی
ہی حیث قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَزِیْرَایَ فِی الْاَرْضِ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ[2] اور حضرت عثمان قطبیت کمالات نبوت اور ولایت
دونون سے حصہ رکھتے ہین اسیواسطے انکو ذی النورین کہا گیا اور وہ کمالات نبوت کے کہ اُنہین تجلی ذات بحت کی ہی
بے پردہ صفات کے بہتر کمالات ولایت سے ہین کہ اُن مین تجلی صفات کی ہی یا تجلی ذات کی پردہ صفات مین پس جناب امیر
دروازہ علم قرار دیے گئے کہ علم صفات سے ہی اور شیخین دین مین ایسے ہوے جیسے سر ہی بدن کے لیے اور جماعت صحابہ
کی اکثر نظر کمالات نبوت پر تھی اور کمالات ولایت مقابل مین کمالات نبوت کے چندان اعتبار نہین رکھتے تھے
اسواسطے تمام صحابہ حتی کہ خود جناب امیر فضلیت شیخین کے قائل ہوے اور اُسپر اجماع ہو گیا اور اورون نے متابعت اس
اجماع کی کی پس فضلیت خلفای ثلثہ کے جناب امیر پر اور فضلیت جناب امیر کی تمام صحابہ پر بعد خلفای ثلثہ کے ثابت
ہوئی فَافْھَمْ وَلَا تَکُنْ مِنَ الْقَاصِرِیْنَ انتہے اور حضرت مجدد مکتوب بست و سوم جلد ثالث مکاتیب مین جو شیخ نور محمد
تھانیسری کے نام ہی لکھتے ہین کہ طرق موصلہ جناب قدس دو ہین ایک وہ طریقہ ہی جو قرب نبوت کے ساتھ تعلق رکھتا ہی
اور موصل الاصل ہی اور واصلین اس راہ کے بالاصالۃ انبیا علیہم السلام ہین اور صحابہ اُنکے اور باقی امت مین جسکو اس
دولت سے سرفراز کرین اگرچہ وہ قلیل ہون بلکہ اقل اور اس راہ مین توسط اور حیلولت نہین ان واصلون مین
سے جو فیض لیتا ہی وہ بے توسط کسی ایک کے اصل سے لیتا ہی اور کوئی ایک دوسرے کا حائل نہین ہی اور دوسرا
وہ طریقہ ہی جو قرب ولایت سے تعلق رکھتا ہی اقطاب و اوتاد و بدلا و نجبا اور عامہ اولیاء اللہ اسی راہ کے واصل
ہین اور راہ سلوک عبارت اسی راہ سے ہی بلکہ جذبہ متعارفہ بھی اسی راہ مین داخل ہی اور توسط اور حیلولت اس
راہ مین ثابت ہی پیشوای واصلان اس راہ کے اور سرگروہ اور منبع فیض ان بزرگون کے حضرت علی مرتضی ہین کرم اللہ وجہہ
الکریم اور یہ منصب عظیم الشان اُنکے تعلق ہی اس مقام مین گویا دونون قدم مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت امیر کے فرق
مبارک پر ہین حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین اس مقام مین آپکے ساتھ شریک ہین مین سمجھتا ہون کہ حضرت امیر قبل از نشاء عنصری

[1] الانسان عبید الاحسان یعنی انسان احسان کا غلام ہی

[2] فرمایا آنحضرت نے میرے وزیر آسمان مین جبرئیل و میکائیل ہین اور زمین مین ابوبکر و عمر ہین

بھی ملاذ اس مقام کے ہوے ہین جیسا کہ بعد نشاء عنصری کے ہوے اور جسکو فیض وہدایت اس راہ سے پہونچتا ہے وہ انھین کے ذریعہ سے پہونچتا ہی کیونکہ یہ نقطہ منتہی اُس راہ کے ہین اور مرکز اس مقام کا انسے تعلق رکھتا ہی اور جب دور حضرت امیر کا تمام ہوا تو یہ منصب عظیم القدر حضرات حسنین کو ترتیبا مفوض اور مسلم ہوا اور اُنکے بعد ہر ایک پر ائمہ اثنا عشر سے علی الترتیب والتفصیل قرار پکڑا اور ان حضرات کے زمانون مین اور ایسا ہی بعد ارتحال اُنکے جسکو فیض پہونچا ہی اُسکے وسائط اور ذرائع یہی ہوے ہین اسواسطے کہ اطراف کو سوای لحوق بمرکز کے چارہ نہین یہان تک کہ نوبت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی آئی اور جب نوبت ان حضرت کی پہونچی تو وہ منصب مذکور انکو سپرد ہوا اور مابین ائمہ مذکورین اور حضرت شیخ کے کوئی شخص اس مرکز پر مشہود نہین ہوا اور جسکو اس راہ مین فیض و برکات وصول ہوے اقطاب ہون یا نجبا وہ بتوسط شریف اُنکے مفہوم ہوتا ہی اسواسطے کہ یہ مرکز اُنکے غیر کو میسر نہوا اسی جگہ سے حضرت غوث الثقلین نے فرمایا ہی ع اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ الخ مراد شمس سے آفتاب فیض ہدایت وارشاد ہی اور اُسکے افول سے مراد عدم فیضان مذکور ہی جب بعد وجود حضرت شیخ کے وہ معاملہ جو اولین سے تعلق رکھتا تھا اُنپر قرار پاگیا اور آپ وسطۂ وصول رشد وہدایت ہوے جیسا کہ آپکے پہلے اولین ہوے ہین اور بھی جب تک معاملۂ فیضان برپا ہی آپ ہی کے توسل سے ہی پس لامحالہ راست آیا آپکا فرمانا اَفَلَتْ الخ **تنبیہ** جائز ہی کہ کوئی شخص راہ قرب ولایت سے قرب نبوت کو پہونچے اور دونون معاملون مین شریک ہوا اور بطفیل انبیا علیہم السلام کے اُسکو وہان بھی جگہ دین اور کارخانہ کو اسکے ساتھ مربوط کرین اور یہان بھی معاملہ کو اسکے ساتھ منوط کرین **مصرعہ** خاص کند بندۂ مصلحت عام را ؎ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ انتہی بحذف بعض العبارات اور عارف باللہ المعروف بخواجہ باقی باللہ نقشبندی اپنی مثنوی مین معنی ابی تراب کے بیان فرماتے ہین **مثنوی**

ای خاک مدینہ در کجائی
اے آمدہ نور آسمانی
او سر کمال مصطفٰے بود
خاک اند جماعتے کہ مرزند
گردے نہ بپشت پای ایشان
زان بحر دو نہر تند بکشود
یکسوی دگر لطیفۂ پاک
این سلسلہ از طلای ناب ست

در دیدۂ من چرا نیائی
حاصل شدہ سر لامکانی
یا این کرہ نسبتش کجا بود
ہستی بخدای خود سپرند
در کف پای خود چہ امکان
یکسو حسن و حبیب و داؤد
مستور بزیر پردۂ خاک
این خانہ تمام آفتاب ست

ای از تو زمین بدین خرابی
سبحان اللہ چہ نسبت خاک
من حاصل این خطاب گویم
از سطوت نور در شکستہ
سر حلقۂ خاکیان علی بود
معروف و سری جنید بغداد
سبطین رسول و زین عباد
القصہ ابو تراب اینست

دیدہ شرف ابو ترابی
با سر لما خلقت الافلاک
مضمون ابو تراب گویم
در آب بقا فرو نشستہ
سر سلسلۂ جہان علی بود
کز وے طرق کثیرہ بکشاد
پس باقر و صادق نکوزاد
تفسیر اشارت اینچنین ست

انتہی تحفۂ اثنا عشریہ مطبوعۂ کلکتہ کے صفحہ ۱۷۲ مین تحقیق حدیث ششم مین بعد ایک بحث کے مرقوم ہی کہ لہذا محققین

یہ بعض [illegible] ۱۲

صوفیہ نے لکھا ہے کہ شیخین حامل کمالات نبوت کے تھے اور حضرت امیر حامل کمالات ولایت کے اور اسی واسطے انبیا کا کام جو جہاد با کفار و استیصال اعدای نابکار اور ترویج احکام شریعت اور اصلاح امور ملت کا ہے شیخین سے خوب سرانجام پایا اور کام اولیا کا جو تعلیم طریقت اور ارشاد احوال و مقامات سالکین اور تنبیہ غوائل نفس پر اور ترغیب زہد کی ہے دنیا مین یہ سب حضرت امیر سے زیادہ جاری ہوا اور یہ عقلی بات ہے کہ استدلال ملکات نفسانیہ پر بصدور افعال مختصہ اُن ملکات کے کر سکتے ہین مثلاً کوئی شخص ہر معرکہ مین ثابت قدم رہتا ہو اور مقابلۂ اقران باسیف و سنان مین گوی سبقت لیجاتا ہو تو یہ دلیل صریح اسکی شجاعت و دلیری و جرأت پر ہے بلکہ حب و بغض و خوف و رجا و دیگر امور باطنہ اسیطرح کے افعال اور معاملات سے معلوم ہو سکتے ہین اسی قیاس پر امتیاز کمالات باطنہ ہر شخص مین خواہ وہ قسم کمال انبیا سے ہو یا جنس کمال اولیا سے بسبب اُسکی جامعیت کے ان دو عمدہ کارخانون مین سے ایک مین حاصل ہوتا ہے اور اس حدیث مین کہ شیعہ بھی اپنی کتابون مین نقل کرتے ہین اِنَّکَ یَا عَلِی تُقَاتِلُ النَّاسَ عَلٰی تَاوِیلِ القُرآنِ کَمَا قَاتَلتُهُم عَلٰی تَنزِیلِهِ اشارہ صریح اس تفرقہ اور امتیاز کی طرف ہے کیونکہ مقاتلات شیخین کے سب تنزیل قرآن پر تھے پس گویا زمانہ شیخین بقیہ زمانہ نبوت تھا اور زمان حضرت امیر ابتدای دورۂ ولایت ہوا اور اسیواسطے شیوخ طریقت اور اصحاب معرفت و حقیقت نے آپ کو فاتح باب ولایت محمدیہ اور خاتم ولایت مطلقۂ انبیا لکھا ہے اور اسی سبب سے سلسلے تمام فرق اولیاء اللہ کے آپ پر منتہی ہوتے ہین اور مانند جدولون کے بڑے دریا سے منشعب ہوتے ہین جیسے فقہای شریعت اور مجتہدین ملت کے سلاسل تلمذ شیخین اور اُنکے نواب پر مثل عبد اللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمر کے منتہی ہوتے ہین اور معنی امامت کے کہ اولاد حضرت امیر مین باقی رہے اور ایک دوسرے کو اُسکا وصی کرتا تھا یہی قطبیت ارشاد اور منبعیت فیض ولایت ہے اور اسیواسطے التزام اس امر کا کافۂ خلائق پر ایمۂ اطہار سے مروی نہین ہوا بلکہ یاران چیدہ اور مصاحبان برگزیدہ اپنے کو اُس فیض سے مشرف کرتے تھے اور ہر ایک کو بقدر اُسکی استعداد کے اُس دولت سے سرافراز فرماتے تھے یہ فرقۂ بے فہم اُنکے اُن سب اشارات کو ریاست عامہ اور استحقاق تصرف امور ملک و مال مین اُتار لاکر ورطۂ ضلالت مین پڑا ہے اور یہی سبب ہے کہ حضرت امیر اور اُنکی ذریت طاہرہ کو تمام امت مثل پیرون اور مرشدون کے پوجتی ہے اور امور تکوینیہ کو اُنسے وابستہ جانتی ہے اور فاتحہ و درود اور صدقات اور نذر و منت اُنکے نام رائج و معمول ہو گیا چنانچہ کل اولیا کے ساتھ یہی معاملہ ہے اور نام شیخین کا ان مقدمات مین کوئی شخص زبان پر نہین لاتا اور فاتحہ و درود اور نذر و منت اور عرس و مجلس مین کوئی شریک نہین کرتا اور امور تکوینیہ کو وابستہ اُنسے نہین جانتا گو معتقد اُنکے کمال اور فضیلت کا ہو مانند انبیا کے جیسے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہم السلام کیونکہ کمال اُنکے مثل کمال انبیا کے مبنی کثرت اور تفصیل اور مغایرت پر ہین اور

کمالات اولیاکے سب ناشی وحدت اور جمع اور عینیت سے ہین پس اولیا کو مرآت ملاحظۂ فعل آلہی بلکہ صفات آلہی کا کرسکتے ہین
اور انبیا اور اُنکے وارثان کمالات کو سوای علاقۂ عبدیت اور رسالت اور جارحیت کے علاقہ دوسرا اُن لوگون کے فہم مین
حاصل نہین آور اسی جہت سے اُنکو مرآت ملاحظۂ افعال آلہی نہین کرسکتے ہین انتہی تفریح الاذکیا مین مفتاح سے منقول ہے
کہ مدت خلافت راشدہ تیس برس ہی موافق حدیث صحیح اَلخِلَافَۃُ بَعدِی ثَلٰثُونَ سَنَۃً ثُمَّ یَصِیرُ مُلکًا عَضُوضًا کے
یعنی خلافت بعد میرے تیس برس ہی بعد اُسکے ہوجائیگی ملک گزندہ پس انقضای خلافت کے دو طریقے ہین اول
یہ کہ عین کمال اور اوج تمام مین مانند آجال اجرامیہ منقضی ہو دوسرے یہ کہ قوی بتدریج تساقط اور اضمحلال قبول کرین اور مثل
آجال طبعیہ منقضی ہون سو انقضای مدت خلافت دوسرے طریقہ سے واقع ہوا اسلیے کہ انتقال دفعی خیر محض سے طرف شر محض کے
کہ ملک عضوض ہی حسب عادات آلہی محال ہی چنانچہ حکمانے قاعدۂ امکان شر مین انتقال بامکان احسن عقول فعالہ ہیولای
عناصر کے ساتھ قرار دیا ہی اور جب یہ قرار پایا تو تعین اسنان اربعہ کا خلافت مین لازم آیا پس سن اول صبا ہی کہ حرارت و
رطوبت اس عمر مین زیادہ ہوتی ہی اور بدن حاصل قدر ما یتحلل سے افزون ہوتا ہی اور بخوبی نشو و نما پاتا ہی اور یہ حال خلافت
خلیفۂ اول کا ہی کہ دو برس کئی مہینے مین تمام جزیرۂ عرب کا اہل ارتداد سے پاک ہوا اور نمو اسلام عراق و شام مین ہویدا
ہوا بعد اُسکے خلافت خلیفۂ ثانی عین اشتداد احکام اور قوت مین گذری کہ یہ حالت شباب تھی پھر خلافت خلیفۂ ثالث
مین انحطاط خفی شروع ہوا اور تساقط غیر ظاہر قوای اسلام مین پیدا ہوا یہ زمانہ کہولت کا تھا اور خلافت خلیفۂ رابع
حضرت علی مرتضی وغیرہ مین تساقط اور اضمحلال ظاہر مین نمود ہوا اور اعضای رئیسہ اسلام کہ ازواج اور اولاد مہاجرین تھے
باہم مختلف المزاج ہوے اور احکام متعارض پیدا ہوے اور ہر واقعہ مین بعض اعضا کا فقدان یا تعطل نمودار ہوا اور یہ شیخوخت
تھی یہانتک کہ خلیفۂ وقت جو بمنزلۂ قلب وجود انسانی تھا حرارت غریبۂ خوارج الملہ سے مووف ہوا اور روح غریزی اسلام
نے کہ عبارت نفس مقدس سے تھی مفارقت کی مگر خوب معلوم رہے کہ خلافت پیغمبر علیہ السلام کی جس قدر ظاہر
اسلام سے قاصر ہوتی تھی اُسیقدر خلافت حقۂ خلیفۂ رابع مین وہ خلافت برنگ ولایت ظہور پذیر ہوتی تھی اور
بعد اُسکے حیات بالکلیۂ ظاہر سے مختفی ہوئی اور باطن مین در آئی اور مستور ہوئی اسی معنی مستور نے ایمہ علیہم السلام مین
بترتیب ظہور پکڑا اور پھر رفتہ رفتہ فیض باطن نے حضرات ائمہ سے تمام امت مین انتشار پایا اور سلاسل اہل ولایت
پیدا ہوے انتہی **فائدہ** اہل بیت کا اطلاق کئی معنون پر آتا ہی ایک بنی ہاشم پر جنپر زکوۃ حرام ہی دوسرے
حضرت کے اہل وعیال پر جو شامل ازواج مطہرات کو ہی اور باہر لانا ازواج آنحضرت کا اہلبیت سے مکابرہ ہی
اور مخالف سوق آیت کے کیونکہ خطاب اُنسے ہی اول آیت اور آخر آیت مین پس باہر لانا اُنکا اُس چیز سے جو
ماسبق مین واقع ہوئی ہی کلام کو اتساق و انتظام سے نکالتا ہی امام فخر الدین رازی کہتے ہین کہ یہ آیت شامل
ہی نساء آنحضرت کو بھی کہ سیاق آیت ہی یہ ہی پس باہر لانا اُنکا اُس سے اور مخصوص کرنا اُنکے غیر کو صحیح نہین ہی

اور اولی یہ ہی کہ کہا جائے کہ اہلبیت اولاد آنحضرت اور ازواج اُنکے ہین اور حسنین اُنمین داخل ہین اور حضرت امیر بھی
اہلبیت سے ہین بجہت اُنکی معاشرت کے ساتھ بنت پیغمبر کے اور اُنکی ملازمت کی آنحضرت کے ساتھ صلے اللہ علیہ وسلم
اور کبھی اطلاق اہلبیت کا ایسا آیا ہی جس سے مفہوم ہوتا ہی اختصاص اُسکا حضرت زہرا اور حسنین اور علی مرتضی رضی اللہ عنہم
اجمعین کے ساتھ انس بن مالکؓ سے روایت ہی کہ حضرت تشریف لیجاتے تھے حضرت زہرا کے گھر جب نماز فجر کے لیے
مسجد مین آتے اور فرماتے تھے الصلوٰۃ یا اھل بیت اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ
تَطْهِیْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہی کہ تھی مین حضرت کے پاس کہ خادم نے آکر
خبر کی کہ علی اور فاطمہ اور حسنین کھڑے ہین حضرت نے مجھسے فرمایا کہ یکسو ہو جاؤ مین اندر گھر کے چلی گئی پس آئے
حسنین اور اُنکے والدین اور بٹھلایا حضرت نے حسنین کو اپنی گود مین اور پکڑا علی کو ایک ہاتھ سے اور فاطمہ کو
دوسرے ہاتھ سے اور اپنے سے لپٹا لیا اور پھر ڈالدی انپر گلیم سیاہ جو آپ پہنے تھے اور فرمایا خداوندا یہ میرے
اہلبیت ہین آئے ہین تیری طرف اور بھی ام سلمہؓ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے یہ مسجد میری حرام ہی ہر حائض
عورت پر اور ہر جنب مرد پر مگر محمدؐ اور اُنکے اہلبیت پر جو علی اور فاطمہ اور حسنین ہین روایت کیا اسکو بیہقی نے اور
تضعیف کی بالجملہ اہلبیت کا اطلاق چارون حضرات پر شائع و مشہور ہی علما نے ان اقوال کی تطبیق اور ان اطلاقات
کی توجیہ مین لکھا ہی کہ بیت ہر شخص کے تین ہوتے ہین بیت نسب بیت سکنی بیت ولادت تو بنی ہاشم اولاد عبد المطلب
نسب کی جہت سے آپکے اہلبیت ہین کہ اولاد جد قریب کو بیت کہتے ہین اور ازواج مطہرات اولاد سکنی ہین اور اولاد
امجاد اہل بیت ولادت ہین اور اگرچہ اطلاق اہلبیت کا تمام اولاد آنحضرت پر ہو سکتا ہی پر تخصیص جناب علی مرتضی
اور فاطمہ زہرا اور حسنین کی اسوجہ سے ہی کہ یہ سب مین ممیز ہین بمزید فضل و کرامت اور تعلق محبت اور مودت مین ممتاز
اور مخصوص ہین اسی سے مطلقاً جہان اہلبیت مذکور ہوتے ہین وہان یہی حضرات مراد ہوتے ہین کذا فی ترجمۃ المشکوٰۃ
اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ اختلاف ہی اسمین کہ اہلبیت سے مراد اس آیت مین کون ہین اکثر اسپر ہین کہ مراد اُن سے
فاطمہ اور حسنین اور علی ہین رضی اللہ عنہم اجمعین چنانچہ اکثر روایتین اسپر دلالت کرتی ہین اور انصاف یہ ہی
کہ نساء مطہرات بھی داخل ہین اسمین بجہت ندای سیاق و سباق کلام کے اور بلانا حضرت کا ان چار تن پاک کو اور
بٹھلانا کنار مبارک مین اور پہنانا کساء کا اور فرمانا اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ الحدیث منافات نہین رکھتا ہی نساء مطہرات کے

۲ [illegible] حدیث ضعیف [illegible] ملا علی قاری [illegible]

کیا علما نے اتفاقاً اسی نووی نے ۲ اربعین میں لکھا ہے کہ اتفاق کیا علما نے جواز عمل حدیث ضعیف میں فضائل اعمال میں اور ابن حجر مکی نے فتح المبین میں اسکی توضیح کی ہے اور سخاوی نے قول بدیع میں اور جلال الدین دوانی نے انموذج العلوم میں اور ابن الہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ الاستحباب یثبت بالحدیث الضعیف غیر الموضوع انتہی ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

داخل ہونے کے ساتھ انہین اور شمول فضل اذہاب رجس و ثبوت تطہیر کے ساتھ اُنکے لیے بھی انتہی قسطلانی شرح بخاری
مین لکھتے ہین کہ معنی اہلبیت اور اُنکے تعین مین اقوال مختلف ہین بعض کہتے ہین کہ پنجتن پاک ہین شیخ نورالحق
تیسیر القاری مین فرماتے ہین کہ پوشیدہ نرہے کہ مؤید قول اول کی حدیث صحیح مرفوع ہی وہ یہ کہ جسوقت آیۂ
اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا نازل ہوئی تو آپ علی اور فاطمہ
و حسنین کو ہمراہ لیکر اُس خیمہ مین جو صحن خانہ مین نصب تھا تشریف لائے اور فرمایا اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ
ور جب ام سلمہ نے کہ عمدہ ازواج مطہرات سے تھین آناچاہا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا مین اہلبیت سے نہین ہون
و فرمایا کہ اَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ لٰکِنْ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ مگر یہ کہین کہ اہلبیت شامل ہی سبکو لیکن آنحضرت نے برگزیدہ
کیا اہلبیت سے ان چار حضرات کو اور اشارہ فرمایا کہ یہ آیت تطہیر مخصوص انھین کے ساتھ ہی واللہ اعلم باقی اسکی تحقیق
در کتب معتبرہ مین دیکھ لینا چاہیے

از حق بود صلوٰۃ وز امت بود سلام	بر حضرت محمد و بر آل او مدام

فضائل محبت اہلبیت

ہی عاشقان روی سید الثقلین و ای شیفتگان گیسوی حسنین جانو اور آگاہ ہو کہ جیسی محبت محبوب کبریا مرغوب
صفیا عروس روشن چہرۂ شہود چہرہ کشای شاہد وجود شاہنشاہ درویش خصلت رفیع المنزلت حضرت
محمد مجتبے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلق پر فرض ہی ویسی ہی محبت اہلبیت اطہار جگر گوشگان حبیب
ہروردگا بھی لازم اور واجب ہی اور ہر چند محبت اور تعظیم اُن حضرات کی ہر فہیم اور ذکی کے نزدیک عمدۂ مادۂ ایمان
و رقوام اسلام ہونا چاہیے چہ جائیکہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسپر ترغیب اور تحریض کرین حدیث صحیح مین ہی
لہ آپ نے فرمایا پہچان آل محمد کی برأت ہی دوزخ سے اور حب آل محمد کی گذرنا ہی پل صراط سے اور ولایت آل محمد
لی پناہ ہی عذاب سے یعنی اُنکے مراتب جو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہین اُنکا پہچاننا باعث
امن و امان کا ہی پس جسکو اتنا معلوم ہوا تو اُسپر اجلال اور تکریم اُنکی واجب ہوئی اسلیے کہ یہ بات ظاہر ہی کہ جب
حق تعالی نے حضرت کو اپنا حبیب بنایا اور سارے عالم پر آپکو فضیلت عنایت کی اور فضائل عامہ و خاصہ سے
خصوصیت مرحمت فرمائی تو ضرور ہی کہ یہ سب برکات اور فضیلتین آپکی آپ کے منتسبین مین بھی ساری ہونگی
وہ انتساب خواہ نسبًا ہو یا نسبۃً صحبۃً ہو یا قرابۃً اسکے سوا جسکو خود رسول خدا خواجۂ ہر دوسرا نے دوست رکھا ہو اُسکا پوچھنا
ہی کیا ہی اُسکی دوستی تو عین رسول مقبول کی دوستی ہوگی اور جسطرح رسول کی محبت اور عداوت خدا کی محبت و عداوت
ہی یونہی حضرت کے دوست کی دوستی اور دشمنی بھی ٹھیریگی کہ مصرع بلیلی ہرچہ ماند عین لیلی ست

فرمایا ۱۲ منہ ... معقول المعنی ہو کہ آپ اسکو اسی حدیث کو نقل ... حضرت کا طریق اولی مطلوب ہوگا اور ... دوستاں بود مطلوب توضیح اقارب ... پس شک نہین کہ حصہ ... [illegible]

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ پس محبت اہلبیت

آنحضرت اور سارے منتسبین کی باعث نجات اور استغفر اللہ بغض و عداوت انکی مہلکات و موبقات سے ہی رباعی

کافی بکزین تو حب اولاد رسول	نور نظر رسول حسنین و بتول	ہم الفت حیدر بدل و جان بگزین	تا ثمرۂ ایمان تو گردد مقبول

ہر چیز کی حب اور بغض کا کمال یہ ہی کہ وہ اسکے متعلقات کی طرف سرایت کرے اور خود حدیث مین اسی طرف اشارہ ہی چنانچہ جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ احیاء المیت بفضائل اہلبیت مین جابرؓ سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے کہا خطبہ پڑھا ہم لوگون کے سامنے حضرت نے اور مین نے سنا کہ آپ نے فرمایا جسنے ہمارے اہلبیت کو دشمن رکھا اسکو اللہ گھاٹے مین پھینکیگا قیامت کے دن ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے ابی سعید خدری سے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے قسم ہی اسکی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ کسی شخص نے میرے اہلبیت سے بغض نہین رکھا مگر اللہ نے اسکو دوزخ مین بھیجا صحیح مسلم مین زید بن ارقم سے روایت ہی کہ ایک روز حضرت مقام خم غدیر مین ہم لوگون کے ساتھ تشریف رکھتے تھے آپ نے حمد کی اور وعظ و نصیحت فرمائی ثواب و عقاب یاد دلایا اور فرمایا ای لوگو آگاہ رہو تم کہ مین ایک آدمی ہون قریب ہی کہ آوے میرے پاس پروردگار کا بھیجا ہوا یعنی ملک الموت تو مجھے اسوقت ارشاد خداوندی بجا لانا پڑیگا اور حقیقت مین یہی ہوا کیونکہ یہ واقعہ آخر ذی الحجہ کا تھا حجۃ الوداع سے پلٹتے وقت کا اور آپ کا وصال ربیع الاول مین ہوا پس مین چھوڑتا ہون تم مین دو نفیس چیزین ایک کتاب اللہ دوسری اہلبیت تو قرآن مین بیان ہی سیدھی راہ اور اعمال کا جس سے روشن ہو جاتی ہی راہ اور چلنے والے آسانی سے منزل مقصود کو پہونچ جاتے ہین پس مضبوط پکڑے رہو اسکو اور اہلبیت کے باب مین یاد دلاتا ہون تمکو خدا کو اور اسکے عذاب سے ڈراتا ہون اگر انکے حقوق مین کوئی تقصیر کروگے اور اسکو مکرر ارشاد فرمایا اور مبالغہ اور تاکید کی اس لیے کہ محبت اور تعظیم انکی اور انکے حقوق کی رعایت اور انکے آداب اہم اور اقدم ہین شیخ عبدالحق محدث مدارج النبوت مین فرماتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت مرض الموت مین جب حضرت سیدہ کو تسکین فرمائی تو بعد اسکے فرمایا کہ اپنے بیٹون کو سامنے لاؤ حضرت سیدہ نے پیش کیا انھون نے جو نانا کو اس حال مین دیکھا تو بیتاب ہو کر آہ و زاری کی اور ایسا روئے کہ انکے رونے سے جتنے گھر مین تھے سب رونے لگے حضرت نے انکو بوسہ دیا اور انکی تعظیم اور احترام اور محبت کے بارہ مین صحابہ اور تمام امت کو وصیت فرمائی انتہی نزل الابرار بما صح عن مناقب اہلبیت الاطہار مین ابی ہریرہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا تم مین بہتر وہ ہی جو میرے اہلبیت کے ساتھ اچھا رہے مفتاح النجا فی مناقب اہل عبا مین ہی کہ ترمذی اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے تم اللہ کو دوست رکھو کہ اسنے تمکو نعمت دی اور چاہیے

فرمایا اللہ تعالی نے نہ پاویگا تو کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہون اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ دوستی رکھین ان سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اسکے رسول کے ۱۲ ... یعنی کافی ہے ... ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ ...

اور محبت اہلبیت کی واجب ہے اور رعایت انکے حقوق کی لازم ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ * ... مین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ تعظیم اور ... مقام درمیان مکہ اور مدینہ کے ... غدیر خم ... [illegible]

کہ اُسی محبت سے مجھے بھی دوست رکھو اور میری محبت سے میرے اہلبیت کو دوست رکھو اور ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ
اور ابو بکر بن ہارون رویانی اور طبرانی نے معجم کبیر مین اور محمد بن عساکر نے محمد بن کعب قرظی سے اُنھون نے عباس بن عبد المطلب
سے روایت کی کہ فرمایا حضرتؐ نے کیا حال ہوگا اُن لوگون کا جو آپس مین باتین کرتے ہین اور جب میری اولاد مین سے کسی کو
دیکھتے ہین تو چپ ہو رہتے ہین قسم ہے اُسکی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ کسی کے دل مین ایمان نہین داخل ہوتا
جب تک وہ اُنکو بسبب میری قرابت کے دوست نرکھے صحیح کہا ہے اس حدیث کو حافظ ابن حجر مکی ہیتمی نے اور تفسیر آیۂ کریمہ
وَمَن يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا مین جناب امیر فرماتے ہین کہ اقتراف حسنہ ہم اہلبیت کی دوستی ہے اور فرمایا مین
اُن اہلبیت سے ہون جنکی محبت اللہ نے ہر مسلمان پر فرض کی ہے یہ ٹکڑا اس حدیث کا ہے جسکو حاکم نے مسلسل بسادات اشراف
روایت کی ہے اور اسی حدیث کو نسائی نے بھی دوسرے طریقہ سے روایت کیا ہے اور ترمذی اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند
مسلسل بسادات اشراف حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کی کہ حضرتؐ نے حسنین کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس نے مجھکو اور انکو
اور انکے مان باپ کو دوست رکھا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ مین ہوگا اور اسیطرح اور احادیث صحیحہ سے
وجوب محبت اور تحریم بغض و عداوت اہلبیت نبوت باحسن وجوہ ثابت ہے اسی سے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین تعظیم اور توقیر اور
محبت اور الفت جسطرح اہلبیت نبوت کی کرتے تھے اور کسی کی نہین کرتے تھے بخاری مین ہے کہ حضرت ابی بکر صدیقؓ نے
فرمایا قسم ہے اُسکی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے ہر آئینہ قرابت رسول خدا دوست تر ہے میرے نزدیک اپنی
قرابت سے یعنی اُسکی رعایت اور صلۂ رحم کو مین اپنی قرابت کی رعایت سے بڑھکر جانتا ہون اور بھی اُسمین ہے کہ
فرمایا حضرت صدیق اکبر نے اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ یعنی محافظت کرو محمدؐ کی اُنکے اہل بیت مین یعنی حفظ حرمت
اور تعظیم محمدی اسمین ہے کہ اُنکے اہلبیت کی حرمت اور تعظیم کرو ابن حجر صواعق محرقہ مین مبحث اربعہ آیات فضائل اہلبیت
مین اس کلام کی شرح مین لکھتے ہین کہ اُنکے حقوق کی رعایت کرو اور اُنکو ستاؤ نہین اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفٰی
وفضائل اہل بیتہ الطاہرین مین ہے کہ دارقطنی نے نقل کیا کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام حضرت صدیق اکبرؓ
کے پاس آئے اور وہ منبر نبوی پر تھے پس آپ نے کہا اُترو میرے جد کے منبر سے حضرت صدیق اکبر نے کہا تم نے سچ کہا
ہے یہ منبر تمھارے جد کا ہے اور اپنی گود مین بٹھالیا اور روئے حضرت امیر نے کہا واللہ اُسنے میری رای سے نہین کہا ہے
یعنی یہ لڑکا ہے مین نے کچھ اسے سکھایا نہین یون ہی لڑکپن مین اسکے مونھ سے یہ نکلا ہے حضرت صدیق اکبر نے
فرمایا آپ سچے ہین مین آپ کو اسکی تہمت نہین لگاتا اور نیز یہی قصہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کے ساتھ منقول ہے چنانچہ اصابہ فی تمییز الصحابہ مین شیخ ابن حجر عسقلانی نے بروایت یحیی بن سعید الانصاری عبید
ابن حنین سے نقل کیا ہے اور اُسکے آخر مین لکھا ہے کہ اسکی سند صحیح ہے خطیب کے نزدیک یہان سے محبت حضرت صدیق اکبر کی

اور آپ کا توقیر کرنا اہلبیت کو سر ایمان و بالاخوب اندازہ کرسکتا ہی **فائدہ** تحفۂ اثنا عشریہ مین ہی کہ لڑکونکا قاعدہ ہی کہ جب
کسیکو اپنے بڑے کے مقام پر بیٹھے ہوے یا اُسکا کپڑا پہنے ہوے یا اُسکی کسی اور چیز کو استعمال کرتے دیکھتے ہین تو اگرچہ
وہ اُس بزرگ کی مرضی اور اجازت سے ہو مگر ضرور روک ٹوک کرتے ہین کہ یہان سے اُٹھو یا یہ کپڑا اُتار دو
پس اُنکی ایسی باتین قابل استدلال نہین ہوتی ہین اور ہرچند ائمہ اور انبیا کمالات نفسانی اور مراتب ایمانی مین تمام
خلق سے ممتاز ہوتی ہین لیکن احکام بشریہ اور خواص سن صبا اور لڑکپن کے اُنمین بھی پائے جاتے ہین اسی لیے مقتدے
ہونے کے لیے پہونچنا حد کمال عقل پر ضرور کہا گیا ہی بلکہ چالیس برس کے پہلے منصب نبوت کسی کو عطا نہین ہوا
الا نادراً والنادر کالمعدوم اور مثل مشہور ہی الصبی صبی ولو کان نبیا اور حضرت امامین بالاجماع زمانۂ خلافت
جناب صدیق اکبر مین صغیر السن تھے انتہی فضل الخطاب مین عبد اللہ بن عباس سے منقول ہی کہ جب شہر مدائن زمانۂ
خلافت حضرت عمرؓ مین فتح ہوا تو حضرت فاروقؓ نے مسجد نبوی مین فرش حریر بچھایا اور مال غنیمت جمع کیا اول
امام حسن علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے اے امیر المؤمنین ہمارا حق جو اللہ نے مقرر کیا ہی عطا کرو آپنے فرمایا
بالبرکۃ والکرامۃ اور ہزار درم نذر کیے آپ جب دولت خانہ کو تشریف لے گئے تو امام حسین علیہ السلام تشریف
لائے اُنکو بھی آپنے ہزار درم دیے پھر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ آئے اُنکو پانسو درم دیے حضرت ابن عمرؓ نے
کہا یا امیر المؤمنین مین جوان تھا رسول خدا کے حضور مین جہاد کرتا تھا اور حسنین صغیر السن تھے کوچہ ہاے مدینہ مین
کھیلا کرتے تھے اُنکو آپنے ہزار ہزار درم دیے اور مجھکو پانسو حضرت امیر المؤمنین عمرؓ نے فرمایا اے بیٹے تو اپنی فضیلت تو
حاصل کر جو حسنین کو ہی پس تجکو بھی ہزار درم دون کیونکہ انکے باپ علی مرتضی اور ما فاطمہ زہرا اور جد انکے رسول خدا
اور جدہ خدیجہ کبری اور چچا جعفر طیار پھوپھی ام ہانی ماموں ابراہیم ابن رسول اللہ اور خالہ رقیہ اور ام کلثوم دختران
پیغمبر خدا ہین پس ابن عمر ساکت ہوے اور یہ خبر حضرت علی مرتضی کو پہونچی اُنھون نے کہا مین نے حضرت سے سُنا ہی کہ عمر چراغ
اہل جنت کے ہین یہ خبر حضرت عمر کو پہونچی وہ ایک گروہ مسلمانون کے ساتھ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کے
دروازہ پر گئے اُسوقت حضرت امیر باہر تشریف لائے حضرت عمر نے کہا اے علی تمنے سُنا ہی کہ رسول خدا نے مجھ کو
چراغ اہل جنت فرمایا ہی آپنے فرمایا ہان مین نے یہ حدیث آپ سے سُنی ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی یہ
حدیث اپنے ہاتھ سے مجھکو لکھ دیجیے آپنے اپنے دست مبارک سے لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما ضمن علی بن ابی طالب
لعمر بن الخطاب عن رسول اللہ صلعم عن جبرئیل عن اللہ تبارک و تعالی ان عمر بن الخطاب سراج اھل الجنۃ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ نوشتہ لے لیا اور اپنی اولاد کو سپرد کرکے وصیت کی کہ جب میری وفات ہو تو بعد غسل و تکفین کے

اور آپ کا توقیر کرنا اہلبیت کو سر ایمان و الاخوب اندازہ کر سکتا ہی **فائدہ** تحفہ اثنا عشریہ مین ہی کہ لڑکون کا قاعدہ ہی کہ جب
کسیکو اپنے بڑے کے مقام پر بیٹھے ہوے یا اُسکا کپڑا پہنے ہوے یا اُسکی کسی اور چیز کو استعمال کرتے دیکھتے ہین تو اگرچہ
وہ اُس بزرگ کی مرضی اور اجازت سے ہو مگر ضرور روک ٹوک کرتے ہین کہ یہان سے اُٹھو یا یہ کپڑا اُتار دو
پس انکی ایسی باتین قابل استدلال نہین ہوتی ہین اور ہر چند ائمہ اور انبیا کمالات نفسانی اور مراتب ایمانی مین تمام
خلق سے ممتاز ہوتی ہین لیکن احکام بشریہ اور خواص سن صبا اور لڑکپن کے انمین بھی پائے جاتے ہین اسی لیے مقتدا
ہونے کے لیے پہونچنا حد کمال عقل پر ضرور کہا گیا ہی بلکہ چالیس برس کے پہلے منصب نبوت کسی کو عطا نہین ہوا
الا نادراً والنادر کالمعدوم اور مثل مشہور ہی الصَّبِیُّ صَبِیٌّ وَلَوْ کَانَ نَبِیًّا اور حضرت امامین بالاجماع زمانہ خلافت
جناب صدیق اکبر مین صغیر السن تھے انتہیٰ فضل الخطابؒ مین عبد اللہ بن عباسؓ سے منقول ہی کہ جب شہر مدائن زمانہ
خلافت حضرت عمرؓ مین فتح ہوا تو حضرت فاروقؓ نے مسجد نبوی مین فرش حرمی بچھایا اور مال غنیمت جمع کیا اول
امام حسن علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے اے امیر المؤمنین ہمارا حق جو اللہ نے مقرر کیا ہی عطا کرو آپنے فرمایا
بِالْبَرَکَۃِ وَالْکَرَامَۃِ اور ہزار درم نذر کیے آپ جب دولت خانہ کو تشریف لے گئے تو امام حسین علیہ السلام تشریف
لائے اُنکو بھی آپنے ہزار درم دیے پھر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ آئے اُنکو پانسو درم دیے حضرت ابن عمرؓ نے
کہا یا امیر المؤمنین مین جوان تھا رسول خدا کے حضور مین جہاد کرتا تھا اور حسنین صغیر السن تھے کوچہ ہای مدینہ مین
کھیلا کرتے تھے اُنکو آپنے ہزار درم دیے اور مجھکو پانسو حضرت امیر المؤمنین عمرؓ نے فرمایا اے بیٹے تو اتنی فضیلت تو
حاصل کر جو حسنین کو ہی پس تجکو بھی ہزار درم دون کیونکہ انکے باپ علی مرتضیٰ اور ما فاطمہ زہرا اور جد اُنکے رسول خدا
اور جدہ خدیجہ کبریٰ اور چچا جعفر طیار پھوپھی ام ہانی ماموں ابراہیم ابن رسول اللہ اور خالہ رقیہ اور ام کلثوم دختران
پیغمبر خدا ہین پس ابن عمر ساکت ہوے اور یہ خبر حضرت علی مرتضیٰ کو پہونچی اُنھون نے کہا مین نے حضرت سے سُنا ہی کہ عمر چراغ
اہل جنت کے ہین یہ خبر حضرت عمر کو پہونچی وہ ایک گروہ مسلمانون کے ساتھ حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے
دروازہ پر گئے اُسوقت حضرت امیر باہر تشریف لائے حضرت عمر نے کہا اے علی تمنے سُنا ہی کہ رسول خدا نے مجھ کو
چراغ اہل جنت فرمایا ہی آپنے فرمایا ہان مین نے یہ حدیث آپسے سُنی ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی یہ
حدیث اپنے ہاتھ سے مجھکو لکھ دیجیے آپنے اپنے دست مبارک سے لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم هٰذَا مَا ضَمِنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ
لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم عَنْ جِبْرَئِیْلَ عَنِ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سِرَاجُ اَہْلِ الْجَنَّۃِ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ نوشتہ لے لیا اور اپنی اولاد کو سپرد کرکے وصیت کی کہ جب میری وفات ہو تو بعد غسل و تکفین کے

[illegible]

تمھاری بدولت ہمارے سرون پر بال اُگا کے اور ہمنے تمھاری برکت سے راہ راست پائی اور اس مرتبہ کو پہونچے
مین کہتا ہون کہ مآل دونون عبارتون کا ایک ہی صرف نقل مین فرق ہی حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ نے ازالۃ الخفا مین
ریاض النضرہ محب طبری سے بھی یہ حکایت عبید بن حنین کی روایۃ سے نقل کی ہی کہ کہا اُنھون نے آئے حسنؓ یا حسینؓ کہ
اجازت مانگتے تھے حضرت عمرؓ سے اور آئے ابن عمرؓ بھی پس نہ اجازت ملی ابن عمرؓ کو اور وہ پلٹ گئے پس کہا حسنؓ یا حسینؓ
نے کہ جب ابن عمرؓ کو اجازت نملی تو ہمکو بھی نملیگی یہ خبر حضرت عمرؓ کو پہونچی آپنے حضرت امام کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ اے بھتیجے تم
کیون پلٹ گئے آپ نے فرمایا کہ مین سمجھا کہ جب آپنے اپنے بیٹے کو اجازت ندی تو مجکو کیون دیجئے گا آپنے فرمایا ای بھتیجے هَلْ
اَنْبَتَ الشَّعَرَ عَلَى الرَّاسِ غَيْرُكُمْ اور بھی اُسمین حضرت امام حسین علیہ السلام سے منقول ہی کہ ایکدن مین حضرت عمرؓ کے پاس آیا
اور آپ تنہائی مین امیر معاویہؓ کے ساتھ تھے اور ابن عمر دروازہ پر تھے پس پلٹ گئے ابن عمر اور مین بھی اُنکے ساتھ پلٹ آیا
بعد اسکے ایکروز مجھے حضرت عمرؓ ملے اور فرمانے لگے کہ کہان تھے مینے تمکو نہین دیکھا مینے اپنے جانے اور پلٹ آنے کا سارا حال
بیان کیا آپنے فرمایا تم زیادہ حقدار تھے اجازت کے ابن عمر سے اِنَّمَا اَنْبَتَ مَا فِي رُؤُسِنَا اللّٰهُ ثُمَّ اَنْتُمْ انتہی حضرت ابی ہریرہؓ
نے حضرت امام حسینؓ کے دونون پاؤن سے اپنے کپڑے کے کونے پر خاک جھاڑی حضرت نے فرمایا اے ابی ہریرہؓ یہ کیا کرتے ہو ابو ہریرہؓ
نے کہا مجھے معاف رکھیے واللہ اگر لوگ تمھارے مراتب جانین جتنے مین جانتا ہون تو تمھین اپنے کندھون پر اُٹھائے پھرین
تحفہ مین لکھا ہی کہ اُم خالد ایک عورت تھی حسن و جمال مین مشہور معاویہؓ بن ابی سفیان نے یزید کی منگنی کا پیام اُسکو دیا اور
ابو ہریرہؓ کو اسی کام کے واسطے شام سے مدینہ بھیجا حضرت امام حسن اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن جعفر اور عبد اللہ
بن مطیع بن الاسود نے بھی اُنکے پاس اپنے اپنے پیغام بھیجے جب اُم خالد نے ابو ہریرہؓ سے مشورہ کیا تو ابو ہریرہ نے
باآواز بلند کہا کہ سبط رسول و قرۃ العین بتول کے برابر مین کسیکو نہین جانتا ہون ای ناقص العقل مال دنیا نظر مین
نہ لا اور مصاہرت رسول کی غنیمت جان چنانچہ اُس عورت نے ابو ہریرہؓ کے کہنے سے یزید کے مال کو پھیر دیا اور
امام علیہ السلام سے نکاح کیا اور اس شرف سے مشرف ہوئی اور کتاب الموافقۃ لابن السمان مین قصے محبت اور
مصافات صحابہ کرام کی اہل بیت عظام کے ساتھ بہت سے لکھے ہین اور اُس کتاب کے کید مقتم مین یہ بھی مذکور ہی مین کہتا ہون
کہ نزہۃ الادب فی امثال العرب مین اس مثل مین کہ رُبَّ سَاعٍ لِقَاعِدٍ ہی لکھا ہی کہ بعضے کہتے ہین کہ پہلے یہ مثل معاویہؓ بن
ابی سفیانؓ کی زبان پر گذری تھی اُسکی حکایت مین یہ نقل مشہور ہی اُسمین یہ حکایت مفصل منقول ہی اُس تحریر سے یہ
معلوم ہوتا ہی کہ ابی ہریرہؓ جب معاویہؓ کی طرف سے اُم خالد کے پاس چلے تو رات کو وہ مدینہ پہونچے اور صبح کو زیارت
مزار مبارک و مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے گئے وہان حضرت سبط اکبر امام حسن علیہ السلام سے ملاقات ہوئی
اُنھون نے سبب اُنکے آنے کا پوچھا اُنھون نے ساری کیفیت مفصل بیان کی آپ نے فرمایا کہ ام خالد سے ہماری بھی خواہش
بیان کرنا اور ہماری منگنی کا پیام دینا اُسکے بعد حضرت امام حسین اور عباس بن علی اور عبد اللہ بن جعفر اور عبد اللہ

بن زبیر اور عبداللہ بن مطیع بن اسود رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی ان صاحبون نے بھی اپنا اپنا پیام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
ہی کی معرفت دیا ابوہریرہؓ نے جا کر پہلے اپنا مطلب آنیکا ام خالد سے بیان کیا بعد اُسکے اُن چھوٹون صاحبون کا پیام دیا
اُمّ خالد نے کہا کہ میرا ارادہ اب نکاح کرنیکا نہین ہے مین بیت اللہ مین مجاورہ ہو کر اللہ کی یاد مین عمر بسر کرونگی آگے
جو تمھاری صلاح ہو ابی ہریرہؓ نے کہا یہ کچھ نہین تم ابھی جوان ہو بے شوہری اس عمر مین مصلحت نہین اُمّ خالد نے
کہا کہ پھر تمھین مشورہ بتاؤ کہ کسکے ساتھ نکاح کرون اُنھون نے کہا کہ یہ خود تم سوچو کہ بنظر منافع دین و دنیا کے کس کے
ساتھ نکاح کرنے مین مصلحت ہے اُسنے کہا کہ مین بغیر تمھاری صلاح کے کسیکے ساتھ نکاح نکرونگی اُنھون نے کہا کہ اگر خواہ مخواہ
تجھکو میری صلاح پر اصرار ہے تو میرے نزدیک بہتر یہ ہے اور مصلحت اسی مین ہے کہ تو اِن دونون سرداران جنت مین سے
ایک کے ساتھ نکاح کر لے اُمّ خالد نے مانا اور کہا بہتر ہے امام حسن کو خبر کر دو کہ مین اُنکے ساتھ عقد کرونگی ابی ہریرہؓ نے
اطلاع کی اور اُسی روز نکاح ہو گیا اور خود شام مین آکر جو روپیہ معاویہ کے پاس سے لائے تھے وہ اُنکو پھیر دیا اِس
واقعہ کی اطلاع امیر معاویہ کو پہلے سے ہو گئی تھی اُنھون نے کہا ہمنے تو تمکو منگنی کرنے بھیجا تھا تمنے محتسب بنکر للہیت
کیون صرف کی ابی ہریرہؓ نے کہا کہ ام خالد نے مجھ سے اصرار سے مشورہ لیا تھا مینے اُسکے حق مین جو نیک بات تھی وہ
اُسکو بتا دی کیونکہ حدیث مین ہے کہ مشورہ لیا گیا امانت دار ہے سو مین امانت مین خیانت کیون کرتا تب معاویہؓ نے یہ
مثل کہی جسکے معنی یہ ہین کہ بہت لیسے محنت کرنیوالے ہین کہ اُنکی محنت کا نتیجہ گھر بیٹھنے والون کو بے محنت ملتا ہے انتہی
اور ام خالد بی بی عبداللہ بن عامر بن کریز کی تھین اُنکے شوہر نے اُنکو طلاق دیدی تھی انتہی لِقَدْ دِ اللّٰہ دُرَّۃ اور
اظہار السعادۃ مین ہے کہ شیخ ابن حجر نے تسوید القوس مین بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ رکاب حسنینؓ کی پکڑے تھے
لوگون نے اُنسے پوچھا کہ آپ ان سے بڑے ہین عمر مین اور اُنکی رکاب پکڑتے ہین حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ
حسنینؓ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہین تو کیا اُنکی رکاب پکڑنا میری سعادت نہین ہے انتہی اسعاف الراغبین
مین عبداللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب سے نقل ہے کہ وہ فرماتے ہین کہ مین گیا عمر بن عبدالعزیز کے پاس کسی ضرورت
سے اُنھون نے کہا جب آپ کو کوئی حاجت ہوا کرے تو آپ کہلا بھیجا کیجیے مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ آپ ضرورت کے
واسطے میرے دروازہ پر آیا کرین انتہی صاحب مفتاح النجا نے فصل ثانی باب اول مین لکھا ہے کہ ہمارے ابو حنیفہ
نہایت تعظیم کرتے تھے اہلبیت کی شیخ ابو سعید ماوردی نے حضرت امام صاحب کے مناقب مین لکھا ہے کہ آپ توقیر
اور احترام سادات مین نہایت مبالغہ فرماتے تھے چنانچہ ایکدن مجلس واحد مین چند بار تعظیم کو کھڑے ہوے اور بیٹھے
اور سبب ظاہر نہوا اہل مجلس نے سبب پوچھا فرمایا کہ ان لڑکون مین ایک لڑکا علوی ہے جب اُسکو دیکھتا ہون تو تعظیم کو
اُٹھتا ہون انتہی اور تحفہ مین ہے کہ جو صحبت اور تلمذ اور علم اور طریقہ حضرت امام اعظم کو حضرات ائمہ امام محمد باقر اور امام
جعفر صادق اور زید بن علی بن الحسین سے حاصل ہے وہ بیان سے مستغنی ہے اور امام کے والد جنکا نام ثابت تھا اپنے

لڑکپن مین اپنے باپ کے ساتھ حضرت امیر کی زیارت کو گئے تھے آپنے اُنکے حق مین دعا برکت اولاد کی فرمائی تھی بموجب اُس دعا کے امام ابوحنیفہؒ پیدا ہوئے تھے اور حضرت امام شافعیؒ نے تو فرضیت محبت اہلبیت کی تصریح اِس شعر مین فرمائی ہے **شعر**

یَا اَهْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ ۔ فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ

اور صواعق محرقہ کی و اخر فصل الرابع باب تاسع مین ہے کہ منجملہ کلام امام شافعیؒ کے یہ اشعار بھی اُنکی طرف منسوب ہین **اشعار**

اِذَا نَحْنُ فَضَّلْنَا عَلِیًّا فَاِنَّنَا ۔ رَوَافِضُ بِالتَّفْضِیْلِ عِنْدَ ذَوِی الْجَهْلِ

یَا رَاكِبًا قِفْ بِالْمُحَصَّبِ مِنْ مِنًی ۔ وَاهْتِفْ بِسَاكِنِ خَیْفِهَا وَالنَّاهِضِ

سَحَرًا اِذَا فَاضَ الْحَجِیْجُ اِلٰی مِنًی ۔ فَیْضًا كَمُلْتَطِمِ الْفُرَاتِ الْفَائِضِ

اِنْ كَانَ رَفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔ فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضٌ

حضرت مجددؒ اُس اول شعر کے معنی مین فرماتے ہین کہ حب آل محمد رفض نہین جیسا کہ گمان کرتے ہین اور اگر اسی کو رفض کہتے ہین تو یہ رفض مذموم نہین کیونکہ برائی رفض کے دوسرون سے تبرّے کی وجہ سے ہے نہ اُنکی محبت کی راہ سے پس محبان اہلبیت اہل سنت ہی ہین انتہی اور آخر مقصد خامس صواعق محرقہ مین ہے کہ امام شافعیؒ نے جو اہل بیت کے محبت کی یون تصریح فرمائی تو وہ شیعون مین شمار کیے گئے پس آپنے اُسکے جواب مین یہ اشعار فرمائے شاہ صاحب تحفہ مین فرماتے ہین کہ غرض امام شافعیؒ کی ان اشعار سے مقابلہ نواصب کا تھا کہ وہ بسبب حب اہل بیت کے لوگون کو رفض کی طرف منسوب کرتے تھے اور یہ بیان فضائل اہلبیت کچھ خصیصہ امام شافعیؒ کا نہین بلکہ تمام اہل سنت اس عبادت پر قیام کرتے ہین اور روایت حدیث کی ائمہ اہلبیت سے کتب اہل سنت مین بہت ہے اور سلسلہ آبای اہلبیت کا انھین نے سلسلۃ الذہب نام رکھا ہے انتہی ان اشعار پر تین شعر اور بھی بڑھے ہین اُنکی کیفیت بھی اسی بیان مین تحفہ مین مرقوم ہے **حکایت** امام ابوبکر بیہقیؒ نے اپنی کتاب مین جو مناقب حضرت امام شافعیؒ مین لکھی ہے نقل کرتے ہین کہ حضرت امام شافعیؒ سے کہا گیا کہ آپ جو منقبت اور فضیلت اہلبیت کی ذکر کرتے ہین تو لوگ اُسکو خوب متوجہ ہوکر نہین سنتے ہین اور صبر نہین کرتے بلکہ جب کسیکو ایسا بیان کرتے سنتے ہین تو کہنے لگتے ہین کہ یہان سے چلو اس شخص کے پاس سے ہٹو کہ یہ شخص تو رافضی ہے تب امام شافعیؒ نے فرمایا **شعر**

اِذَا فِیْ مَجْلِسٍ نَذْكُرْ عَلِیًّا ۔ وَسِبْطَیْهِ وَفَاطِمَةَ الزَّكِیَّه

یُقَالُ تَجَاوَزُوْا یَا قَوْمِ هٰذَا ۔ فَهٰذَا مِنْ حَدِیْثِ الرَّافِضِیَّه **شعر**

بَرِئْتُ اِلَی الْمُهَیْمِنِ مِنْ اُنَاسٍ ۔ یَرَوْنَ الرَّفْضَ حُبَّ الْفَاطِمِیَّه

مین یکسو ہون اُن لوگون سے خدا کی طرف جو محبت اولاد فاطمہ کو رفض ٹھیراتے ہین اور نیز حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا ہے **شعر**

قَالُوْا تَرَفَّضْتَ قُلْتُ كَلَّا ۔ مَا الرَّفْضُ دِیْنِیْ وَلَا اعْتِقَادِیْ

یعنی لوگون نے کہا کہ تم رافضی ہو گئے مین نے کہا حاشا رفض نہ میرا دین ہے اور نہ میرا اعتقاد **شعر**

لٰكِنْ تَوَلَّیْتُ غَیْرَ شَكٍّ ۔ خَیْرَ اِمَامٍ وَّخَیْرَ هَادِیْ

لیکن بلاشک دوست رکھتا ہون مین بہتر امام اور بہتر ہادی کو **شعر**

اِنْ كَانَ حُبُّ الْوَلِیِّ رِفْضًا ۔ فَاِنَّنِیْ اَرْفَضُ الْعِبَادِیْ

اگر ولی کی محبت ہی کا نام رفض ہے تو مین سب لوگون سے بڑھا ہوا ہون رفض مین ابی الحسن بن جبیر کہتے ہین **اشعار**

[illegible]

أُحِبُّ النَّبِيَّ الْمُصْطَفٰى وَابْنَ عَمِّهٖ … عَلِيًّا وَّسِبْطَيْهِ وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَا
هُمْ اَهْلُ بَيْتٍ اُذْهِبَ الرِّجْسُ عَنْهُمْ … وَاَطْلَعَهُمْ اُفُقُ الْهِدَايَةِ اَنْجُمًا زُهْرًا
وَمُوَالَاتُهُمْ فَرْضٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ … وَحُبُّهُمْ اَسْنَى الذَّخَائِرِ لِلْاُخْرٰى
وَمَا اَنَا لِلصَّحْبِ الْكِرَامِ بِمُبْغِضٍ … فَاِنِّيْ اَرَى الْبَغْضَاءَ فِيْ حَقِّهِمْ كُفْرًا
هُمْ جَاهَدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ … وَهُمْ نَصَرُوْا دِيْنَ الْهُدٰى بِالظُّبٰى نَصْرًا
عَلَيْهِمْ سَلَامُ اللّٰهِ مَادَامَ ذِكْرُهُمْ … لَدَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَاَكْرِمْ بِهٖ ذِكْرًا

یعنی مین دوست رکھتا ہون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے چچا کے بیٹے حضرت علیؓ اور اُنکی اولاد اور فاطمہ زہرا کو وہی اہلبیت ہین جنسے ناپاکی دور کی گئی اور افق ہدایت نے اُنکو ستارہ روشن کرکے چمکایا اُنکی محبت فرض ہے ہر مسلمان پر اور اُنکی محبت سزاوار اور بلندترین ذخیرہ ہے آخرت کے لیے اور مین صحابۂ کرام کا نعوذ باللہ دشمن نہین ہون کیونکہ مین دشمنی اُنکی کفر جانتا ہون انھین حضرات نے اللہ کی راہ مین مجاہدے کیے جیسا کرنا چاہیے تھا اور انھین نے دین ہدایت کی مدد کی اللہ کا سلام اُنپر جب تک کہ اُنکا ذکر ملأ اعلیٰ کی یہان رہے اور کیا ہی بزرگ یہ ذکر ہے

حکایت لکھا ہے کہ ایک واعظ اہلبیت کے مناقب بیان کرتا تھا اتنی دیر تک اُسنے بیان کیا کہ آفتاب غروب ہونے لگا تب اُسنے آفتاب سے مخاطب ہوکر کہا **شعر**

لَا تَغْرُبِيْ يَا شَمْسُ حَتّٰى يَنْقَضِيْ … مَدْحِيْ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّلِنَسْلِهٖ

یعنی اے آفتاب غروب نہ ہو جب تک کہ آل محمد اور اُنکی نسل کی تعریف تمام نہو **شعر**

وَاثْنِيْ عِنَانَكِ اِنْ اَرَدْتُ ثَنَاءَهُمْ … اَنَسِيْتِ اِذْ كَانَ الْوُقُوْفُ لِاَجْلِهٖ

اور تو اپنی باگ پھیر لے اگر مین اُنکی تعریف کا ارادہ کرون یعنی پھر دوبارہ نکل آ کیا تو بھول گیا یہ کہ اُنکے لیے تو ٹھیرا تھا **شعر**

اِنْ كَانَ لِلْمَوْلٰى وُقُوْفُكِ فَلْيَكُنْ … هٰذَا الْوُقُوْفُ لِفَرْعِهٖ وَلِنَجْلِهٖ

اگر تیرا ٹھیرنا مولیٰ کے واسطے تھا تو چاہیے کہ ٹھہرنا اُنکی اولاد کے لیے بھی ہو پس آفتاب نکل آیا اور مجلس مین انس کثیر اور سرور عظیم ہوا انتہی من درر الاصداف شعرانی نے کہا کہ شیخ اکبر نے فتوحات مین کیا خوب فرمایا ہے **ابیات**

فَلَا تَعْدِلْ بِاَهْلِ الْبَيْتِ خَلْقًا … فَاَهْلُ الْبَيْتِ هُمْ اَهْلُ السِّيَادَةِ
فَبُغْضُهُمْ مِنَ الْاِنْسَانِ خُسْرٌ … حَقِيْقِيٌّ وَّحُبُّهُمْ عِبَادَةٌ

یعنی اہلبیت کے ساتھ تو کسی کے خلق مین برابری نکر کیونکہ اہل بیت ہی اہل سیادت ہین انسان کو اُنکی دشمنی خسران حقیقی ہے اور اُنکی محبت عبادت ہے انتہی تحفہ مین ہے کہ حضرت امام مالکؒ خود یاران خاص حضرت امام جعفر صادقؓ سے تھے اور عمر بھر اُن سے محبت رکھی اور اُنکے عمدہ شاگردون مین سے بھی ہین بالاجماع انتہی اور امام احمد بن حنبل کا یہ حال تھا کہ جب کوئی بوڑھا یا جوان قریش کا یا اشراف مین سے آتا تو آپ اُسکی تعظیم کرکے اُسکو اپنے روبرو بٹھاتے اور خود پیچھے بیٹھتے یہ صواعق محرقہ مین مقصد خامس از مقاصد آیۂ رابع عشر فضائل اہلبیت مین ہے اور صواعق محرقہ اور مفتاح النجا مین تاریخ نیشاپوری سے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت مین دیلمی سے اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ مین کامل ابن اثیر سے اور علمائے کرام نے اپنی تالیفات مین نقل کیا ہے کہ جب حضرت امام رضا علیہ السلام نیشاپور مین داخل ہوے تو خچر پر سوار تھے شقیق بلخی کہ

بل عجب کی فتح نسل و اولاد ۱۲ منہ

اعاظم صوفیہ اہل سنت سے ہین حضرت کی جلو مین آگے آگے چلتے تھے اور ایک جماعۃ صوفیہ کے اپنے چادرون سے حضرت پر
سایہ کیے ہوے تھے اور حافظ ابوزرعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی کہ اُس شہر کے اکابر علماے محدثین سے تھے تمام طلبہ کے
ساتھ اپنے مدرسون اور باطون سے حضرت امام کی زیارت کو نکلے اور شہرہ عظیم شہر مین ہوا جوق جوق لوگ آپکی زیارت کو
حاضر ہوے اور عرض کیا کہ آپ اپنا روے مبارک ہمکو دکھائین اور ان دونون صاحبون نے اور دیگر محدثین اہل سنت نے
عرض کیا کہ کوئی حدیث اپنے آبا و اجداد سے ہمارے لیے روایت فرمائین حضرت امام نے بعد تضرع بسیار قبول فرماکر خچر کو
ٹھیرایا اور غلامون کو اُسکے پکڑنیکا حکم دیکر پردہ جمال مبارک سے اُٹھایا دیدہ خلائق کو اپنی طلعت پُرکرامت سے
روشن فرمایا جب اُن دونون گیسوون پر جو آپکے دوش مبارک پر پڑے تھے لوگون کی نگاہ پڑی تو سب بے اختیار ہوکر
چلانے لگے بعض ایسے بیتاب ہوئے کہ خاک پر لوٹنے لگے اور بعضون نے آپکے جبین مبارک کو بوسہ دیا اُسوقت علمانے
چلاکر کہا کہ اے لوگو ذرا دم تو لو جب سب چپ ہوے تو شیخ ابوزرعہ اور محمد بن اسلم نے پھر اُس گذارش کو مکرر عرض کیا اور
التماس کیا کہ اگر دو ایک حدیث بسند اپنے آباے کرام کے کہ سلسلۃ الذہب ہے اسوقت مجمع خلائق مین فرمائیے تو کمال
بندہ نوازی ہوگی حضرت نے فرمایا حدیث بیان کی مجھسے میرے والد حضرت موسی کاظم نے اُن سے اُن کے والد
حضرت جعفر صادق رضنے اُن سے اُنکے والد حضرت محمد باقر رضنے اُنسے اُنکے والد حضرت زین العابدین رض نے اُنسے اُنکے والد
حضرت شہید دشت کربلا رض نے اُنسے اُنکے والد حضرت علی مرتضی رض نے اور فرمایا حضرت امیر نے کہ حدیث بیان کی مجھسے
میرے حبیب اور میری آنکھون کی پتلی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اُنسے بیان کیا حضرت جبرئیل نے کہ مجھسے
ارشاد کیا جناب باری عزاسمہ نے کہ کلمۃ لا الہ الا اللہ حصنی فمن قالہا دخل حصنی ومن دخل حصنی امن
من عذابی جب یہ حدیث آپ فرما چکے تو پھر نقاب ڈال لیا ادھر سب نے فوراً لکھ لی قلم دوات لانیوالے قریب بیس ہزار کے
تھے امام احمد بن حنبل جب اس سند کو ذکر کرتے تو کہتے کہ اگر یہ مجنون پر پڑھے جائے تو وہ چنگا ہوجائے اور نیز اسی قصہ کو نقل
کیا ہے صاحب الفصول نے جو امامیہ سے ہے تاریخ الایمہ مین حضرت ابو القاسم قشیری فرماتے ہین کہ جب یہ حدیث باین سند
بعض امراے سامانیہ کو ملی تو اُسنے بخط زر اُسکو لکھوایا اور وصیت کی کہ اسکو میرے ساتھ قبر مین رکھدینا چنانچہ ایسا ہی
ہوا جب وہ مرے تو خواب مین کسی نے اُنسے پوچھا کہ خدانے تمھارے ساتھ کیا کیا کہا بخشدیا مجھکو اس تلفظ
لا الہ الا اللہ سے اور اس تصدیق سے کہ محمد رسول اللہ کے ہین اور مین نے اس حدیث کو تعظیماً سونے کے پانی سے
لکھوایا تھا انتہی مین کہتا ہون کہ لایا ہے مناوی اسکو اپنی شرح کبیر جامع صغیر مین یہین تک بتصدیقی محمدا رسول اللہ
انتہی شیخ عبدالحق رح نے جذب القلوب الی دیار المحبوب مین مقام آداب زیارت ائمہ اہلبیت اور اُسکے ثواب مین کتاب
فصل الخطاب سے حدیث طویل بروایت حضرت امام رضا مشتمل بر آداب زیارت و دعا جو وقت نزدیک ہونے

۱۲ کلمہ لا الہ الا اللہ [illegible]

[illegible] ۱۲

مزارات کے آئی ہو نقل کی ہو اور اُسکے خاتمہ مین لکھا ہو اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَی اللّٰہِ مِنْ عَدُوِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ[1] حضرت مجدد مکتوب سی و ششم جلد ثانی مکتوبات مین اُس خط مین جو آپنے خواجہ محمد تقی کو لکھا ہو فرماتے ہین کہ یہ جہالت ہو جو کوئی اہل سنت کو محبان حضرت امیر سے نجانے اور آپ کی محبت کو مخصوص دوسرون کے ساتھ سمجھے اور محبت حضرت امیر کی رفض نہین ہو تبری خلفا ے ثلثہ سے البتہ رفض ہو اور بیزاری اصحاب کرام سے مذموم اور مُلام ہو جیسا کہ امام شافعیؒ نے فرمایا ہو پس محبان اہل بیت اہل سنت ہی ہین اور محبت اہل بیت کی ساتھ تعظیم اور توقیر جمیع صحاب کرام کی یہی تسنن ہو اور نیز فرماتے ہین کہ کیونکر کوئی گمان کرسکتا ہو کہ اہل سنت کو معاذ اللہ اہل بیت سے محبت نہین ہو کیونکہ وہ محبت تو ان حضرات کے نزدیک جزو ایمان ہو اور سلامتی خاتمہ کو اُس محبت کے رسوخ کے ساتھ مربوط کیا ہو میرے والد کہ عالم تھے علوم ظاہری اور باطنی کے اکثر اوقات محبت اہل بیت کی ترغیب فرماتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس محبت کو سلامتی خاتمہ مین بڑی مداخلت ہو خوب اسکی رعایت رکھنی چاہیے چنانچہ مَین اُنکے مرض الموت مین مین حاضر تھا جب اُنکا معاملہ آخر لو پہنچا اور اس عالم سے شعور کم ہوا تو مجکو اُسوقت وہ بات یاد آئی مین نے اُس محبت کا حال پوچھا فرمایا کہ مین تو اہلبیت کی محبت مین ڈوبا ہوون مین شکر خدا کا بجالایا پس محبت اہل بیت سرمایۂ ایمان اہل سنت ہو اور مخالف اس سے غافل ہین انتہی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ مین فرماتے ہین کہ تمام سلسلے صوفیۂ اہل سنت کی طریقت مین منتہی ہوے ہین آئمہ پر پس یہ حضرات اہل بیت جمیع فرق اہل سنت کے پیر ہین اور معلوم ہو کہ اہل سنت کے نزدیک عظمت اور وقعت پیر کی کس مرتبہ پر ہو اور کیسی محبت پیرون سے یہ کرتے ہین اور پیرون کے بغض و اہانت کو ارتداد طریقت جانتے ہین تو اب انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ مدار اہل سنت کا کیا ہو یہی شریعت اور طریقت جسکو وہ موقع ریاست اور بزرگی جانتے ہین اور کبرای شریعت یعنی چارون فقہا اور عظمای طریقت یعنی اصحاب خانوادہای صوفیہ دونون فرقے انھین حضرات اہل بیت سے علاقہ رکھتے ہین اور زلہ ربای خوان فیض انھین حضرات کے ہین تو اب اہل بیت کے بغض کی نسبت اہل سنت کی طرف کرنا بلاشک محسوسات کا انکار اور دعوی اجتماع اضداد کا ہو جسکو کوئی عاقل تجویز نہین کرسکتا اور اہل سنت کو نواصب کا لقب دینا یہ ایسا ہی ہو جیسا کوئی نور کو ظلمت اور آفتاب کو تاریک کہے اور بالقطع تاریخ سے یہ بات معلوم ہو کہ اہل سنت نے ہمیشہ نواصب سے مقابلہ کیا ہو اور اُن اشقیا کی ہذیانات کا جواب دیا ہو اور پرخاشین کی ہین انتہی بقدر الضرورۃ عجالۂ نافعہ مین فرماتے ہین کہ یہانتک کہ نسائی نے مناقب حضرت امیر مین رسالہ لکھا ہو اور نواصب شام نے بسبب فرط تعصب و عداوت کی اُنکو اسی بات پر دمشق مین شہید کر ڈالا رحمۃ اللہ علیہ انتہی شاہ غلام علی صاحب حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے ملفوظات مین حضرت مرزا صاحب کا ارشاد نقل کرتے ہین کہ آپ فرماتے تھے کہ محبت اہلبیت موجب ایمان اور سرمایۂ بقای تصدیق و ایقان ہو کوئی عمل سوا

[1] بیشک مین الگ ہوون اللہ کی طرف دشمن محمد و آل محمد سے جن اور انس مین سے ۱۲ منہ رح

محبت ان حضرات کی میرا وسیلۂ نجات نہین شیخ امان پانی پتی شارح لوائح فرماتے ہین کہ سرمایۂ درویشی میرے نزدیک دو چیزین ہین ایک تہذیب اخلاق دوسرے محبت خاندان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فرماتے تھے کہ کمال محبت یہ ہی کہ محبت رسول سے اسکے متعلقونکی طرف تجاوز کرے پس علامت کمال محبت حق کی یہ ہی کہ اسکی محبت مین متابعت اسکی حبیب کی کرے اور علامت کمال محبت پیغمبر کی محبت انکی اہل بیت کے ساتھ ہی انتہی عمدۃ المحدثین و سند المستندین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث قصیدۂ اطیب النغم اور اسکی شرح مین فرماتے ہین جسکا حاصل یہ ہی کہ اہل بیت رسول اللہ کا حال ہمیشہ راست و درست ہی واسطے خاک آلودہ کرنے اپنے دشمنون کی ناک کی اور تین خصلتین اعجوبۂ آثار قدرت حضرت احدیت جل شانہ سے ہین انمین سے ایک محبت کرنا اولاد ابو طالب سے ہی چونکہ ابو طالب شعر مین نہین آتا تھا اسلیے آپنے بلفظ ابو الدطالب فرمایا ہی بدور بازغہ مین فرماتے ہین کہ حدیث مین ہی کہ حضرت نے فرمایا جناب امیر علیہ السلام سے کہ اے علی مین منذر ہون اور تم ہادی سو منذر بیان وہ ہی جو کہے کہ خدا نے تمپر میری اطاعت واجب کی اگر نکروگے دکھ پاؤگے اور ہادی وہ ہی جو کہے کہ اگر میری طاعت کروگے تو تمکو قرب حاصل ہوگا بلا ذکر ترتب عذاب کے ترک طاعت پر پس دال اسبات پر ہی کہ امت خالی نہین ہوسکتی مرشد اور مسترشد سے واسطے ہدایت خلق کے اور ہمیشہ انکے امور مطابق ارشاد نبی نذیر کے درست رہینگی اسواسطے فرمایا حق تعالی نے تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا انتہی ابن جریر اور ابن مردویہ نے اپنے تفسیرون مین اور ابن الاعرابی اور ابی نعیم نے معرفت مین اور دیلمی نے مسند الفردوس مین اور ابن عساکر اور ابن النجار نے اپنی تاریخون مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ جب آیہ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ نازل ہوئی تو حضرت نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ مین منذر ہون اور حضرت امیر کے کندھے کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا تو ہادی ہی اے علی تجھسے میرے بعد راہ پانے والے راہ پائینگے اور ابن مردویہ نے ابی برزۃ اسلمی سے روایت کی ہی کہ مین نے حضرت کو سنا کہ فرمایا إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ اور دست مبارک اپنے سینہ پر رکھا پھر حضرت علی کے سینہ پر رکھکر فرمایا وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اور ابن مردویہ نے یعلی بن مرہ سے روایت کی کہ حضرت نے پڑھا إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اور فرمایا مین منذر ہون اور علی ہدایت کرنے والا اور ضیاء نے مختارہ مین ابن عباس سے روایت کی کہ آپنے فرمایا منذر اور ہادی دونون علی بن ابی طالب ہین اور کہا عبد اللہ نے کہ مجھسے حدیث کی عثمان بن ابی شیبہ نے انسے مطلب ابن زیاد نے انسے سدی نے اور انسے عبد خیر نے کہ مین نے حضرت علی سے اس آیہ کے معنی پوچھے آپنے فرمایا کہ حضرت نے فرمایا ہی کہ منذر اور ہادی ایک مرد ہی بنی ہاشم سے اور سند اسکی مسلسل ہی ثقات کوفیین سے عثمان ثقہ ہین اور حافظ ہین انسے احتجاج کیا ہی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے اور تقریب التہذیب مین ہی کہ بعض کہتے ہین

کہ یہ حافظ قرآن نہ تھے مین کہتا ہون کہ اس سے کوئی حرج نہین اور مطلب صدوق ہین انسے احتجاج کیا ہی بخاری نے
ادب مفرد مین اور نسائی اور ابن ماجہ اور اسمعیل بن عبد الرحمن سدی نے تہذیب اور تہذیب مین اور اورون نے عبد خیر
سے انسے مطلب بن زیاد نے انسے احتجاج کیا مسلم اور چارون نے اور عبد خیر مخضرم بھی ثقہ ہین انسے بھی چارون نے
احتجاج کیا ہی بالجملہ گو بعضون نے بعض کی طرف اس حدیث کے بارہ مین وہم کی نسبت کی ہی مگر حدیث کے شواہد بہت سے
ہین ابن ابی حاتم اور طبرانی نے اوسط مین اور حاکم نے تصحیح کے ساتھ اور ابن عساکر نے حضرت امیر سے اس آیت کے بارہ
مین روایت کی کہ کہا اُنھون نے فرمایا رسول اللہ نے اَنَا المُنذِرُ وَاَنَا الهَادِی اور ایک لفظ مین ہی کہ ہادی ایک مرد
ہی بنی ہاشم سے اور یہان بھی اپنی ہی ذات سے کنایہ فرمایا ہی فَلیُراجَع اور مثل اسکا مرفوع ہی اتفاقًا کیونکہ یہ اُس خبر سے ہی
جو رائے سے نہین کہی گئی پس یہ خبر جیسا کہ معلوم ہوا چار صحابہ سے مروی ہی ذہبی کو غالبًا یہ معلوم نہ تھا جب ہی اُسنے
میزان الاعتدال مین کہا کہ یہ مناکیر حسن عرنی سے ہی اور اُسکی اخراج کو نسبت کی ہی ابن الاعرابی اور ابن جریر کیطرف
اور ابن حجر نے بھی اُسکی متابعت کی ہی لسان المیزان مین واللہ اعلم مین کہتا ہون کہ ائمہ معرفت نے اسکو قبول کیا ہی خصوصًا
امام ابن الامام عبد اللہ بن احمد اور امام التفسیر ابن جریر نے ضعف سند کے ساتھ جو مع اور شواہد کے ہی اُسکے غیر کے
نزدیک اور امام ابن الامام ابن ابی حاتم نے اور ان لوگونکا التزام ہی کہ اپنی کتابون مین موضوع نہین لکھتے اور ابن
ابی حاتم نے تو التزام ہی اسکا کیا ہی کہ اصح ما فی الباب کو لاوے تصریح کی اسکی حاکم اور ضیاء نے کذا فی القول المستحسن
تفہیمات مین فرماتے ہین کہ مینے ارواح آئمہ اہل بیت کو حظیرۃ القدس مین باتم وجہ و احمل وضع مشاہدہ کیا ہی اور سمجھا کہ
انکا برا جاننے والا بڑے دھوکے مین ہی ہمعات مین لکھتے ہین کہ ارواح ائمہ اہل بیت کو مینے دیکھا کہ ایک دوسرے کے
دامن کو مضبوط پکڑے ہوے ایک سلسلہ ہو گئے ہین اور عالم ارواح مین حظیرۃ القدس کے متصل عجیب رسوخ کے ساتھ
جگہ رکھتے ہین اور اُنکی قوت عالم ارواح مین زیادہ ہی اور اپنی بیاض مین جسمین کشکول کے طور پر فوائد متفرقہ جمع کیے ہین
فرماتے ہین کہ سب تعریفین اللہ کو ہین جسنے ہمارے قلوب اپنی محبت سے بھر دیے جنمین بال برابر غیر کی گنجایش نہین پھر
اُسنے حکم دیا ہمکو اپنے رسول کی محبت کا سو انکو ہمنے خدا کی محبت سے دوست رکھا کہ اُنکی محبت اللہ عز وجل کی محبت ہی پھر
حضرت نے حکم دیا اپنی اہل بیت کی محبت اور دیگر سابقین کی محبت کا جو مہاجرین انصار سے ہین تو ہمنے انکو دوست رکھا
رسول کی محبت سے کہ وہ آپ ہی کی محبت کا شعبہ ہی قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مین تحت حدیث اِنَّ اللہَ مَولَایَ وَاَنَا
وَلِیُّ کُلِّ مُؤمِنٍ[1] کے لکھتے ہین کہ مراد اس حدیث سے وجوب محبت اہل بیت اور اعتقاد فضائل اور تعظیم اور تبجیل اُنکی ہی اسطرح کے
مطالب نفیسہ مقدمۂ اہل بیت اور انکی تعظیم اور مدارج کے بیان مین آپکے کلام اور شاہ عبد العزیز صاحب کے مؤلفات مین
بہت سے موجود ہین حضرت شاہ عبد العزیز صاحب اپنے والد ماجد کے رسالہ اعتقادیہ کی شرح مین لکھتے ہین کہ اعتقاد حضرات
اہل بیت نبوت کا دو مرتبے رکھتا ہی پہلا جو باتفاق فریقین لازم ایمان اور رکن اسلام ہی اور عام و خاص سب اسمین شریک ہین

[1] تحقیق اللہ میرا مولی ہی اور مین ولی ہون ہر ایماندار کا ۱۲

اگر کوئی اُنمین قصور کرے تو نواصب ورخوارج مین شمار ہوا اور دائرۂ ایمان سے باہر ہو جاوے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ
یہی مرتبہ ہی کہ محبت اُن حضرات کو مثل ایمان بہ پیغمبر کے فرض جانے اور عداوت کو مثل کفر کے حرام معلوم کرے اور یہ حضرات
یقینا اہل بہشت سے ہین اور بہ تعظیم و توقیر اُنسے پیش آنا چاہیے اور اس مرتبۂ اعتقاد کو لازم ہی کہ اُنکے دشمنونکو دشمن رکھے اور اُسکا
ضمیمہ یہ ہی کہ وہ مناقب جو از روے آیات و احادیث ثابت ہین اپنی تصانیف مین روایت کرے دوسرا مرتبہ اُنکے اعتقاد کا
وہ ہی جو عرفای کاملین رکھتے ہین اور بعض مراتب قرب کمال کو مخصوص ان حضرات کے ساتھ معلوم کرتے ہین اور علمای متقشف
اُس سے غافل ہین اور جو کبھی کچھ اُنکے سامنے کسیکی زبان پر آگیا تو اُنکے معانی و اسرار کے فہم سے بیخبر رہتے ہین انتہی خواجۂ
روزبہان کہ افاضل متکلمین سے ہین متن رسالہ اعتقادیہ مین لکھتے ہین کہ اولاد آنحضرت کی واجب التعظیم اور لازم الاقتدا
ہی اور اُسکی شرح مین لکھتے ہین کہ لیکن تعظیم اولاد پیغمبر کی پس اعتقاد یہ ہی کہ وہ فرض ہی بنا بر اُن احادیث صحیحہ کی جو اُس
بارہ مین وارد ہین جیسا کہ حدیث مین ہی آپنے فرمایا اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَہْلِ بَیْتِیْ اور اسکو مکرر ارشاد کیا اس سے مستفاد
ہوا کہ تعظیم اور محبت ان حضرات کی واجب اور اعانت انکے حقوق مین لازم ہی اور نیز آپنے فرمایا کہ اہل بیت کا دامن
پکڑوگے تو گمراہ نہوگے پس حضرت نے امر فرمایا اُنکی اقتدا کا انتہی اسعاف الراغبین مین امام فخرالدین رازی سے
منقول ہی کہ اہل بیت نبوی مساوی ہین آپکے ساتھ پانچ چیزونمین ایک سلام مین کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اور
سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ یٰسٓ دوسری صلوۃ مین تشہد کے اندر تیسری طہارت مین قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی طٰهٰ اے یا طاہر
وَقَالَ اللّٰہُ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا چوتھی تحریم صدقہ مین پانچوین جو محبت مین قَالَ اللّٰہُ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ
وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی یہ بیان ہی مختصر عقائد اہل سنت کا درباره اعتقاد
اہل بیت کے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اولاً محبت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے دل مین رکھے پھر آپکی اولاد
کی محبت اور آج کے روز بھی ذریات نبوی کو ایسا دیکھے جیسا قبل اسکے اُنکے آبای کرام کو دیکھتا تھا اور اگر کوئی شخص
اہلبیت نبوی سے بواسطۂ بدعت یا گناہ کے فاسق ہوگیا ہو تو اُسکے فعل کو دشمن رکھنا چاہیے نہ اُسکی ذات کو کیونکہ وہ
جگر پارۂ رسول مقبول ہی اگرچہ ہزار واسطے درمیان مین ہون شیخ ابوسعید شرف النبوۃ مین لکھتے ہین کہ حضرت نے فرمایا
اے فاطمہ خدا تیرے غضب سے غضب فرماتا ہی اور تیری خوشی سے خوش ہوتا ہی پس جو کوئی اولاد فاطمہ کو ایذا یا تکلیف دیگا
بلاشک وہ غضب الٰہی مین پڑ جائیگا اور جو کوئی دوست رکھے گا اور محبت کریگا وہ امیدوار رضا و خوشنودی حق کا رہیگا
اور اُسکا نتیجہ جنت ہی علمای اہل سنت نے تصریح فرمائی ہی کہ لائق یہ ہی کہ ساکنان مدینۂ طیبہ کا ہر مسلمان اکرام کرتا رہے گو اُنسے
کوئی بدعت یا مثل اُسکے صادر ہوئی ہو اور یہ بات محض رعایت جوار حضرت سرور کائنات کی ہی تو ذریات آنحضرت کہ
جگر گوشہ آپ کے ہین بطریق اولی لائق اعزاز و اکرام کے ہین ابن عساکر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے
کوئی شخص مجلس مین کسیکی تعظیم نکرے مگر حسین اور اُنکی اولاد کی اور جسطرح محبت اولاد رسول اللہ کی فرض ہی اُسیطرح

محبت اصحاب رسول اللہ کی بھی فرض ہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ میرے یارون سے دشمنی مت کرو میرے بعد
پس جس شخص نے دوست رکھا انکو سو میری محبت سے دوست رکھا اور جسنے انکو دشمن رکھا بس میری عداوت سے دشمن رکھا
اور جسنے انکو ایذا دی اُسنے مجکو ایذا دی اور جسنے مجکو ایذا دی اُسنے خدا کو ایذا دی اور جسنے خدا کو ایذا دی تو قریب ہے
کہ خدا اُس سے مواخذہ کرے اسیطرح اور حدیثین اور آیتین حضرات صحابہ کے شان مین اسقدر نازل ہین کہ اُنسے صراحتہً
نکلتا ہی کہ عداوت اصحاب کی سبب خول نار ہی اسکے سوا محبت حضرات اہل بیت کے بلا محبت صحابہ کے کام نہین آتی اسلیے کہ
اہل بیت کی شان مین آیا ہی کہ اُنکی مثال تم مین مانند کشتی نوح کی ہی الیٰ آخر الحدیث اور صحاب کی شان مین ہی کہ
کالنجوم پس کشتی محبت اہل بیت بے رہنمائی محبت صحابہ دریاے ایمان مین چل نہین سکتے کیونکہ شب تیرہ مین
بے ہدایت انجم کی کشتی دریا مین نہین چلتی ہی امام فخر الدین رازی نے تفسیر مفاتیح الغیب مین لکھا ہی کہ الحمد للہ ہم اہل سنت
سوار ہوگئے کشتی محبت اہل نبوت پر اور راہ راست پائی ہمنے روشنی ستارہ محبت اصحاب نبوی سے پس امید نجات رکھتے ہین ہم لوگ
اہوال قیامت اور درکات جہنم سے اور یہ کہ راہ پائین ہم لوگ طرف درجات جنات نعیم کے پس جو سوار نہوا اُس کشتی نجات پر تو وہ ہلاک ہوا
اور ڈوبا اور جسنے سوار ہوکر ستارہ محبت اصحاب کبار کی روشنی سے راہ نپائی تو وہ بھی گمراہ ہوا اور ایسے اندھیرے مین پڑا کہ اُس سے نکل نہین سکتا انتہی

بیان وجہ حاصل نہونے مرتبہ شہادت کے خود بنفس نفیس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بواسطہ سبطین طیبین حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس کمال کا آپکے کمالات مین ملنا

جاننا چاہیے کہ جب پروردگار عالم نے کہ اُسکو اظہار اپنے اسما و صفات کا زیادہ مدنظر ہی اپنی صفات لازوال مین
سے ہر صفت کو جیسا اُسکا مقتضی تھا ظاہر فرمایا اور کنہ ذات اپنے بطون ہی پر رہے تو اُن صفات کے حقائق نے
مشاہدہ معنویہ ذات مین جہان نہ کیف ہی نہ این مجتمع ہوکر بزبان بیزبانی ندا کی کہ الٰہی اگرچہ ہمنے ظاہر کیا اُن کمالات
جلالیہ و جمالیہ کو لیکن یہ تو ایک قطرہ ہی دریای وحدت سے اور ایک ذرہ بیضا ہی ذات سے ہیہات ہم کہان اور
حقیقت ذات کی کہان اور ظہور شیونات ذاتیہ کے روبرو حقائق اسمائیہ و صفاتیہ کہان اُدھر سے بکمال رافت
ارشاد ہوا کہ گھبراؤ نہین ہم ابھی پیدا کرتے ہین اپنی ذات سے ایک حقیقت کو جو جامع کمالات اسما و صفات ہوگی
اور ایسے ظہور کا اظہار ہوگا جو عین بطون بھی ہوگا اور وہ حقیقت محل نشاء رفیع اور جامع کمالات النشاء بدیع کی
ہوگی اور اُس مظہر اتم کی نسبت کل مظاہر کے ساتھ ایسی ہوگی جیسے ذات کا لگاؤ صفات سے ہوتا ہی اور
نکالونگا نام اُسکا حمد سے اور محمد اور احمد رکھونگا پھر جب آپ مقام احدیت کو طے کر چکے اور مجالی اسما و صفات
مین جلوہ افروز ہوے تو انتہا بعد عاشق قرین معشوق آفرین کو پسند نہوا تب منادی صدق انما کنت کنزاً مخفیاً
فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق کے تقاضاے حب ذاتی یہی ہوا کہ اجراے عشقی برملا ہوجاے اور راز نیاز جہی افشا

پس جناب باری آپ پر عاشق ہو گیا مثل تعشق اسم کے مسمی پر اور صفت کی موصوف پر پس ہر معنی اُن کمالات سے جو راجع
اپنی حقیقت کی طرف ہون سوا آپکے وسطہ کے اور پر دلالت نکر سکے اور حقیقت صفت نوریت کی منحصر آپ مین ہوئی اور
نور آپکے اسما مین ہوا اگرچہ اور انبیا اور اولیا بھی سب متصف اس صفت سے ہین مگر آپ حقیقت اس صفت کے ہین
اور باقی تمام منظاہر اُس نور سراپا سرور کی اور آپکے وسیلہ سے عقول اور نفوس اور لوح اور عرش اور کرسی اور
افلاک اور کواکب اور ارکان اور معادن اور نباتات اور جمادات اور انسان پیدا ہوے اور کارخانہ وجود کی
ترتیب ہوئی جیسے اعداد کی ترتیب ہوتی ہی واحد سے کہ جو عدد ہی وہ اُسی واحد سے مستخرج ہی بعد اخذ
مرتبین و مرات پس عقل اول کہ عبارت ہی روح محمدی سے اصل تمام کی ہی اور آپ ہی در حقیقت کل علتونکی علت ہین کیونکہ
حق تعالی منزہ ہی کسی وجود کی علت ہونے سے پس آپ ہی اول وجود ہوے اور آپ ہی آخر وجود اور تمام ہوا علی درجہ
دائرۂ وجود کا اور آپ اقرب خلق ہین حق کے ساتھ بطون ذات مین اور آخر مین اکمل خلق ہوے جہان مین اور اسی کو درجۂ
وسیلہ کہتے ہین جسکی درخواست کا امت کو حکم ہوا ہی اور معنی وسیلہ کے سبب کے ہین تو آپ جیسی ابتدا مین سبب وجود خلق
کی تھے ویسی ہی انتہا مین سبب قرب خلق کے ہونگے حق کے ساتھ تو قرب صوری و معنوی آپ ہی کو حاصل ہی اور
آپ اکمل ہین وصف اور حال مین تمام عالم سے پس جبتک آپکی روح پرفتوح وہان عالم ارواح مین استفادہ روح کیلیے
رہی تب تک یہان تمام انبیا علیہم السلام تشریف لاتے گئے اور آپکے خیر مقدم کی خبر اپنی امتونکو سناتے گئے آخر
سب کے بعد آپنے اپنے قدوم فیض لزوم سے اس اُمت مرحومہ کے سر افتخار کو فلک الافلاک سے بلند کیا عنایت ازلیہ نے
کل کمالات حضرات انبیاے سابقین کا آپ کو مجموعہ بنایا اور اُسکے سوا اور کمالات خاصہ اور کرامات مختصہ بھی بہت کچھ
عنایت کیے مراتب مین صرف مرتبہ شہادت ہی باقی تھا جو حب ازلی کو بنفس نفیس آپ کو دینا گوارا نہوا اسواسطے کہ وہان
محبت تھی اور محب کو جہان اپنے محبوب کا رویان میلا ہوتے نظر آتا ہی تو وہان سب کچھ چھوڑ مقابلہ مین ایک ہو خواہ
ہزار خود ہی سربکف ہو جاتا ہی اور آپ ہی تن تنہا میدان کارزار مین آکر دشمنون سے دست و گریبان ہو جاتا ہی پس غور
کرنا چاہیے کہ اللہ کا مقابلہ کون کرسکتا ہی کسکا اتنا بیا ہی اور جو بے سمجھے بوجھے دست بقبضہ ہوے تو سب جانتے ہین
کہ فتح آپ ہی کو ہوئی اسلام ہی غالب ہا اور اور مصیبتین اور ایذائین دشمنون سے جو آپ کو پہنچین اُنکی جو جو شامتین آئیں
اور جن جن مصیبتون مین وہ پھنسے اُسکو سارا زمانہ جانتا ہی ذری سی بات ہے کہ جب دشمنان دین کی بے ادبیان
زائد ہونے لگین تو پہاڑونکا موکل فرشتہ حضور مین آیا اور اُن موذیون پر پہاڑ ڈھانیکا پیغام لایا یہان رحم جبلی
تھا اور کرم طبعی منظور رہی نہوا اسکے سوا شہادت مین وہ کون مرتبہ تھا جو اُس محبوب کبریا مین یون ہی بشہادت عقل و
نقل بلا اس شہادت کے موجود نہ تھا حیات جاودانی آپ کو فرح لقاے خداوندی اپ کو پس اس رتبہ پانے سے آپ کی
تکمیل مراتب خیال کرنا سوا خیال باطل کے اور کیا ہی لاجرم حب ازلی نے چاہا کہ یہ کمال اسطرح سے آپکے کمالات

مین ملجائے کہ دور آخر سلام مین فتور بھی نہ آنے پائے جنگ احد کا سا تفرقہ نہ پڑجائے فوجین متفرق ہون اور پھر واقعہ ایسا ہو کہ بالذات ہونے سے کہین بڑھجائے اور تنہا درجۂ شہادت خفا کے ساتھ حاصل ہونیسے جیسے بعض خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل ہوا نہ چندان اشتہار تھا اور نہ عرف مین اسکا اتنا اعتبار شہادت سراسر مصیبت تو وہی ہے کہ آدمی غربت اور مسافرت مین ہر طرح سے بیکس و بے بس ہو جائے وہان ہو جہان کوئی اسکا نہ یار ہو نہ غمخوار نہ رفیق نہ ہمدم نہ مونس نہ غمگسار دشمنون کے گھیرے مین آپڑے سارے خدام اور اقربا اسکے سامنے مارے جائین انکے گھوڑونکی کوچین کاٹی جائین مال اسکا لوٹا جائے عورتین قید ہون اور یتیم گرفتار ہون اور وہ تن تنہا رہ جائے پھر چارون طرف سے تیر و نیزے تیر و تلوار کا مینہ برسے اپنے ہی خون مین وہ ماہی بے آب سا تڑپے اور قطرۂ پانی کو ترسے زخمون سے سارا بدن چور ہو اور ہر زخم سے اسکا دل مسرور ہو مقام رضا و تسلیم مین ثابت قدم رہے اعدا خنجر جفا سے اسکا سر کاٹین اور اسکا سر نیزہ پر چڑھا کر در بدر شہر بشہر پھرائین اور فسوس کہ اسکے آگے فتح کے ڈنکے بجین اور یہ سب کچھ وہ محض خدا ہی کے لیے گوارا کرے لہذا بعد وفات آپکے اور گذرنے دورۂ خلافت حضرات خلفاء راشدین کے یہ دونون قسمین شہادت کی آپکے عزیز ترین فرزندان اور قریب ترین اجزا یعنی سبطین طیبین سیدی الشہدا ابی محمد الحسن و ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے آپ کو پونہچین اور آپکے کمالات مین ملین کہ ایذائے ولد والدین سرایت کرتی ہے اور خود آپکا ارشاد ہے کہ موت الولد کی الکبد اور تقسیم مین رعایت وضع اور طبع کے ملحوظ ہوئی شہادت خفی سے حضرت سبط اکبر سرفراز ہوئے اور شہادت جلی نصیب حضرت سبط اصغر جان و جگر حضرت پیغمبر ہوئی حق یہ ہے کہ جو مصیبتین اور ایذائین کہ ازل سے ابد تک کسی مقرب درگاہ کو نصیب ہوئی ہونگی وہ سب ان شہر یاران کونین خصوص حضرت امام حسین علیہ السلام کو نصیب ہوئین اور اس شیر بیشۂ محبت حقیقی اور دلیر میدان رضا و تسلیم تحقیقی نے کیسا ان تکالیف کو سر آنکھون سے اٹھایا اور کون ایسا ہو سکتا ہے یہ فرزندیت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر تھا اور اس خبر کا نتیجہ جو آپنے خود فرمائی تھی کہ جیسا مین ستایا گیا ہون ویسا کوئی نبی نہین ستایا گیا

اشعار

اللہ نے پیدا جو کیا رنج و بلا کو

تقسیم ہوا سب وہ محبان خدا کو

اور سب سے سوا حصہ ملا آل عبا کو

تحریر کا فرمان ہوا کلک قضا کو

آغاز مصیبت تو لکھا نام نبی پر

اور خاتمہ بالخیر حسین ابن علی پر

مسلمانو شہادت سریہ کی بنا چونکہ خفا پر تھی لہذا اسکی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کی گئی نہ اور کسیکو اور شہادت جلی کہ اسکی بنا شہرت اور اعلان پر تھی اسی لیے اسکی اطلاع بالتفصیل آپ کو ہوئی طبرانی نے حضرت عائشہ رض سے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے خبر دی مجکو جبرئیل ع نے کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد زمین طف مین مارا جائیگا اور میرے پاس وہان کی مٹی لائے **فائدہ** طف بفتح طای مہملہ و بفای مشددہ ایک مقام ہے کوفہ سے باہر اسکے جمع طفوف ہے مجمع البحرین مین لکھا ہے کہ طف کنارۂ دریا اور جانب خشکی کو کہتے ہین اور اسی سے وہ طف ہے جسمین حضرت امام علیہ السلام شہید ہوئے اسکو طف اسواسطے کہتے ہین کہ یہ کنارے خشکی کے ہے فرات کے قریب انتہی ابوداؤد اور حاکم نے ام الفضل مادر عبداللہ ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل نے میرے پاس آکر خبر دی کہ میری امت قریب ہے کہ قتل کرے

اولاد کی موت جگر کا داغ ہے ۱۲

میرے اس بیٹے حسین کو اور مجھے وہاں کی تھوڑی خاک دی بیہقی نے ام الفضل سے روایت کی کہ مین نے حضرت سے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ مین نے بہت برا خواب دیکھا ہے فرمایا بیان کرو عرض کیا کہ مین نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ٹکڑا آپکے جسم مبارک کا
کٹ کے میری گود مین رکھا گیا آپنے فرمایا تمنے اچھا خواب دیکھا فاطمہؓ کے بیٹا پیدا ہوگا وہ تمھاری گود مین رہیگا سو وہی ہوا
کہ حضرت امام حسینؓ پیدا ہوے اور میری گود مین رہے مین ایکدن آپکی خدمت مین حاضر ہوئی اور امام حسینؓ کو آپکی
گود مین دیا اور اور طرف دیکھنے لگی ایکبارگی حضرت کو دیکھا کہ آپکی آنکھون سے آنسو جاری ہین مین نے کہا یا نبی اللہ
میری مان اور باپ آپ پر قربان آپ کیون روتے ہین فرمایا جبرئیل نے آکر کہا کہ تیری امت تیرے اس بیٹے کو قتل
کریگی اور مجھے تھوڑی سرخ مٹی لادے صواعق محرقہ مین ہے کہ فرشتہ موکل باران کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت
کے لیے حضرت ام سلمہؓ کے گھر مین آیا آپ نے اُسکو بلالیا اور ام سلمہؓ کو فرمایا کہ تم دروازہ پر بیٹھو کوئی آنے نہ پائے وہ
وہان ٹھیرین اتنے مین حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائے اور جست کرکے حضرت کے حضور مین پہونچے آپنے
اُنکو چادر مین چھپالیا اُس فرشتہ نے عرض کیا کہ آپ اُنکو دوست رکھتے ہین فرمایا ہان عرض کیا قریب ہے کہ تیری اُمت اُسکو
قتل کریگی فرمایئے تو آپ کو اُنکا مقتل دکھادون چنانچہ آپ کو وہ جگہ دکھلائی اور سرخ بالو وہان کی آپ کو لادی وہ
آپنے حضرت ام سلمہؓ کو دی اور اورون نے بھی اس قصہ کو روایت کیا ہے مگر سمین نام حضرت جبرئیلؑ کا ہے **روایت** ہے کہ
جناب امیر علیہ السلام جب غزوہ صفین مین تشریف لیے جاتے تھے تو ایک جگہ پر پہونچے جو فرات پر واقع ہے اُسکو
نینوی کہتے ہین آپنے اُس موضع کا نام پوچھا لوگون نے کہا اسکا نام کربلا ہے آپ رونے لگے اور فرمایا کہ مین نے
حضرت کو ایکبار روتے دیکھا تھا تو پوچھا تھا یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ ابھی جبرئیل نے مجکو خبر دی کہ
میرا بیٹا فرات کی اُسطرف کے کنارہ پر جسکو کربلا کہتے ہین مارا جائیگا اور اُس جگہ کی خاک بھی مجھے سونگھائی اِس سبب سے
مین روتا ہون مین کہتا ہون کہ یہ روایت ابن سعد کی ہے شعبی سے اسکو شیخ ابن حجر مکی نے شرح قصیدہ ہمزیہ مین
نقل کیا ہے **فائدہ** نینوی بکسر نون اول وسکون یا و فتح ثالث حضرت یونس علیہ السلام کے شہر کا نام ہے اور صفین اس
مقام کا نام ہے جہان حضرت علیؓ اور معاویہؓ سے لڑائی ہوئی قاموس مین ہے کہ صفین سجین کے وزن پر ایک گانون ہے
قریب رقہ کے دریاے فرات پر جس مین حضرت امیرؓ اور معاویہ سے پہلے صفر ۳۷ سنہ مین بڑی لڑائی واقع ہوئی اور
اسی سبب سے لوگون نے صفر کے مہینے مین صفر کرنے سے پرہیز کیا ہے انتہی اسر حمتہ طبرانی نے معجم کبیر مین اور ابن عباسؓ
نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے کہ میری ہجرت سے ساٹھ برس کے بعد حسین مقتول ہوگا
مسلمانو ہمیشہ ان مصائب دردناک و روقعات ہولناک کا مذکور ہونا اور امتیان محمدی بلکہ تمام جن وانس
اور مسلمان اور کافر اور مرد اور عورت اور لڑکون اور بوڑھون کا متاثر ہونا اسکو پر تو رنج وغم روح پر فتوح حضرت
محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا سمجھنا چاہیے **تنبیہ** بخاری مین حضرت عائشہ سے مروی ہے حضرت نے

اپنے مرض الموت مین فرمایا کہ ای عائشہ مین ہمیشہ پاتا تھا درد اُس کھانے کا جو کھایا تھا خیبر مین اور اب پاتا ہون کٹنا
رگ جان کا اُس کے اثر سے مراد زہر سے وہ لقمہ زہر آلود ہی جو ایک یہودیہ نے بکری کے گوشت مین ملا کر آپ کو بھیجا
تھا اور آپ نے اُسمین سے ایک لقمہ منہ مین لیا تھا اور آپکو درد سر اور بخار عارض ہوا تھا کہ وہی مرض الموت مین
ظاہر ہوا اس بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ جہان حضرت کو درد سر تھا اور تپ بھی وہان اثر زہر بھی تھا اب اگر کوئی
اعتراض کرے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے سر الشہادتین مین لکھا ہی کہ شہادت سریہ آپکو بواسطہ سبط اکبر کے
حاصل ہوئی اور اس حدیث سے تو حصول شہادت سریہ کا بذات خاص متحقق ہونا معلوم ہوتا ہی اور نیز جلال الدین
سیوطی وغیرہ علمای معتمدین نے تصریح کی ہی کہ آپ کی موت بشہادت بسبب اثر زہر کے ہوئی تو جواب یہ ہی کہ
مقصود شاہ صاحب کا یہ ہی کہ شہادت سریہ علی وجہ الکمال آپکو بواسطہ سبط اکبر کے ہوئی اسلیے کہ کمال شہادت یہی
کہ تاخیر نہ ہوا اور جو زخمی ہونے کے بعد تاخیر کرکے کچھ دوا اور غذا کھاکے مرے تو یہ نقصان شہادت کا شمار کیا جاتا
ہی پس اصل شہادت تو آپکو حاصل ہوئی لیکن شہادت کاملہ جو مقتضی آپکے منصب عالی کی تھی وہ حضرت سبط اکبر ہی
کے ذریعہ سے حاصل ہوئی کہ وہ صدمہ زہر سے بلا امتداد مدت شہید ہوے بخلاف آنحضرت کے کہ آپنے کئی سال کے بعد
وفات پائی کذا فی تفریح الاذکیا **فائدہ** عاشورا و عاشورا و عشورا دسوان دن محرم کا کذا فی المنتخب و الصراح اور
آخر مین لفظ عاشورا کی الف کو ہاسی بدل کر عاشورہ لکھنا غلط ہی کذا فی غیاث اللغات یہ لفظ نکلا ہی عشر سے اُسکے
معنے دس عدد کے ہین اور قرطبی نے کہا کہ یہ نکلا ہی عاشرہ سے مبالغہ اور تعظیم کے لیے اور اصل مین یہ صفت ہی دسوین
رات کی گویا وہ دن مثل دسوین رات کے ہی پھر دسوین تاریخ کو جو عاشورا کہا ہی تو اسمین اختلاف ہی بعض کہتے ہین اسوجہ سے
کہا ہی کہ وہ دسوان دن محرم کا ہی اور یہ وجہ تو ظاہر ہی اور بعض کہتے ہین کہ اسکو عاشورا اسوجہ سے کہتے ہین کہ اس دن مین
اللہ تعالی نے دس کرامتون کا انعام فرمایا ہی دس نبیون پر پہلے حضرت موسی علیہ السلام ہین کہ اُسیدن دریا اُنکے لیے
پھاڑا گیا اور فرعون اور اُسکا لشکر ڈوبا دوسرے حضرت نوح علیہ السلام ہین کہ اُنکی کشتی جودی پر اُسی روز ٹھہری تیسرے
حضرت یونس علیہ السلام ہین کہ اُنکو مچھلی کے پیٹ سے اُسی روز نجات ملی چوتھے حضرت آدم علیہ السلام ہین کہ اُنکی
توبہ اسیدن قبول ہوئی پانچوین حضرت یوسف علیہ السلام ہین کہ اُسی روز وہ کنوئین سے نکالے گئے چھٹے حضرت
عیسی علیہ السلام ہین کہ وہ اُسیدن پیدا ہوے اور اُسی دن آسمان پر اٹھالیے گئے ساتوین حضرت
داؤد علیہ السلام ہین کہ اُنکی توبہ اُسیدن قبول ہوئی آٹھوین حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین کہ وہ اُسیدن پیدا ہوے
نوین حضرت یعقوب علیہ السلام ہین کہ اُنکی بینائی اُسیدن پھر آئی دسوین ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ آپکو اُسیدن

تحقیق لفظ عاشورا کی اور بیان اسدن کی فضیلت کا اور جو واقعے کہ اسدن ہوئے ہین اور جو خاص وظائف

ترمذی شریف مین اس باب مین جو منقول ہے اس بیان مین ہی کہ عاشورا ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے ... عاشورا کا ... دسوان دن ... ترمذی

... اللہ تعالی ... دسوین کو ... نویں کو کہتے ہین اور بعض ... ۱۲ منہ ... بعض کہتے ہین کہ عاشورا ... اور اہل علم مختلف ہین ... حدیث حسن صحیح

خبر دی گئی اگلے پچھلے گناہون کے بخشے جانے کی کذا فی العینی شرح صحیح البخاری یہ شمائل ترمذی مطبوعہ دہلی کی صفحہ ۱۴۴ کے حاشیہ مین لکھا ہوا ہی اور شیخ عبدالرحمن صفوری شافعی نے نزہتہ المجالس کے صفحہ ۱۰۵ مین لکھا ہی کہ عاشورا کو عاشورا اسلیے کہتے ہین کہ اُسدن اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ باشکوہ حضرات انبیا علیہم السلام پر اکرام فرمایا ہی حضرت آدم کو برگزیدہ کیا اور حضرت ادریس کو آسمان پر بلند فرمایا اور حضرت نوح کی کشتی جودی پر جالگی بعد اسکے کہ پانی ٹھیرا تھا زمین پر ایکسو پچاس روز اور برسا تھا چالیس رات دن اور جشیون کا پانی زرد ہو گیا تھا اور آسمان کا سرخ اور کشتی گویا ہوئی تھی اور کہا تھا اُسنے لا الٰہ الا اللہ الاولین والاخرین مین وہ کشتی ہون جسپر جو سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو اُس سے الگ ہوا وہ ڈوب گیا اور نہین آتی ہین مجھ مین مگر اخلاص والے لوگ اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے گھر کی چھت پر چڑھکر پکارا تھا کہ اے وحشیو چرنے والے اور راہی درندو حضر پونہچانیوالے اور اے چڑیو اُڑنی والی آؤ اور سوار ہو اس کشتی نجات دینی والی پر کہا رازی نے کہ بحث اُسکی لمبائی اور چوڑائی مین فضول ہی کہ اُسمین کوئی فائدہ نہین اور مقاتل نے کہا کہ وہ ہزار گز کی لانبی تھی اُسمین سے آٹھ سو گز کو پانی نے ڈھانپ لیا تھا اور سوار ہوے حضرت نوح اُسپر چہار شنبہ بارھوین رجب کو اور بعضے کہتے ہین چاند والی دن کو اور ہمدانی نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو کشتی بنانے کا حکم دیا تو آپنے اُسکو ایک لاکھ چوبیس ہزار تختہ سے بنایا اور ہر تختہ کی پیٹھ پر ایک نبی کا نام ظاہر ہوا اور آخر تختہ کی پشت پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ظاہر ہوا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب مین نے اپنے محبوب اور اُنکے خلفا کے نامون کو ظاہر کیا تو کشتی ڈوبنے سے بچی مسلمانو لوگ ہی جن موحدین کے دلونمین حضرت کی محبت اور آپکے اصحاب کی محبت ہی وہ بھی دوزخ مین پڑنے سے نجات پاوینگے **لطیفہ** مین نے کتاب مورد العذاب مین دیکھا ہی کہ جب حضرت نوح کی کشتی عاشورا کے دن ٹھیرے تو آپنے اپنے ساتھیون سے فرمایا کہ تمھارے ساتھ جو توشہ ہو اُسکو جمع کرو پس کوئی مٹھی بھر جوار لایا اور کوئی جو اور کوئی گیہون اور کوئی لوبیا اور کوئی مسور آپنے فرمایا کہ ان سب کو ایک مین ملا کر پکاؤ تحقیق تم لوگ خوشخبری دیے گئے ہو ساتھ سلامتی کے پس اُسدن سے مسلمانون نے طعام حبوب کھانا شروع کیا انتہی اور اسی عاشورے کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیا اور اُسی دن حضرت داؤد کی توبہ قبول ہوئی اور اُسیدن اُنکے صاحبزادہ حضرت سلیمان کا ملک واپس ملا پھر اسکا سبب نقل کیا ہی اور اُسکے آخر مین لکھا ہی کہ اسکو قرطبی نے نقل کیا ہی لیکن قاضی عیاض اسکی صحت کے مانع ہین اور اُسیدن حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ سے چالیس دن کے بعد نکالا اور اُسیدن حضرت یعقوب حضرت یوسف سے ملے چالیس برس کے بعد اور بعضے کہتے ہین اسّی برس کے بعد اور اُسیدن حضرت عیسیٰ پیدا ہوے اور آسمان پر اُٹھائے گئے اور اُسیدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کے ساتھ نکاح کیا **حکایت** نسفی نے لکھا ہی کہ ایک قیدی کافرون کا اُنکے یہان سے عاشورے کے دن بھاگ گیا کافرون نے اُسکے ڈھونڈھنے کو سوار دوڑائے جب اُنھون نے اُسے پکڑا تو اُسنے کہا اے اللہ بحق یوم عاشورا مجھے

نجات دے وہ سب کے سب اندھے ہوگئے اور اُسکو نجات مل گئی اُسنے اُسدن روزہ رکھا جب رات ہوئی تو کچہ کھانے کو نہ ملا بھوکا سو رہا خواب مین دیکھا کہ ایک فرشتہ پانی لیکر آیا اور اُسنے وہ پانی اُسے پلایا بعد اُسکے وہ شخص بیس برس زندہ رہا اور اُسکو کھانے پینے کی کچہ ضرورت نہوئی **حکایت** مصر مین ایک شخص تھا جسکے پاس سوا ایک کپڑے کے کچہ نہ تھا اُسنے جامع عمرو بن العاص مین عاشورے کے دن صبح کی نماز پڑھی اور قاعدہ یہ تھا کہ عاشورے کے دن اُس مسجد مین عورتین دعا مانگنے کو جایا کرتی تھین چنانچہ اُس روز حسب دستور وہان وے سب تھین ایک عورت نے اُس مرد سے آکر کہا کہ للہ مجکو کچہ دو کہ مین اپنے بال بچون کی مدد کرون مرد نے کہا اچھا اور گھر مین جاکر وہ کپڑا اُتارا اور دروازہ کی دراز سے اُس عورت کو دیدیا اُسنے دعا دی کہ خدا تجکو حلے جنت کے پنھاوے مرد نے اُسی رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک حور نہایت خوبصورت ہے اور اُسکے پاس ایک سیب ہے نہایت خوشبودار اُسنے اُسکو توڑا تو اُسمین حلہ پایا مرد نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین عاشورا ہون تیری زوجہ جنت والی پھر وہ شخص جاگ پڑا اور سارے گھر کو خوشبو سے مہکتا پایا وضو کرکے دو رکعتین پڑھین اور دعا کی کہ الٰہی اگر جنت مین واقعی میری وہی زوجہ ہی جو مینے خواب مین دیکھی ہی تو مجکو اُسکے پاس پونچا اُسکی دعا قبول ہوئی اور وہ فی الفور مرگیا **شعر**

جان گئی جان جو یا کے پاس		پونچا مریض اپنے مسیحا کے پاس

حکایت روض الافکار مین ہے کہ ایک مرد نے عاشورے کے دن سات درم صدقہ کیے اور سال بھر اُسکے عوض کا منتظر رہا عاشورے کے دن بعض علما کو یہ کہتے سنا کہ جو عاشورے کے دن ایک درم صدقہ کرے اللہ اُسکو ہزار درم دے یہ شخص بولا کہ یہ تو صحیح نہین مجھے سال بھر ہوا ہی کہ مینے سات درم صدقہ دیلے تھے آج تک ایک کوڑی نہین ملی یہ کہکر چلا گیا رات کو اُسکے دروازہ پر ایک شخص سات ہزار درم لیکر آیا اور اُسکو بلا کر کہا کہ اے جھوٹے لے اگر تو قیامت تک صبر کرتا تو خدا جانے کیا سے کیا پاتا انتہی ما فی نزہۃ المجالس واللہ اعلم بالصواب **حکایت** امام یافعی اپنی کتاب روض الریاحین مین تین سو ستائیسوین حکایت مین لکھتے ہین کہ شہر ری مین ایک قاضی تھا بڑا امیر عاشورے کے دن ایک فقیر اُسکے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے قاضی خدا تجکو عزت دے مین محتاج ہون اور لڑکے بالے رکھتا ہون تجھے یہ حرمت اس روزہ کی چاہیے کہ مجکو دس من روٹی اور پانچ من گوشت اور دو درم دے قاضی نے ظہر کے وقت کا وعدہ کیا اور عصر تک ٹالا آخر کچہ بھی نہ دیا فقیر شکستہ دل وہان سے نکلا اور وہین ایک نصرانی کے گھر آکر کہنے لگا کہ بحق اِسدن کے کچہ مجھے دے نصرانی نے اُس دن کی حقیقت پوچھی فقیر نے کہا کہ آج کے دن شہادت امام حسین سبط خاتم الانبیا کی ہوئی ہی اور تفصیل سے الیا سارا حال اِس واقعہ کا بیان کیا کہ نصرانی کے ذہن مین آگیا نصرانی کہنے لگا کہ اپنی حاجت کہ تونے تو بڑی عظیم الحرمت چیز کی قسم دی اُسنے وہی مانگا جو پہلی جگہ مانگا تھا نصرانی نے دس گون گیہون اور بیس درم اور دس من گوشت دیا اور کہا یہ تیرا اور تیری عیال کا حق ہی اور ہر سال جبتک مین زندہ ہون تو یہ لیجایا کر فقیر یہ سب کچہ لے اپنے گھر چلا گیا وہان قاضی نے خواب مین غیب سے سُنا کہ کوئی کہتا ہی کہ ذرا سر اپنا اُٹھا قاضی نے سر اُٹھایا تو دیکھا کہ ایک مکان سنہری اور روپہلی اینٹونکا بنا ہی اور دوسرا یاقوت کا قاضی

نے کہا خدایا یہ دونون مکان کسکے ہین کہا یہ دونون تیرے تھے اگر فقیر کی تو حاجت بر لاتا تو نے تو پھیر ہی دیا اب یہ مکان فلان نصرانی کے ہین قاضی ڈر کر نیند سے چونک پڑا اور سارے ولے کرنے لگا صبح کو نصرانی کے پاس آکر کہا رات کو تو نے کیا نیکی کی اُسنے وجہ سوال پوچھی قاضی نے اپنا خواب بیان کیا اور کہا کہ تو اپنی نیکی میرے ہاتھ بیچ ڈال مین سو ہزار درم دیتا ہون نصرانی نے کہا اسکو تو مین اگر کوئی دنیا کی زمین بھر درم دیگا تو نہ بیچونگا کیا نیک معاملہ اللہ کا ہے یہ کہکر نصرانی نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا انتہی **حکایت** اور شاہ محبوب اللہ الہ آبادی اپنی کتاب غیاث الاعلام مین لکھتے ہین کہ مروایت بادشاہ فارس جسنے مسجد عتیق بنائی تھی ایکدن اپنا لشکر دیکھ رہا تھا جب لشکر جرار باعظمت دیکھا تو اُسکے دل مین یہ خیال گذرا کہ اگر مین اس لشکر سمیت کربلا مین ہوتا تو اپنے آپکو امام حسینؑ پر فدا کرتا اور ان بے ادبونکا کام تمام کرتا اُسی شب کو وہ جمال جہان آرائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب مین مشرف ہوا دیکھا کہ حضرت رحمۃ للعالمین فرماتے ہین کہ جزاک اللہ خیرا تو جان کہ خدا نے تجپر رحمت فرمائی اس نیت نیک سے جو تو نے کی اور تجھے دین و دنیا مین عزیز کیا واللہ اعلم انتہی شیخ ابن حجرؒ صواعق محرقہ مین اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ شرح سفر السعادت اور رسالہ ما ثبت بالسنہ مین لکھتے ہین کہ جو کچھ حضرت امام حسین علیہ السلام پر عاشورے کے دن مصائب شہادت وغیرہ گذرے یہ سب کچھ آپکی بلندی درجہ اور رفعت مقام کا سبب تھا خدای عز و جل کے نزدیک پس جو شخص اس مصیبت کو یاد کرے اُسکو چاہیے کہ انا للہ کہے اور درود پڑھے اور ہر طرح کی خیرات و مبرات مین مصروف ہو اور بدعات مخترعہ جہال وغیرہ سے پرہیز کرے کہ یہ مسلمانون کے اخلاق مین اگر ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مین بھی ہوتا چاہیے کہ بدعات ناصبیہ متعصبہ جنکو اہل بیت کرام سے عداوت تھی جیسے وہ لوگ اس روز خضاب کرتے اور سرمہ لگاتے اور نئے کپڑے پہنتے ہین اور طعام عیدین کے طور پر پکواتے اور بانٹتے ہین ان سب سے پرہیز کرے اس باب مین کوئی حدیث اور حکایت علمای اعلام امت سے ثابت نہین اور جو حدیثین سرمہ لگانے کے باب مین عاشورے کے دن بیان کرتے ہین وہ حدیثین موضوع ہین رافضی اپنی جہل سے افراط ماتم مین گرے اور ناصبی تفریط سے مخالفت کی طرف گئے حالانکہ یہ دونون خطا پر ہین اور خلاف طریقہ آنحضرت اور سلف کی نہی مین کہتا ہون کہ علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی نے بھی حدیث کحل کو موضوع لکھا ہے جیسا کہ حرف المیم مین ہے لیکن شیخ ابراہیم کردی اپنے رسالہ مین لکھتے ہین کہ حدیث کحل کی نسبت کی گئی جامع صغیر مین طرف بیہقی کے ابن عباس سے اور سمین لفظ علینا ہ کا نہین ہے لایا اسکو صغانی اور کہا عزیزی نے کہ کہا علقمی نے کہ حاصل کلام سیوطی کا جو انھون نے موضوعات مین لکھا ہے یہ ہے کہ وہ

موضوع نہین ہین کہتا ہون کہ اسکا موئدوہ قول ہی جسکو حافظ ابو طاہر سلفی نے اپنی مسند مین سلمان فارسی سے روایت کیا ہی
انتہی باقی اس تحقیق کا یہ مقام نہین جناب مولوی عبدالحی صاحب مرحوم ومغفور فرنگی محلی مجموعۃ الفتاوی مین تحریر فرماتے
ہین کہ الحاصل عاشورے کے دن سوائے روزہ کے کہ احادیث صحیحہ سے سنیت اور استحباب اُسکا ثابت ہی اور وسعت طعام
کی عیال وراحباب پر کہ اسکی حدیث بھی اصل رکھتی ہی اور کوئی امر نکرنا چاہیے اور اوسکی تحقیق اُسکے صواعق مین ہی انتہی اور
جو متعارف ہے سینہ زنی اور مزامیر بجانا مثل تاشہ اور ڈھول کے ماتم کے وقت اور کپڑے پھاڑنا اور بالونکا منتشر کرنا
یہ بہت بُری باتین ہین مجمع البرکات مین ہی کہ مکروہ ہی مرد کو تعزیت کے لیے سیاہ کپڑے رنگنا اور اُنکا پھاڑنا اور گالون
اور ہاتھون کا سیاہ کرنا اور گریبان پھاڑنا اور بال بکھیرنا اور خاک سر پر ڈالنا اور سینہ اور ران پر ہاتھون کو دے مارنا
اور آگ کا جلانا قبرون پر یہ سب مراسم جاہلیہ کے ہین اور باطل ہین ایسا ہی مضمرات مین ہی اور ابو الرجا مختار بن محمود زاہدی
برہان الدین بخاری سے نقل کرتے ہین کہ اُن سے پوچھا گیا کہ قصہ گو کا کپڑے پھاڑنا عاشورے کے دن مقتل امام حسین مین واسطے
اظہار تاسف کے اور لوگونکو حکم کرنا قیام اور تشییع کا آیا والیان امر پر واجب ہے کہ وہ اُسی اس امر سے جھڑکین یا نہین تو برہان الدین
نے لکھا کہ اسکی ممانعت چاہیے انتہی اور اہلبیت کرام کے متبرک نامونکو ستک کی راہ سے گلی گلی لیتے پھرنا اور علم بلند کرنا اور علمون کو
بازارون مین لیے پھرنا یہ بھی بہت بُری باتین ہین انسے پرہیز کرنا چاہیے کہ یہ شعار بدیون کا ہی صاحب اظہار السعادت
اپنے استاذ مولانا برہان الدین محمد مرحوم ساکن دیوہ کی تحریرون مین سے ایک تحریر کا خلاصہ حاشیہ اظہار السعادت مین یون لکھتے ہین
کہ اُن اشقیا نے پنجہ ہاے اطفال معصوم شہدا اور شہدا کو مقتل کربلا مین کاٹ کر نیزون کے سرون پر باندھے تھے اور یون ہی
چند کمانین کہ بعد خالی کرنیکے تیرون سے اُسیطرح خالی قبضہ شہدائے کرام مین وقت لڑائی کے رہگئی تھین اور عمامے سبز و سیاہ انکے
اور بعض اوڑھنیان مستورات طیبات کی لوٹ لیجا کر سب کو جھنڈون پر باندھا تھا اور ایک روایت مین ہی کہ وہ سب اس علم کے
ساتھ تھے جسپر سر مکرم تھا اور اُسکو شدہ کہتے ہین اور نقارہ اور نوبت اور شادیانے بجاتے ہوے دار الامارۃ کیطرف روانہ ہوکر ہنگامہ
قیامت برپا کیا تھا چنانچہ ہندوستان مین بعضے شہرون مین چند عامی لوگ موافق رسم کوفیون کے اس معاملہ جگر سوز کے نقل
عشرۂ محرم مین کرتے ہین اور اُسکو موافق محاورۂ قدیم کے شدہ اور علم کہتے ہین بلکہ بعضے اغنیا بجای پنجہ شہدا کے چاندی
سونے کے پنجے سادہ کارون سے بنوا کر علم کے اوپر لٹکاتے ہین گو اس کام کی حقیقت سے وہ آگاہ نہون اور شدہ کے معنی
عربی زبان مین باندھنے کے ہین اسیواسطے نشان اور جھنڈہ کو شدہ کہتے ہین وہی قدیم محاورہ جاری رہا واللہ اعلم
انتہی اور نیز جھوٹی باتین جوڑ کر موزون کرنا اور انکو الحان موسیقیہ مین رواج دینا اور اُنھین قاعدون سے مجالس اور
محافل مین پڑھنا منع ہی شاہ عبدالعزیز صاحب ایک سائل کے جواب مین تحریر فرماتے ہین کہ وہ کتاب و مراثی جنمین
احوال واقعی نہین ہین بلکہ جھوٹ اور بہتان اور تحقیر کرنا بزرگونکا ہی انکا نہ پڑھنا درست ہی اور نہ سننا کہ حدیث مین ان چیزونکے
سننے اور پڑھنے سے ممانعت آئی ہی مروی ہی ابی اوفی سے کہا اُنھون نے کہ منع فرمایا حضرت نے مرثیون سے

رواہ ابن ماجۃ یہان مرثیہ سے مراد وہی واہی تباہی باتین ہین اور اگر احوال واقعی ہون تو اس قسم کے مرثیے اور کتاب کے
سننے مین کوئی مضائقہ نہین ہے، انتہی اور بھی شاہ صاحب لکھتے ہین کہ سال مین دو مجلسین فقیر کے گھر منعقد ہوتی ہین ایک مجلس
ذکر مولد شریف کی دوسری مجلس ذکر شہادت حسنین کی عاشورہ کے دن یا دو تین روز پہلے اسکی تقریباً چار یا پانسو بلکہ ہزار
یا اُس سے زیادہ لوگ جمع ہوتے ہین اور درود پڑھتے ہین بعد اُسکے فقیر آکر بیٹھتا ہی اور فضائل حسنین ع کے جو حدیث شریف
مین وارد ہوئے ہین بیان کرتا ہی اور جو کچھ حدیثون مین ان بزرگون کی شہادت کی خبرین اور تفصیل بعضے حالات
اور بدحالی اُنکے قاتلون کی وارد ہوئی ہی وہ بھی بیان کیجاتی ہی اور اس ضمن مین بعض مرثیہ بھی جنات وغیرہ کے
جو حضرت ام سلمہ اور اور صحابہ نے سنے ہین ذکر کیے جاتے ہین اور جو خواب کہ موحش کہ حضرت ابن عباس اور اور صحابہ نے دیکھے ہین
اور وہ دلالت فرط غم روح مبارک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہین وہ بھی ذکر کیے جاتے ہین بعد اُس کے
قرآن ختم کرکے پنج آیت پڑھکر ما حضر پر فاتحہ پڑھا جاتا ہی اگر اس درمیان مین کوئی شخص خوش آواز سلام پڑھتا ہی یا مرثیہ مشروع
تو اکثر حضار مجلس روتے ہین اور اس فقیر کو بھی گریہ و بکا لاحق ہوتا ہی ورنہ خیر یہ ہی وہ مقدار جو عمل مین آتی ہی پس اگر یہ
چیزین فقیر کے نزدیک اس طرح پر کہ مذکور ہوئین جائز نہوتین تو ہرگز اسپر اقدام نکرتا انتہی حضرت مولانا شاہ
رفیع الدین صاحب ایک فتوی مین فرماتے ہین کہ دوسرے یہ کہ مقرر کرنا دن اور مہینے کا مولد شریف کے لیے اور لوگونکی
ایک جگہ پر اکٹھا ہونیکے واسطے ربیع الاول مین اور یون ہی انعقاد مجلس ذکر امام حسین علیہ السلام کی محرم کے مہینے مین
یا اُسکے سوا اور سننا سلام اور مرثیہ مشروع کا اور گریہ و بکا حال شہداے کربلا پر جائز اور درست ہی مولوی عبدالحی صاحب
مرحوم استفتای (۱۱۹) مجموع الفتاوی مین فرماتے ہین کہ چوتھے یہ کہ واعظ ذکر شہادت اخبار صحیحہ سے کرے اور اپنے
بیان مین افراط و تفریط کو جو موجب بغض صحابہ یا اہانت اہل اسلام ہو نکرے اور اپنی مجلس کو بدع روافض سے
محفوظ رکھے اور تخصیص قومی اور عقد مجالس سے بھی جیسا روافض کرتے ہین محفل محفوظ رہی اور غرض اُسکے صرف ذکر مصائب
اور استرجاع اُن پر ہو تو یہ ایک امر مشروع ہی ملا احمد رومی مجالس الابرار مین لکھتے ہین کہ روایت کیا احمد اور ابن ماجہ نے
فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما سے اُنھون نے اپنے والد ماجد سے اُنھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہین ہی کوئی مسلمان
جسکو کوئی مصیبت پونہچی ہو اگرچہ اُسپر بہت دن گذر گئے ہون اور وہ اُسے یاد کرکے انا للہ کہے مگر یہ کہ لکھتا ہی اللہ تعالی
اُسکے لیے ثواب اُسدن کا سا جسدن اُسے یہ مصیبت پونہچی تھی روایت کیا اس حدیث کو امام حسین ع نے اور اُنسے اُنکی صاحبزادی
فاطمہ نے جو اُنکے مقتل مین تھین اور علم الٰہی مین ثابت ہو گیا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبت با وصف تقادم
زمانہ کے ذکر کیجائیگی پس از جملہ خوبی اسلام یہ ہی کہ جاری ہو یہ سنت جب ذکر کیجائے وہ مصیبت اس طور پر کہ انا للہ کہا جائے
تا ہو انسان کے لیے وہی اجر جو تھا اُس شخص کے لیے جسنے انا للہ کہا تھا اُسدن جب مسلمانون پر وہ مصیبت پڑی تھی
انتہی بقدر الضرورۃ مولوی رحمۃ اللہ صاحب الہ آبادی ایک سائل کے جواب مین لکھتے ہین کہ ذکر قصۂ کربلا کا بشمول آیات

واحادیث صحیحہ اور روایات معتبرہ اِس شرط سے کہ مجلس وعظ کی تمام بدعات سیئہ اور امور قبیحہ سے خالی ہو عند المحققین کچہ مضایقہ
نہین کھتا بلکہ منتج حسنات ہی بسبب اسکے کہ بڑا فائدہ اس مجلس سے کثرت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ہی زبان اہل مجلس سے
اور کثرت اِس کلمہ کریمہ کی بے شبہہ باعث کثرت حسنات او موجب اجر و ثواب ہے لیکن بوقت سننے اِس قصہ جانکاہ کے
حتی الامکان صبر اور ضبط کرنا چاہیے اور نوحہ اور چلانے اور اور امور قبیحہ سے پرہیز کرنا چاہیے اور در صورت
اضطرار و بیقراری ایسے امور کے صدور کو عفو سمجھنا چاہیے لیکن اس زمانہ مین قصہ مذکورہ روایات معتبرہ سے بہت سی
مجلسون مین بیان نہین ہوتا ہی بلکہ جھوٹی روایتین اور موضوع حدیثین سرمایہ وعظ واعظین روزگار ہین پس بے شبہہ تمام
آفتین اور یہ سارا فتنہ واعظون کا معلوم کرنا چاہیے اور یہی محمل ہر قول صاحب قول الجمیل کو حمل کرنا چاہیے ورنہ ذکر
کرنا نفس قصہ صحیحہ کا جو سبب ہو کثرت سے انا للہ کہنے اور نیک باتون کا کیونکر آفتون مین سے کہا جائے الغرض بیان کرنا قصہ کربلا
کا بطریق وعظ کی مسجد مین گو ماہ محرم مین ہو ہرگز کوئی قباحت نہین کھتا بشرطیکہ مجلس وعظ بدعات شنیعہ خوارج و روافض سے
فارغ ہو اور در صورت نہ خالی ہونیکی ان بدعتون سے قول ممانعت کا اُن منکرات پر راجع ہوگا اور یہ مجلس بسبب لحوق ان
ممنوعات کے قبیح لغیرہ ٹھیریگی صاحب صواعق محرقہ نے کہا کہ جو شخص امام علیہ السلام کی مصیبت عاشورے کے دن یاد کرے
اُسکو لائق ہی کہ اِنَّا لِلّٰهِ کہنے مین مشغول ہو پس معلوم ہوا کہ یاد کرنا مصیبت امام حسین علیہ السلام کا ساتھ خصوصیت روز عاشورے کے
واسطے پانے اجر و ثواب انا للہ کی جائز ہی بلکہ دلانا کہ مقصود مجلس وعظ کا ہی بطریق اولی جائز ہوگا کیونکہ وقت سننے
اِس قصے کے سننے والونکو مصیبت دیرینہ اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد آتی ہی اور سر انا للہ کہتے ہین جسکی بدولت
مستحق اجر و ثواب مصیبت تازہ کے ہوتے ہین جیسا سنن ابن ماجہ مین حضرت امام علیہ السلام سے مروی ہی کہ فرمایا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جسپر کوئی مصیبت پڑے اور وہ اپنی مصیبت کو یاد کرکے اِنَّا لِلّٰهِ کہے اگرچہ اُس مصیبت کی مدت گذر گئی ہو
تو اللہ تعالی اُسکو اجر دیگا اُس دن کا سا جس دن وہ اُس مصیبت مین مبتلا ہوا تھا پس اس حدیث سے بخوبی واضح ہوا کہ مصیبت دیرینہ
کو یاد کرنا بغرض حصول ثواب انا للہ کے منتج اجر و ثواب مصیبت تازہ کا ہی پس قائل ہونا اُس مجلس وعظ کے بدعت ہونیکا جسمین
قصہ کربلا بشمول آیات واحادیث صحیحہ اور روایات معتبرہ مذکور ہو نزدیک اہل تحقیق کے ہرگز کوئی وجہ نہین رکھتا لیکن اس قصہ
کو خالی مدح اور مناقب صحابہ سے بیان نکرنا چاہیے پس واعظ کو مناسب ہے کہ اول یا اوسط یا اخیر مین اس قصہ کے کچہ مدح صحابہ اور
مناقب اُنکے بھی سلک بیان مین منخرط کرے اور خصوصیت یوم عاشورا کے یا ماہ محرم کے ہرگز مضایقہ نہین رکھتی ہی اسواسطے
کہ خصوصیت دن کی وعظ کے لیے مثلاً روز پنجشنبہ وغیرہ کے جائز ہی اور یہ اثر مشکوۃ المصابیح وغیرہ مین موجود ہی انتہی

وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ

شعر

از حق بود صلوة و زرات و سلام	بر حضرت محمد و بر آل او مدام

بیان حسنین علیہما السلام کے بیٹے ہونیکا حضرت رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

حضرات حسنین کے فرزند ارجمند ہونے مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی شبہہ نہین ہی کیونکہ اولاً آپ حضرت کے

نواسہ تھے اور نواسہ کو حکم بیٹے کا ہی جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیٹے حضرت مریمؑ کے کہ بنی یعقوب علیہ السلام سے ہین فرزندان حضرت یعقوبؑ مین شمار ہوے دوسرے خود حضرتؐ نے انکو بیٹا فرمایا ہی امام احمد اپنی مسند مین علی مرتضیٰ سے روایت کرتے ہین کہ جب پیدا ہوے امام حسنؑ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بولے کہ دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہی تمنے عرض کیا حرب حضرتؐ نے فرمایا بلکہ اُسکا نام حسن ہی پھر جب پیدا ہوے امام حسینؑ تو فرمایا آپ نے دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہی تمنے عرض کیا حرب فرمایا بلکہ حسین اسکا نام ہی پھر جب پیدا ہوے محسّن تو فرمایا آپنے دکھلاؤ مجکو میرے بیٹے کو اور اُسکا کیا نام رکھا ہی تمنے کہا حرب فرمایا بلکہ وہ محسّن ہی اور فرمایا مین نے اِن لڑکون کے نام رکھے حضرت ہارون کے بیٹون کی ایسی کہ عبرانی زبان مین شبر اور شبیر اور مشبر تھے طبرانی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور ابن عساکر ان سبھون نے اِس حدیث کو حضرت امیرؓ سے روایت کی ہی اور محی السنہ بغوی نے بھی حضرت سلمان فارسیؓ سے اِس سے معلوم ہوا کہ اکابر دین کے نامون پر نام رکھنا چاہیے اور حضرت محسّنؑ آنحضرت ہی کے روبرو صحیح و سالم پیدا ہوے بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ حسنؓ اور حسینؓ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے اور جناب امیر المومنین علیؓ سے منقول ہی کہ چھاتی سے سر تک حسن مشابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھے اور حسینؓ نیچے کے بدن سے رواہ الترمذی و صححہ پس حضرات حسنین گویا ایک جان دو قالب تھے اور دونون ملکر گویا تصویر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کے اور مرآت جمال تھے گویا صورت جسمیہ طینت محمدیؐ دو حصہ ہو کر دونون نور دیدگان نبوی کے مادہ خلقت مین جلوہ فرما تھے اور چونکہ واسطہ ثبوت سیرت نبوی حسنین مین جناب علی مرتضیٰ تھے اور ذریعۂ ظہور صورت محمدی سبطین مین حضرت زہرا ہین لہذا ان دو ممتاز واسطون سے اِس سیرت و صورت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا اجتماع محل واحد مین ایک رنگ عجیب ور جلوۂ غریب لایا جس سے محبت اور وداد اِس ہیئت مجموعی کے ساتھ فرض عین ہوئی ارباب ایمان پر اور موصل درجۂ معیت کے قیامت کے دن نبی آخر الزمان کے ساتھ ترمذی نے روایت کی کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ یہ دونون یعنی حسنین میرے بیٹے ہین اور میری بیٹی کے بیٹے خداوندا مین انکو دوست رکھتا ہون تو بھی دوست رکھ انکو اور اُسکو جو انسے محبت رکھے مسلمانو رسول مقبولؐ کی مقبولیت دعا مین کچھ شک نہین تو دوست رکھنا اللہ کا دوستدار حسنین کو ہمین کیا شک ہو سکتا ہی اور کسی کو حضرات حسنین کے فرزند ارجمند ہونے مین آنحضرت کے لیے کوئی کلام نہین ہو سکتا ہی امام یافعی نے اپنی تاریخ مین نقل کیا ہی کہ حجاج بن یوسف ثقفی نے قتیبہ بن مسلم والی خراسان کو لکھا کہ یحییٰ بن یعمر کو سنا گیا ہی کہ وہ تفضیل اہلبیت کا بلا تنقیص دوسرون کے قائل ہے اُسکو یہان بھیجدو جب والی خراسان نے یحییٰ کو حجاج کے پاس بھیجا تو حجاج نے اُنسے پوچھا کہ تم حسنین کو اولاد

رسول اللہ گمان کرتے ہو اگر اس بات کو ثابت کرو تو بہتر ورنہ سزا ہوگی انھون نے کہا حق تعالیٰ فرماتا ہی وَوَهَبْنَا لَهُ
إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ اور ہمنے بخشا ابراہیم کو اُنکا بیٹا اسحق جو پیغمبران بنی اسرائیل کا باپ ہے اور اُنکا پوتا یعقوب کہ اسرائیل
ہی كُلًّا هَدَيْنَا ان دونون مین سے ہر ایک کو ہدایت کی ہمنے وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ
وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ الخ اور ابراہیم سے پہلے نوح کو ہدایت کی ہی اور اُنکی اولاد کو جو داؤد ہین کہ اُنکا لڑکا ہی اولاد
یہودا سے اور اُنکی بیٹے سلیمانؑ کو اور ایوبؑ کو جو بیٹا اموص کا ہی اسباط عیص بن اسحق سے اور یوسفؑ بن یعقوبؑ کو
اور موسیٰؑ اور اُنکے بھائی ہارون کو کہ بیٹے عمران کی ہین اولاد لاوی بن یعقوبؑ سے اور جیسے ابراہیم کو خبر دی ہے
اُنکی رفعت درجات سے ویسی ہی بدلا دینگے ہم نیک لوگون کو اُنکے استحقاق کے موافق اور راہ دکھائی زکریاؑ کو کہ
وہ بیٹے آزر بن مسلم کے ہین اور تھے وہ اولاد جہیم بن سلیمان سے اور اُنکے بیٹے یحییٰؑ کو اور عیسیٰؑ کو کہ مریمؑ کے بیٹے
ہین اور مریم بیٹی عمران بن ماثام کی کہ بادشاہان بنی اسرائیل سے تھے اور بعضون نے لکھا ہی کہ عمران بیٹا اسہم
ابن اموص کا ہی اولاد سلیمانؑ سے پس معلوم ہوا کہ نسب ماں کی طرف سے بھی صحیح ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو
ذریت حضرت نوحؑ یا حضرت ابراہیم مین بیان کیا ہی حالانکہ یہ نسب اُنکا ماں کی طرف سے ہی نہ باپ کی طرف سے
تو حسنین رضی اللہ عنہما کو بھی اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاننا چاہیے انتہی صواعق محرقہ مین ہی کہ ہارون رشید
نے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا کہ تم اپنے آپ کو ذریت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی کہتے ہو حالانکہ اولاد علی بن
ابی طالب سے ہو آپنے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے باپ کہان تھے وہ ماں ہی کی طرف سے ذریت
انبیا مین ملائے گئے یون ہی ہم بھی اپنی والدہ حضرت فاطمہ زہرا کی طرف سے ذریت نبوی مین ملائی گئی انتہی امام رازی
نے اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہی کہ یہ دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ حسنین علیہما السلام ذریت رسول خدا سے ہین اگرچہ
حضرت کی طرف بذریعہ ماں کے منتسب ہین اور بعضے کہتے ہین کہ ابوجعفر باقر نے استدلال کیا اس آیت سے حجاج
ابن یوسف کے نزدیک اور صاحب تلخیص نے خصائص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین لکھا ہی کہ آپکے صاحبزادی
کی اولاد آپکی طرف منسوب ہے اور اورون کے لیے یہ بات نہین ہی اور شجرۂ طیبہ مین ہی کہ پس جانی گئی یہ بات کہ اولاد فاطمہ اور
اُنکی ذریت ابنای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہی جاتی ہین اور نسبت صحیحہ نافعہ دنیا و آخرت سے آپکی طرف منسوب کیے جاتے
ہین اور اسکا مؤید وہ ارشاد نبوی ہی جو بخاری مین حضرت امام حسنؑ کے بارہ مین مروی ہی یعنی إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ
اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اور ترمذی نے روایت کی کہ حضرت نے
حسنین کو پکڑا اور فرمایا جو دوست رکھے مجکو اور دوست رکھے اِن دونون کو اور اِنکے ماں باپ کو تو قیامت کے دن
وہ میرے ساتھ میرے درجہ مین ہوگا ترمذی نے کہا یہ حدیث منکر ہی **فائدہ** منکر اصطلاح محدثین مین اُس
حدیث کو کہتے ہین جسکو راوی غیر ثقہ نے برخلاف ثقات کے روایت کیا ہو اور یہ اقسام احادیث ضعاف سے ہی

پس حدیث مذکور بھی ضعیف ٹھیری لیکن جب بروایت اور ثقات کے مانند ابن حبان اور امام احمد بن حنبل کی
تقویت اسکی ثبوت اور وثوق مین پیدا ہوئی تو یہ حدیث حسن قابل اعتماد کی ہو گئی اور منجملہ لطائف اس حدیث کی
یہ ہی کہ ابنیت اور محبوبیت حسنین کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور محبوبیت اور محبت حسنین کے خداوند تعالی
کے لیے دونون چیزین واقع ہوئین طبرانی نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا جو شخص حسنین کو دوست
رکھے مین اسکو دوست رکھتا ہون اور جسکو مین دوست رکھتا ہون اسکو خدا بھی دوست رکھتا ہی اور جسکو خدا
دوست رکھیگا وہ بہشت مین داخل ہوگا اور جو دشمن رکھے انکو اس سے مین دشمنی رکھتا ہون اور جسکا مین دشمن ہون اسکا
خدا بھی دشمن ہی اور جب خدا دشمن ہوا تو دوزخ اسکو نصیب ہوگی اور وہ ہمیشہ عذاب مین رہیگا اس حدیث سے صاف
یہ نکلا کہ یزید اور اسکے اعوان و انصار جنھون نے حضرت امام حسین کو شہید کیا بیشک دوزخی ہین کیونکہ دوستی اور دشمنی
حسنین کے عین دوستی اور دشمنی خدا کی ہی اس سے بڑھکر اور اتحاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکا کیا خیال کیا جا سکتا ہی
مسلمانو غور کا مقام ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حسنین کی محبت اور شفقت کا کتنا خیال تھا اس فرط محبت کے
ساتھ دیکھنا چاہیے کہ کیا کیا مصائب اور تکالیف ان جگر گوشون پر نازل ہوے بالخصوص حضرت سید الشہدا جانباز
راہ خدا پر واقعۂ کربلا مین **شعر** از حق بود صلوۃ وزاں بود سلام | بر حضرت محمد و بر آل او مدام

حال حضرت سبط اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کا

حضرت سبط اکبر رشک خورشید و قمر ریحان رسول روح و روان بتول ثمرۂ فواد مرتضی چشم و چراغ خدیجۃ الکبری
سرو روان باغ محبوبی گلبن چمنستان مطلوبی سعید مسموم شہید مظلوم سید الاورعین سند المتقین **اشعار**

ای آنکه خلق و خلق تو مرآت مصطفی	لاریب من رآک رأی سید الوری	غیر از نبوت انچه بود مدح جد تو
الحق که در ثنای تو جمله بود سزا	بودی بخلق و خلق حسن نازل زان	شد نام پاک تو حسن ای شاه دوسرا
ای زیب دوش خیر بشر وصفت این بس	فرمود خود رسول خطاب تو مجتبی	آنی که زامد تو شدی راحت رسول
دیدی تراز دور بگفتے که مرحبا	این فرد کیست تا بمدیح تو دم زند	مداح صد ہزار چو فرد ست مرترا

ولادت باسعادت آپکی بقول اصح پندرھوین شعبان ۳ سنہ ہجری مین ہوئی کذافی تحریر الشہادتین اور اسماء الرجال
مشکوۃ شریف مین جامع الاصول سے لکھا ہی کہ اصح یہ ہی کہ آپ پندرھوین رمضان کو تیسرے برس ہجرت سے پیدا
ہوے اور بعضے پانچوین شعبان مین کہتے ہین اور بعضے ۴ سنہ اور بعضے ۵ سنہ مین کہتے ہین لیکن پندرھوین شعبان
۳ سنہ ہی اصح معلوم ہوتی ہی علی بن حسین سے روایت ہی کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کے تولد کا وقت
قریب پونہچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسما بنت عمیس اور ام ایمن کو حضرت زہرا کی خدمت مین بھیجا اور فرمایا
کہ آیۃ الکرسی اور معوذتین پڑھو جب خبر ولادت باسعادت گوش گذار حضرت رسالت ہوئی اور معلوم ہوا کہ **شعر**

طلوع کرد بتائید حق ز برج کمال	ہمہ خجستہ رخ و اختر ہمایون فال	ازان نہال نہال تازہ گشت گلشن جان
چنانکہ تازہ شود برگ گل باد شمال	تو آپ خوش ہوئے اور تشریف لا کر یہ دعا پڑھی اللّٰہم انی اعیذہا بک و ذریتہا من الشیطان الرجیم	

اسما سے روایت ہی کہ حضرت امام حسن اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام چھ مہینے کے پیدا ہوئے اسی سے اہل شرع نے اقل
مدت حمل کی چھ مہینے رکھے ہین اسما کہتی ہین جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رض کے گھر تشریف لائے تو فرمایا
کہ میرے بیٹے کو لاؤ سو مین زرد کپڑے مین لپیٹ کر لائی حضرت نے وہ کپڑا دور کیا اور فرمایا کہ آیا مین نے منع نہین کیا تھا
کہ مولود کو زرد کپڑے مین نہ لپیٹو مین نے سفید کپڑے مین لپیٹ دیا حضرت نے داہنے کان مین اذان دی اور بائین مین
اقامت فرمائی اور حسن نام رکھا سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لکھا ہی کہ حسن اور حسین دونون نام اللہ نے پوشیدہ رکھے تھے
انکی وقت ولادت تک کسی کے یہ نام نہین ہوئے یہانتک کہ حضرت نے انکے یہ نام رکھے جابر اور حاکم نے حضرت عائشہ سے
روایت کی ہی کہ عقیقہ اور ختنہ حسنین کا ساتوین روز پیدایش کے ہوا دو مینڈھے ذبح ہوئے ایک ران آپنے دایہ کو دی
اور نسائی مین بھی عقیقہ دو ہی کبش سے لکھا ہی اور حضرت ابن عباس کی روایت مین یہ ہی کہ حضرت نے حسنین کیطرف سے
ایک ایک کبش کا عقیقہ کیا ہی روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور صحیح کہا اسکو خزیمہ اور ابن الجارود وغیرہ نے لیکن حدیث
عَنِ الغُلَامِ شَاتَانِ اقوی اور اصح ہی کہ جماعۃ صحابہ نے اسکو روایت کیا ہی اور باقی مسئلہ اپنے مقام پر ہی یہ جگہ اسکی
تفصیل کی نہین اور سر کے بال ترشوا کے حکم کیا کہ انکے ہموزن چاندی صدقہ دو اسیوجہ سے صدقہ دینا چاندی کا بالونکی
ہموزن سنت ہوا شیخ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی نے اپنی کتاب مطالب السؤل فی مناقب آل الرسول مین لکھا ہی کہ
آپکے بالون کا وزن کچھ زائد ایک درم سے تھا اور ترمذی مین بھی حضرت علی رض کی روایت مین بالونکا وزن ایک درم
یا بعض درم لکھا ہی انتہی اور اسما بنت عمیس سے روایت ہی کہ حضرت نے اپنے دست مبارک سے امام حسن کے سر کے بال
منڈوانے کے بعد خلوق لگایا جابر سے روایت ہی کہ حضرت نے عقیقہ اور ختنہ حسن کا ساتوین دن کیا اور امام حسن کو دودھ
پلایا ام الفضل حضرت عباس کی بیوی نے اپنے صاحبزادہ قثم کا کذا فی نور الابصار آپکی کنیت ابو محمد اور القاب آپ کے
تقی و نقی و زکی و طیب و سبط و ولی ہین لیکن اشہر القاب سید ہی اور تھے آپ سفید رنگ مخلوط بحمرۃ اور سیاہ چشم
بشدت کہ یہ آنکھ کے حسن کیلیے ضروری ہی اور رخسارہ شریف نرم تھے اور سینہ مبارک پر زیر ناف تک ایک لکیر بالونکی تھی
اور ریش مبارک انبوہ تھی اور موے سر دوش مبارک تک تھی اور گردن گویا صراحی سیمین تھی اور سر بند اور جوڑ آپکا جوڑا
تھا اور سینہ شریف فراخ تھا اور قد مبارک میانہ تھا نہ لانبا بدنما اور نہ کوتاہ ناموزون اور آپکے جمال مبارک مین ایک

---

۴ ... نور الابصار مین ... [illegible] ... اعیذہا بک و ذریتہا من الشیطان الرجیم ... [illegible]

۵ ... ابن عباس ... دو بکریان ... [illegible]

۶ عثمان ... سنہ ۵۶ ... [illegible] ۱۲

نمکینی تھی اور چہرہ مبارک نہایت خوب اور محبوب تھا ایسا کہ جو کوئی دیکھتا بے ساختہ بول اُٹھتا **شعر**

چہ نسبت است این کہ گر ہر دم رخت صد نظر بینم	منم زم آرزو باشد کہ یکبار دگر بینم

اور آپ وسمہ کا خضاب فرماتے تھے اور موی شریف پیچیدہ تھے اور آپ سر سے سینہ تک مشابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے شیخ عبد الحق نے رسالۂ حلیہ مبارک مین بیان کیا ہی کہ بعد وفات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کوئی آپ کو خواب مین دیکھتا اور صحابہ سے بیان کرتا تو صحابہ اُس سے پوچھتے کہ کیسی صورت اور کسکی ایسی تھی اگر وہ شخص حضرت امام کی سی بیان کرتا تو یقین کر لیتے ورنہ نہ مانتے انتہی بخاری شریف مین ہی کہ ایک روز حضرت صدیق اکبر مسجد سے نکلے اور حضرت جناب امیرؑ ہمراہ تھے صدیق اکبر نے حضرت امام حسنؑ کو دیکھا کہ لڑکون مین کھیلتے ہین اُنکو اُٹھا کر آپنے کندھے پر بٹھا لیا اور کہا یہ لڑکا مشابہ جمال مصطفیٰ کے ہی اے علیؑ تمسے اسکی صورت نہین ملتی حضرت امیرؑ ہنسنے لگے صحیحین مین مرفوعاً براء ابن عازب سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام حسنؑ کو کندھے پر چڑھائے ہوئے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ مین اس لڑکے کو دوست رکھتا ہون پس تو بھی اسکو دوست رکھ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف مین منقول ہی باب مناقب اہل بیت النبی صلعم کی پہلی فصل مین حاکم نے زبیر بن الاحمر سے روایت کی کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام حسنؑ کو بٹھلائے ہوئے تھے اور فرماتے تھے کہ جو کوئی مجکو دوست رکھے وہ حسنؑ کو دوست رکھے اور چاہیے کہ حاضر غائب کو خبر پہونچائے بخاری اور مسلم اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ فرمایا اُنھون نے ایک دن مین آپکے ساتھ راہ مین چلا جاتا تھا چپ چاپ یہان تک کہ آپ پہونچے بازار قینقاع تک پھر آپ پلٹے حضرت فاطمہؓ کے گھر کی طرف اور وہان جا کر پوچھا کہ تمھارا لڑکا کہان ہی ہمکو گمان ہوا کہ حضرت زہراؑ نے نہلانے اور کپڑے اُتارنے کے سبب سے حضرت حسنؑ کو باہر نہین نکلنے دیا ہی دفعۃً امام حسنؑ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے سے لپٹ گئے آپنے دعا فرمائی کہ الٰہی مین اسکو دوست رکھتا ہون تو بھی دوست رکھ ابن عساکر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو حسن بن علی اسقدر بزرگی رکھتا ہی کہ کسی کو اولاد آدم سے سوائے حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ کے نہین ملی حافظ ابو نعیم فرماتے ہین کہ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ فرمایا اُنھون نے کہ ایک دن مین آنحضرتؐ کے ساتھ نماز مین تھا جب آپ سجدے مین گئے تو حسنؓ آ کر پیٹھ پر سوار ہوے اور گردن مبارک پر گئے آنحضرتؐ نے بہت آہستگی سے اُتارا جب نماز سے فارغ ہوے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ کام نماز مین کبھی نہین کرتے تھے حضرت نے فرمایا یہ لڑکا میرا ریحان جنت ہی اور میرا بیٹا سردار ہی اور قریب ہی کہ اسکے سبب سے اللہ تعالیٰ دو فرقون مین مسلمانون کے صلح کرا دے

ترمذی مین ابن عباس سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسنؑ کو کندھے پر اُٹھائے ہوے تھے ایک شخص نے دیکھکر کہا اے لڑکے کیا اچھے گھوڑے پر سوار ہی حضرتؐ نے فرمایا کیا نیک سوار ہی یہ لڑکا چونکہ اُس شخص نے اُس سواری کی صرف تعریف کی تھی اور حضرت امام حسن کی جو سوار تھے تعریف نہین کی اِسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سواری تو اچھی ہی ہی مگر سوار بھی اچھا ہی اسمین کمال تعریف اور بڑی فضیلت حضرت امام حسنؑ کی نکلی اِسیطرح کی بہت سی حدیثین آپکے فضائل مین کتب تفاسیر اور احادیث مین مذکور ہین آپ کی ذکاوت کی یہ کیفیت تھی کہ تفسیر جداوی مین لکھا ہی کہ ایک شخص مسجد مین آیا اُسوقت عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر اور حسن بن علی وعظ فرما رہے تھے اُسنے اول ابن عباس سے شاہد اور مشہود کے معنے پوچھے اُنھون نے کہا شاہد یوم جمعہ اور مشہود روز عرفہ ہی پھر ابن عمر نے بھی یہی جواب دیا تب حضرت امام حسنؑ کے حضور مین گیا آپنے فرمایا شاہد محمد مصطفےٰ ہین اور مشہود قیامت ہی اور یہ آیت پڑھی یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ذٰلِکَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّہُ النَّاسُ وَذٰلِکَ یَوْمٌ مَّشْھُوْدٌ ایکدن آپ بالباس فاخرہ گھوڑے پر سوار تشریف لیے جاتے تھے اور معتقدین کاب کھانے چلے جاتے تھے راہ مین ایک یہودی مسکین محتاج ملا اُسنے عرض کیا کہ تھوڑا توقف فرمائیے مین آپسے انصاف چاہتا ہون آپنے فرمایا کیا انصاف چاہتا ہی کہا تمھارے جد پیغمبر خدا نے فرمایا ہی اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ سو تم مومن ہو اور ایسی ناز و نعمت مین بسر کرتے ہو اور مین کافر ہون اور ایسے عذاب مین گرفتار ہون سو یہ دنیا تمھاری بہشت ہے اور میری دوزخ حضرت امام حسنؑ نے فرمایا کہ اے یہودی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ثواب جو کچھ آخرت مین کہا ہی اگر تو دیکھے تو مجکو اُسکی نسبت اب سجن مین جانے اور جو کچھ تیرے لیے یا اور کافرون کے واسطے عذاب آخرت مقرر ہی اگر تو اُسکو دیکھے تو آپ کو بہشت مین جانے آپکی ریاضت کی یہ کیفیت تھی کہ عبداللہ بن جلیبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہی کہ امام حسنؑ نے بیذرہ مرتبہ پیادہ پا حج کیے اور سواری آگے آگے کوتل بھیجی اور آپکی سخاوت کی یہ حالت تھی کہ فصول المہمہ مین لکھا ہی کہ ایک شخص نے حضرت امام حسنؑ سے اپنی پریشانی کا حال بیان کیا حضرتؑ نے فرمایا کہ مجکو مقدور اسقدر نہین ہی کہ تیرے سوال کا حق ادا کرون مگر جو کچھ مجسے ممکن ہی نذر کرتا ہون اُسنے عرض کیا مجکو تھوڑا بھی بہت ہی اُسی پر شکر کرونگا تب حضرت امام حسنؑ نے پچیس ہزار درم طلب فرماکر عنایت کیے شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ائمہ اثنا عشر مین لکھا ہی کہ ایکدن حضرت امام حسن علیہ السلام کھانا کھاتے تھے ایک سائل نے سوال کیا امام نے دو ہزار درم عنایت فرمائے اور کسنے کہ سیقدر چاہیے تھے جب وہ چلا گیا تو کسی نے پوچھا یا ابن رسول اللہ آپنے دو ہزار درم بخشش کیے اور کھانے کی صلاح نفرمائی حضرت امام نے فرمایا کہ مجکو یہ معلوم نہ تھا کہ آنے والے سے صلاح کھانے کی بھی کرتے ہین ابو نعیم اور ابن سعد نے ابن جدعان سے

ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ مین ... علی بن زید بن جدعان ... ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین ...

منقول ہی ... ابن زید ... وہ ایک بن ... سے ...

روایت کی ہی کہ حضرت امام حسن علیہ السّلام نے دو مرتبہ اپنا تمام مال و اسباب راہ خدا مین خیرات کیا اور تین بار نصفا نصف
اور اِس نصف مین بھی یہ احتیاط فرمائی کہ اگر دو جوڑے جوتی کے تھے تو ہمین سے ایک دیا اور ایک رکھا غور کا مقام ہی کہ
بالکل دفعۃً سب کا سب خیرات کر دینا سخت مشکل کام ہی اور اسطرح کی تقسیم علی السویہ نفس پر کمال شاق ہوتی ہی یہ
انھین صاحبونکا کام ہی کنز المدفون مین ہی کہ ایک روز حضرت امام حسنؑ بیٹھے ہوے تھے اور ایک مرد نے آکر آپ سے
کچھ صدقہ مانگا آپ کے پاس کچھ نتھا کہ اُسکو عنایت فرماتے شرم آئی کہ سائل خالی ہاتھ پھر جائے آپنے فرمایا کہ مین تجکو
ایک چیز بتائے دیتا ہون کہ اس سے تیرا کام بخوبی نکل جائیگا اُسنے کہا فرمائیے آپنے فرمایا کہ خلیفہ کے پاس جا اُنکی بیٹی مر گئی
ہی اُسکو بڑا رنج ہی اُسنے کسیکی تعزیت ہی نہین سنی ہی تو اسطرح جا کے تعزیت کر تجھے اُس سے فائدہ ہوگا اُسنے کہا کہ یاد
کرا دیجیے آپنے فرمایا کہ اُس سے کہیو کہ خدا کا شکر ہی کہ اُسنے تیرے سامنے اُسکو قبر مین پونہچایا اور تجکو اُنکی قبر پر بٹھلایا اور اسکی نوبت
نہ آئی کہ وہ تیری قبر پر بیٹھتی چنانچہ سائل نے خلیفہ کے پاس جا کر انھین کلمات سے تعزیت کی یہ سنکر اُسکا رنج و ملال جاتا رہا
اور حکم دیا کہ اُسکو صلہ اچھا دیا جائے اور کہا تجھے قسم ہی سچ بتا کہ یہ تیرا ہی کلام ہی اُسنے کہا نہین بلکہ حضرت امام حسنؑ کا
سکھایا ہوا ہی خلیفہ نے کہا تو سچ کہتا ہی کہ وہ معدن کلام فصیح کے ہین اور دینے کا اُسے حکم دیا انتہی اور اخلاق و حلم اِس
مرتبہ کا تھا کہ آپکو چھہ مرتبہ زہر دیا گیا اور زبان پر نہ لائے جب ساتوین مرتبہ زہر نے آپکا کام تمام کیا تو امام حسین علیہ السّلام
آئے اور کہنے لگے کہ اے بھائی اگر آپ زہر دینے والے کو جانتے ہون تو بیان کیجیے کہ مین اُس سے عوض لون حضرت امام حسنؑ
نے فرمایا کہ اے عزیز علی مرتضیٰ شیر خدا میرے باپ غماز نہ تھے اور محبوب خدا محمد مصطفیٰ میرے جد ایسے نہ تھے اور مان
میری فاطمہ اور میری جدہ خدیجہ مین بھی یہ صفت نہ تھی اگر قیامت کے روز میری بخشش ہوگی تو بلا بخشایش ہر بندہ
کے مین بہشت مین نجاؤنگا اور تحمل کا یہ حال تھا کہ ابن سعد نے عمر بن اسحاق سے روایت کی ہی کہ جب مروان عامل
مدینہ ہوا تو اُسنے منبر پر چڑھکر حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السّلام کو بُرا کہا حضرت امام حسن علیہ السلام نے
کچھ جواب ندیا اتنا تو فرمایا کہ اے مروان مین کچھ نکہونگا خدا پر چھوڑتا ہون اور حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتے
ہین کہ ایک شخص شام سے مدینہ مین آیا اُسنے دیکھا کہ ایک مرد گھوڑے پر سوار جاتا ہی اُسنے لوگون سے پوچھا کہ یہ مرد کون
ہی معلوم ہوا کہ حسن بن علی ہین وہ غیظ مین آیا اور کہنے لگا کہ اللہ اللہ علیؑ کا بیٹا اس لائق ہوا اور امام حسنؑ سے کہا
کہ تو علی کا بیٹا ہی امامؑ نے فرمایا ہان تب وہ حضرت علیؑ کو بُرا کہنے لگا امام حسنؑ خاموش رہے آخر وہ خود شرمندہ ہوکر
چپکا ہو رہا تب امامؑ متبسم ہوے اور فرمانے لگے کہ میرا گمان ہی کہ تو شام سے آتا ہی اُسنے کہا ہان فرمایا کہ تو میرے گھر چل تو
مین تیری ضیافت کرون اور جو تیری حاجت ہو اُسے روا کرون وہ اور بھی شرمندہ ہوا اور آپکی تہذیب اخلاق
اور حلم سے متعجب تھا شامی کہتا ہی کہ مین اُسی دم سے اُنکا عاشق ہوگیا اور سوا اُنکے اور کوئی میرا محبوب نتھا انتہی
اسیطرح ایکدن حضرت امام حسنؑ مسند امامت پر بیٹھے وعظ فرماتے تھے اور بہت لوگ جمع تھے ناگاہ ایک کافر نے آکر

پوچھا کہ سردار مجلس کا کون ہے حضرت امام حسنؑ نے فرمایا مین ہون حسنؑ بن علیؑ اُسنے خشونت سے کہا وہی علیؑ جو مرد خونخوار اور جبار اور جفاکار تھا اس بات پر حضار مجلس کو غصہ آیا اور مستعد ہوئے کہ اُسکو ادب دین حضرت امامؑ نے منع کیا اور فرمایا اے مرد تیری گفتگو سے تراوش کرتا ہے کہ تو کسی مصیبت مین مبتلا ہے خیر اگر بھوکا ہے تو کھانا لذیذ اور بہتر سے بہتر موجود ہے کھالے اور اگر پیاسا ہے تو آب شیرین تیار ہے پی لے اور اگر قرضدار ہے تو ادائے دَین پر حاضر ہون اور اگر کوئی دشمن تیرے پیچھے پڑا ہے تو تیری اعانت کر سکتا ہون اُسنے جب یہ کلام سنا تو کہنے لگا بیشک تو بیٹا علیؑ ولی اللہ کا ہے یہ کہکر مسلمان ہوا اور تمام عمر حضرت امام حسنؑ کی خدمت مین رہا اور کرامتونکا آپکے کوئی حصر و شمار ہی نہین کہ اُسکو بیان کرون مختصر یہ کہ ہر سخن آپ کا اعجاز اور ہر فعل آپکا کرامت تھا **ابیات**

امامی کو امامت را حسن بود	حسن آمد کہ جملہ حسن ظن بود
سخن گر بگذرد از چرخ اخضر	منور از وصف او باشد فروتر
دو گیتی از وجودش پر زینت	نظیر او اگر جوئی حسین ست

بیان حضرت امام حسن علیہ السّلام کی خلافت اور اُسکے ترک کا

جب حضرت جناب امیر علیہ السلام نے اکیسوین رمضان ۴۰ھ ہجری مین جمعہ کے دن شہادت پائی تو اُسکی صبح کو حضرت امام حسن علیہ السلام نے لوگونکو جمع کرکے خطبہ باواز بلند فرمایا مستدرک حاکم مین وہ خطبہ بسند صحیح متصل مذکور ہے اُسکا ترجمہ یہ ہے کہ وفات پائی آج کی رات ایک شخص نے کہ مثل اُسکے علم و عمل مین نہ اگلون مین تھا نہ پچھلون مین اور تھے رسول اللہ کہ جہاد مین علمبردار کرتے تھے اُنکو سو وہ لڑتے تھے اور جانب یمین حضرت جبرئیل اور جانب یسار حضرت میکائیل رہتے تھے پھر وہ منہ نہ موڑتے تھے جب تک کہ اللہ تعالیٰ اُنکے ہاتھ پر فتح ندیتا تھا پھر جو کوئی مجکو جانتا اور پہچانتا ہے اُسکو آگاہ کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہین پہچانتا ہے وہ خبردار ہو کہ مین حسن بیٹا علی کا ہون اور مین بیٹا نبی کا ہون اور مین فرزند بشارت دینے والے اور خوشخبری سنانے والے کا ہون اور مین فرزند ڈرانے والے کا ہون اور مین لخت جگر اُسکا ہون جو تمکو اللہ کی طرف بلانیوالا ہے اور مین نور چراغ روشن کا ہون اور اُس خاندان عالیشان سے ہون جسمین جبرئیل امین خدا کی طرف سے آمد و رفت رکھتے تھے اور اُس گھرانے کا ہون جسکے گناہون کو اللہ تعالیٰ نے دور کردیا ہے اور پاک کردیا ہے خوب اور اُس گھر کا لڑکا ہون جنکی محبت اللہ نے مسلمانون پر فرض کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُل لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی پھر خطبہ تمام فرماکے روئے اور بعض مورخین نے اس خطبہ مین اسقدر عبارت اور زیادہ روایت کی ہے کہ اسی رات مین وفات پائی یوشع ابن نون نے اور آسمان پر گئے عیسیٰ بن مریم اور سوائے سات درم کے جو اُنھون نے لونڈی مول لینے کے واسطے رکھے تھے کچھ نہین چھوڑا اور بعد اختتام خطبہ کے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ اے

[illegible]

حاضرین یہ حسینؑ تمھارے پیغمبر کا بیٹا ہی اور تمھارے امام کا وصی ہی سو بیعت کرو اُنسے چنانچہ حاضرین نے بلا تامل بیعت خلافت کی اور چالیس ہزار کوفیون نے اُسدن کہ تاریخ بست و دوم رمضان سنہ ۴۰ ہجری تھی بیعت کی اور عمر آپکی اُسوقت سینتیس برس کی تھی بعد اُسکے آپنے عبداللہ بن عباس کو بصرہ کا عامل مقرر فرمایا یہ خبر معاویہؓ کو پہونچی اُنھون نے دو آدمی روانہ کیے ایک بصرہ مین دوسرا کوفہ مین کہ اخبار نویسی کرین اور لوگونکو بتالیف قلوب بہکاوین یہ حال حضرت امام علیہ السلام پر بھی کھلا آنے اُن دونونکو قتل کرایا کہ عبرت ہو جاوے اور معاویہؓ کو لکھا کہ اگر تم ارادہ لڑائی کا رکھتے ہو تو مین حاضر ہون پس معاویہؓ بالشکر شام مقابل ہوے اور آپ بھی چالیس ہزار آدمی سے جانب معاویہؓ تشریف لے گئے اور مقابلہ فوجون کا ہوا اُسوقت اللہ نے خود بخود حضرت امام علیہ السلام کے دل مین الاکہ دونون فرقون مین غلبہ کسی کو نہوگا مگر ایک فتنہ عظیم برپا ہو جائیگا اسلیے معاویہؓ کو لکھکر بھیجا کہ ہم امارت دنیا تمکو سپرد کرتے ہین بچند شروط اسعاف الراغبین مین ہی کہ بخاری نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہی کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے لشکر عظیم الشان معاویہ بن ابی سفیان پر بھیجا تو عمرو بن العاص نے کہا اے معاویہؓ یہ لشکر ایسا نہین ہی کہ بلا جدال و قتال پھر جائے ہزارونکا خون ہوگا معاویہؓ نے فرمایا البتہ اگر لڑائی ہوئی تو ہزارون مسلمان مارے جائینگے اور کوئی باقی نرہیگا جو حفاظت آبرو مسلمانون کی کرے لہذا عبداللہ بن عامر ابن کریزؓ اور عبدالرحمن بن سمرہ کو جناب امام علیہ السلام کی خدمت مین بھیجا اور سمجھا دیا کہ تم دونون حاضر ہوکر آپ کے حضور مین بحسن تقریر خوبی صلح کے عرض کیجیو اور طلب کیجیو اُنکے نزدیک اور جسطرح ہو سکے صلح کی تدبیر کیجیو چنانچہ اُنھون نے حاضر ہوکر ہر طرح سے التماس کیا مگر آپنے اول جوابات عذر آمیز فرمائے پھر جب اُنھون نے کہا کہ معاویہؓ کی یہ غرض ہی کہ جسطور سے آپ ارشاد کرین مجکو قبول ہی تب حضرت نے فرمایا اُن شرائط کا ضامن کون ہوتا ہی اُن دونون نے کہا ہم ضامن ہین سب شرائط قبول کرتے ہین اور بجا لائینگے پس صلح کرلی حضرت نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے اور تفویض خلافت کردی شروط معہودہ کے ساتھ حضرت خواجہ حسن بصری فرماتے ہین کہ یہ صلح آپ کی طرف سے واقع ہوئی اور اسکی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کَمَا رَوَی الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِهٖ وَاَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ اور ایک روایت مین ابی داؤد کی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ میرا بیٹا سید ہی اور مین امید کرتا ہون کہ اللہ اصلاح کرے اسکی وجہ سے دو گروہون مین میری اُمت سے ترجمہ مشکوٰۃ مین ہی کہ یہ حضرت نے خبر دی ہی مسلمانون کے تفرق سے دو فرقون کے ساتھ کہ ایک فرقہ امام حسنؑ کے ساتھ تھا اور دوسرا معاویہؓ

[illegible]

[illegible]

کے ساتھ اور امام حسنؑ احق بخلافت تھی کیونکہ چھ مہینے باقی رہے تھے تیس برس مین سے جسکی حضرتؐ نے خبر دی تھی کہ
الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ الخ پس امام حسنؑ کی شفقت اور مرحمت نے جو آپ کو اپنے جد کی امت کے ساتھ تھی
آپ سے ترک خلافت کرائی اور رغبت اُس جہان کی ولائی روایت کرتے ہین کہ حضرت امام حسنؑ نے فرمایا مین نہین
چاہتا کہ ایک قطرہ خون اُمت محمدیہ کا ناحق گرایا جائے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ دونون فرقے داخل ملت
اسلام مین گو ایک بربنای خطای اجتہادی ناحق پر تھا اور اہل سنت وجماعت کو صلح امام حسن رضی اللہ عنہ کی دلیل ہی
صحت امارت معاویہؓ پر انتہی اور ترمذی اور طبرانی نے معجم کبیر مین اور یحیی بن معین نے فوائد مین اور بیہقی نے دلائل النبوۃ
مین اور خطیب اور ابن عساکر اور ضیاء نے جابر سے اور ابو نعیم نے حلیہ مین ابی بکرہ سے تغیر یسیر اسکو روایت کیا ہی
اِس مقام سے معلوم ہوا کہ صلح آپکی طرف سے بسبب قلت وذلت کے نہ تھی بلکہ آپ از روی فوج وحشم غالب تھے اور
حق بھی بجانب امام تھا قسطلانی شرح بخاری مین لکھتے ہین کہ تھے حسنؓ اُسدن احق الناس بالخلافۃ پس آپکا
ورع اور آپکی شفقت مسلمانون پر باعث خلافۃ اور ملک چھوڑ دینے کے ہوئی یہ کچھ قلت وذلت سے نہ تھا کیونکہ
چالیس ہزار آدمی آپکی بیعت مین آچکے تھے مگر جب چھ مہینے خلافۃ حقہ پر گذر گئے تو حضرت امام علیہ السلام کو الہام
ہوا کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا
رواہ احمد والترمذی وابو داؤد وصححہ ابن حبان ازالۃ الخفا مین ہی کہ معنی لفظ عضوض کے دلالت کرتے ہین
حروب اور مقاتلات پر اور حملہ اور منازعت پر ایک کے دوسرے کے ساتھ ملک مین انتہی پس وہ تیس برس گذر گئے
اب وقت ملوک وسلاطین کا آگیا ہی ایسا نہو کہ مین اُن مین معدود ہو جاؤن لہذا از خود صلح فرمائی بالجملہ جب صلح
امام کی طرف سے موافق ارشاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگئی تو آپنے معاویہؓ کو یہ خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم
حسن بن علی نے معاویہؓ بن ابی سفیان سے صلح کی اس بات پر کہ وہ ولایت مسلمانونکی اُنکی تفویض کردین باین شروط
کہ وہ مطابق قرآن اور سنت رسولؐ اور سیرت خلفای راشدین مہدیین عمل کرین اور اُنکو اختیار نہین کہ یہ امر بعد
اپنے کسیکو تفویض کرین بلکہ مسلمانونکی راے پر چھوڑ دین اور سب لوگ امن مین ہین جہان کہین ہون اس ملک مین
یا شام وعراق مین یا حجاز ویمن مین اور توابع علی مرتضیؓ اپنے مال اور اولاد اور ازواج ونفوس سے جہان کہین ہین
محفوظ رہین اور معاویہؓ بن ابی سفیان پر ان امور مین عہد وپیمان خدا کا ہی اور مجکو اور میرے بھائی کو اور کسی
اہل بیت کو علانیہ و پوشیدہ گزند نہ پونہچائیں اور یہ بھی معاویہؓ سے بدعہدی نکرین شہد بما فیہ فلان
وفلان بن فلان وکفی باللہ شہیدا یہ وثیقہ صواعق محرقہ مین موجود ہی نزل الابرار مین ہی کہ پھر معاویہؓ
کوفہ مین حاضر ہوے اور بصلاح عمرو بن العاص التماس کیا کہ آپ اِس صلح کا خطبہ فرماوین چنانچہ حضرت نے
منبر پر چڑھ کر بعد حمد وصلوۃ کے فرمایا کہ اے لوگو آگاہ ہو کہ مابین جابلقا اور جابلسا کوئی آدمی جسکا جد رسول خدا ہو

سوا میرے اور حسینؓ کے نہ پاؤگے اور خدا نے تمکو میرے جد کے ہاتھ سے ہدایت فرمائی اور گمراہی سے بچایا اور جہالت
تمسے دور کی اور بعد ذلت کے عزیز اور بعد قلت کے کثیر کیا سو اب سنو کہ معاویہؓ بن ابی سفیان نے مجھسے نزاع کی
خلافت مین کہ میرا حق تھا نہ اُنکا سو مین نے بنا بر اصلاح حال امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و رفع فتنہ صلح کی اور
تم لوگون نے مجھسے بیعت کی تھی اس بات پر کہ جس سے مین صلح کرون تو تم بھی اُس سے صلح کرو اور جس سے مین لڑون اُس سے
تم بھی لڑو پس مین نے مصلحت دیکھی کہ امر خلافت معاویہؓ کو تسلیم کرون اور مین نے بیعت کر لی اور خونریزی سے
دست بردار ہوا کیونکہ حفاظت خون کی خونریزی سے بہتر ہی اور اس صلح سے میرا اور کچھ مطلب نہین مگر اصلاح حال
تم لوگونکا اور مین جانتا ہون کہ شاید یہ صلح آزمایش ہو تمھاری اور برخورداری تا اجل موعود والسلام یہ خطبہ سنکر
معاویہؓ نے کہا اے عمرو تو نے یہی ارادہ کیا تھا کہ سب کے روبرو میرا عدم استحقاق خلافت ظاہر ہوا اور نزاع حق آشکارا ہو
انتہی الحاصل یہ صلح ماہ ربیع الاول سنہ ۴۱ ہجری مین واقع ہوئی اور اکثر لوگ یاران علی مرتضیؓ اور تابعین حسن مجتبیٰ
مین سے ناراض ہوگئے اور بعض نے کہا یا عار المؤمنین سَوَّدْتَ وَجْهَ الْمُؤْمِنِيْنَ حضرت نے فرمایا
اَلْعَارُ خَيْرٌ مِّنَ النَّارِ اس قول کو نکالا ہی ابو عمر بن عبد البر نے استیعاب مین ترجمہ امام حسنؑ مین اور یون بھی آیا ہی کہ
جب لوگون نے حضرت امام حسنؑ سے کہا یا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تو آپنے فرمایا کہ مین نے مسلمانون کو ذلیل نہین کیا لیکن مین نے
اُسکو برا جانا کہ اُنکو قتل کروا ڈالون طلب ملک مین کذا فی المقاصد الحسنہ بعضے کہتے ہین کہ صلح نامہ مین یہ بھی شرط تھی
کہ مجکو مع اہل بیت کے مدینہ مین پہونچا دین اور بیت المال کا کل مال میرے لیے چھوڑ دین اور جو کچھ عراق مین ہے
اُسکو تقسیم کر دین مجھ مین اور میرے بھائیون مین اور پانچہزار درم ماہانہ مقرر کر دین اور اہل مدینہ و عراق سے کچھ
مطالبہ نکرین اور بعض روایات مین لاکھ درم سالانہ ہی چنانچہ کامل ابن اثیر مین ہی کہ منجملہ شرائط کے یہ تھا کہ جو کچھ
بیت المال کوفہ مین ہی وہ منتسبان امامؑ کو دیدین اور خراج فارس کا مخصوص آپکے متعلقون کے ساتھ ہے انتہی الغرض
معاویہؓ نے جملہ شرائط قبول کیے اور مضمون صلح نامہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپنے کچھ بھی مال طلب نہین کیا کیونکہ عبارت
صلح نامہ مین جو اوپر نقل کی گئی ہی کچھ ذکر اسکا نہین ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال و علمہ احکم و اتقن شیخ نور الحق تیسیر القاری
ترجمہ بخاری مین فرماتے ہین کہ نیز کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہی کہ جب امر خلافت تفویض پا چکا تو معاویہؓ نے صد ہزار
درم اور ہزار جامہ اور تیس غلام اور سو اونٹ حضرت امام علیہ السلام کو بھیجے بعد اُسکے امام نے مدینہ کو مراجعت
فرمائی اور ایک نقل اور بھی اُسی کامل ابن اثیر سے اُسمین صفحہ چار سو اٹھتر مین نقل کی ہی بعد اسکے لکھا ہی کہ سبب

[illegible]

[illegible]

مذکورہ روایت قسطلانی کی ہی واللہ اعلم انتہی بعد صلح کے آپ مع اہل و عیال و رخدم اور حشم کے مدینہ مین تشریف لائے اور معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو حاکم بصرہ مقرر کیا اور عبداللہ بن عامر کو مصر کا عامل مقرر کیا اور مروان علیہ ما علیہ کو مدینہ باسکینہ مین بھیجا

شعر

از حق بود صلوٰۃ و زیادت بود سلام	بر حضرت محمدؐ و بر آل او مدام

فائدہ بسر بن ارطاۃ یا ابن ابی ارطاۃ کہا ابن حبان نے کہ جس نے ابن ارطاۃ کہا اُسنے وہم کیا اسکی کنیت ابو عبدالرحمن ہی اسکی صحبت مین اختلاف ہی اہل شام کہتے ہین کہ اسنے حضرت سے سُنا ہی اپنے صغر سن مین اور واقدی کہتا ہی کہ یہ دو برس قبل حضرت کے وفات کے پیدا ہوا اور یحیی بن معین نے کہا کہ حضرت کی وفات کے وقت یہ صغیر تھا اور کہا دارقطنی نے کہ اسکو صحبت تھی اور ابن یونس نے کہا کہ یہ صحاب رسول اللہ سے تھا حاضر ہوا فتح مصر مین اور تھا وہ گروہ معاویہ سے اور معاویہ نے اسکو متوجہ کیا یمن اور حجاز پر اول ۴۰ سنہ مین ابن السکن نے کہا کہ مات وھو خرف اور اُسکی خبرین فتن مین مشہور ہین جو ذکر کرنے کے لائق نہین ہین ابن السکن کہتے ہین کہ زمانہ معاویہ مین یہ مرا اور بعضے کہتے ہین کہ باقی رہا زمانہ خلافت عبدالملک بن مروان تک وھو قول خلیفۃ وبہ جزم ابن حبان اور بعضے کہتے ہین کہ وہ مرا خلافت ولید مین ۸۶ سنہ مین حکاہ المسعودی کذا فی الاصابۃ

واقعہ شہادت امام زمن حضرت امام حسن علیہ السلام

شہادت حسن جان مصطفےٰ بشنو	ز دل گداختگان نالہ عزا بشنو	ز درد قلب و جگر در خروش آمدہ ایم
صدای آہ و فغانی ز مبتلا بشنو	دمی تو گوش بسوئم کن ای محب رسول	نوای سینہ خراشی ز بینوا بشنو
ز نشتر الم سینہ ریش و اویلا	چہ گومت کہ چہا گویم و چہا بشنو	

آپکی شہادت کا سبب یہ ہوا کہ یزید طرید نے اسماء بن قیس کو حضرت کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کے پاس بھیجکر پیام دیا کہ اگر تو جگر گوشہ رسول نور چشم بتول کو زہر دیکر اُنکے حسن خداداد کو خاک مین ملادے تو مین تجھسے نکاح کرون اور بعض اہل تواریخ لکھتے ہین کہ مروان عامل مدینہ نے بایمائے یزید سویۂ رومیہ کو جو ایک بڑی دلالہ و قحبہ تھی بلاکر پوچھا کہ تو امام حسنؑ کے گھر جاتی ہی اُسنے کہا کہ جاتی ہون اُسنے کہا مین ایک بات کہتا ہون مگر کسی سے نہ کہنا اور تجکو تین ہزار دینار دونگا جب میرا مطلب ہوجائیگا اور سو دینار اب لے اُسنے قول و قرار مضبوط کرکے پوچھا کہ کیا بات ہی مروان نے کہا کہ تو جعدہ کو کسیطرح وہان سے لے آ کہ یزید اُس سے نکاح کریگا اُسنے قبول کیا اور تنہائی مین جعدہ کے پاس گئی اور چکنی چپڑی باتین کرکے کہنے لگی کہ یزید تیرا عاشق ہی اگر اُسکے پاس چلو تو ملک شام و عراق تمھارا ہوگا ملکہ کہلاؤ گی حسنؑ بن علی کے پاس محتاجی کے سوا کیا ہی جعدہ سودای ملک و دولت مین گرفتار ہوکر حق محبت دیرینہ ایک قلم بھول گئی بولی کہ مجکو یزید کے پاس رہنا بدل منظور ہی اُس عورت نے یہ حال آکر مروان سے کہا تب مروان نے اُسی مردار کی زبانی کہلا بھیجا کہ امام حسنؑ کی زندگی مین یزید کی ملاقات دشوار ہی اُنکو دفع کر تب کہین مطلب حاصل ہو جعدہ نے کہا کیونکر مروان مردود نے

تھوڑا زہر بھیجا کہ اسے شہد مین گھول کے پلا دے چنانچہ اُس شقیۂ ازلیہ نے ایسا ہی کیا حضرت کو رات بھر قے
ہوئی مگر اللہ نے صحت بخشی حضرت نے اُسی دن سے جعدہ کے گھر کھانا کھانا چھوڑ دیا ام قاسم کے گھر کھانے لگے
بعد چند روز کے ایک دن جعدہ کے پاس تشریف لے گئے اُسنے خرمون مین ملاکر بامیاء مروان زہر کھلایا
اِسیطرح چھہ مرتبہ زہر کھلایا گیا مگر شفا ہوتی رہی اور اُس شیطان کو خبر بہو بختی رہی آخر مروان نے اُس دلالہ کو
ایک وزیر بلاکر کہا تو جعدہ سے کہہ اب یزید کا حال بہت پریشان ہی تدبیر جلد کرنا چاہیے ورنہ ملک دولت ہاتھ سے
جاتی ہی اور تھوڑا الماس پیسا ہوا دیا کہ جعدہ کو دے کہ یہ کھلا دے وہ دلالہ لائی اور امانت اُس بد کیش کی بلا خیانت
جعدہ کے پاس پونہچائی اُسنے کسی تدبیر سے اپنی آبرو خاک مین ملانے کو اُسے پانی مین ملاکر آپکو پلا دیا حضرت کو
اسہال کبدی ہوگیا آنتین کٹ کٹ کر گرنے لگین آخر کار حال بہت متغیر ہوا زندگی سے نا امید ہوے حضرت
امام حسین علیہ السلام یہ سُنکر تشریف لائے بھائی کا حال پر ملال دیکھکر اپنی بیکسی و تنہائی پر اتنا روئے کہ آپ کے
نعرۂ جانکاہ سے جن و بشر اور دیوار و در رونے لگے اور آپ فرمانے لگے اشعار

کہ زہر گشت ازان آب خوشگوار حسن
برنگ گونۂ الماس شد ز مرد فام
ز حسرت جگر خستہ و فگار حسن
ستارہ خون بچکاند ز چشم گر بیند
بریخت لالہ و نسرین ز نو بہار حسن

در اندرون صدف و ہفتاد پارہ شد جگرش
مفرح لب یاقوت آبدار حسن
لبش کہ مایۂ تریاک بود شد پر زہر
جراحت جگر و چشم اشکبار حسن

کہ ریخت ریزۂ الماس سود درد حش
ہمہ ز راہ گلو ریخت در کنار حسن
جگر بسوخت شفق را چو لالہ ز آتش دل
فغان ز تلخی شہد شکر نثار حسن
بباغ عشرت پیغمبر از خزان ستم

حافظ ابو نعیم نے اپنی سند سے حلیۃ الاولیا مین عمیر بن اسحاق سے نقل کیا کہ کہا
اُنھون نے کہ مین اور ایک اور شخص دونون حضرت امام حسن کی عیادت کو گئے آپنے کہا اے فلان کچہ مجھسے پوچھ
مینے کہا لا و اللہ مین آپسے کیا اسوقت پوچھون جب آپ تندرست ہو جائینگے پوچھ لونگا پھر آپ اندر چلے گئے پھر
نکل آکے اور وہی فرمایا مین نے کہا مین نہ پوچھونگا جب تک آپ صحیح نہو جائینگے آپنے کہا اب صحت کہان
مین نے کہا یہ نہ فرمائیے خدا آپکو صحت دیگا پھر مین آپسے پوچھ لونگا آپنے فرمایا میرا ایک ٹکڑا کبد کا کٹکر گرا ہی
اور مین کئی مرتبہ زہر پلایا گیا مگر ایسی مرتبہ کا جیسا تو کبھی نہتھا پھر مین دوسرے روز جو گیا تو آپ احتضار مین تھے
اور آپ کے سر کے پاس حضرت امام حسین عم بیٹھے ہوے پوچھ رہے تھے کہ اے بھائی کسنے آپ کو زہر دیا ہی فرمایا کیا
اُسکو قتل کروگے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہان آپنے فرمایا اگر میرا قاتل وہی ہی جسکو مین گمان کرتا ہون تو
اللہ بہت سخت ہے ڈرانے اور بند کرنے مین اور وہ منتقم حقیقی ہی وہی بدلا لے لیگا تمھارے مارنے کی کچہ حاجت نہین شعر

واہ کیا حلم تھا اپنا تو جگر ٹکڑے ہوا | پھر بھی نہ لے ستمگر کے روادار نہین

اور اگر وہ نہین ہی جسپر میرا شبہہ ہی تو مین
نہین چاہتا کہ بے گناہ کے قتل کا تمسے مواخذہ ہو اور مین تو کئی مرتبہ زہر کھلایا گیا مگر یہ بہت ہی سخت ہے

ایسا حال میرا کبھی نہین ہوا جو ابکی ہوا **شعر** | می کند آن سوز داغ دوستان خویش را | تازہ داغی می نہد بر سینہای ریش را

فائدہ اخفا حضرت امام حسن علیہ السلام کا اپنے قاتل کے نام کو اس وجہ سے تھا کہ یہ شہادت سری تھی اسمین فنا چاہیے اور افشا آپ کے حلم اور مروت اور صبر و اخلاق کے بھی خلاف تھا لاجرم بتقاضای کمال تحمل زبان پر نہ لائے ورنہ یہ ایسی بات نہ تھی کہ کھل نسکتی سچ ہی کہ ایسے مقام مین باوجود قدرت کے دشمن سے انتقام نہ لینا انھین حضرات کا کام ہی اور آپکی شہادت زوجہ کے ہاتھ سے ہوئی حالانکہ زوجہ علاقہ محبت سے ہی نہ عداوت سے اور ایسے لوگون سے عداوت کا گمان کمتر ہوتا ہی اگرچہ حقیقت مین کوئی بات اُنسے ایسی سرزد ہو جو موجب مظنۂ عداوت ہو یہ بھی سبب اُسی کمال اخفا کے ہوا **نقل ہی** کہ حضرت امام حسن نے اس حال مین جعدہ کو تنہائی مین بلایا اور فرمایا کہ اے بانوے ناسازگار اور اے دشمن خونخوار تو نے مجھے مرتبہ مجکو زہر دیا صحبت دیرینہ کچھ خیال مین نہ لائی خدا اور رسول سے نہ شرمائی محبت دیرینہ کو یون برباد کیا زہر پلا دیا دوستون سے یہی اُمید ہوتی ہی خیر جا جو تیرا مطلب ہی وہ بھی بر نہ آئیگا پھر اُسکی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا حافظ ابو عمر یوسف بن عبد البر قرطبی نے روایت کی ہی کہ جب وقت غروب آفتاب امامت آیا تو اُس نیر برج کرامت نے اپنے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ کوفیون کے قول و فعل پر اعتماد نہ کرنا یہ لوگ اپنی سفاہت سے تمکو خلافت کے واسطے قائم کرین گے اور مدینے سے بلائین گے تم اسکا ہرگز قصد نکرنا مین جانتا ہون کہ خداوند تعالیٰ اہل بیت نبوت مین خلافت اور نبوت جمع نکریگا اور مین نے حضرت عائشہؓ سے پوچھ لیا ہی کہ مین روضۂ مبارک جد امجد کے قریب دفن ہون اُنھون نے مجھسے وعدہ کیا ہی تم میری وفات کے بعد میرا جنازہ روضۂ مبارک پر لیجانا اور حضرت صدیقہ سے دوبارہ اجازت لینا اگر وہ کہین تو وہین دفن کرنا مگر مین جانتا ہون کہ بنی امیہ منع کرینگے جو ایسا ہو تو تکرار بیکار ہو گی کچھ ضرور نہین جنت البقیع ہی مین میری ماں کے مزار کے پاس دفن کر دینا **شعر** | از حق بود صلوٰۃ و زمانت بود سلام | بر حضرت محمد و بر آل او مدام

دو پہر رات سے آپکو کرب بڑھنے لگا اہل بیت نے ہالہ کی طرح سے آپکو گھیر لیا آخر اہل بیت پر آفت آئی چارون طرف سے غم کی گھٹا چھائی **شعر** | رفت آن سلطان معنی بے قصور | رقص رقصان سوی آن دریای نور

قال اللہ تعالیٰ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ

عمر شریف آپکی تخمیناً سینتالیس سال اور چھ مہینے کی تھی دونون کے حساب سے سات برس حضور رسالت پناہ مین پرورش پائی اور تیس برس ظل حمایت پدر بزرگوار حیدر کرار مین اور آٹھ برس کئی مہینے فقط حفظ خدا مین بسر کیے اور وفات برقول مختار بعضون کے نزدیک پہلی اور بعضون کے نزدیک پانچوین شہر ربیع الاول سنہ ۵۰ ہجری مین ہوئی انتہی اور مشہور اٹھائیسوین اور بعضون کے نزدیک انتیسوین ماہ صفر سنہ ۴۹ ہجری ہی اور فرقہ

اثنا عشریہ بھی آخر ماہ صفر مین کہتے ہین اور معارف ابن ابی قتیبہ مین ہی کہ وفات آپکی شہر ربیع الاول ۴۹ سنہ ہجری مین ہی
اور روضۃ الشہدا مین قول اصح کر کے لکھا ہی کہ آپکی عمر شریف سینتالیس سال کی تھی اور اُسی مین ہی کہ بعضون نے
کچہ زائد بھی لکھی ہی اور وفات شب شنبہ اُنتیس۲۹ صفر ۵۰ سنہ مین لکھتے ہین اِس حساب سے آپکی عمر شریف چھیالیس برس
ساڑھے پانچ مہینے کی ہوئی اور شیخ جمال الدین یوسف بن عبدالہادی مقدسی حنبلی نے درۃ المضیہ للشجرۃ المحمدیہ
مین آپکی ولادت وسط رمضان ۳ سنہ مین اور وفات ربیع الاول ۴۹ سنہ مین لکھی ہی اور نیز علامہ کمال الدین بلخی
اپنی کتاب بدر التاریخ مین وفات آپکی ۴۹ سنہ مین اور سن شریف سینتالیس برس کا لکھتے ہین اور واقدی کے نزدیک تحقیق
یہ ہی کہ وفات آپکی ۴۹ سنہ ہجری مین ہوئی اور شیخ ابن حجر عسقلانی نے تقریب مین اِسی کو اختیار کیا ہی اور تحریر الشہادتین
مین ہی کہ سنین عمر شریف سینتالیس برس چھہ مہینے چند روز کم بروایت صحیح ہین پس اعتبار سنین زندگی کا مقتضی ترجیح
تاریخ ولادت پندرھوین رمضان اور تاریخ وفات پانچوین ربیع الاول ہی جس سے سینتالیس برس چھہ مہینے کچہ کم حساب سے
آتے ہین انتہی اور حسن القصص مین آپکی عمر شریف سینتالیس برس کی لکھی ہی اور اسی قول کو اشہر لکھا ہی اور اُسکی
دلیل یہ لکھی ہی کہ حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہی کہ جب امام حسن دنیا سے سدھارے تو اُنکی عمر شریف
سینتالیس برس کی تھی اور ۵۰ سنہ مین آپکی شہادت ہوئی اور مختار صاحب استیعاب کا بھی یہی ہی اور کہا کہ بعضے
عمر شریف سینتالیس۴۷ برس کی کہتے ہین اور بعضے اڑتالیس برس اُنیس دن کی اور ابن طلحہ نے آپکی شہادت پانچوین ربیع الاول
۴۹ سنہ مین بیان کی اور سیوطی نے بھی تاریخ الخلفا مین آپکی وفات ۴۹ سنہ مین لکھی ہی ملا محمد طاہر فتنی مجمع البحار مین
سنہ ولادت آپکا ۳ سنہ مین علی الاصح لکھتے ہین اور وفات انتالیس یا چوالیس یا اٹھاون سن مین لکھتے ہین واللہ اعلم
بالصواب بعد وفات حضرت امام حسنؑ کے حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت عائشہ سے اجازت چاہی جناب
صدیقہ نے بلا تامل بطیب خاطر اجازت دی اور جو ترجمہ متعارف طبری مین ہی کہ حضرت صدیقہ نے منع کیا سو مفتریات
سے ہی کتب معتبرۂ اہل سنت مین یہی ہی کہ آپنے قبول کیا اور فرمایا نعم حبًّا وکرامۃً مگر یہ خبر جب مروان علیہ ما یستحقہ کو
پہنچی تو اُسنے کہا جھوٹ کہا اُنھون نے اور عائشہ سے یہ کیسے ہوگا کہ حضرت عثمانؓ وہان دفن نہون اور یہ دفن ہون اُسپر
حضرت امام عالیمقام چند آدمیون کو لیکر مستعد ہوے مروان بھی مسلح ہوا تب حضرت ابو ہریرہؓ حاضر ہوکر
کہا کیا ظالم لوگ ہین کہ ابن رسول اللہ کو رسول اللہ کے پاس دفن نہین ہونے دیتے ہین اور حضرت امام عالیمقام

کے پاس جا کر بھائی کی وصیت یاد دلائی اور لڑائی سے باز رکھا وہ جنازہ شریف اُٹھا کر جنت البقیع مین لے گئے
سعد بن العاص نے نماز جنازہ پڑھی اور حضرت فاطمہ کے پاس دفن کیا اور نزل الابرار مین ہے کہ ایک روایت مین
یون آیا ہے کہ آپ اپنی دادی فاطمہ بنت اسد کے پاس دفن ہوے وَقَدْ اَشَارَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِیْنَ اِلٰی رُجْحَانِ هٰذِهِ
الرِّوَایَةِ اِنْتَهٰی اور آپ کے مزار مبارک کی کرامات مین ابن عساکر نے اعمش سے روایت کی کہ ایک شخص نے آپکی
قبر مقدس پر بے ادبی کی وہ مجنون ہوگیا اور کتون کی طرح آواز کرنے لگا اور اسی حال مین وہ مرا اور اسکی قبر سے
عوعو کی آواز لوگ سنتے تھے کذا فی شرح الصدور انتہی مِنَ الْمِنْهَاجِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِهٖ حضرت امام حسین رض
اور محمد بن الحنفیہ اور عبداللہ بن عباس نے مزار مین اُتارا اور فرقہ بنی امیہ سے کوئی شخص جنازہ پر نہین آیا سوا ے
سعید بن العاص کے کہ وہ اُس وقت امیر مدینہ تھے وہ خالد بن ولید کے ایما سے حاضر ہوے اور اُنھون نے باجازت
حضرت امام حسین رض کے نماز جنازہ پڑھائی **فائدہ** یہ خالد بن ولید بن عتبہ بنی امیہ سے تھے صحابی نہ تھے خالد بن ولید
بن مغیرہ صحابی اور ہین جنکا لقب سیف اللہ تھا اُنھون نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین اکیس یا
بائیس سنہ مین ساٹھ برس کی عمر مین وفات پائی اور اُنکی مان لبابہ بنت الحارث ہمشیر میمونہ بنت الحارث ام المؤمنین
کی تھین اور حضرت عبداللہ بن عباس اُنکی خالہ کے بیٹے تھے واللہ اعلم کذا فی حاشیۃ اظہار السعادۃ تہذیب التہذیب
مین ثعلبہ سے روایت ہے کہ مین وقت دفن امام کے حاضر تھا اسقدر کثرت آدمیون کی تھی کہ اگر سوئی بھی ڈالی جاتی
تو آدمیون ہی پر پڑتی ابوہریرہ سے روایت ہے کہ بنی ہاشم کی عورتین ایک ماہ کامل آپکا غم والم کرتی رہین
علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ جب امام حسن علیہ السلام شہید ہوے تو جعدہ نے یزید
پلید کو لکھا کہ ایفاے وعدہ کر یزید نے کہا کہ مین تو اسپر راضی ہی نہ تھا کہ تو حسن بن علی کے پاس رہے جو میرے
دشمن تھے پھر تجکو اپنے پاس رکھنے کا مین کب ارادہ کرونگا استغفر اللہ جعدہ بے نصیب دونون طرف سے گئی نہ
اِدھر کی ہوئی نہ اُدھر کی خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ اور بعض محققین نے لکھا ہے کہ جعدہ اس حرکت سے پشیمان ہو کر بھاگی
اور مروان علیہ ما یستحقہ کے گھر مین چھپی اُسنے دو غلام اور تین لونڈیان ساتھ کر کے شام کو روانہ کیا اور معاویہ
رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اسکو مخفی رکھنا چاہیے نہین تو بنی ہاشم کے ہاتھ سے نجات اسکی مشکل ہے سو معاویہ رضی اللہ
عنہ سخت رنجیدہ ہوے اور جب جعدہ پہونچی تو اُسکو بلا کر کہا تو نے نہایت بُری حرکت کی لعنت خدا کی تجپر اور اُسپر
جسنے امام کی شہادت مین سعی کی بالتخصیص اُسپر جسنے زہر بھیجا اے جعدہ تجکو شرم نہ آئی کہ تو نے اپنے دوست کو
اس طرح مارا خدا اور رسول کے غضب سے نہ ڈری دور ہو میرے پاس سے تو ہرگز لائق یزید کے نہین ہے تب
جعدہ نے یزید کو لکھا کہ مین نے اپنا کام کیا تو بھی ایفاے وعدہ کر اُس نے وہ جواب دیا جو اوپر نقل ہوا

بیان اولاد حضرت امام عالی مقام

تعداد اولاد ذکور مین آپ کے اختلاف ہی چار تو متفق علیہ ہین زید اور حسن اور عمر اور عبداللہ اور انکے سوا مین اختلاف ہی دولابی کہتا ہی کہ پانچ ہین چار وہ اور پانچوین ابراہیم اور ابن الخشاب کہتا ہی کہ گیارہ صاحبزادے تھے اور ایک صاحبزادی چار مذکور اور باقی قاسم اور حسین اور عبدالرحمن اور عبداللہ سوا عبداللہ مذکور کے اور احمد اور سمعیل اور عقیل اور صاحبزادی کا نام فاطمہ اور کنیت ام الحسن ہی یہ والدہ تھین حضرت محمد باقر کی اور ابن الاخضر بیان کرتا ہی کہ گیارہ وہ اور بارھوین محمد ہین لیکن اُن تین بیٹون کے نام مین جنکا نام سمعیل و عقیل و احمد مذکور ہوا ابن الاخضر مخالف ہی وہ اسکے عوض طلحہ اور ابوبکر اور محمد ثانی کہتا ہی پس اس روایت پر نام بارہ لڑکون کے یہ ہین زید اور حسن اور عمر اور عبداللہ اور ابراہیم اور قاسم اور عبدالرحمن اور عبداللہ اور محمد اور ابوبکر اور طلحہ اور محمد ثانی اور شیخ محمد بن طلحہ شافعی نے اپنی کتاب مطالب السئول فی مناقب آل الرسول مین لکھا ہی کہ حضرت امام حسن کے کثیر اولاد مین تھین مگر کسی سے کوئی عقب نہین سوا دو صاحبزادون کے بلا خلاف اور کہتے ہین کہ آپکی پندرہ اولاد مین تھین اُنمین سے حسن مثنی اور زید کی اولاد ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ آپکی اولاد اس سے کمتر تھی حالانکہ ایسا نہین اور بعضے کہتے ہین کہ آپکی ایک صاحبزادی تھین ام الحسن واللہ اعلم انتہی اور بعضون نے ان روایات کے جمع کے واسطے بیس لکھے ہین واللہ اعلم اور آج کے دن جن صاحبزادون سے اولاد امام حسن موجود ہے وہ بالاتفاق زید اور حسن ہین اور عمر اور حسین سے کوئی عقب نہین کذا فی سعادت الکونین اور ابوبکر بن احمد کتاب موالید اہل بیت مین گیارہ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی بیان کرتی ہین اب لڑکیون مین اختلاف ہی بعضے لکھتے ہین نہین تھین اور بعضے کہتے ہین کہ ایک تھین فاطمہ نام یہ والدہ محمد بن علی باقر کی ہین اور ابن الاخضر نے پانچ لکھے ہین ام الحسن اور ام عبداللہ اور ام سلمہ اور ام الخیر اور ام تماخر اور ام الحسن اور ام عبداللہ کنیت فاطمہ کی ہی اور ام الحسین اور ام سلمہ رقیہ کے ہی اور ام تماخر اور ام الخیر تصحیف ام الحسن کی ہی یا بالعکس واللہ اعلم پس زید اور ام الحسن یعنے فاطمہ کبری اور ام الحسین مان انکی ام بشر بنت ابی مسعود عقبہ بن عمر بن ثعلبہ خزرجیہ ہین اور مان حسن بن حسن کی خولہ بنت منظور الفزاریہ ہین اور مان حسین اور طلحہ اور فاطمہ صغرا کی ام اسحاق بیٹی طلحہ بن عبداللہ التیمی کے ہین اور عمر اور قاسم اور عبداللہ مان اُنکی امۃ تھین اور بقیہ اولاد آپکی جیند اور بطن سے تھی طبقات ابن سعد مین ہی

کہ امام حسن علیہ السلام کی اولاد محمد صغر اور جعفر اور حمزہ اور محمد اکبر اور زید اور حسن مثنی اور فاطمہ اور ام الحسن اور
ام الخیر اور ام عبدالرحمن اور ام سلمہ اور ام عبداللہ اور اسمعیل اور یعقوب اور قاسم اور ابوبکر اور طلحہ اور عبداللہ ہین
اور سلمی سے منقول ہے کہ علی اکبر اور علی صغر اور جعفر اور عبداللہ اور قاسم اور زید اور عبدالرحمن اور اسمعیل و حسین اثرم
اور عقیل و حسن اور فاطمہ اور سکینہ اور ام الحسن ہین اور بلاذری نے انساب مین اقتصار کیا ہے ذکر حسن اور زید اور
حسین اور عبداللہ اور ابی بکر اور عبدالرحمن اور قاسم اور طلحہ اور عمر پر اور محب طبری نے ابی بشر دولابی سے
نقل کیا کہ وہ حسن اور عبدالرحمن اور عمر اور زید اور ابراہیم ہین اور ابی بکر بن الدراع کہتا ہے کہ عبدالرحمن و قاسم اور
حسن اور زید اور معمر اور عبداللہ اور احمد اور اسمعیل و حسین اور عقیل و ام الحسن ہین اور عقب صحیح موجود امام حسن سے
بواسطہ زید اور حسن مثنی کی ہے لاغیر واللہ اعلم اور معارف ابن ابی قتیبہ مین ہے کہ اولاد امام حسن کی سات ہین
حسن بطن خولہ بنت منظور بن زبان الفزاریہ سے اور زید اور ام حسن بطن بنت عقبہ بن مسعود بدری سے اور عمرو
ایک عورت ثقفیہ سے اور حسین اثرم ایک ام ولد سے اور طلحہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ سے اور ام عبداللہ ایک
ام ولد سے اس حساب سے سات اولادین ہوتی ہین اور شیخ ابوعبداللہ محمد بن محمد بن نعمان ارشاد مین لکھتے ہین
کہ امام حسنؑ کے پندرہ لڑکے اور لڑکیاں تھین زید اور انکی دو بہنین ام الحسن و ام الحسین انکی ماں ام بشر بنت ابی مسعود
عقبہ بن عمر بن ثعلبہ خزرجیہ ہین اور حسن انکی والدہ خولہ بنت منظور فزاریہ ہین اور عمر اور انکے بھائی قاسم اور عبداللہ
انکی ماں ام ولد تھین اور عبدالرحمن انکی ماں بھی ام ولد تھین اور حسین اثرم اور انکے بھائی طلحہ اور انکی بہن فاطمہ
انکی والدہ ام اسحاق بن طلحہ بن عبداللہ ہین اور ام عبداللہ اور فاطمہ و ام سلمہ و رقیہ یہ صاحبزادیاں اور ماؤن سے
ہین اور آپ کثیر الازواج اور کثیر الطلاق تھے یہانتک کہ نام آپکا حسن مطلاق ہوگیا تھا اسعاف الراغبین مین ہے
کہ زید بن الحسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب مرد مسن اور جلیل القدر اور کریم الطبع اور کثیر الاحسان تھے اور بڑے عالم
تھے نوے برس کے سن مین انکا انتقال ہوا حسن بن زید انکے صاحبزادے ہین انکی کنیت ابومحمد تھی یہ بڑے
فاضل تھے سنہ ۱۶۸ مین پچاسی برس کی عمر مین انتقال کیا سات بیٹے چھوڑے سب سے بڑے زید بن الحسن بن زید
بن الحسن بن علی ہین اور حسن بن زید کی ایک صاحبزادی تھین فاضلہ و فقیہہ جنکا نام نفیسہ تھا امام شافعی انکی
شاگردی کرتے تھے انکی قبر مصر مین ہے اور حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب جنکو حسن مثنی کہتے ہین بڑے فاضل
اور زاہد جلیل المرتبہ عظیم المنقبۃ تھے سعادت الکونین مین ہے کہ حسن مثنی حضرت امام حسین کے داماد تھے فاطمہ صغری
بڑی صاحبزادی امام حسین کی انکے نکاح مین تھین حسن مثنی ہمراہ رکاب امام عالیمقام کے معرکہ کربلا مین تھے اور
زخمی ہوکر زندانیان اہل بیت کے ساتھ گئے سنہ ۹۷ مین مابین پچاس ساٹھ برس کی عمر مین انتقال کیا اور صاحب

نور العین کے نزدیک حضرت فاطمۂ صغرا کا بھی کربلا مین جانا ثابت ہی اور مولوی برہان الدین صاحب ساکن دیوہ نے اپنے رسالۂ واقعات شہادت مین صواعق محرقہ سے یہی نقل کیا ہی اور تذکرۂ سبط ابن الجوزی سے بھی انکا کربلا مین ہونا سمجھا جاتا ہی اور فصول المہمہ اور ملا احمد رومی کے مجالس الابرار سے بھی مگر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب ایک سائل کے جواب مین تحریر فرماتے ہین کہ دختر کلان حضرت امام حضرت فاطمۂ صغرا نام اپنے شوہر کے پاس مدینہ مین رہ گیئن کربلا مین نہین آئی تھین اور حضرت حسن مثنی بھی کربلا مین نہین آئے وہ مدینۂ باسکینہ مین رہ گئے انتہی حسن مثنی کے پانچ بیٹے تھے تین فاطمۂ بنت الحسین رضی اللہ عنہم سے عبداللہ محض و حسن مثلث اور ابراہیم قمر اور دو ام ولد سے جعفر اور داؤد اور اوس ام ولد کو حبیبہ کہتے تھے کذا فی بحر الانساب اور معارف بن ابی قتیبہ مین ہے کہ چھہ تھے اور چھٹے کا نام محمد ہی واللہ اعلم اور عبداللہ بن حسن مثنی مرد ثقہ اور بزرگ تھے ۱۳۹ سنہ ہجری مین منصور عباسی کے قید مین انتقال کیا ستر برس کی عمر تھی اور بعضون کے نزدیک پچھتر برس کی ان کے چھہ بیٹے تھے محمد اور ابراہیم اور یحیی اور موسیٰ اور سلیمان اور ادریس انکے مشہور بیٹے یہی محمد اور ابراہیم اور یحیی ہین محمد کی کنیت ابو عبداللہ تھی ۱۴۵ سنہ ہجری مین منصور خلیفہ پر خروج کر کے مدینہ کو اپنے تصرف مین لائے اور ملک حجاز چھین لیا اور چوتھی رمضان سنہ مذکور مین انتقال فرمایا ترپن برس کی عمر ہوئی اور محمد سے بہت لوگون نے روایت حدیث کی ہی ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی مین بھی ان سے روایت ہی انکے بھائی ابراہیم مرد سخی اور کریم تھے اڑتالیس برس کی عمر مین شہید ہوے اور یحیی نے بھی ۱۷۶ سنہ مین ہارون رشید پر شہر دیلم مین خروج کیا رشید نے فضل بن یحیی برمکی کو انکے مقابلہ کو تجویز کیا اور وہ امان دیکر بغداد مین لے گیا وہین انھون نے وفات پائی اور حسن بن حسن بن علی جنکو حسن مثلث کہتے ہین انھون نے اڑسٹھ برس کی عمر مین ۱۴۵ سنہ ہجری مین وفات پائی انکی اولاد کثیر ہوئی عمر بن حسن بن علی کربلا مین شہید ہوے اور قاسم اور عبداللہ بن حسن بھی کذا فی سعادت الکونین و سر الشہادتین اور تحریر الشہادتین مین مکتوب شاہ عبدالعزیز صاحب سے یون منقول ہی کہ عمر بن الحسن ہندیون مین تشریف لے گئے اور ابوبکر بن حسن کا بھی کربلا مین شہید ہونا تحریر شاہ صاحب سے پایا جاتا ہی واللہ اعلم اور دیگر فرزندان امام حسن علیہ السلام کا حال معلوم نہین ہوا اسماء الرجال مشکوۃ مین لکھا ہی کہ حسن مثنی کے پانچ بیٹون سے اولاد باقی رہے عبداللہ محض کہ سو برس کی ہوئی اور حسن مثلث اور ابراہیم یہ تینون فاطمۂ بنت حسین بن علی سے پیدا ہوے چوتھے جعفر پانچوین داؤد یہ دونون ام ولد سے پیدا ہوے تھے اور زید بن حسن کی اولاد فقط ایک بیٹے سے باقی رہی انکا نام حسن بن زید بن حسن تھا واللہ اعلم و علمہ اتقن و احکم اللہم صل علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

ع عبداللہ بن ... [illegible]

منقول از ارشاد ... [illegible] نور الابصار

بیان حضرت سبط اصغر رضی اللہ تعالی عنہ کا

امام والا مقام آئینہ رسول نما گنجینہ نکات اِنَّما قوت بازوی حسن مجتبیٰ جان وجگر علی مرتضیٰ قرۃ العین زہرا مصداق اَلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبیٰ تشنہ حشیمہ فرات ہدف سہام بلیات شہید نگین پیرہن قتیل خونین کفن شیر بیشہ بلا دلیر مقام تسلیم ورضا سلطان ارین شہریار نشاتین **ابیات** پسر مرتضیٰ امام حسین | ہیچو اوکس نبود در کونین
مصطفیٰ ہم در اکشید بدوش | مرتضیٰ ہم گرفت در آغوش
سیدنا ومولانا ابو عبد اللہ الحسین رضی اللہ عنہ اشعار

اینجا بیا کہ تذکرۂ آل مصطفی است
اینجا بیا کہ شرح غم و درد جان گزاست
اینجا بیا کہ ذرہ نوازست مہر حق
اینجا بیا کہ ہر گہر اشک بے بہاست

اینجا بیا کہ ذکر شہنشاہ کربلاست
اینجا بیا کہ ابر کرم ہست سیل اشک
اینجا بیا کہ خاک در بزم کیمیاست
الحق بلا و آفت و کرب و غم و الم

اینجا بیا کہ ہست بپا ماتم حسین ع
اینجا بیا کہ پیش نظر رحمت خداست
اینجا بیا کہ نقد دل آمد فدای شاہ
آید ہر آنچہ از طرف جان جان عطاست

ولادت باسعادت آپکی پانچوین شعبان سنہ ۴ ہجری مین ہوئی کذا فی تاریخ الیافعی اور طبقات شعرانے اور مدارج النبوۃ مین چوتھی شعبان نقل کی ہے اور ایک قول مین جمعرات کا روز بارھوین رمضان ہے اور ایک روایت مین آخر ربیع الاول سنہ ۳ لکھے ہین وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ بعد پچاس روز کے تولد حضرت امام حسن علیہ السلام سے آپ رحم مادر مین آئے اور دس مہینے چند روز ماں کے پیٹ مین رہے اسی قدر بزرگی اور خردی سبطین علیہما السلام مین تھی بعد پیدا ہونے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و تسمیہ وغیرہ جو امور کہ حضرت سبط اکبر کے ساتھ فرمائے تھے وہ آپ کے ساتھ بھی کیے کنیت آپکی ابو عبد اللہ اور القاب سید اور طیب اور رشید اور ولی اور زکی اور مبارک اور تابع مرضات اللہ اور سبط رسول اللہ تھی مگر اشہر القاب کی اور اعلی اور سید ہے فضائل اور مناقب آپکے حد حصر سے خارج ہین عالم باعمل اور عابد اور زاہد اور جواد اور شجاع اور فصیح اور بلیغ اور جامع صفات کمال اپنے باپ اور بھائی کے مثل تھے فصول المہمہ فی فضائل الائمہ مین ہے کہ اہل اخبار متفق ہین اسپر کہ آپ مہمان نوازی اور غریب پروری اور اعانت مظلوم اور ایصال رحم اور انعام فقرا اور مساکین مین مشہور آفاق تھے ضعیفون اور مسکینون اور برہنہ تنون اور حاجت مندون کے کھانے اور کپڑے اور نقد وجنس سے اعانت و امداد فرماتے تھے حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک لونڈی گل دستہ لائی حضرت نے سونگھا اور اسکو آزاد کیا انس کہتے ہین کہ مین نے کہا یا ابن رسول اللہ آپنے گل دستہ کے بدلے آزاد کیا فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا تفسیر تیسیر مین ہے کہ ایکدن حضرت امام حسین ع مہمانون کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے تھے خادم کاسہ آش گرم لیکر آیا دہشت سے اسکا پاؤن چھوٹنے کے کنارے پھسلا اور آپ کے اوپر گر پڑا پیالہ ٹوٹ گیا اور آش آپکے سر مبارک پر گر پڑی آپنے از روے تادیب اسکی طرف دیکھا خادم نے

عرض کیا وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ آپنے فرمایا مین نے غصہ کہا یا خادم نے کہا وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ آپنے فرمایا مین نے معاف کیا خادم نے کہا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ آپ نے فرمایا مین نے اپنے مال سے تجکو آزاد کیا **ابیات**

بدی را مکافات کردن بدی	بر اہل صورت بود بجز ردی
بدی دیدہ و نیکوئی کردہ اند	المعنی کسانیکہ پی بردہ اند

آپکی عبادت کا یہ حال تھا کہ آپنے پچیس مرتبہ پیادہ پا حج کیے اور ہمت کا یہ حال تھا کہ امیر معاویہ ابن ابی سفیان نے مکہ مین آکر بہت مال و اسباب نذر کیا حضرت نے پھیر دیا کلام معجز نظام اتنا فصیح و بلیغ تھا کہ کسی کو طاقت نہ تھی جو آپ کے سامنے دم مارتا شواہد النبوت مین ہو کہ چہرہ مبارک ایسا تابان تھا کہ لوگ اسکی روشنی مین راہ چلتے تھے یہ سب مصداق اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کا سمجھنا چاہیے ابن الاخضر اور صاحب فصول المہمہ زید بن ابی زیاد سے نقل کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن حضرت صدیقہ رض کے گھر سے حضرت فاطمہ رض کے گھر تشریف لائے اور امام حسین ع کے رونے کی آواز آپنے سنی فرمایا تم نہین جانتے ہو کہ حسین کے رونے سے مجکو ایذا پہونچتی ہو اور براء ابن عازب سے روایت ہو کہ مینے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسین کو اپنے کندھے پر آپ بٹھلائے ہوے تھے اور فرماتے تھے کہ بارخدایا مین اسکو دوست رکھتا ہون تو بھی اسکو دوست رکھ اے محبان صادق خیال کرنے کی جا ہو کہ جب رونا حضرت امام حسین ع کا حضرت کو اذیت دیتا تھا تو جنھون نے آپ کو بلاکر ظالمون کے ہاتھ مین سونپ دیا اور ظالمون نے آپ کو اور آپکی اتباع کو طرح طرح کی اذیتین پہنچائین اور ہزار جور و ستم سے شہید کیا اس شہادت سراسر مصیبت سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی اذیت ہوئی ہوگی ترمذی مین یعلی بن مرہ سے روایت ہو کہ حضرت نے فرمایا کہ حسین مجسے ہو اور مین حسین سے اور جسنے حسین ع کو دوست رکھا اُسنے اللہ کو دوست رکھا اور حسین سبط ہو اسباط سے یہ حدیث حسن ہو طیبی لکھتے ہین کہ جو کچہ واقعہ درمیان حسین اور اُنکی قوم کے ہوا گویا حضرت اُسکو نبور وحی جانتے تھے پس آپنے حضرت امام کو خاص فرمایا ذکر مین اور ظاہر فرمایا کہ مین اور وہ دونون بمنزلہ ایک چیز کے ہین جو ب محبت اور حرمت تعرض و محاربت مین اور موکد کر دیا اسکو اس ارشاد سے کہ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا کیونکہ محبت انکی محبت رسول کی ہو اور محبت رسول کی محبت اللہ کی ہو انتہی اور سبط پوتے اور نواسہ کو کہتے ہین اور گروہ کے معنی بھی آئے ہین پس معنی اول تو ظاہر ہین اور معنی ثانی مین مراد یہ ہوگی کہ حسین نکوئی اور حسنات مین مثل گروہ کے ہین یعنی اعمال نیک اُن سے برابر جماعت کے ظاہر ہوتے ہین اور وہ اکیلے بجائے انفاس متبرکہ کثیرہ کے ہین اور یہ بھی مطلب ہو کہ اُنکی

مین ہو کذا فی نور الابصار انتہی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالی

نسل سے اولاد بہت باقی رہیگی کذا فی لطائف الظرائف ترمذی اور بخاری نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے نقل کی ہے کہ ایک عراقی نے اُنسے مسئلہ پوچھا کہ مُحرِم کو مچھر مارنا کیسا ہے ابن عمر نے فرمایا کہ اے عراقی خون پشہ کا فتویٰ مانگتا ہے اور تیری قوم نے سبط رسول اللہ کو ذبح کیا حالانکہ مین نے اپنے کانون سے سنا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حسنؑ اور حسینؑ میرے ریحان مین اسکا کچھ خیال نہ کیا اور مچھر کے خون کو پوچھنے چلا ہے یہ خیال نہ آیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اُسوقت کیا حال ہوا ہوگا افسوس **ابیات**

سوراخ میشود دل اگر چون گل حسینؑ	آنجا کہ ذکر واقعۂ کربلا رود	آخر روا بود کہ ز سنگین دلان شام
بر اہل بیت انچہ جور و جفا رود **شعر**	آلاف تحیات و سلام بر پیمبر	زان بعد نثار شہ دیندار تو انکرد

بیان استخلاف یزید

علامہ ابن اثیر جزری تاریخ کامل مین وقائع ۵۶ھ سنہ مین لکھتے ہین کہ اسی سنہ مین لوگون نے یزید بن معاویہ کے ولیعہدی کی بیعت کی اور اُسکی ابتدا مغیرہؓ بن شعبہ سے ہوئی جب معاویہ رضی اللہ عنہ کو منظور ہوا کہ مغیرہؓ کو کوفہؔ سے معزول کرکے اُنکی جگہ پر سعید ابن العاص کو کردین اور یہ خبر مغیرہ کو پہونچی اُنھون نے کہا اب صلاح یہ ہے کہ مین خود ہی معاویہؓ کے پاس جاکر استعفا داخل کردون کہ لوگون کو میری ہی کراہت اس نوکری سے معلوم ہو یہ سوچکر وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جب وہان پہونچے تو اپنے ساتھیون سے کہا کہ دیکھو مین کسطرح سے امارت اور ولایت لیتا ہون اور اگر ابکی نہ لی تو پھر سمجھ لو کہ کبھی نہ لونگا مختصر یہ کہ یزید کے پاس جاکر کہنے لگے کہ اب اعیان اور اصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور کبرای قریش اور اُنکے بوڑھے سب دنیا سے جاچکے لڑکے ہی لڑکے رہ گئے ہین اور تو اُن سب سے افضل اور احسن ہے عقل مین اور اعلم بالسنۃ والسیاسۃ ہے معلوم نہین کہ امیر المؤمنین تیرے ولیعہد کرنے کا ارادہ کیون نہین کرتے یزید بولا کہ اگر وہ یہ ارادہ کرین تو اُنکا یہ ارادہ پورا ہوسکتا ہے مغیرہ نے کہا بیشک پورا ہوجائیگا یہ سنکر یزید نے باپ سے جاکر مغیرہ کا مقولہ بیان کیا اور خود اُسکو بلاکر امیر کے روبرو کھڑا کردیا امیر نے پوچھا اے مغیرہ یزید یہ کہتا ہے مغیرہ نے کہا اے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد جو خونریزیان اور اختلافات ہوے وہ سب آپ جانتے ہین یزید آپ کا بیٹا ہے آپ اُسکو اپنا ولیعہد کیجیے اور لوگون سے اُسکی جانشینی کی بیعت لیجیے یہی بہتر ہے

کہ آپ کے بعد یہ سلطنت گھر ہی مین رہی اسمین کچھ جھگڑا اور فساد نہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ اسمین میری کون اعانت
کریگا مغیرہ نے کہا کہ کوفہ والون کو تو مین ہموار کردونگا اور بصرہ والون کو زیاد کرے اور جب ان دو شہرون کے
لوگ بیعت کرلین گے تو پھر کوئی مخالفت نکرسکے گا امیر نے فرمایا کہ اچھا پھر تو اپنے کام پر جا اور اپنے معتمدون سے
یہ کہ سنکر لوگون کو ہموار کر یہ کہکر اُسے رخصت کیا مغیرہ پلٹ کر اپنے یارون کے پاس آئے سب نے کہا کہ خوب آپ کے
کیا کر آئے اُنھون نے کہا کہ مین معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیر ایسی رکاب مین رکھ آیا ہون جس سے کبھی نہ نکلے گا
اور اُنکو ایسے اختلاف مین ڈال آیا ہون جو کبھی نہ مٹے گا یہ کہکر مغیرہ چل کھڑے ہوے اور کوفہ مین پونہچکر
جن لوگون پر اعتماد تھا یا جنکو بنی امیہ کا شیعہ جانتے تھے اُنسے یزید کے ولیعہد کرنے کی راے بیان کی اُن
سب نے اُسکی بیعت قبول کرلی مغیرہ نے اُن لوگون مین سے دس آدمی اور بعضے کہتے ہین کہ دس سے
زیادہ امیر کی خدمت مین روانہ کیے اور اُنکو تیس ہزار درم دیے اور اُنکے ساتھ اپنے بیٹے موسیٰ بن مغیرہ کو
کیا وہ لوگ یہان حاضر ہوے اور اُن سب نے یزید کی ولیعہدی کی تحسین کی اور اُسکے انعقاد کی امیر کو
صلاح دی امیر نے فرمایا کہ اسکے اظہار کی جلدی نہ کرو اپنی راے پر مستقل رہو پھر موسیٰ سے فرمایا کہ تیرے
باپ نے ان لوگون سے انکا دین کتنے کو مول لیا ہی اُسنے کہا تیس ہزار درم کو فرمایا کہ سبک ہوگیا انپر انکا دین
اور بعضے کہتے ہین کہ مغیرہ نے چالیس آدمی بھیجے تھے اور اُنکے ساتھ اپنے بیٹے عروہ کو کیا تھا جب وہ لوگ
امیر کی خدمت مین آئے تو کھڑے ہوکر کہنے لگے کہ اے امیر المومنین تمھارا سن اب بہت ہوا ہی اور خوف ہی کہ
یہ رستی امارت کی کہین ٹوٹ نہ جائے پس مناسب ہی کہ ہمارے لیے ایک جھنڈا گاڑ دو اور ایک حد بنا دو
اُنھون نے فرمایا کہ اچھا تمھین صلاح بتاؤ کہ مین کیا کرون اُن لوگون نے یزید کی طرف اشارہ کیا امیر نے فرمایا
کیا تم اس سے راضی ہو اُنھون نے کہا ہان پھر پوچھا کہ تمھاری بھی راے ہی اُنھون نے کہا ہماری بھی راے ہی
اور یہی اور ہمارے ساتھ والون کی بھی امیر نے عروہ کو تنہا بلا کر پوچھا کہ تیرے باپ نے انکا دین کتنے کو مول
لیا ہی اُسنے کہا چار سو دینار کو امیر نے فرمایا کہ اُنکا دین اُنکے پاس سے رخصت ہونے والا ہی اور اُن لوگون سے
فرمایا کہ مین ابھی اسمین غور کرتا ہون کہ تمھاری راے کہان تک عمدہ ہی اور اللہ تو وہی کریگا جو اُس نے
چاہا ہی آہستگی بہتر ہی عجلت سے وہ لوگ سب واپس گئے اور امیر کا ارادہ یزید کی بیعت خلافت کا قوی ہوگیا
زیاد کو خط لکھا اور اُس سے مشورہ پوچھا اُسنے عبید بن کعب نمیری کو بلا کر کہا کہ ہر مستشار کو ثقہ ہونا چاہیے اور
ہر راز کے واسطے امین فی زماننا لوگون مین دو عادتین پیدا ہوگئی ہین ایک ظاہر کردینا بھید کا دوسرے
نصیحت کرنا اُسکو جو نصیحت کا اہل نہین ہی اور راز کہنے کے لائق نہین ہین مگر دو قسم کے لوگ یا تو وہ دیندار
جو آخرت کے ثواب کا امیدوار ہو یا وہ دنیادار جسکو شرف نفسی اور عقلی حاصل ہو اور چونکہ مین جانتا ہون

کہ تجھمین یہ دونون باتین موجود ہین اسلیے مین نے تجھے بلایا ہی کہ تجھسے وہ بات بیان کرون جو امیر کے یہان سے
مجھے خط مین لکھ آئی ہی وہ یہ ہی کہ امیر المومنین نے مجھسے مشورہ پوچھا ہی فلان فلان امر مین اور اُنکو خوف ہی
لوگون کے اختلاف کا سو وہ چاہتے ہین کہ سب مطیع ہو جائین اور علاقہ امر اسلام کا اور اُسکا ضمان بڑا ہی
اور یزید آہستگی اور تہاون والا ہی اور اسکے ساتھ شکار دوست پس صلاح یہ ہی کہ تم جاکر امیر سے ملو اور اُنسے
یزید کے افعال بیان کرو اور کہو کہ ابھی اسمین عجلت نکرو جلدی مین کچھ نہوگا آخر مین سب کچھ بن آئیگا
اور یہ کام ہو جائیگا تب عبید نے زیاد سے کہا کہ کیا اسکے سوا اور کوئی راے نہین ہی کہا وہ کیا ہی کہا یہ کہ امیر کی
اُنکی راے کو فاسد نکر اور اُنکو اپنے بیٹے کا دشمن نہ بنا مین یزید سے جاکر کہے دیتا ہون کہ امیر المومنین نے زیاد سے
تیری بیعت کے بارہ مین مشورہ پوچھا ہی اور وہ اس امر مین لوگون کے مخالف ہونے سے ڈرتا ہی اور یہ کہتا ہی
اور امیر کو نصیحت کرتا ہی تب زیاد نے کہا واہ تو نے تو بات کو ڈھیلے کی طرح پھینک دیا جا رخصت ہو اگر تو اچھا
کریگا تو بہتر ہی اور جو خطا کریگا تو تجھپر کوئی الزام نہین تو جو دیکھتا ہی وہی کہتا ہی اور اللہ حکم کریگا اُس غیب والی
بات کا جو وہ جانتا ہی پس عبید نے یزید کے پاس جاکر یہ سب کچھ بیان کیا اُسنے بہت سے اپنے افعال چھوڑ دیے
اور زیاد نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو عبید کے ہاتھ خط بھیجا اُسمین لکھا کہ عجلت ہرگز مناسب نہین بالفعل
لوگونکی تالیف کرنی چاہیے اُنھون نے زیاد کا کہنا منظور کیا جب زیاد مرگیا تو پھر اُس ارادہ کا اظہار کیا اور حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک لاکھ درم بھیجے اُنھون نے لے لیے جب یزید کی بیعت کا ذکر ہوا تو فرمایا کیا اُنکو
میرا دین لینا منظور ہی ایسا تو نہوگا یہ کہکر درہم پھیر دیے پھر امیر نے مروان ابن الحکم کو لکھا کہ مین بوڑھا ہوا
میرے ہاتھ پیرون نے جواب دیا مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ میرے بعد لوگون مین اختلاف پڑ جائے لہذا مناسب
معلوم ہوتا ہی کہ مین اُنکے واسطے اپنے بعد کسیکو جانشین کر جاؤن اور یہ اچھا نہین سمجھتا کہ کوئی بات بغیر تیرے
مشورہ کے کرون لاجرم تجکو لکھتا ہون کہ میری یہ راے لوگون سے بیان کر اور جو وہ جواب دین مجھے لکھ
مروان نے کھڑے ہوکر لوگون سے یہ راے بیان کی سبنے کہا بہتر ہی ہم بھی پسند کرتے ہین وہ کسیکو تجویز کرین
مروان نے یہ حال امیر کو لکھا اُنھون نے اُسکے جواب مین لکھا کہ لوگون سے یزید کا نام لے کر کہ اُس کو
جانشین کرنا منظور ہی مروان نے کھڑے ہوکر لوگون سے کہدیا کہ امیر نے اپنے بعد اپنا جانشین تم لوگون کے
واسطے اپنے بیٹے یزید کو کرنا چاہا ہی پس عبد الرحمن ابن ابی بکر رض اُٹھے اور کہنے لگے کہ تو جھوٹا ہی قسم اللہ کی
اے مروان اور امیر بھی تم دونون نے امت محمدیہ کے واسطے یہ کیسا انتخاب کیا ہی کیا تمھین منظور ہی کہ اس
امارت کو سلطنت ہرقلی کرو کہ جب ایک ہرقل مرا تو دوسرا ہرقل اُسکی جگہ بیٹھ گیا مروان نے کہا یہ وہ ہین
جنکی شان مین اللہ نے اُتارا ہی وَالَّذِی قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّکُمَا اَتَعِدَانِنِیْ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ

حلّتِ القُرُوْنُ مِن قَبْلِی یعنی اور جسنے کہا اپنے مان باپ سے کہ مین بیزار ہون تمسے کیا تم وعدہ دیتے ہو مجکو اسکا
کہ نکالا جاؤن مین اور تحقیق گزر گئے ہین بہت قرن مجھسے پہلے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مروان کی یہ گفتگو سُنکر یہ وہ سے
فرمایا کہ اے مروان سب لوگ اد با چپ ہو گئے اور مروان حضرت صدیقہ کی طرف متوجہ ہوا آپنے فرمایا کہ تو
کہتا ہی عبدالرحمن کو کہ اُنکے حق مین قرآن نازل ہوا ہی تو جھوٹا ہی اللہ کی قسم وہ یہ نہین ہین وہ تو فلان بیٹا
فلان کا ہی لیکن تو البتہ وہ ہی جسکو اللہ کے نبی کی پھٹکار پہونچی پھر حضرت امام علیہ السلام اُٹھے اور اُنھون نے
انکار فرمایا اور اسیطرح حضرت ابن عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی مروان نے یہ حال معاویہؓ کو
لکھا یہان اُنھون نے پہلے ہی اپنے عاملون کو یزید کی تعریف اور اُسکا منتخب کرنا جانشینی کے لیے لکھا یہ لکھا
تھا کہ کل شہرون سے سفیر آئین پس مدینے سے آنے والون مین محمد بن عمرو بن حزم اور بصرہ سے آنے والون
مین احنف[۱] بن قیس تھے محمد بن عمرو بن حزم کہنے لگے کہ ہر راعی اپنی رعیت سے پوچھا جائیگا پس دیکھو کہ تم
کسکو امت محمدیہ کے کامون کا متولی کرتے ہو معاویہ رضی اللہ عنہ کی سانس گرفتہ ہونے لگی انتہی تاریخ
عقد الفرید مین ہی کہ عمرو کو معاویہ رضی اللہ عنہ تنہا لے گئے اور فرمایا کہ تم یزید کی بیعت کو کیسا دیکھتے ہو
اُنھون نے کہا اے امیر نہین صبح کی کسی نے روے زمین پر جو از روے راہ راست کے دوست تر ہو مجھے
سواے اپنی ذات کے یزید غنی ہی مال مین اور واسطہ ہی حسب مین اور اللہ پوچھیگا ہر راعی کو اُسکی رعیت سے
آپ ڈریے اور دیکھیے کہ کس شخص کو امت محمدیہ کے امور کا متولی کرتے ہین پس مارے غصہ کے امیر کی سانس
گرفتہ ہونے لگی اور کہنے لگے کہ اے محمد تم مرد ناصح ہو مین نے تمسے راے پوچھی تمنے جو راے تھی وہ کہدی سُنو
کہ اب کوئی باقی نہین سوا میرے بیٹے اور اُنکے یعنی شیخین رضی اللہ عنہما کے بیٹون کی سو مجھے اپنا بیٹا اُنکے
بیٹون سے محبوب زیادہ ہی جاؤ یہان سے چلدو چنانچہ محمد بن حزم اپنے ساتھیون کے پاس جا بیٹھے انتہی
کامل مین ہی کہ پھر امیر نے احنف کو حکم دیا کہ یزید کے پاس جائین وہ گئے جب وہان سے آئے تو پوچھا کہ تمنے
اپنے بھتیجے کو کیسا دیکھا کہنے لگے کہ مین نے دیکھا اُسی جوان بڑی خوشی والا بہادر دلگی باز پھر ہر جگہ کے لوگونکو
ایک جا کرکے امیر نے ضحاک بن قیس فہری سے فرمایا کہ مین لوگون سے کچھ کہونگا جب مین چپ ہو جاؤن تو تم لوگونکو
یزید کی بیعت کی دعوت کرنا اور رغبت دلانا چنانچہ امیر نے بیٹھکر لوگون سے پہلے اسلام کی عظمت اور خلافت کا
حق اور اُسکے حرمت اور جو اللہ نے والیان امر کی اطاعت کا حکم فرمایا ہی بیان کیا پھر یزید کا ذکر کیا اور اُسکی بڑائی

[۱] احنف بن قیس کنیت ابو بحر تمیمی صاحب جامع الاصول نے لکھا ہی کہ بعض کہتے ہین کہ انکو صحبت ہی یعنی صحابی ہین اور ابن عبدالبر نے لکھا ہی کہ آنحضرت کی حیات مین اسلام لائے لیکن آپکو دیکھا نہین تابعین مین شمار ہوتے ہین اور حلم اور عقل اور دانائی مین ضرب المثل تھے اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے ساتھ رہے

[۲] فصل اول باب الجزیہ کی پہلی حدیث کے ترجمہ مین شیخ عبدالحق محدث نے لکھا ہی ۱۲ منہ ... امیر کی نہایت مردی کی یہ مشکوۃ شریف کی ... اُنھون نے نہایت عزت کی وادی اور حضرت ... مین یہ حضرت امیر کے ساتھ تھے جنگ ... مین اور بعض مشاہد مین اور محاربات صفین ... انکی وفات کوفہ مین ہوئی ... اور حضرت عباس

اور علم بالسیاستہ کو کہکر اُسکی بعیت کی دعوت فرمائی ضحاک اُٹھے اُنھون نے بعد حمد و ثنا کے کہا کہ اے امیر لوگون
کے واسطے تمھارے بعد والی امر ہونا ضرور ہی اور ہمنے آزمایا ہی جماعت و الفت کو پس پایا ہی اُن دونون کو
نگہبان تر خونونکا اور نیک تر اتفاق کے واسطے اور امین تر راہون کے واسطے اور اختیار کرنے والے انجام کار
کے اور دن آنے والے جانے والے ہین اور اللہ ہر دن ایک نئی شان مین ہی یزید آپ کا بیٹا اپنی خوبی سیر مین
جیسا ہی مین جانتا ہون بیشک وہ علم اور حلم اور رائے مین ہم سب سے افضل ہی اُسی کو اپنا ولیعہد کرو اور اپنے
بعد ہمارا جھنڈا نصب کرو تاکہ ہم اُسی کی طرف پناہ لین اور اُسی کے سایہ مین آرام پکڑین پھر عمرو بن سعید
اشدق نے بھی ایسا ہی کچھ کہا پھر یزید بن المقنع عدری کھڑے ہوے اور امیر کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ امیر المومنین
تو یہ ہین اگر انکی وفات ہو تو یزید کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ ہوگا اور جو انکار کریگا تو تلوار دکھا کر کہا کہ پھر یہ ہی
امیر نے فرمایا بیٹھو تم تو سید الخطبا ہو پھر احنف سے فرمایا کہ اے ابا بحر تم کیا کہتے ہو اُنھون نے کہا کہ اگر ہم سچ
کہتے ہین تو تمسے ڈرتے ہین اور اگر جھوٹ بولتے ہین تو اللہ سے ڈرتے ہین اے امیر تم یزید کے لیل و نہار اور
اُسکے چھپے اور کھلے کردار خوب جانتے ہو اگر تم اُسکو اچھا جانتے ہو تو اپنا جانشین کرو کسی سے کچھ مشورہ نہ پوچھو اور
اگر ایسا نہین ہی تو آخرت کو چلتے وقت بیزاد اُس راہ کا اپنے ساتھ نہ لیتے جاؤ اور ہمکو کیا ہمپر تو یہ ہی کہ ہم کہین
کہ ہمنے سنا اور اطاعت کی ایک مرد شامی اُٹھا اور کہنے لگا کہ مین نہین جانتا کہ یہ معدیہ عراقیہ کیا کہتا ہی ہمارے یہان
تو سمع اور طاعت ہی یا ار اور بیٹا پھر سب لوگ متفرق ہوگئے اور احنف کی بات کا آپسمین چرچا کرنے لگے
الحاصل امیر نے پاس والونکو انعام اور عطایا دیے اور دور والونکو وعدے کہلا بھیجے یہانتک کہ بہت سے لوگ
اُنکی رائے کے ساتھ متفق ہوگئے اور اکثرون نے بعیت کرلی پھر جب عراق اور شام والون سے بعیت کرالی
تو ہزار سوار لیکر حجاز مین آئے جب مدینہ طیبہ کے قریب پونہچے تو پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات
ہوئی اُنکی طرف دیکھتے ہی کہنے لگے کہ خوشی اور بہتری نہو اُس بدنہ کو جسکا خون بہایا جائیگا اور اللہ اُسکو بہا دیگا
آپنے فرمایا ای معاویہ اللہ کی قسم مین ان باتونکا سزاوار نہین ہون کہنے لگے نہین تم انسے بڑھ کے باتون کے لائق ہو
پھر ابن زبیرؓ سے ملاقات ہوئی اُنسے کہنے لگے کہ نہ خوشی اور آسایش ہو اس فریبی گوہ کو کہ داخل کرتے ہی اپنا
سر اور مارتے ہی دم اللہ کی قسم قریب ہی کہ پکڑی جائیگی اسکی دم اور کوٹی جائیگی اُسکی پیٹھ یہ کہکر سواری کا
مُنھ پھیر دیا پھر عبد الرحمنؓ بن ابی بکر سے ملاقات ہوئی اُنسے کہا کہ نہ خوشی اور چین ہو اس بوڑھے کو جو خرف
ہوگیا ہی اور اُسکی عقل جاتی رہی ہی پھر ابن عمرؓ سے بھی ایسا ہی کچھ کہا یہ سب صاحب امیر کے ساتھ ہولیے مگر راستہ بھر
امیر نے پھر کسیکی طرف مُنہ نہین کیا یہانتک کہ مدینہ پونہچے یہ سب صاحب اُنکے دروازہ پر گئے وہان اندر آنے کی
اجازت نہ ملی ان سب لوگون نے جو دیکھا کہ امیر ناخوش ہین تو مکہ چلے آئے اور وہین رہے یہان مدینہ مین امیر نے

خطبہ پڑھا اُسمین یزید کی تعریف کی اور بیان کیا کہ یزید سے بڑھ کر کوئی خلافت کا حقدار نہین ہی کیونکہ اُس سے بڑھ کر
علم اور فضل ورمرتبہ مین کوئی نہین ہی مین خیال کرتا ہون کہ جو اسے نہ مانیگا وہ مصیبت مین پڑیگا پھر حضرت
صدیقہ کی خدمت مین گئے اُنکو پہلے ہی اُنکے ڈانٹنے اور دھمکانے کی خبرین ان حضرات کو پہونچ چکی تھین حضرت
صدیقہ نے فرمایا کہ اے امیر مجھے ایسی خبرین پہونچی ہین اسکی اصلیت کیا ہی اُنھون نے کہا کہ اے ام المومنین یہ لوگ تو اُس سے
بڑھکر ہین مین نے یزید کی ولیعہدی کی بیعت کرائی ہی اور سبنے تو کرلی ہی مگر یہ نہین کرتے اِنکے نکرنے سے کیا مین
اس بنے بنائے معاملہ کو بگاڑدون حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ ان لوگون سے سختی نکرو یہ لوگ وہی کرینگے جو تم
چاہتے ہو کہا اچھا اب ایسا ہی کرونگا پھر بعد چندے امیر مکہ کی طرف روانہ ہوئے اثنای راستہ مین جو ان حضرات سے
ملے تو پوچھنے لگے کہ یہ وہی لوگ ہین جن سے مین مل چکا ہون معلوم ہوا کہ اب امیر کو اپنی پہلی گفتگو سے ندامت
ہوئی اور یہ ملاقات ان حضرات سے لطف مزین ہوے پہلے حضرت امام سے ملے اور کہنے لگے مرحبا و اہلا
یا ابن رسول اللہ و سید شباب المسلمین اور حکم دیا کہ انکو گھوڑے پر چڑھاؤ چنانچہ آپ سوار کیے گئے اور اور سب کے ساتھ
بھی ایسی ہی مہربانی سے پیش آئے اور سب کو ساتھ لیکر مکہ آئے یہان ان سبکو ہر روز صلہ دیتے اور سب سے ہر طرح کے
احسانات کرتے اور کسی قسم کا کوئی ذکر ہی نہ آنے دیتے یہانتک کہ ان حضرات نے آپسمین بیان کیا کہ یہ جو کچھ ہمارے
ساتھ ہوا ہی وہ للہیت اور محبت سے نہین ہی بلکہ اسواسطے ہی کہ اس دباؤ سے ہمسے یزید کی بیعت کرالی جائے
یہ دھوکا کھانا کچھ نہین صاف صاف امیر کو جتا دینا چاہیے چنانچہ ابن زبیر اس کہنے کے واسطے معین ہوے
ہنوز اس کہنے سننے کی نوبت نہین آئی تھی کہ امیر نے خود ہی سب کو بلوا کر فرمایا کہ تم جانتے ہو جیسا مین تمپر مہربان
ہون اور جو احسانات مین نے تمھارے ساتھ کیے یزید تمھارے چچا کا لڑکا ہی مین چاہتا ہون کہ اُسکو خلافت کے
نام سے تمپر مقدم کرون اور تم بدستور اپنے سب امور مین آزاد رہو وہ تمھارے کسی امر مین مداخلت نہ کریگا
یہ سنکر سب کے سب چپ ہو گئے دو بار پوچھا کہ کچھ جواب دو مگر کوئی نہ بولا تب ابن زبیر کی طرف متوجہ ہو کر کہا قسم اپنی
جان کی تم ان سب کے خطیب ہو اُنھون نے فرمایا ہان مین تمکو اختیار دیتا ہون کہ تم ان تین باتون مین سے ایک
بات کرو یا وہ طریقہ کرو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی یا وہ جو حضرت صدیق اکبر نے کیا یا وہ جو حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے کیا کہنے لگے وہ کیا ہی ابن زبیر بولے کہ حضرت کی وفات ہوئی اور آپنے کسی کو خلیفہ نہین کیا
لوگون نے صدیق اکبر سے راضی ہو کر اُنکو مقرر کرلیا امیر نے فرمایا کہ بھلا تم مین کوئی حضرت ابوبکر سا آدمی ہی مجھے
خوف ہی کہ میرے بعد اختلاف نہ پڑ جائے سب نے کہا سچ کہتے ہو اچھا وہی کرو جو حضرت صدیق اکبر نے کیا کہ اُنھون نے
اپنے بعد ایک مرد شیوخ قریش سے جو اُنکے باپ کی اولاد سے نہ تھا خلیفہ کیا تم بھی یہی کرو یا وہ جو حضرت عمر نے

بصاحب رسول اللہ و ابن الفاروق اور ابن زبیر کہا رجا ابن رسول اللہ ابن عمر

کیاکہ امر خلافت کو اُنھون نے چھہ آدمیون کے مشورہ سے چھوڑا جنمین نہ کوئی اُنکی اولاد مین سے تھا اور نہ اُن کے
باپ کی اولاد مین سے پس امیر نے فرمایا کہ اسکے سوا اور بھی کوئی رائے ہی کہا نہین امیر کہنے لگے کہ مین دوست
رکھتا ہون کہ یزید ہی کو تمپر مقدم کرون اور تعزیر دونگا اُسے جو مجھے ڈرائے گا مین نے تو تمھارے ساتھہ یہ کچھ
احسانات کیے اور تم مین سے بعض شخص نے کھڑے ہوکر اس جماعت موجودہ کے سامنے مجھے جھٹلایا ہی یہ گستاخی
تو معاف کرتا ہون لیکن اپنی رائے پر قائم ہون خدا کی قسم اب اگر کوئی میری بات نہ مانیگا تو اُسکے سر پر تلوار ہی چل
جائیگی اور کوتوال کو بلاکر کہا کہ انمین سے ہر شخص کے سر پر دو آدمی تلوار لیکر کھڑے ہون اگر کوئی اُنمین سے میری بات
کو سچی یا جھوٹی کہکر رد کرے تو تلوار اُسکے سر پر ماردو پھر اُن سب کو ساتھہ لیکر آئے اور منبر پر چڑھکر حمد و ثنا کے
بعد کہنے لگے کہ یہ گروہ سادات مسلمانون کا اور اُنمین سے اخیار کا ہی کوئی کام انکے بغیر پوچھے اور مشورہ لیے
نہین کیا گیا ہی یہ سب راضی ہوے اور انھون نے یزید کی بیعت کی اب تم سب اللہ کے نام پر بیعت کرو سب لوگ
کہ انھین حضرات کی بیعت کی انتظار مین تھے یہ سُنکر مستعد ہوگئے اور سب نے بیعت کرلی پھر امیر سوار ہوے اور
مدینہ آئے لوگون نے ان حضرات سے کہا کہ ہمکو گمان تھا کہ آپ بیعت نکرینگے لیکن خدا جانے آپ کیونکر راضی ہوگئے
اور بیعت کرلی اُنھون نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہمنے بیعت نہین کی لوگون نے کہا کہ پھر چلے کیون نہ گئے فرمایا کہ ہم قتل سے
ڈرے انتہی اور عقد الفرید مین ہی کہ امیر منبر پر چڑھے اور اُنکے گرد اہل شام تھے یہ خطبہ پڑھا بعد حمد اللہ اور اُسکی
ثنا کی مین نے لوگون کے بیانات جہانتک سنے تھے وہ لغو پائے لوگ جو کہتے تھے کہ امام حسین اور ابن ابی بکر اور
ابن عمر اور ابن الزبیر نے یزید کی بیعت نہین کی یہ غلط ہی یہ لوگ سادات مسلمانون کے ہین اور بہترین اُن
لوگون مین ہین کسی امر کا ارادہ نکرونگا بلا انکے مشورہ کے اور مین نے جو اس بیعت کی دعوت کی تو اُن کو
سُننے والا اور اطاعت کرنے والا پایا اور اُنھون نے بیعت کرلی اور مانا اور اطاعت فرمائی تب اہل شام نے
کہا کہ ہمکو اجازت دو کہ ہم انسے علانیہ بیعت لین ورنہ انکی گردنین مارین امیر معاویہؓ نے کہا سبحان اللہ تم کیسے
آدمی ہو کہ قریش کے سرون کی طرف جلدی کرتے ہو اور اُن کی خونریزی کی طرف مڑتے ہو چپ رہو خبردار
مین اب یہ بات تمسے نہ سنون پھر اور لوگون کو بلاکر بیعت کی دعوت کی اُن سب نے بیعت کرلی پھر سواریان
آئین اور وہ سوار ہوکر روانہ ہوگئے لوگون نے حضرت امام حسین اور اُن کے یارون سے پوچھا کہ آپ تو
کہتے ہین کہ ہمنے بیعت نہین کی اور جب بلائے گئے تو رضامند ہوگئے اور بیعت کرلی اُن سب لوگون نے فرمایا
کہ ہمنے بیعت نہین کی اُن لوگون نے نہ مانا اور کہا کہ نہین آپ نے بیعت کی ہی آپ انکار کیون کرتے ہین آپنے
فرمایا کہ ہم قتل سے ڈرگئے اور قریب ہی کہ تم ہمارے ساتھہ ہوگے اور ہم تمھارے ساتھہ انتہی اور
جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین یہ خطبہ یہین تک نقل کیا ہی کہ ان لوگون نے فرمایا کہ ہمنے بیعت

نہین کی اور لکھا ہی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ۵۱ھ مین حج کرنے اور بیعت لینے کو آئے اور حضرت ابن عمر کو بلایا
وہ تشریف لائے اُن سے فرمایا کہ اے ابن عمر تم کہتے تھے کہ اگر بادشاہ نہو تو رات کو آدمی سو نہین سکتا ہی
اب مین تمکو ڈراتا ہون کہ مسلمانون کی نافرمانی کرتے ہو اسلیے کہ فساد پڑجائے حضرت ابن عمر نے حمد و ثنا کے
بعد فرمایا کہ اے معاویہ تمھارے پہلے جو خلیفہ گذرے ہین اُنکے بھی بیٹے ہوئے ہین کہ تمھارے بیٹے کو اُنکے سامنے
کچھ وقعت نہین ہی اور نہ کوئی مرتبہ کسی نے اپنے بیٹے کو خلیفہ نہین کیا اور خلافت کو مسلمانون ہی کی راے پر چھوڑا
جسکو اُنھون نے لائق جانا اُسکو کیا اور تم ہمکو ڈراتے ہو کہ ہم مسلمانون کی نافرمانی کرتے ہین اور مسلمانونکو مشقت
مین ڈالتے ہین مین یہ ہرگز نکرونگا مین ایک مرد ہون مسلمانون مین کا جو اور مسلمان قرار دینگے اُسپر مین بھی
کاربند ہونگا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُنکو رخصت کیا اور ابن ابی بکر کو بلایا اُنسے اِس باب مین کہنا شروع کیا اُنھون
نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات کاٹ کر فرمایا کہ بخدا اے معاویہ تمکو اس امر مین کہ تم اپنے بیٹے کو خلیفہ کرتے ہو
مین نے وکیل بخدا کیا اور خدا کو سونپا بخدا اس امر کو نکرو معمولی طریقہ سے مسلمانون ہی کی راے پر چھوڑو یہ کہکر
وہ چل کھڑے ہوے معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھیرو ایسا نہو کہ اہل شام تمکو مار ڈالین مین جا کر اُنسے کہ اُون
کہ اُنھون نے بیعت کرلی بعد اسکے ابن زبیر کو بلا کر فرمایا کہ اے ابن زبیر تمھاری تو ایک لومڑی کی سی مثال ہی کہ ایک
سوراخ سے آتی ہی اور دوسرے سوراخ سے جاتی ہی تمھین نے ابن ابی بکر اور ابن عمر کو ورغلانا اور خلاف عقل
کے اُنکو صلاح دی ابن زبیر نے فرمایا کہ اے معاویہ تم یزید کو اگر خلیفہ کرتے ہو تو خود الگ ہو جاؤ اور اپنے بیٹے
کو لاؤ کہ مین اُس سے بیعت کرون اچھا تمھین بتلاؤ کہ تمھاری بیعت کرکے اب تمھارے بیٹے سے اگر بیعت کرین
تو پھر اطاعت کسکی کرین اور خدا جانتا ہی کہ تم دونون کی بیعت قیامت تک درست نہوگی یہ کہکر ابن زبیر اپنے گھر
چلے آئے انتہی کامل[1] مین ہی بعضے کہتے ہین کہ حضرت ابن عمر نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مین تم سے

[1] [illegible]

[illegible]

۱۲ اتنا اختصار کرکے وفیات الاعیان ابن خلکان سے نقل کردیا گیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالی ۔

بیعت کرتا ہون اس بات پر کہ مین داخل ہوتا ہون اُسمین جسپر اُمت محمدیہ کا اتفاق ہو پس اللہ کی قسم اگر وہ لوگ ایک حبشی پر اتفاق کرین تو مین اُنکے ساتھ اُسی مین شریک ہون پھر اپنے گھر آکر دروازہ بند کر لیا اور کسی کو آنے کی اجازت ندی مین کہتا ہون کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا ذکر اُسکے قول پر صحیح نہین جو کہتا ہو کہ انکی وفات ۵۳؁ سنہ ہجری مین ہوئی اور اُسکے نزدیک صحیح ہو جو اسکے بعد کہتا ہو انتہی اکمال اسماء الرجال مشکوٰۃ مین ہو کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر حقیقی بھائی حضرت عائشہ صدیقہ کے تھے انکی والدہ ام رومان تھین یہ سال حدیبیہ مین اسلام لائے اور تھے سن رسیدہ زیادہ اولاد صدیق اکبر مین انکا انتقال ۵۳؁ سنہ ہجری مین ہوا اور یہی سنہ انکی وفات کا تاریخ یافعی اور تقریب التہذیب ابن حجر مین بھی ہو مگر تقریب مین اتنا زائد ہو کہ بعضے انکی وفات اس سنہ کے بعد کہتے ہین انتہی اور مشکوٰۃ شریف مین فصل ثالث باب دفن المیت مین ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ کا انتقال حُبشی مین ہوا نہایہ مین ہو کہ حبشی بضم حا و سکون با و کسر شین معجمہ و تشدید یا ایک جگہ ہو مکہ کے قریب اور کہا جوہری نے کہ ایک پہاڑ ہو اسفل مکہ مین کذا فی المرقاۃ پھر مکہ مین لاکر دفن کیے گئے کذا فی المشکوٰۃ اور حافظ ابی عمر بن عبدالبر نے استیعاب فی معرفۃ الاصحاب مین حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے حال مین لکھا ہو کہ کہا زبیر نے کہ حدیث بیان کی مجھسے عبداللہ بن نافع بن ثابت الزبیری نے کہا انھون نے کہ بیٹھے معاویہؓ منبر پر اور دعوت کی لوگون کو بیعت یزید کی طرف پس کلام کیا اُنسے حسینؓ بن علیؓ اور ابن زبیرؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اور کلام اُنکا وہ تھا جو کاتب الحروف نے اوپر نقل کیا ہو اور پھر بھیجے اُنکے پاس معاویہؓ نے ایک لاکھ درم کہ شاید اُنکی طمع اُنکے اُس انکار کو توڑے پس عبدالرحمٰنؓ نے اُنکو واپس کیا اور کہلا بھیجا کہ مین اپنے دین کو دنیا سے نہین بیچونگا اور چلے آئے مکہ مین اور وہین قبل تمام ہونے قصۂ بیعت یزید کے انتقال کیا ابن عمر نے کہا کہ مرے وہ ناگاہ ایک مقام پر کہ جسکا نام حُبشی ہو جو مکہ سے دس میل ہو اور مکہ مین لاکر دفن کیے گئے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ سوتے کے سوتے رہ گئے انتہی اور امام نووی نے بھی تہذیب الاسماء واللغات مین لکھا ہو کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی وفات حبشی مین جو ایک پہاڑ ہو مکہ سے چھ میل پر اور بعضے دس میل کہتے ہین ۵۳؁ سنہ ہجری مین ہوئی اور بعضے ۵۵؁ سنہ ہجری اور بعضے ۵۶؁ سنہ ہجری کہتے ہین اور اول صحیح ہو انکی وفات ناگاہ ہوئی اور وہ قصہ ایک لاکھ درم کے آنے اور انکے واپس کرنیکا بھی لکھا ہو انتہی اور نیز حضرت شیخ عبدالحق محدثؒ نے رسالۂ ماثبت بالسنہ مین اس قصۂ استخلاف کو اسیطرح پر نقل کیا ہو جیسا مین نے تاریخ الخلفا سے اوپر نقل کیا ہو **فائدہ** حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین کہ عالم مین دو طریقے مسلوک ہین ایک انبیا علیہم السلام کا وہ یہ کہ نبوت مین توارث نہین حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سبط لاوی سے مبعوث ہوے اور حضرت یوشع سبط بنیامین سے اور حضرت داؤد اور حضرت

سلیمان سبط ہیودا سے ہکذا و ہکذا دوسرا طریقہ بادشاہون کا ہی جیسا تواریخ سلاطین سے بتواتر معلوم ہوا ہوگا جب
بادشاہ مرتا تھا تو اُسکی اولاد مین سے کوئی شخص تخت سلطنت پر بیٹھتا تھا اور جو کوئی غیر دعویدار ہوتا تو لوگ شاہزادے
کو وارث ملک جانکر اُس غیر سے لڑنیکو اُٹھ بیٹھتے اور اُسکو دفع کرتے اگر وہ غالب آتا تو سلطنت خاندان شاہی سے
جاتی رہتی تھی ورنہ نہین خلافت نبوت بھی دو احتمال رکھتی ہی ایک یہ کہ نبوت سے ملحق ہو اور توارث اُسمین جاری
نہو دوسرے یہ کہ بادشاہی کیطرف راجع ہو اور بمقتضای طبیعت بشری اُسمین توارث جاری کرین اگر نبوت سے
ملاتے ہین تو ایسے شخص کو خلیفہ کرنا چاہیے جو تمام نبوت کے کامون کا کرنے والا ہو اور اگر من قبیل بادشاہی لیتے
ہین تو نفوس و طبائع اُنکے اقامت وارث کیطرف میّل کرتے ہین جب ہمنے دیکھا کہ سبنے خلاف سنت مستمرہ
ملوک کے عمل کیا تو جانا کہ مراد اُنکی اقامت سنت صالحۂ انبیا ہوگی اسی نکتہ کیطرف عبدالرحمن ابن ابی بکرؓ نے اشارہ
فرمایا ہی قصہ استخلاف معاویہ مین اپنے بیٹے کو جئتُ فقال سُنّة کِسرای و قیصر لا سُنّة ابی بکر و عمر
رضی اللہ عنہما

ہے	الاف تحیات و سلامم بہ پیمبرا	زان بعد نثار شم دیندار تو انکہ

وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کی اور یزید مرید کا تخت پر بیٹھنا اور اپنی بیعت طلب کرنا

کامل ابن اثیر مین ہی کہ پہلی رجب اور بعضے کہتے ہین کہ پندرھوین اور بعضے بائیسوین رجب کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے
سنہ ۶۰ مین دمشق مین وفات پائی اُنکی عمر ۷۸ چھتر برس کی ہوئی اور بعضے کہتے ہین ۷۳ تہتر برس کی اور بعضے کہتے ہین
اٹھتر برس کی اور بعضے پچاشی برس کی یزید مستحق وعید حاکم شام ہوکر دارالخلافہ دمشق مین بیٹھا اور ولید بن
عتبہ بن ابی سفیان والی مدینہ کو خبر وفات معاویہؓ کی لکھی اور ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ اما بعد پس تو لے حسینؓ
اور عبداللہ ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ سے میری بیعت اور اُنکو بیعت لیے بغیر مت چھوڑ والسلام جب ولید کو معاویہؓ کی
وفات کی خبر پہنچی اور وہ رقیمۂ شقاوت ضمیمہ ملا تو اُسنے مروان کو بلاکر یہ حال کہا اور خط دکھایا اور رائے پوچھی
کہ کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا میری رائے یہ ہی کہ ان لوگون کو ابھی بلاکر بیعت طلب کر اگر کرلین تو بہتر ہی ورنہ اُنکی
گردنین مار قبل اسکے کہ اُنکو معاویہؓ کے انتقال کی خبر ہو ورنہ ہر شخص اُنمین سے ایک ایک سمت جاکر خلیفہ بن بیٹھیگا
اور اظہار خلاف کریگا الا ابن عمرؓ کہ وہ لڑنے والے آدمی نہین ہین اور نہ اُنکو امارت کی خواہش ہی پس ولید
نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو حضرت امام اور حضرت ابن زبیر کے بلانے کو بھیجا وہ اُنکے پاس ایسے وقت
پہنچا جو اُنکی ملاقات کا وقت لوگون سے نہ تھا اُسوقت یہ دونون صاحب مسجد مین تشریف رکھتے تھے عبداللہ
نے جاکر کہا کہ آپ کو امیر بلاتے ہین اُنھون نے فرمایا کہ تو چل ہم ابھی آتے ہین ابن زبیر نے حضرت امام سے
کہا کہ اسوقت ولید کے بلانے کا معلوم نہین کیا سبب ہی آپ نے فرمایا مین گمان کرتا ہون کہ امیر معاویہ کے
انتقال کی خبر آئی ہی لہذا ولید چاہتا ہی کہ ہمکو بلاکر ہم سے بیعت لے لے تب لوگون سے یہ خبر ظاہر کرے

ابن زبیر نے کہا کہ میرے خیال مین بھی ایسا ہی آتا ہی اگر واقعی ایسا ہی تو آپ کیا کیجیے گا آپ نے فرمایا کہ مین اپنے
جوانون کو ابھی جمع کرتا ہون اور اُنکو ساتھ لیجاکر ولید سے ملتا ہون حضرت ابن زبیر کہنے لگے ایسا نہ ہو کہ ولید
کچھ اور سمجھے آپ نے فرمایا نہین ایسا نہ ہوگا مین تنہا اُس سے ملونگا اور لوگون کو دروازہ پر بٹھلا جاؤنگا
چنانچہ آپ اسیطرح تنہا ولید کے پاس تشریف لے گئے ساتھیون کو دروازہ پر ٹھیرا کر فرما دیا کہ مین اکیلا
جاتا ہون جب مین تمکو بلاؤن یا میری آواز بلند سُنو تو سب کے سب دوڑ پڑو ورنہ مین ابھی پھر آتا ہون
تم یہین ٹھیرو آپ نے جاکر سلام علیک کیا اور فرمایا کہ میل بہتر ہی جُدائی سے اور صلح نیکتر ہی لڑائی سے
مروان بھی اُسوقت وہان بیٹھا تھا آپ نے فرمایا کہ اب وہ وقت آگیا کہ تم دونون اکٹھا ہوئے اللہ تم دونون
مین صلح ہی رکھے یہ فرماکر بیٹھ گئے اور ولید نے آپ کو خط دکھایا اور خبر سنائی اور بیعت طلب کی آپ نے
انا للہ پڑھی اور فرمایا کہ بیعت تو مین اکیلا چھپا کر نہ کرونگا تو نکل اور لوگون کو بیعت کی دعوت کر اُن کے
ساتھ ہمکو بھی دعوت کر تو البتہ ایک بات ہوگی اور جو کچھ ہونا ہی ہوگا ولید نے کہا بہتر آپ تشریف لیجائیے
مروان نے کہا کہ اگر تو انکو اسوقت چھوڑے دیتا ہی اور انسے بیعت نہین لیتا ہی تو پھر انپر بغیر کثرت سے کشت و خون
کیے ہوے قدرت نپائے گا مناسب ہی کہ انکو قید کرا و زبجبر بیعت لے اور اگر نہ کرین تو گردن مار حضرت نے
غضبناک ہوکر فرمایا اے ابن الزرقاء تو مجھے قتل کرے گا قسم اللہ کی تو جھوٹا ہی یہ کہکر آپ اپنے گھر اُٹھ
چلے آئے مروان نے ولید سے کہا تو نے میرا کہا نہ مانا دیکھ اب یہ نہ ملین گے ولید نے کہا اے مروان
اگر ہمکو ہفت اقلیم کی سلطنت کوئی دے تو بھی امام حسینؑ سے مین بے ادبی نہ کرونگا اور اُنکا خون اپنی
گردن پر نہ لونگا پھر ولید نے ابن عمرؓ کو بیعت کے لیے بلا بھیجا اُنھون نے فرمایا کہ جب اور لوگ بیعت کرین گے تو
مین بھی کرلونگا لوگون نے انکو چھوڑ دیا پھر ابن زبیر بلائے گئے اُنھون نے کہلا بھیجا کہ مین ابھی آتا ہون اور
گھر جاکر چھپ رہے پھر ولید نے بلایا پھر حیلہ کر دیا آخر اُسنے اپنے غلامونکو بھیجا اُنھون نے آکر سخت و سُست کہا اور
کہا امیر کے پاس چلو ورنہ ہم تمھین مار ڈالین گے اُنھون نے کہا مین معذور ہون جلد ابھی نہین چل سکتا ہون
مین امیر سے عذر کرکے بھیجتا ہون چنانچہ جعفر بن زبیر اپنے بھائی کو بھیجا اُنھون نے جاکر کہا کہ اللہ تجھپر رحم کرے
ابن زبیر کل تیرے پاس آوین گے آج اُنکو معاف رکھ اور اپنے لوگون کو بلوالے کہ وہ اُنھین زبردستی لانے پر مجبور
کرتے ہین چنانچہ ولید نے آدمی بھیجکر اپنے آدمیون کو بلالیا اور ابن زبیر مع اپنے بھائی کے اُسی رات کو
بیت اللہ شریف روانہ ہوگئے دوسرے روز لوگ اُنکی تلاش کو آئے اور اُنکو نہ پاکر مثل اپنی بخت برگشتہ کے

[illegible]

[illegible]

واپس گئے پھر لوگ حضرت امام علیہ السلام کو بلانے گئے آپ نے فرمایا آج ٹھیر جاؤ کل جو کچھ ہوگا تم بھی دیکھو گے اور ہم بھی دیکھین گے آپ نے دیکھا کہ اب حفظ حرمت و جان و مال اُن سیہ کارون اور بدکردارون سے دشوار رہے لہذا آپ نے وطن پُر رنج و محن سے کلفت ہجرت اختیار فرمائی **شعر**

دشمن کو بھی اللہ چھوڑائے نہ وطن سے	واقف ہی مسافر کا دل اس رنج و محن سے

فائدہ یہ مروان ابن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف ہی اور اسکی مان آمنہ بنت علقمہ بن صفوان بن امیہ تھی بنی کنانہ سے ۲ سنہ ہجری مین یہ پیدا ہوا اسکا باپ سال فتح مین مسلمان ہوا حضرت نے اسکو نکال دیا تو وہ طائف مین جا کر رہا تھا **معارف** ابن ابی قتیبہ مین ہی کہ سبب اُس کے نکالدینے کا یہ ہوا کہ حکم نے افشا ے سر نبوی کیا تھا لہذا حضرت نے اُسکو پھٹکار کر نکالدیا تو وہ قبلیۂ وج مین جا رہا اور تا زمان حیات نبوی اور زمانۂ خلافت شیخین مین وہ مردود ہی رہا پھر حضرت عثمان نے اپنے وقت مین اُسکو بلالیا اور لاکھ درم دیے اور حکم کے اکیس بیٹے اور آٹھ بیٹیان تھین اور مروان حضرت کے وقت مین آٹھ برس کا تھا انتہی **کامل** مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کو دیکھا کہ وہ عجیب چال سے چلا جاتا ہی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کی نقل کر رہا ہی آپ نے فرمایا کہ تو ایسا ہی رہ چنانچہ مرتے وقت تک وہ ویسا ہی رہا اور مرا وہ خلافت حضرت عثمانؓ مین انتہی **تحفۂ اثنا عشریہ** مین ہی کہ حکم کو حضرت نے بسبب اسکے کہ وہ منافقون سے ملتا تھا اور مسلمانون کے درمیان فتنہ انگیزیان کرتا تھا اور کفار کی مدد کرتا تھا نکلوا دیا تھا اور چونکہ بعد وفات حضرت کے اور زمانۂ خلافت شیخین مین غلبۂ اسلام اور زوال کفر و بطلان نفاق بخوبی ہو گیا اور قاعدۂ اصولی ہی کہ حکم معلول کا بالعلۃ ہی جب علت جاتی رہتی ہی تو وہ حکم بھی جاتا رہتا ہی پس اس سے حکم اخراج کا بھی مرتفع ہو گیا اور شیخین اُسکے آنے کے جو روادار نہ ہوے تو اس لیے کہ ابھی اسکی نسبت احتمال فتنہ و فساد کا قائم تھا کیونکہ حکم بنی امیہ سے تھا اور شیخین تیم و عدی سے تو بنا بر عداوت جاہلیت کے اُنکو خیال رہا کہ ایسا نہ ہو کہ پھر رگ حمیت اُسکے جوش مین آجائے اور پھر مسلمانون مین وہ موشگافی دوانی کرنے لگے اور جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوے تو چونکہ حکم اُنکا برادر زادہ ہوتا تھا لہذا اُنکو اس دغدغہ سے خوف نہ رہا اور نڈر ہو کر اُسکو مدینے مین بلالیا چنانچہ خود اُن سے لوگون نے اس بات کو پوچھا تھا اور آپ نے جواب شافی اُن لوگون کو دیا تھا وہ ساری تقریر اُنکے تحفۂ اثنا عشریہ مین مرقوم ہی اور آخر مین اُس تقریر کے لکھا ہی کہ یہ بھی ثابت ہوا ہی کہ حکم نے آخر عمر مین نفاق اور فساد سے توبہ کی تھی اور قویٰ اُسکے متساقط ہو گئے تھے اور خوف فتنہ اُس سے نہین رہا تھا تو اُسکا مدینہ مین لانا اِس حالت مین ایسا ہوا جیسے کوئی نظر ڈالے اُس عورت اجنبیہ پر جو زال فرتوت دیو شکل ہو گئی ہو کہ یہ

ہرگز محل طعن نہین انتہی بقدر الضرورۃ اور نیز اُسی تحفہ مین لکھا ہی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے صاحبزادے
کا نکاح حارث بن الحکم کی بیٹی سے کیا اور اپنے ذاتی مال مین سے ایک لاکھ درم برسم ساچق دیے اور اپنی
صاحبزادی ام ابان کا عقد کیا مروان بن الحکم سے اور اُنکے جہیز مین ایک لاکھ درم دیے انتہی تفریح الاذکیا
مین ہی کہ جو کچھ واقعات اس مروان کے سبب سے واقع ہوئے وہ ظاہر ہین اول فساد اسلام مین اسی کے وجود سے پڑا
یہی مردود قاتل طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہی سنہ ۵۴ ہجری مین معاویہ رضہ نے اسکو حاکم مدینہ مقرر کیا اسنے طلب بیعت خلافت
یزید مستحق وعید مین نہایت بیباکی سے کوشش کی انتہی جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا مین لکھتے ہین کہ نکالا
بخاری اور نسائی اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین کہ مروان نے مدینہ مین خطبہ پڑھا حضرت معاویہ کی جانب سے
کہ اللہ تعالی نے امیر المومنین کو اُسکے بیٹے یزید کی رائے نیک دکھائی کہ وہ اُسکو خلیفہ کرتے ہین جیسا کہ خلیفہ ہوے
ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور ایک روایت مین ہی کہ سنت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر خلیفہ کرتے ہین تب عبد الرحمن
بن ابی بکر نے کہا کہ یہ طریقہ ہرقل و کسری کا ہی قسم خدا کی ابوبکر نے تو اپنی اولاد اور اعزا مین سے کسی کو خلیفہ
نہین کیا اور یہ فعل معاویہ رضہ کا محض بربنای جوش شفقت اور محبت پدری ہی یہ سُنکر مروان بولا تم یہ کیون کہو گے
تم تو وہ ہو جسنے اپنے مان باپ کو اُفٍّ لکما کہا عبد الرحمن نے کہا کیا تو لعین کا بیٹا نہین ہی تیرے باپ کو
رسول خدا نے لعنت نہین کی تھی حضرت عائشہ رضہ صدیقہ نے یہ مکالمہ سُنکر فرمایا کہ مروان جھوٹا ہی آیہ لا تقل لہما
اُفٍّ عبد الرحمن کی شان مین نازل نہین ہوئی ہی بلکہ فلان بن فلان کے بارہ مین نازل ہوئی ہی مگر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر البتہ لعنت کی ہی جس حالت مین وہ اُسکے صلب مین تھا پس مروان کو
اللہ کی لعنت پونہچی ہی انتہی حاکم نے مستدرک کے اندر کتاب الملاحم والفتن مین روایت کی ہی کہ عبد الرحمن بن
عوف رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تھا تو اُسکے دیکھنے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لیجاتے تھے اور دعا فرماتے تھے جب مروان ابن الحکم کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا ھذا الوزغ ابن الوزغ الملعون
ابن الملعون مین کہتا ہون اس روایت کو شیخ ابن حجر مکی نے بھی شرح قصیدہ ہمزیہ مین نقل کیا ہی انتہی اور حاکم
نے عمرو بن مرہ جہنی سے روایت کی ہی کہ حکم بن ابی العاص نے اجازت حاضر ہونے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
چاہی آپ نے فرمایا اذن دیدو اُس کو لعنۃ اللہ علیہ وعلی من یخرج من صلبہ الا المومنین
منہم وقلیل ما ھم یشرفون فی الدنیا ویوضعون فی الاخرۃ وما لہم فی الاخرۃ من خلاق اسیطے
کامل مین ہی کہ بہت سی خبرین لعن حکم کی اور اُسکی جو اُسکے صلب سے نکلے گا حافظ نے روایت کی ہین اور اُن کی

[illegible]

[illegible]

سندون مین کلام ہی انتہی ابن عبدالبر نے استیعاب مین کہا کہ حضرت صدیقہ سے بطرق متعددہ جنکو روایت
کیا ہی ابن ابی خثیمہ وغیرہ نے مروی ہی کہ اُنھون نے مروان سے کہا جب اُسنے اُنکے بھائی کو کہا جو کچھ کہا کہ ای
مروان مین گواہی دیتی ہون اس بات کی کہ حضرت نے لعنت فرمائی ہی تیرے باپ پر جس حالت مین کہ تو اُسکی
پشت مین تھا اور روایت کی عبدالوارث بن سفیان نے قاسم بن اصبغ سے اُسنے احمد بن زہیر سے اُسنے موسیٰ
بن اسمعیل سے اُسنے عبدالواحد بن زیاد سے اُسنے عثمان بن حکم سے اُسنے شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص
سے اُسنے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہا اُنھون نے کہ فرمایا حضرت نے داخل ہوگا تمپر ایک مرد لعین کہا عبداللہ
نے کہ مین مستعد کرتا تھا عمرو کو کہ اپنے کپڑے پہنے اور حضرت کے سامنے جائے اور اول داخل ہونے والون مین سے
یہی ہو پس داخل ہوا حکم بن العاص انتہی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب جواب سوال خامس سولہ عشرہ مین فرماتی
ہین کہ مروان کو بد کہنا اور اُس سے بدل بیزار ہونا اُن سلوکون کے سبب جو اُسنے حسنین علیہما السلام اور اور اہل بیت
سے کیے اور اس سبب سے کہ وہ اُنکی عداوت اپنے دل مین مستقر رکھتا تھا لوازم سنیت اور محبت اہل بیت سے
ہی جو مجملہ فرائض ایمانی ہی انتہی مروان نے بعد معاویہ بن یزید کے شہر جابیہ کے لوگون سے بیعت لی اور شام مین
آیا وہان کے لوگون کو بھی اپنا مطیع کیا پھر مصر مین گیا وہان والون نے بھی بعد محاربہ شدید کے بیعت کی ابن حجر
تقریب التہذیب مین لکھتے ہین کہ یہ متولی خلافت کا ہوا آخر ۶۴ سنہ ہجری مین اور مرا رمضان ۶۵ سنہ مین اور ۶۳
یا اکسٹھ برس کا اسکا سن ہوا اور مسامرات مین بھی اسی کے قریب قریب ہی کامل مین اسکی موت کا سبب یہ لکھا ہی
کہ معاویہ بن یزید نے چونکہ اپنی جگہ پر کسیکو خلیفہ نہین کیا تو حسان بن بحدل نے چاہا کہ امر خلافت خالد بن یزید کو ہو
لیکن وہ صغیر السن تھا اس لیے حسان نے مروان سے بیعت کی اور اہل شام نے بھی اور مروان سے کہا گیا تو
خالد کی مان بنت ابی ہاشم بن عتبہ سے نکاح کر تاکہ اُسکی شان گھٹے اور خالد خلافت کا طالب نہو اُس نے اسی
گھات سے اُس سے نکاح کر لیا ایکدن خالد مروان کے پاس آیا اور دیکھا کہ اُسکے پاس ایک جماعت بیٹھی ہی
اور وہ ٹہل رہا ہی اُسنے کہا اللہ کی قسم تو احمق ہی خالد بولا کہ اے نالائق تو مجھے یہ کہکر شام کے لوگون کی نگاہون سے
گرایا چاہتا ہی یہ کہکر پلٹ آیا اور اپنی مان سے حال بیان کیا اُسنے کہا کہ یہ حال اور کسی سے نہ کہیو اُس سے سمجھ
لونگی اُسنے ایکروز مروان کو اپنے یہان سوتے مین مار ڈالا عبدالملک نے چاہا کہ مین ام خالد کو مار ڈالون مگر لوگون
نے کہا کہ یہ نکرو ورنہ مشہور ہو جائیگا کہ عورت نے تمھارے باپ کو مار ڈالا وہ اس ارادہ سے باز رہا انتہی
اخبار الدول مین ہی کہ مروان کے جنازے کی نماز عبدالملک نے پڑھی اور شہر دمشق مین بیرون دروازہ جابیہ
وہ مدفون ہوا اور روایت ہی کہ ایک مرتبہ مروان نے خواب دیکھا کہ اُسنے چار بار محراب مسجد نبوی مین پیشاب کیا
ابن سیرین نے یہ خواب سنکر فرمایا کہ اگر تیرا خواب سچ ہی تو چار شخص تیری اولاد سے تیرے بعد خلافت کرین گے

چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ ولید اور سلیمان اور ہشام اور یزید نے خلافت کی

روانہ ہونا حضرت امام علیہ السلام کا مکہ معظمہ کی طرف

آپ چوتھی تاریخ شعبان جمعہ کے دن اور بقول بعضے چھبیسوین رجب شب یکشنبہ ۶۰ سنہ ہجری مین مع اہل و عیال مکہ کو روانہ ہوے شارع عام پر تشریف لے چلے اور سرگردانی حضرت موسی کی یاد کر کے فرماتے تھے فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ[1] آپ کے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل نے کہا کہ اگر شارع عام چھوڑ کر ادھر سے چلین جدھر سے عبداللہ بن زبیر گئے تو بہتر ہو گا کیونکہ پیچھے سے اگر تعاقب کو لوگ آتے ہون گے تو وہ اسی سیدھے راستہ پر آئین گے پھر اگر ہم کو پا جائین گے تو سخت دشواری پڑیگی آپ نے فرمایا شارع عام ہی راستہ روشن ہی سیدھے اسی راستہ سے چلنا چاہیے مکانات مکہ معظمہ دیکھتے ہوے غرض اُسی راستہ سے تشریف لے چلے کئی کوس نکل گئے ہونگے کہ عبداللہ بن مطیع عدوی ملے اُنھون نے عرض کیا کہ آپ کہان تشریف لیے جاتے ہین اور کیا ارادہ ہی فرمایا ظالمون نے مدینے مین رہنے ندیا مجبوراً آوارگی وطن اختیار کی اور بمقتضای مضمون وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا[2] اب تو کعبہ کو جاتا ہون وہان امن مین رہونگا عبداللہ بن مطیع نے عرض کیا کہ نہایت مناسب ہی آپ مکہ ہی مین رہین اور کوفیون کے قول و فعل پر اعتماد نہ فرمائین کہ آپ پسر سرور عالم اور فخر اولاد آدم ہین مکہ والے سب آپ کے سوا کسیکی اطاعت اور فرمان برداری نہ کرینگے نہ کوفیون کے قول کا اعتبار ہی نہ فعل کا آپ کے والد ماجد کو اُنھین لوگون نے شہید کیا اور آپ کے برادر امام حسنؑ کے ساتھ اُنھین نے دغا کی ہی اور اور جو کچھ کیا ہی وہ سب آپ کو معلوم ہی اور یقیناً کوفہ والے آپ کو کمال خلوص اور خصوصیت کے ساتھ بلائین گے اگر کہین آپ تشریف لے گئے تو دیکھیے گا سب الگ ہو جائین گے کیونکہ بیوفائی اور بے مروتی اُنکی خمیر مین ہی حضرت نے اُنکے حق مین دعای خیر فرمائی اور روانہ ہوے **فائدہ** عبداللہ بن مطیع بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن کعب بن لوی بن غالب قرشی عدوی مدنی یہی صواب ہی اُنکے نسب مین یہ مردان قریش سے تھے شجاعت وغیرہ مین جب اہل حرّہ کو شکست ہوئی تو عبداللہ بن حنظلہ مارے گئے اور عبداللہ بن مطیع بھاگ گئے اور بچ گئے پھر عبداللہ بن زبیر کے ساتھ ہو کر اُنکی طرف سے لڑے اور مارے گئے اور اُنکا سر عبداللہ بن زبیر کے سر کے ساتھ اُٹھایا گیا یحیی بن سعید انصاری کہتے ہین کہ مجھے یاد ہی کہ مین نے تین سر دیکھے تھے جو مدینہ مین آئے تھے وہ ابن زبیر اور ابن مطیع اور ابن صفوان کے سر تھے نکالا اسکو بخاری نے اپنی تاریخ مین اور علی ابن المدینی نے ابن عیینہ سے کہا علی نے کہ یہ سب ایک ہی دن مارے گئے مین کہتا ہون کہ یہ اول ۷۴ سنہ ہجری مین ہوا کذا فی الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ للحافظ ابن حجر العسقلانی اور ابن قتیبہ

[1] ف پھر نکلا وہان سے ڈرتا ہوا راہ دیکھتا بولا اے رب بچا لا مجھ کو اس قوم بے انصاف سے ۱۲

[2] یعنی جو شخص اس مین داخل ہوا وہ امن مین ہو گیا ۱۲

کہتا ہی کہ ابن مطیع زخمی ہوکر بھاگے اور زخم ہی سے مکہ مین انتقال کیا انپر نماز پڑھی حجاج نے اور کہا اے اللہ یہ
تیرا دشمن ابن مطیع ہی یہ دوستدار تیرے دشمنون کا ہی اور دشمن تیرے دوستون کا تو اسکی قبر آگ سے بھردے
انتہیٰ الغرض حضرت امام حسین علیہ السلام جس منزل کو اپنے فیض ورود مسعود سے متبرک فرماتے جوق جوق
لوگ پروانہ صفت اُس شمع بزم امامت کی گرد ہوتے اور قدمبوس ہوکر حالت وجد و ذوق مین کہتے **شعر**

آمدی و آمدنت بس خوشی ست	دیدن روی تو عجب دلکشی ست

اہل مکہ کیا جوان اور کیا بوڑھے
اور کیا بچے سب خبر خیر مقدم سنکر باہم شاد ہوتے تھے اور ایک دوسرے سے کہتے تھے **اشعار**

جنسے روشن ہی مدینہ وہ قمر آتے ہین	جنکا معدن ہی نجف لو وہ گہر آتے ہین	مرحبا سرور عالم کے پسر آتے ہین
سیدہ فاطمہ کے لخت جگر آتے ہین	نخل بستان نبوت کے ثمر آتے ہین	جنکا گھر عرش پہ ہی وہ مرے گھر آتے ہین
واہ قسمت کہ چراغ حرم آتے ہین	ای مسلمانو مبارک کہ حسین آتے ہین	

بعد طے منازل جب آپ مکہ معظمہ کے
قریب پہونچے اور اُسکے پہاڑ نظر آنے لگے تو یہ فرمایا وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي
سَوَاءَ السَّبِيلِ وہان والون نے نہایت تعظیم سے آپ کا استقبال کیا اور بکمال خوشی عرض کیا **اشعار**

دولتِ وصل تو دائم زخدا می جستیم	کعبۂ کوی تو از راہِ صفا می جستیم	ہر سحرگاہ باخلاص تمام از سر صدق
دست برداشتہ بودیم و ترا می جستیم	طاق ابروی تو کان قبلۂ مشتاقان ست	گاہ و بیگاہ بمحراب دعا می جستیم

بیان ورود فیض آمود حضرت امام حسینؑ کا حرم محترم مین

جب آپ حرم محترم مین داخل ہوئے تو اہل مکہ نے نہایت تکریم سے اُتارا علامہ ابو اسحاق اسفرائینی رسالہ
نور العین فی مشہد الحسین مین لکھتے ہین کہ مکہ کے استقبال کرنے والون مین سب سے مقدم عبد اللہ بن زبیر
تھے جو اُس زمانہ مین مکہ مین سبکے مقتدی تھے اور حضرت امام علیہ السلام کے رضاعی بھائی بھی تھے جب رات کو
حضرت داخل حرم ہوے تو انھون نے آپکو اور آپ کے اہل بیت کو اپنے گھر اُتارا اور بڑی بھاری دعوت کی
اور آپ کے ساتھ کل مکہ والون کو مدعو کیا حضرت امام علیہ السلام بعد فراغت طعام عبد اللہ بن زبیر سے باتین
کرنے لگے اور جو جو تقصیرین کہ یزید پلید نے آپ کے حقوق مین کین اور جو جو اُسکے دم اور دعوے تھے اور جو کچھ لکھا
تھا وہ سب سنایا عبد اللہ بن زبیر نے کہا اے ابا عبد اللہ آپ اب ہمارے خلیفہ ہین ہم سب آپ کے یار و مددگار
ہین کیونکہ خلافت تو تمھارے ہی باپ ورنانا کی ہی تمھین سب سے اولی ہو یزید کیا کریگا اگر لڑیگا تو ہم لڑین گے
آپ نے فرمایا قسم ہی اپنے جد کی خاک پاک کی کہ مین خلافت نہین چاہتا ہون مین اتنا چاہتا ہون کہ کہین مکہ مین
اپنے گھر لڑکون بالون سمیت رہون ایکروز اگر پیٹ بھر کھاؤن تو ایک روز بھوکا رہون یون ہی عمر بسر کردن
عبد اللہ بن زبیر نے کہا یا ابا عبد اللہ یا ابن بنت رسول اللہ ہرگز یہ بات ہونے کی نہین کہ آپ اس حالت مین

بسر کرین آپ کی اور آپ کے اہل بیت کی آرام سے گذرے گی سارے اقربا اور بنی ہاشم آپ سے راحت پاوینگے
پہلے آپ اور آپ کے اہل بیت کھا پی لینگے تب ہم لوگ کھائینگے ہم سب آپ کے فرمانبردار ہین آپ خوشی سے
بے کھٹکے رہین آپ نے اُنکو دعاے خیر دی اور تھوڑے دنون عبد اللہ بن زبیر کے مہمان رہکر اپنے گھر تشریف
لے گئے اور وہین اقامت فرمائی عبد اللہ بن زبیر اور تمام اہل مکہ آپکی خدمت مین لونڈی غلام کی طرح حاضر رہتے
اور ہر طرح سے خدمت گذاری سے پیش آتے یزید پلید کو جب خبر پونہچی کہ حضرت بھی مکہ تشریف لے گئے تو اُسنے ولید کو
مدینہ سے معزول کیا اور اسدق کو اُسکی جگہ پر حاکم مقرر کیا اور حاکم مکہ معظمہ یزید بن یحییٰ بن حکم بن صفوان کو
بھی موقوف کیا اور اُسکی جگہ پر ابن سعد بن عاص کو مقرر کیا مگر وہ بسبب عمل و دخل عبد اللہ بن زبیر بھاگ گیا کیونکہ
عبد اللہ نے مکہ مین آتے ہی باتفاق اہل مکہ اپنی حکومت جمالی تھی ہر چند امام علیہ السلام نے اُنکو اس سے
منع فرمایا تھا القصہ یزید نے حاکم مدینہ کو پروانہ اس مضمون کا بھیجا کہ وہ واسطے قلع و قمع ابن زبیر کے فوج کثیر
حرم کی طرف بھیجے اُسنے عمر بن زبیر برادر اخیافی عبد اللہ بن زبیر کو کہ آپسمین دونو نکی صفائی نہ تھی امیر کیا ہر چند
لوگون نے عمر سے کہا کہ دو سبب سے تمھین اس عمارت کا قبول کرنا زیبا نہین اول تو حرم شریف مین جنگ
و جدال منع ہے دوسرے ابن زبیر تمھارے بھائی ہین مگر اصل یہ ہے کہ طمع تو بُری چیز ہے اسکے پنجہ سے آدمی کہان
چھوٹتا ہے اُنھون نے بطمع مال نہ مانا آل پر کچھ غور ہی نہ کیا بیت اللہ شریف روانہ ہوے اور چاندی کا ایک
طوق بنواکر ساتھ لیا کہ جب ابن زبیر کو گرفتار کرونگا تو یہ طوق اُنکے گلے مین ڈالکر یزید پلید کے پاس بھیجونگا
بالآخر قریب بیت اللہ پونہچکر آدھی فوج انیس بن عمر اسلمی کے ساتھ کی کہ ایک طرف کا ناکہ وہ روکے
اور دوسرا ناکہ اپنی متعلق رکھا اور بھائی سے کہلا بھیجا کہ حرم شریف سے باہر نکلو اور یہ طوق اپنے گلے
مین ڈالکر یزید کے پاس حاضر ہو کہ تمھارا قصور معاف ہو جائے عبد اللہ بن زبیر نے اُدھر جواب درشت
کہلا بھیجا اور ادھر انیس بن عمر اسلمی کے مقابلہ کو گئے جاتے ہی اُسکو شکست فاش دی انیس مارا گیا پھر
مُصعب بن زبیر اپنے بھائی کو عمر بن زبیر کے مقابلہ مین بھیجا وہ غالب رہے اور عمر بھاگے اور اپنے بھائی عبیدہ
بن زبیر کے گھر جا چھپے عبد اللہ بن زبیر نے علبیدہ کو گرفتار کراکے اسقدر کوڑے لگائے کہ وہ مرگئے دیکھیے
بُری صحبت کا انجام بھی بُرا ہوتا ہے اور بُرے کا ساتھی بھی بُرائی دیکھتا ہے پھر تو حکومت ابن زبیر کی مکہ مین
بخوبی قائم ہو گئی **شعر**

از حق بود صلوٰۃ و زاست بود سلام		بر حضرت محمدؐ و بر آل او مدام

منزل لابرار مین ہے کہ جب کوفہ مین معاویہ کے انتقال اور یزید کی خلافت اور اُس مرید کی بیعت سے
امام دارین کے انکار اور حضرت کے مکہ مین تشریف لانے کی خبر پونہچی تو ایک جماعت ہوا خوان حضرت مرتضوی
کی سلمان بن خالد خزاعی کے گھر مین جمع ہوئی سلمان نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور اُسمین بیان کیا کہ

ای لوگو یزید اپنے باپ کا خلیفہ ہوا ہی اور حضرت امام نے اُسکی بیعت منظور نہین کی مجبور ہو کر مکہ مین اقامت فرمائی ہی تم اُنکی اور اُنکے باپ کے دوستدار ہو اب اُنکی مدد کرو اور سب اتفاق کرکے اُنکی خدمت مین عرضیان بھیجو اور اُنکو اپنے ارادۂ بیعت اور اطاعت سے مطلع کرو سب نے کہا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ہمکو جان تک سے بھی اُنکی کام مین دریغ نہین اسپر وعدہای مؤثق ہوے بعد ازان متفق ہو کر سب اہل کوفہ نے قریب ڈیڑھ سو خطوط کے پے در پے آپ کے حضور مین بھیجے اور بڑی الحاح وزاری سے آپکو طلب کیا نامۂ آخری جو ایک شخص معتبر کی معرفت بھیجا تھا اُسکا مضمون یہ تھا

نظم

ای بدرت ملک و ملک ملتجی ۔۔۔ آہ زبیتابی و از بیکسی
وز ہوس وی تو چالم زبون ۔۔۔ شاہد زخم جگرم اشک خون
بلبل گلزار جمالِ توایم ۔۔۔ مضطرب شوق وصالِ توایم
منتظر آنزا لب آمد نفس ۔۔۔ ای ز تو فریاد بفریاد رس
دیدۂ ما جلوۂ رویت ندید ۔۔۔ حیثیم ترِ یم آہ ز جور یزید
بیش تو ما سینہ فگار آمدیم ۔۔۔ از تب غم زار و نزار آمدیم
صبر و قرارِ دل مضطر بخیز ۔۔۔ آب بہ این آتشِ جانسوز ریز
والی ما جملہ ترا بندہ ایم ۔۔۔ ہر چہ کنی حکم سر افگندہ ایم

ای مدنی برقع و مکی نقاب ۔۔۔ ابن محمد شہ عالیجناب
ایکہ مراد ست خدا دست تست ۔۔۔ قلب بدست جان مست تست
داغ فراقت دلِ ما سوختہ ۔۔۔ آتشِ غم روز و شب افروختہ
ابر کرم بحر ہدایت تو ئی ۔۔۔ غوث زمان آیۂ رحمت توئی
بخت دژم نرد دغا باختہ ۔۔۔ فوج ستم بر سر ما تاختہ
حیف کہ ظلم و ستم نا سزا ۔۔۔ طرفہ شر و شور نمودہ بپا
ای شہ دین مرجع و ملجای ما ۔۔۔ فرش رہت دیدہ و دلہای ما
ای توکریم و کرم آئین تو ۔۔۔ رکن رکین حرم شد از دین تو
خاک درت بر سر ما تاج باد ۔۔۔ ہر شب عمرت شب معراج باد

اسیطرح ہر خط مین تملق اور چاپلوسی ہوتی تھی بالآخر حضرت نے لکھدیا کہ اب مجکو آنے مین تامل نہین انشاء اللہ تعالی جلد آتا ہون جب آپنے عزم بالجزم کوفہ کا فرمایا تو عبد اللہ بن عباسؓ اور اجلۂ اصحابؓ جو مکہ مین تھے سب نے منع فرمایا کہ آپ کہان تشریف لیجا ئینگے اہل کوفہ کی بیوفائی ضرب المثل ہی اُنکے قول و فعل پر اعتماد نکرنا چاہیے آخر بعد رد و بدل بسیار اور قیل و قال بیشمار یہ قرار پایا کہ آپ کا جانا تو مصلحت نہین ہی ہان آپ کسی اپنے والی کو وہان روانہ فرمایئے وہ جاکر اُنکا حال دیکھے اور اُنکی کیفیت سے مطلع کرے چنانچہ آپنے اپنے چچیرے بھائی حضرت مسلم ابن عقیل کو اپنا نائب کرکے روانہ فرمایا اور کوفہ والون کو ایک خط لکھدیا کہ تمھارے مکرر خطوط میری طلب مین پونہچی میرا حال یہ ہی کہ مین حرم کعبہ مین اِس غرض سے آیا ہون کہ باقی زندگی اپنی یہین طاعت و عبادت مین بسر کرون اور اللہ اللہ کرتا ہوا اُسکی جوار مین پونہچون اب تم شکایتین یزید کے ظلمون کی کرتے ہو اور مجکو بلاتے ہو سو مین قریب تر آؤنگا بالفعل مین اپنے بھائی مسلم کو تمھارے پاس روانہ کرتا ہون کہ وہ وہان میری قائم مقام رہین اور تم لوگون کی حالات اور گفتگو سے مجھے مطلع کرتے رہین اور تمکو کتاب اللہ پر چلائین مسجد کوفہ مین تمھین نماز پڑھائین تم اُنسے بیعت کرو اور اُنسے مُنہ نہ موڑو کہ امام عالم و عادل و کتاب اللہ پر چلانے والے کی اطاعت ضرور ہی نور العین مین ہی کہ اتنا یہ بھی اُس

شقہ فیض مرقعہ مین تھا کہ نعمان تمھارا حاکم ہے جب تک مین آؤن اور نعمان اکابر اہل کوفہ سے تھا اور صاحب لشکر اور مالدار کوفہ مین جو خلیفہ ہوتا وہ اُسکے حلقۂ اطاعت مین رہتا اور محب اہل بیت نبوی تھا غرض کوفیون کو اطاعت اور متابعت اور نصرت اور حمایت حضرت مسلم پر آپ نے تحریص و ترغیب فرمائی اور خط لکھکر حضرت مسلم کو دیا اور کوفہ کے جانیکا حکم فرمایا اب دیکھیے کوفہ والے کیا مہمان نوازی کرتے ہین حضرت مسلم نے اس ارشاد کو سنکر فرمایا **بیت**

تا بسر فرمانت اگر تیغم زنی بر سرم | مرا عید آن زمان باشد که قربانت شوم
تن جان و دل سے بجا آوری ارشاد مین حاضر ہون

اور ساز و سامان سفر درست کیا **شعر**

از حق بود صلوٰۃ و زما بود سلام | بر حضرت محمد و بر آل او مدام

روایت ہے کہ جب حضرت امام علیہ السلام نے حضرت مسلم کو رخصت فرمایا تو بہت روئے اور حضرت مسلم نے بھی بزبان حال یہ الوداع پڑھکر سب کو بیحال کیا

غزل

وداعت میکنم جانان وداع آخرین از دل | ز کویت میروم و ز غصہ دارم قصہ مشکل
ندارم طاقت دوری ندارم تاب مہجوری | عجب درد یست درمان عجب کاریست بی حاصل
بود حاصل مراد من گرت بینم دمی دیدن | حیا آن دیدہ مہجوری بخون آغشتہ یا در گل

بیان روانگی حضرت مسلم کا کوفہ کی طرف

پھر حضرت مسلم اپنے بیٹون کے ساتھ با دل از غصہ خون شدہ و با چشم از اشکہای پیہم چشمہ چیحون گشتہ اُس جمال مبارک کو چھوڑ عافیت سے مُنہ موڑ مدینۂ منورہ کی راہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے روضۃ الصفا مین ہے کہ حضرت مسلم جب مدینۂ منورہ پہونچے تو مسجد نبوی مین اُترکر دو رکعت نماز پڑھی اور اعزا اور اقربا کو آدھی رات کو رخصت کیا یہ اخفا اسواسطے تھا کہ بنی اُمیہ مین سے کسیکو اسکی خبر نہو ورنہ یزید کو لکھین گے پھر خدا جانے کیا آفت آتی اور کیا مصیبت پڑتی غرض حضرت مسلم با دیدۂ گریان اور با دل نالان در دفراق اعزاے وطن سے زاد راہ لیے ہوے اپنے دونون صاحبزادون کو کہ صغیر السن تھے اور بغیر باپ کے رہ نہ سکتے تھے اور اور دو شخصونکو راہ بتانے کے واسطے قیس بن عیلان سے اپنے ساتھ لیکر شبا شب رہ کی راہ چھوڑ کوفہ کا راستہ لیا چند قدم گئے ہونگے کہ راہبر راہ بھولے کہین اور ہو رہے اندھیری رات کا سفر سناٹے کا عالم جہان بجز ذات خدا نہ کوئی یار اور نہ ہمدم چلتے چلتے ایسے راستہ پر پہونچے جہان پانی نہ تھا آخر اُن راہبرون نے راہ بتائی کہ اُدھر سے چلے جاؤ اور خود شدت تشنگی سے وہین خدا کے گھر کی راہ لی اُنکی زندگی یہین تک تھی حضرت مسلم ڈرے اور اِدھر اُدھر راستہ ناپنے لگے کہین پانی کا پتا نہ تھا عجب راہ خراب تھی کہ جہان آب تو درکنار سراب بھی نہین تھا بارے ایک مقام پر پہونچے جسکو مضیق کہتے ہین وہان پانی تھا پیا تھوڑی دیر ٹھیرے اور یہ سارا ماجرا امام ہر دوسرا کو لکھا آپنے اُنکو بہت تسکین لکھی اور نصیحت تحریر فرمائی **ابیات**

زیر ہر رنجیست گنجی معتبر | خار دیدی چشم بکشا گل نگر
ہر بلائی را عطائی در پی ست | ہر بلا کز دوست آید رحمت ست
ہر کدورت را صفائی در پی ست | وان بلا را بر دلم صد منت ست

یہ اضطراب حضرت مسلم کا محض آپکے درد جدائی کی بدولت تھا ورنہ اُنکی جان نثاری کی گریہ وزاری آجتک

ساری عالم مین مشہور ہی القصہ بعد ان سب مصیبتون کے حضرت مسلم مع اپنے بیٹون کے کوفہ مین پونہچے اور مختار بن علبیدہ ثقفی کے گھر کی زمین اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک آسمان چارم بنائی جوق جوق اہل کوفہ نے حاضر ہو کر بیعت کی ایک روایت مین بارہ ہزار اور ایک روایت مین تیس اور ایک مین چالیس ہزار آدمی لکھے ہین کہ چند روز مین داخل بیعت اور اطاعت ہو گئے حضرت مسلم نے جب یہ ہجوم دیکھا اور لوگونکا اشتیاق حد سے بڑھا پایا تو حضرت امام حسین ع کے حضور مین اس مضمون کی عرضی لکھی کہ یا ابن رسول اللہ مین کوفہ مین پونہچا اور کوفیون نے اپنے عہد و پیمان کے موافق میرے ساتھ نہایت تعظیم اور تکریم سے پیش آکر مجھکو ٹھیرایا اور تمام مراتب عقیدت بجا لائے اتنے آدمی اسوقت تک حلقہ اطاعت مین آچکے ہین آپ اسکو ملاحظہ فرماتے ہی فوراً تشریف لائین اُدھر تو یہ حال گذرا اب ادھر کا حال سنیے **شعر**

ازحق بود صلوٰۃ وزامت بود سلام	برحضرت محمد و برآل و مدام

تہذیب التہذیب مین لکھا ہی کہ ایک شخص یزید کے دوستون مین تھا عبد اللہ بن مسلم نام وہ نعمان بن بشیر امیر کوفہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کئی دن ہوے کہ مسلم بن عقیل کوفہ مین آئے اور حسین ع کی طرف سے بیعت لیتے ہین اب امام حسین ع کو چند دنون مین مکہ سے بلائین گے پس صلاح یہ ہی کہ انکو پکڑکے یزید کے پاس بھیجیے و نعمان کہ دوستدار اولاد پیغمبر تھا بولا ای عبد اللہ یہ لوگ جب تک مجھسے پوشیدہ رہین گے مین انکو اپنے پر ظاہر نکرونگا اور اگر مجھسے لڑینگے تو مین ہرگز نہ لڑونگا عبد اللہ نے باہر آکر یزید کو حضرت مسلم بن عقیل کے آنے کی خبر اور کوفیونکی بیعت کرنی اور حسین بن علی ع کی آمد آمد کی خبر اور ٹہنیکا حال اور نعمان سے جو کچھ باتین ہوئی تھین وہ سب لکھین اور یہ لکھا کہ اب کوئی دوسرا امیر مقرر کرنا مناسب ہی اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب سر الشہادتین مین فرماتے ہین کہ خط لکھنے والے مسلم بن یزید الحضرمی اور عمارہ بن الولید بن عقبہ تھے واللہ اعلم تاریخ ابی حاتم وغیرہ مین ہی کہ جب اس حال کی خبر یزید شقی کو پونہچی تو وہ غصہ مین آیا اور متحیر ہوا کہ کیا کرنا چاہیے مولای معاویہ جسکو یزید نے پرورش کیا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ سرجون رومی وزیر کو بلا کر کہا کہ حسین مکہ سے آتے ہین اگر کوفہ مین پونہچے تو جانیے کہ عراق ہاتھ سے گیا کچھ بنائے نہ بن پڑیگا اسکا انسداد کچھ پہلے سے کرنا چاہیے اُسنے کہا یہ کام سواے علبید اللہ بن زیاد کے دوسرے سے نہین ہو سکتا ہی پس یزید نے نعمان کو معزول کیا اور اُسکی جگہ پر علبید اللہ بن زیاد کہ حاکم بصرہ کا تھا حکم بھیجا کہ جلد کوفہ مین پونہچکر مسلم بن عقیل اور اُنکے مبایعان کو مار ڈال اور حسین سے میری بیعت طلب کر اگر وہ بیعت کر لین تو بہتر ہی ورنہ اُنکو بھی مار **شعر**

ازحق بود صلوٰۃ وزامت بود سلام	برحضرت محمد و برآل او مدام

جب نامۂ یزید مرید ابن زیاد کو پونہچا اُسنے اپنے بھائی عثمان کو اپنا قائم مقام

[illegible]

بصرہ مین چھوڑ خود فی الفور عازم کوفہ ہوا یہانتک کہ قادسیہ مین پونہچکر سپاہ کو وہان چھوڑا اور فریب سے
حجازیونکا لباس پہن عمامہ سر پر رکھ ایک اونٹ پر سوار ہوا اور چند آدمی ساتھ لیکر جس راستہ سے کہ حجاز کا قافلہ
آتا تھا روانہ ہوا اور اندھیری رات مین مغرب و عشا کے درمیان کوفہ مین پونہچا اہل کوفہ کو مدت سے ہمہ تن چشم
انتظار ورود حضرت امام سید ابرار تھے غلطی مین پڑے سمجھے کہ حضرت امام عالیمقام ہین استقبال کیا اور مراسم
تحیت و سلام بجالائے اور مرحبا کہتے ہوے چلے ابن زیاد بدنہاد چپ چاپ سبکا سلام لیتا ہوا داخل دارالامارہ
ہوا یہان بخوف فتنہ و فساد اسقدر مجمع کے نعمان بن بشیر نے دروازہ بند کر لیا اور کوٹھی پر چڑھکر کہنے لگا اے
ابن رسول اللہ یہان سے جائیے آپکو یہان آنا مناسب نہین لوگون نے نعمان کو گالیان دینا شروع کین اور چاہا کہ
دروازہ توڑ ڈالین نعمان نے کہا مین نہین چاہتا کہ حسین بن علیؑ میری کوٹھی پر مارے جائین ابن زیاد نے کہا
تجپر لعنت خدا کی دروازہ کھول لوگون نے اُسے پہچانا اور آہستہ آہستہ دارالامارہ سے بھاگے ابن زیاد بدنہاد
اندر چلا گیا صبح کو ابن زیاد نے لوگون کو جمع کر کے اپنی حکومت کی سند دکھائی اور ڈرایا اور دھمکایا کہ خبردار کوئی
یزید کی مخالفت نکرے اپنا ہاتھ اپنے خون مین نہ بھرے اور بعضے رسائل معتبرہ مین ہی کہ اُس شقاوت نژاد نے
بعضی بیعت کرنیوالونکے گھر پھونک دیے اور بعضون کے گھر لوٹ لیے خیر کچھ ہی ہوا اب حضرت مسلم کی جماعت متفرق
ہوگئی کوفیون کی بیوفائی دیکھ حضرت مسلم اپنی تنہائی سے نہایت مضطرب ہوگئے حیران پریشان پھرتے ہوے ہانی
ابن عروہ کے گھر آئے اور فرمایا کہ مین مسافر غریب الوطن مبتلاے رنج و محن ہون کوفیون نے مجکو کس خلاص سے
بلایا تھا اور اب کیسا تنہا چھوڑ دیا ہی پریشان ہون کہان جاؤن کیا کرون جتنے اپنے تھے وہ بیگانے ہوگئے
جنھون نے ہاتھ پکڑے تھے وہ اب ہاتھ ہی نہین آتے کیا کرون چھوٹے بچونکا ساتھ ہی اور حال یہ ہی کہ مین تنہا ہون اور
رات ہی تھوڑی جگہ دو تو شب بھر یہان بسر کرون پھر دیکھون کیا پیش آتی ہے ہانی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ **شعر**

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست	کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

آپ وہین اُترے اب یہ ہوا کہ وہ لوگ
چھپ کر آتے اور مغلظ قسمین کھاجاتے کہ ہم بیعت نہ توڑینگے جب تک زندہ ہین آپ سے منہ نہ موڑینگے وفا کرینگے
دغا کبھی نہ کرینگے جامع التواریخ مین ہی کہ اہل کوفہ اس حالت مین بھی حضرت مسلم کے پاس پونہچے اور اٹھارہ ہزار
سے زائد نے بیعت کی نور العین مین ہی کہ ہانی بن عروہ اکابر کوفہ سے تھا اور جسروز حضرت مسلم ہانی کے گھر تشریف
لائے تھے اُس روز وہ بیمار تھا آپ اُسکے پاس بیٹھکر سارا حال بتا بیان کیا اور کہا کہ ابن زیاد مجھے مار ڈالنے کو بلاتا ہی ہانی نے کہا

کا زیادہ بھی غصہ ہوا اور اُسکے چہرہ مارا اور اُسکا سر کاٹ کر بلندی دارالامارہ سے پھینکدیا باقی قصہ مذکور ہی مقتل حسینؑ مین اس سے غرض یہ ہی کہ ہانی تو پہلے سے متجاوز تھا او

آپ نہ ڈرین اطمینان سے رہین مین انشاء اللہ آپ کو بچا لونگا حضرت مسلم نے کہا کیونکر ابن زیاد تو امیر ہی اور اُسکے
پاس لشکر ہی ہانی نے کہا کہ مجھسے اور ابن زیاد سے نہایت محبت اور صداقت ہی اور وہ جانتا ہی کہ مین بیمار ہون
مجھے دیکھنے ضرور آئیگا جب وہ آئیگا تو آپ تلوار لیکر چھپ رہیے گا مین اُسکو باتون مین لگا کر عمامہ سر سے اُتار کر
زمین پر رکھونگا اور پھر اُٹھا کر سر پر رکھ لونگا تم یہ دیکھکر نکل آنا اور پیچھے سے تلوار مارنا کہ ابن زیاد کا کام تمام
ہو جائے سارا جھگڑا ہی جائے نقل ہی کہ ابن زیاد نے دو دن کے بعد ہانی کو پوچھا کہ کیا سبب ہی جو کئی دن سے
وہ یہان نہین آیا لوگون نے بیان کیا کہ وہ بیمار ہی ابن زیاد نے کہا کہ اُسکی عیادت مجکو کرنا چاہیے یہ کہکر فی الفور
اُٹھکر سوار ہوا اور مع خدم وحشم ہانی کے گھر پونہچا اور اندر آنے کی اجازت چاہی ہانی نے اپنی عورت سے کہا کہ
مسلم کو تلوار ہاتھ مین دیکر کہین آڑ مین چھپا دے اُسنے حضرت کو تلوار دی اور پردہ کے اندر سطرح چھپایا کہ ابن زیاد
اور اُسکے ساتھیون مین سے کسی نے آپ کو نہ دیکھا پھر ابن زیاد کو گھر مین بلایا وہ اور اُسکے سب ساتھی اندر گھر کے آئے
ہانی سے باتین کرنے لگے اور اُسکا حال پوچھنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہانی نے عمامہ سر سے اُتار کر زمین پر رکھدیا
اور پھر سر پر رکھ لیا اور یہ حرکت تین بار کی مگر حضرت مسلم نہ نکلے تب چلّا چلّا کر باتین کرنے لگا کہ شاید اب حضرت مسلم
سُن لین اور پردہ کے باہر آکر ابن زیاد کا کام تمام کرین مگر آپ نہ نکلے ہانی نے دل مین کہا کیا کیجیے حضرت مسلم
کیا موقع کا نشانہ چوکتے ہین پھر چند اشعار بہ تکرار پڑھنے لگا ابن زیاد ابھی تک نہین سمجھا کہ یہ ہو کیا رہا ہی آخر جب اُسنے
تکرار اشعار خوانی ہانی کی سنی تو بولا کہ یہ کیا حال ہی ہانی نے کہا کہ تھوڑی دیر سے میرا یہی حال ہو گیا ہی پھر ابن زیاد
اُٹھا اور سوار ہو کر دار الامارۃ مین واپس آیا جب ابن زیاد چلا گیا اور حضرت مسلم پردہ سے باہر نکلے تو ہانی نے کہا
کیا کہون افسوس تم باہر کیون نہ آئے بہت چوکے یہ کیا کیا حضرت مسلم نے فرمایا مین نے تین بار قصد کیا پہلی بار تو میرا
ہاتھ کسی نے پکڑ لیا اور دوسری تیسری مرتبہ مین نے سنا کہ کوئی کہتا ہی یَا مُسْلِمُ لَا تَخْرُجْ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ
اَجَلَہٗ اے مسلم مت نکل یہانتک کہ پہونچ جائے حکم اللہ کا اپنی مدت کو غرض حضرت مسلم ہانی کے گھر چھپے رہے جب
ابن زیاد کو باوصف تجسس بسیار حضرت مسلم کا پتا نہ ملا تو اُس بے نہاد نے معقل کو کہ اعیان کوفہ سے تھا اور جامع التواریخ
مین ہی کہ وہ ابن زیاد کا غلام تھا بہر تقدیر اُسکو بُلا کر تین ہزار دینار دیے اور کہا شہر مین جا مسلم کو ڈھونڈھ اور
شیعیان علی بن ابی طالب سے ملکر کہہ کہ مین دوستدار علی ہون جو تجھے مسلم کے آگے لیجائین تو تو دوستی اور ہوا خواہی

اُنکے خاندان کی ظاہر کرنا اور کہنا یہ تین ہزار دینار لایا ہون اسکو آپ اپنے صرف مین لائین وہ لوگ جب تجکو مال نذر کرتے
دیکھین گے تو زیادہ تجپر اعتماد کرینگے اور یقین مانین گے تو اُس خاندان کا دوستدار ہی اُسکے بعد مجسے آکر حال کہدینا
چنانچہ معقل وہ دینار لیکر کوفہ کی گلی کوچون مین پھرنے لگا یہانتک ایک مسجد مین جو ہانی کے پڑوس مین تھی گیا اور ایک
مردسے جو شیعیان حضرت علی سے تھا جسکا نام مسلم بن عوسجۃ الاسدی تھا جا ملا دیکھا کہ وہ نماز پڑھتا ہی جب وہ نماز سے
فارغ ہوا تو اُس سے کہنے لگا کہ مین ایک مرد شام کا رہنے والا ہون اور محب اہل بیت ہون میرے پاس تین ہزار دینار ہین
مین نے سنا ہی کہ کوئی شخص خاندان نبوت سے یہان آیا ہی اور لوگون سے فرزند رسول اللہ کی بیعت لیتا ہی مین نہین جانتا ہون کہ
وہ حضرت کہان ٹھیرے ہین اور ایسا گمان ہوتا ہی کہ تم اُنکے یارون سے ہو اور مرد ثقہ ہو اور اس حال سے بھی
واقف ہو اگر یہ خیال میرا صحیح ہی تو مہربانی کر کے مجھے اُن صاحب تک لیچلو کہ مین یہ مال اُنکے نذر کرون مسلم بن عوسجہ
نے کہا ہین یہ کیا کہتا ہی اب نہ کہنا مین ایسی باتین سننا نہین چاہتا اور نہ میرا یہ کام ہی کسی نے بہکا نیکو یہ جھوٹ
تمسے کہدیا ہی اُسنے کہا ای شیخ خفا نہو مجکو کسی نے تبلایا نہین ہی مین دل سے تمھارے پاس آیا ہون مجھے کیون
ٹالتے ہو مفت مین کس لیے حیران و پریشان پھراتے ہو اگر تمکو میری طرف سے اطمینان نہ ہو تو پہلے مین تم ہی سے
بیعت کرتا ہون مسلم بن عوسجہ سمجھے کہ بھلا مسلمان بھی کہین جھوٹی باتین کرتے ہین اُسکو ہانی کے گھر لیے چلے گئے اور
حضرت مسلم کا سامنا کرا دیا اور اُسکے حسن ارادت کی توثیق اُسکی خود زبانی قسم غلیظ سے بیان کی اور اعتماد کرا دیا حضرت مسلم نے اُسکی
بیعت لی وہ مال قبول فرما کر اسکو خرید لوازم حرب مین صرف کرنا شروع کیا معقل یہ سب دیکھتا رہا جب وہانسے رخصت ہوا تو آکے عبید اللہ بن
زیاد سے سارا حال دیکھا بھالا بیان کر دیا **شعر** | از حق بود صلوٰۃ و زمان بود سلام | بر حضرت محمد و بر آل او مدام |
جب ابن زیاد کو بعد تحقیق حضرت مسلم کا حال معلوم ہوا تو اُسنے محمد بن اشعث اور اسماء بن خارجہ فزاری اور عمر
بن الحجاج الدیناری کو بلا کر کہا کہ ہانی سے مجکو کچھ پوچھنا ہی اُسکو بُلا لاؤ وہ سب گئے اور ہانی کو دیکھا کہ اپنے گھر کے
دروازے پر بیٹھا ہی کہا ای ہانی چلو تمکو امیر کسی کام کو بُلاتے ہین ہانی دل مین کھٹکا اور سمجھا کہ مجھے مارنے کو بُلاتا ہے
گھر مین گیا اور حضرت مسلم سے سارا حال کہا پھر غسل کرا اور ہتھیار لگا قوم کو ساتھ لیکر دار الامارۃ مین آیا اور ابن زیاد کو
سلام کیا اُسنے کچھ جواب نہین دیا ہانی اس حرکت خلاف معمول کو دیکھکر متعجب ہوا اور تلوار ٹیکے ہوے تین گھڑی کھڑا رہا
ابن زیاد نے اُسکی طرف رُخ نہ کیا اتنے مین ایک شخص نے کہا ای امیر تو جانتا ہی کہ یہ شیخ اشراف مکہ سے ہی تو نہ اسکے سلام کا
جواب دیتا ہی اور نہ اُسکو بیٹھنے کا حکم دیتا ہی یہ کیا ہی ابن زیاد منہ پھیر کر تمسخر سے کہنے لگا کہ تو نے مسلم بن عقیل کو گھر مین
ٹھیرایا ہی اور اُسکو اپنا ملجا و ماوا بنایا ہی اُسنے ہزار ہا لوگ ہتھیار بند جمع کیے ہین اور تو جانتا ہی کہ مجھے اسکی خبر نہین مین سب
جانتا ہون ہانی نے کہا مین کچھ نہین جانتا کسی نے تجسے جھوٹ کہدیا ہی کہتے ہین کہ ابن زیاد نے معقل کو بلا کر ایک ایک
بات کی تصدیق کرا دی ہانی نے دیکھا کہ یہ جاسوس ہی نکلا کہا مین نے حضرت مسلم کو آدمی بھیجکر نہین بلایا مین نے دیکھا

کہ آدھی رات کو ایک شخص مارا مارا حیران و پریشان پھرتا ہے اور پناہ مانگتا ہے مجھے خیال آیا کہ شرم کی بات ہے کہ مین
اُسے پناہ نہ دون اس خیال سے مین نے اپنے گھر جگہ دیدی ابن زیاد نے کہا فوراً اُسے حاضر کر ہانی نے کہا یہ تو
مروت کے خلاف ہے کہ مہمان کو دشمن کے ہاتھ مین دیدون یہ مجھسے ممکن نہین ابن زیاد مارے غصہ کے لال ہوگیا
اور کہا لا ورنہ تیری گردن مارونگا ہانی نے کہا یہ کسکی مجال ہے ابن زیاد نے کہا کہ تو اپنے ساتھیون سے مجھے ڈراتا ہے
یہ کہکر اُسکے کوڑے مارے اور بعض کہتے ہین کہ ایک گھونسا سر پر ایسا مارا کہ ناک ورخسارین اُسکی زخمی ہوگئین اور اُنکو
اور اور روساے کوفہ کو قید کر دیا ہانی نے اسیری بھی حضرت مسلم پر اپنے تئین فدا کرنے ہی کی ٹھیرائی اور کچھ نہ کہا **شعر**

ما بر سوائے علم روزیکہ می افراشتیم	بر سر کوے تو اول ماتم خود داشتیم

یہان خبر اُڑی کہ ہانی مار ڈالے گئے
یہ خبر سنتے ہی عمر بن الحجاج الدیناری نے چار ہزار سوار لیکر دار الامارۃ کو جا گھیرا اور چاہا کہ ابن زیاد کو مار ڈالین
ابن زیاد نے یہ سُنکر قاضی شریح[۱] سے کہا کہ تم جاکر قوم سے کہو کہ تمھارا سردار زندہ ہے مارا نہین گیا ہمنے اُسکو ایک
ضرورت سے روک رکھا ہے قاضی شریح نے یہ حال آکر قوم سے بیان کیا عمر بن الحجاج نے کہا اگر ہانی مارا نہین گیا
تو الحمد للہ اور یہ کہکر پلٹ آئے اور یہان جب ہانی کے گھر مین یہ خبر سُنکر رونا پیٹنا پڑا تو حضرت مسلم وہان سے نکل کھڑے
ہوے اور اِدھر اُدھر پھرنے لگے اور اپنے لیے کوئی مامن تلاش کرنے لگے اور بعضے رسائل مین ہے کہ جب یہ خبر
اُڑی تو حضرت مسلم کی رگ ہاشمی نے جوش مارا دونون صاحبزادون محمد اور ابراہیم کو قاضی شریح کے گھر بھیجا
اور خود تمام اتباع کو لیکر دار الامارۃ کو جا گھیرا ابن زیاد نے جب دیکھا کہ بڑی مصیبت پڑی لشکر آ پہنچا مکان گھر گیا
تب ناچار حکم دیا کہ روساے کوفہ کو قید خانہ سے نکالکر ان سب کو کوٹھی پر لیجاؤ تاکہ یہ اپنے اپنے اقارب کو سمجھائین کہ
مسلم کا ساتھ نہ دین اپنے گھرون کی راہ لین مین اُنکو خوش کرونگا زر و جاگیر دونگا ورنہ مفت مین مارے جائینگے
لڑکے بالے تباہ ہونگے چنانچہ اُن لوگون نے اپنی عادت قدیم کے موافق بیوفائی ظاہر کی اور سب بطمع مال و خوف
جان آہستہ آہستہ دس بیس آدمی کھسکنے لگے اور آپسمین کہنے لگے کہ واقعی ہمکو کیا پڑی ہے جو فتنہ انگیزی کرین جان
دین عزت و آبرو برباد کرین اور پھر دنیا ہماری آنکھون مین مقدم چیز ہے کچھ حاصل نہو یہ کہتے ہوے سب تتر بتر
ہوگئے نہ کچھ عہد و پیمان کا پاس رہا نہ خدا و رسول کا خوف رہا اس آفتاب غروب ہونے نہین پایا تھا کہ وہ اٹھارہ ہزار
سب نو دو گیارہ ہوگئے اور بعضے لکھتے ہین کہ پانسو رہ گئے تھے جب حضرت مسلم نے کوفہ کی مسجد مین مغرب کی نماز کا سلام پھیرا
تو باقی مین سے بھی ایک نہ تھا حضرت مسلم نے جب اپنے آپ کو تنہا دیکھا اور اُن کوفیون کی بیوفائی دیکھکر حیران و پریشان ہوے

---

[۱] شریح ابن حارث ابن قیس کندی کوفہ کے قاضی اور علماء اور تابعین سے ہین [illegible] بعض لوگون نے [illegible] اعلم اس بالقضا [illegible] وفات مین اختلاف ہے بعض [illegible] کہتے ہین [illegible]

[illegible] ابن حارث کندی کوفی قاضی ان [illegible] صادق کوفی ہین اور [illegible] شریح ابن نعمان [illegible] بن ہانی کوفی ہین اور ہانی [illegible] حضرت علی کے اصحاب [illegible] صحبت نبوی [illegible] من الاصحاب [illegible] انتہی ۱۲ منہ

تو کہنے لگے استغفر اللہ یہ سب کیا ہوے کہان گئے گھوڑے پر سوار ہو کر کوفہ کی گلی کوچون مین پھرنے لگے محلہ محلہ پھرتے تھے کہ یہان سے نکل جائین جس گلی اور دروازہ کیطرف جاتے تھے سپاہیان ابن زیاد کو پھرتے پاتے تھے تنہائی اور بیکسی اُسپر پیاس کا وہ غلبہ کہ خدا کی پناہ یہان ابن زیاد کی منادی کہ جو کوئی مسلم کی خبر لائے یا اُنکا سر لائے وہ حکومت کوفہ پائے حضرت مسلم نے گھوڑا چھوڑا ایک گلی کی راہ لی جب سڑک چھوٹی تو ایک مسجد ویران ملی ناچار اُسمین جا بیٹھے تھکے ماندے اور شدت کے پیاسے حضرت امام کی درد مفارقت سے زار زار روتے تھے اور اپنے بیٹون کی جُدائی اور کوفیون کی بیوفائی پر بیتاب ہوتے اور فرماتے تھے کہ آہ تنہائی کا کوئی شریک نہین کس سے حال دل کہیے اب کہانتک درد مفارقت سہیے **شعر**

نہ قاصدی کہ سلامی بنزد یار برد | نہ محرمی کہ پیامی بآن یار برد
فتادہ ام بشہر غریب یاری نیست | کہ قصہ زغریبی بشہر یار برد

ایسا نہو کہ حضرت امام علیہ السلام یہانکا قصد فرمائین اور میری طرح وہ بھی مصیبت اُٹھائین روایت ہے کہ جب رات ہوئی تو حضرت مسلم اُس مسجد سے نکل کر ایک طرف کو چلے راہ مین قاضی شریح کے پاس سے لڑکون کو بھی لے لیا اور حال یہ تھا کہ مارے پیاس کے سانس پیٹ مین نہ سماتی تھی بھوک کے مارے ہوش اُڑے جاتے تھے قدم آگے نہ بڑھتا تھا وہ دونون لڑکے بلک بلک کر روتے اور کھانا پانی مانگتے تھے سو وہ کہان آپ کلیجہ تھام کر زبانی تشفی دیتے چلتے تھے مگر دل سے پوچھیے کہ اُس زبانی تسکین پر کیا حال ہوتا رہا ہوگا اور کیا کیا دل مین ملال گذرتا رہا ہوگا القصہ چلتے چلتے ایک بڑھیا کے گھر پہونچے جسکو طوعہ کہتے تھے وہ عورت اپنے دروازہ پر کھڑی تھی اُسکو سلام کیا اور کہا ای مادر مہربان ہم بڑے پیاسے ہین ایک چلّو پانی پلاؤ اور کئی وقت کے یہ بچے بھوکے ہین انکو اگر ہوسکے تو کچھ کھلاؤ وہ پانی لے آئی اُنھون نے بیٹھکر پیا اُس عورت نے کہا اب کہان جاؤگے اور کون ہو حضرت مسلم نے فرمایا مین مسافر بے یار و یاور ہون ساتھیون نے ساتھ چھوڑا اور دوستون نے مُنہ موڑا مین ایک دم ہون خاندان شرافت سے اگر اپنے گھر مین تھوڑی جگہ دو تو پڑ رہون اسکا اجر خدا و رسول سے تمکو ملیگا جو کچھ ملیگا مین تو مفلس مسافر ہون طوعہ نے کہا نام تو فرمائیے آپنے بزبان حال فرمایا **شعر**

نام نہ پوچھو مرا گمنام ہون | کام نہ دیکھو مرا ناکام ہون

طوعہ نے کہا نام کیسے نہ پوچھون کہ آجکل یہان بلوے عام ہے حضرت مسلم کی طلب مین کوفیون کا ازدحام ہے کسی مسافر کو کوئی ڈر کے مارے ٹھیرنے نہین دیتا آپنے کہا میرا نام مسلم بن عقیل ہے کیا بتاؤن کہ یارون نے مجھے بلا کر کیسا دھوکا دیا کیسی قسمین کھائین کیا کیا عہد و پیمان کیے افسوس فراسی ابن زیاد کی دھمکی اور دنیا کے لالچ مین ایسے پڑگئے کہ مجھے اکیلا چھوڑ چلے گئے اب کیا بتاؤن **شعر**

نہ مونسی نہ شفیقی نہ ہمدمی دارم | حدیث دل بکہ گویم عجب غمی دارم

میرا یہ

حال ہی کہ ایک قدم راہ چلنا بھی مجکو محال ہی ننھے ننھے بچے ساتھ ہین پیرون مین انکے آبلے پڑے ہین بھوک
پیاس سے یہ بلکتے ہین اور ہم انکا مُنہ تکتے ہین کیا کرین کہ اسکے سوا کچھ نہین کر سکتے اُس عورت نے کہا مرحبا اہلاً و
سہلاً اور اپنے گھر مین لیگئی چراغ جلایا کھانا رکھا رات کو طوعہ کا بیٹا جو محمد بن اشعث کا حلیہ تھا آیا ماں کو دیکھا
کہ گھر کے کام مین مصروف اور گریہ وزاری سے آلودہ ہی اسکا سبب پوچھا اُسنے کہا کہ آج حضرت مسلم بن عقیل
میرے گھر مین آئے ہین مجھسے پناہ لی ہی اُنکی خدمت گذاری مین ہون کہ ثواب کا کام ہی وہ تھوڑی دیر چپ رہا
پھر بولا کہ کل ابن زیاد نے منادی کرادی ہی کہ جو مسلم کو پکڑلائیگا یا اُنکا سر لائیگا وہ یہ کچھ انعام پائیگا اور جو کوئی اُنکو
اپنے گھر مین چھپائیگا وہ سُولی پائیگا اور اُسکا گھر بار لوٹ لیا جائیگا پھر طوعہ کے بیٹے نے یہ سارا حال آقا سے جا کہا
اُس شیطان نے خوشیمین جو کچھ سنا تھا ابن زیاد سے کہدیا وہ مردود خوش ہوا اور عمر بن حریث کوتوال کوفہ اور محمد
بن اشعث کو مع تین سو سپاہ روسیاہ کے طوعہ کے گھر بھیجا کہ حضرت مسلم کو پکڑلائین اُنھون نے جا کر طوعہ کا گھر گھیرا
اور قصد کیا کہ حضرت مسلم کو گرفتار کرلین حضرت مسلم صبح کی نماز پڑھ کر جانماز ہی پر بیٹھے کہ آواز گھورون کے سمون
کی اُنکے کان مین آئی شعر | آلاف تحیات و سلامم بہ پیمبر | زان بعد نثار شہِ دیندار توانگرد نور العین |
مین ہی کہ جب حضرت مسلم نے گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سُنی تو اُس عورت سے پوچھا کہ یہ کیسی آواز ہی اُسنے
کہا مین ایسا جانتی ہون کہ ابن زیاد کے لوگ آتے ہین آپ نے ایک لوٹا پانی اُس سے مانگ کر وضو کیا اور
دو رکعتین پڑھین اور ہتیار لگا کر اُٹھ کھڑے ہوے اُس عورت نے کہا کیا لڑنیکا ارادہ ہی فرمایا ذرا اُن لوگونکو
دیکھون ایسا نہو کہ وہ مجھپر ٹوٹ پڑین میدان تنگ ہوجائے مجکو گھیر کر پکڑلین قید کرکے ایک عورت کے گھر سے
لیجائین اور وہان لیجا کر قتل کرین وہ عورت رونے لگی اور کہنے لگی مین مرجاتی پر تمکو اکیلا نہ چھوڑتی حضرت مسلم نے
اُسے رخصت کیا اور دروازہ کے باہر نکل آئے پھر اُن سوارون کے سامنے ہوے اور للکار کر اُن سے لڑنا
شروع کیا اور ایسا لڑے کہ ڈیڑھ سو مبارز اُن مین سے قتل ہوے اور باقی بھاگے وہ عورت چھت پر سے یہ
شجاعت ہاشمی دیکھ رہی تھی محمد بن اشعث نے جب یہ حال دیکھا حیران و پریشان ہو کر ابن زیاد شقاوت بنیاد کے
پاس کہلا بھیجا کہ خدا کے لیے مدد کر اور اور لشکر بھیج مسلم نے تو مار کر ٹکڑے اُڑادیے ابن زیاد نے یہ سنتے ہی پیچ و تاب
کھایا اور کہلا بھیجا کہ ایک مرد سے اتنا ڈرتے ہو یہ کیا کرتے ہو ایسا تو کہین نہ دیکھا اور نہ سنا کہ ایک مرد سو کو مار جائے اور
پھر وہ ہاتھ نہ آئے تب ابن اشعث نے کہلا بھیجا کہ کوفی ہوتا تو ایک بات بھی تھی یہ مرد ہی یا شیر ہمام دلیر ضرغام ہی یا خدا کی تلوار
جس سے کہین جائے فرار ہی نہین تب اُس شقی نے پانسو سوار اور بھیجے اب یہ اور وہ ملکر اُس غریب الوطن وارثِ خان و مان ہاشمی
خاندان والے پر آپڑے آپنے للکارا اور اُنمین سے بھی بہتون کو مارا ان بے دینون نے جب یہ شجاعت دیکھی تو آگ
چھوڑنے لگے پتھر پھینکنے لگے یہان اللہ حافظ تھا کچھ پروا نہین تھی مرنا ہی کام تھا آخر کار ان مین سے بھی

پچاس رہ گئے اور باقی سب تلوار کے پانی مین بہ گئے دوزخ کی گھاٹ اُتر گئے ابن اشعث اور گھبرایا پھر اُس بدنہاد کے پاس آدمی مدد مانگنے کو دوڑایا اُسنے آٹھ سو اور بھیجے اور کہلا بھیجا اگر یہی حال ہی تو اُس ایک سے تمھارا فتح پانا محال ہی بہتر ہی کہ اُنکو دغا سے پکڑو اور وہ یہ ہی کہ پناہ دو اور دھوکے مین لاکر پکڑ لو ورنہ یہ تو ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑیگا سوار ابن اشعث کے پاس آیا دیکھا کہ پھر فوج کم رہ گئی تب خود ابن اشعث نے آکر حضرت مسلم سے کہا ناحق لڑتے ہو مین تمکو امان دیتا ہون آپنے فرمایا ای خدا کے دشمنو تمکو پناہ کہان نہ یہان نہ وہان یہ فرمایا اور ایک وار ایسا کیا کہ اُس وار مین پانسو کو دوزخ مین پہونچایا انتہی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ جب اُن اشقیا نے یہ حال دیکھا تو سوچے کہ اب بغیر کچھ فریب کیے نہین بنتی آخر محمد بن اشعث اور کوتوال دونون مرد مکار فریب سے پیش آئے اور کہنے لگے کہ آپ کیون بیوجہ لڑتے ہین ہم تو لڑنے کو نہین آئے ہین آپکو پناہ دیتے ہین یہان آئیے حضرت مسلم نے فرمایا تجھپر اور تیری امان پر خدا کی پھٹکار ای بدکردار محمد نے کہا ایسا نہ کہو اپنے اوپر ظلم نہ کرو یہان ہمارے پاس چلے آؤ آپنے فرمایا کیسے آؤن تم لوگونکا بھی کوئی عہد و پیمان ہی یا دین و ایمان ہی مجپر پتھر پھینکتے ہو جیسے کافر و نپر پھینکتے ہین تم نہین جانتے کہ ہم اہلِ بیت رسالت اور خاندان نبوت سے ہین مسلمانونکو یہی کام ہین مینے تو زادونکے یہی اعزاز و اکرام ہین مجکو تم کوفیون کے قول و فعل پر اب اعتماد نہین ہی یہ فرماکر پھر حملہ کیا اور بہتونکو قتل و اکثرونکو زخمی کیا سب سپاہ عاجز آگئی اور سوار پیادہ ہوے اور اکثر کوٹھونپر چڑھے اور تیر اور پتھر آپ پر مارنے لگے یہانتک کہ آپ کا بدن مبارک زخمی ہو گیا لکھا ہی کہ ایک پتھر آپ کی پیشانی پر لگا اور چہرۂ منور تمام لہو سے سُرخ اور تر ہو گیا

شعر

خوش دمی باشد کہ ما را کشتہ زین محشر برند	چون شہیدان تو اندر ہر دو عالم سرخ رو

نقل ہی کہ جب پیشانی مبارک حضرت مسلم کی اُس سنگ جفا سے زخمی ہوئی اور خون بہکر روے مبارک پر آیا تب آپ نے روے مبارک مکہ کیطرف کر کے کہا یا ابن رسول اللہ آپ کو کچھ اپنے بھائی کے حال کی بھی خبر ہی کہ اُسپر کیا گذرتی ہی باینہمہ کہ ان بیدینون نے میرا یہ حال کیا ہی مگر مین اللہ کی راہ مین اسکی کچھ پروا نہین کرتا پھر ایک اور پتھر اُن اشقیا نے پھینکا یہ آپ کے لب و دندان مبارک پر پڑا خون بہنے لگا تب آپ کی زبانِ حال سے یہ اشعار جاری ہوے

اشعار

	ہر نشان کز خون دل بر جسم صد چاک من ست
شد تنم آلودہ زیر سنگ جور کوفیان	پیش اہل دل دلیل دامن پاک من ست
	کشتہ عشقم من و این سنگہا خاک من ست

جب حضرت مسلم زخمون کی کثرت سے تھک کر بکیر بن عمران کے گھر کی دیوار سے پیٹھ ٹیک کر بیٹھ گئے اُس مردود نے گھر سے نکلکر ایک تلوار کا وار آپ کے سر پر کیا آپ کا اوپر کا ہونٹھ کٹ گیا آپ نے اُسی گرمی مین پھر کر ایک تلوار ایسی ماری کہ اُس ناری کا سر دس قدم پر جا گرا اور پیٹھ ٹیک کے پھر وہین جا بیٹھے اور فرمانے لگے کہ

ابن اعثم مین بھی لکھا ہی ... اللہ اعلم ۱۲ منہ سلمہ

خداوندا ایک گھونٹ پانی مجکو دے اور پیاس سے بیتاب ہوکر کوفیون سے فرماتے کہ ای کوفیو ہم بہت پیاسے ہین افسوس
ہی کہ تم تیغ وتبر کا مینھ برساتے ہو اور ساقی کوثر کے جگر گوشہ کو ایک قطرہ آب کے لیے ترساتے ہو خدا کے لیے
رحم کرو ایک چلو پانی دو کہ کچھ بڑی بات نہین ہمسے بہت سا آب کوثر لے لینا اسوقت تو کچھ ہمارے ہاتھ نہین ہماری
پیاس دیکھو ہمارے چہرہ کا رنگ دیکھو تعجب کی جا ہی کہ تمہین کسیکو رحم نہین آتا یہ فرماتے اور اپنے حال پر خود ہی
روتے اور فرماتے **اشعار**

بیا ای اشک تا بر روزگار خویشتن گریم	چو شمع از محنت شبہای تار خویشتن گریم
ندارم مہربانی تا کند بر حال من گریہ	ہمان بہتر کہ خود بر حال زار خویشتن گریم

ستم تو دیکھیے کہ کسی نے کچھ جواب ندیا
سب بت ہو گئے اور طرہ اسپر یہ کہ سبھون نے ایکبارگی حملہ کر دیا آپ نے اُس حال مین بھی شجاعت کی داد دی
اس مرے پر بھی مارا مگر چونکہ پیاس سے سخت مجبور و ناچار ہوے لہذا ہر شخص سے پانی ہی کا سوال کیا مسلم بن
عمر باہلی نے کہا تم پانی ہیکر کیا کروگے آب خنجر مرگ سے سیراب ہونا آخر عمر بن الحرث مخزومی کے غلام نے ایک سبو لا کر
ایک پیالا پانی کا آپ کو دیا آپ جو ہین منہ کے قریب لے گئے فوراً خون پیشانی اسمین بھر گیا اور چند گوہر دندان
پیالہ مین ٹوٹ کر گر سے آپ نے ہٹا لیا اور فرمایا کہ مجھ تشنہ کام کے مقدر مین اب یہانکا پانی نظر نہین آتا بہتر کہ
مرضی مولی از ہمہ اولی اتنے مین ایک بیدین نے پیچھے سے آپکے پیٹھ پر نیزہ مارا آپ منھ کے بھل گرے پھر
اُن بیدینون نے اطراف و جوانب سے آکر گھیر لیا اور مثل ایک نار صد بیمار کے آپ کو پکڑ کے عبید اللہ بن زیاد کے
پاس لائے وہ مردود کوشک امارت مین سریر ایالت پر بیٹھا تھا جب حضرت مسلم آئے تو آپنے سلام نہین کیا لوگون نے
پوچھا کہ تمنے سلام کیون نہین کیا آپنے فرمایا اس سلام مین نہ سلامتی دنیا کی ہی نہ عقبی کی ابن زیاد نے آپ کو
دیکھتے ہی سر جھکا لیا پھر تھوڑی دیر بعد سر اُٹھا کر کہا کہ کیون امام زمان پر خروج کرتے ہو اور فساد اُٹھاتے ہو
حضرت مسلم نے فرمایا کہ امام زمان تو حسین بن علی ہین مین اُنہین کے فرمانسے یہان آیا ہون اور جو کچھ مین نے کیا
اُسمین رضای حق پیش نظر رکھی مگر اہل شقاوت نے نہ چاہا کہ حق حقدار کو ملے ای ابن زیاد مین خوب جانتا ہون کہ
تو میرے مار ڈالنے کا حکم دیگا خیر کچھ مضایقہ نہین لیکن پہلے تیرے یہان جو قبیلہ قریش سے ہو اُس سے کہدے کہ
ذرا میرے پاس آئے میری یہ وصیتین سُن جائے ناگاہ دیکھا کہ گروہ اشقیا مین عمرو بن سعد کھڑا ہی آپ نے فرمایا
اے ابن سعد مین تو تم لوگون کے ہاتھ سے اب مرتا ہی ہون مگر بسبب قرب قرابت کے تجھے یہ وصیتین کرتا ہون

[illegible]

پہلی وصیت یہ ہی کہ فلانے کوفی کا سات سو درم میرے ذمہ قرض ہی سو میرے گھوڑے کو جو نعمان حاجب کے پاس ہی
لیکر مع ان سب ہتیارون کے بیچکر دیدینا دوسرے یہ کہ مین جانتا ہون کہ سر آمد اشقیا مجھے شہید کرکے میرا سر کٹوا کے
شام مین یزید کے پاس بھیجیگا سو تم میری لاش کو ابن زیاد سے لیکر جہان مناسب جاننا دفن کر دینا تیسرے یہ کہ
میرے شہید ہونے کے بعد میرے بھائی حسین کے پاس تم میری شہادت اور کوفیون کی بیوفائی کا سب حال
لکھ بھیجنا اور لکھنا کہ مسلم تو آپ پر قربان ہوے اب آپ مکے سے کوفے مین ہرگز نہ آئین اور جو راہ مین ہون تو وہین سے
پلٹ جائین عمرو بن سعد نے یہ سنکر کہا کہ تمنے جو وصیتین کین اُنمین سے دو مین تو ہمکو اختیار ہی چاہین کرین چاہین
نہ کرین مگر حسین کو ہم کیون روکنے لگے وہ تو ضرور آئین اور سختیون سے اپنی جان وہ بھی گنوائین ابن زیاد نے
پوچھا مسلم نے کیا کہا ابن سعد نے سب باتین بیان کر دین اُسنے کہا کوئی اور کیا مین ہوسکتا ہی مجھسے کتنے تو دیکھتے مین
کیسی وصیتین پوری کرتا پھر بعد بس گفت و شنود کے ابن زیاد نے پکارکر کہا کہ امین کون ہی جو مسلم کو کوٹھی پر لیجا کر
انکا سر کاٹے بکیر بن عمران کی خلقت ناخلف نے کہا کہ یہ مین کر سکتا ہون کیونکہ اُنھون نے آج ہی میرے باپ کو
مارا ہی پس حضرت مسلم کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر لیچلا آپ چلے اور ہر ہر قدم پر درود پڑھتے ہوے یہ کہتے جاتے تھے
کہ الٰہی ہم مین اور ہماری قوم مین انصاف فرما کہ انھون نے مجھے بلایا جب مین آیا تو یہ پہلے کسطرح سے ملے
اور اب مجھے کیسا تنہا چھوڑ دیا ہی اور جب کوٹھے پر پونہچے تو پھر مکے کی طرف رخ فرما کر یہ کہنا شروع کیا **المؤلف**

ای باد صبا برای مولا
پونہچا دے سلام اُنکو میرا
اور کہدے کہ ای محبّا رسیدہ
مسلم نے تو تجپہ جان فدا کی

کعبے کی طرف ذرا گذر کر
اور حال بیان سر بسر کر
از بہر خدا نہ رخ ادھر کر
تو چین سے کعبے مین بسر کر

فرزند نبی حسین ہین وان
سب کرتے عیان جفائے کوفہ
سب ظالم و بیوفا ہین کوفی

تو اُنکو تلاش در بدر کر
یعنی مرے قتل کی خبر کر
اک بات نہ انکی سُن حذر کر

اور یہ بھی کہا کہ یا ابن رسول اللہ آرزو تو یہی تھی کہ ایک بار
اور اس دیدہ محنت کشیدہ کو آپ کی زیارت سے منور کر لیتا لیکن افسوس کہ ممکن نہین اب وعدۂ دیدار قیامت ہی پر پھر یہ شعر

جان دادم بہوای لقای تو در دلم | رفتم بخاک و تخم وفای تو در گلم

نورالائمہ خوارزمی نے لکھا ہی کہ حضرت مسلم
نے کوٹھے پر سے دیکھا کہ کوفے والے بہت سے کھڑے ہین اور آپ کا یہ حال دیکھ رہے ہین آپنے اُنکی طرف دیکھکر چند اشعار
پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہی **اشعار**

ای کوفیان چو سر ز تن من جدا کنید
بارے تن مرا بسوی خالدان برید

ہر کاروان کہ جانب مکہ شود روان
نزد حسین جامۂ پرخون نشان برید
پرسند چون ز حال من خاک و خون شدہ

پیراہن مرا بسوی کاروان برید
رحمی بر آب چشم یتیمان من کنید
از من تحیتے سوی آن تشنگان برید

گوئید کز برای خدا بہر یادگار
آندم کہ یاد کشتن ما بر زبان برید

پھر آپ نے سخن تمام کرکے دعا کے لیے
ہاتھ اُٹھایا اور فرمایا خدایا نصرت دے دوستون کو اور چھوڑ دشمنون کو یہ کہکر متصد قتل کے ہوے بکیر بن عمران کے

بیٹے نے چاہا کہ تلوار مارے خدا کی شان اُسکا ہاتھ سوکھ گیا حیران ہوکر رہ گیا یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی اُسنے بُلا کر حال
پوچھا اُس شقی نے کہا کہ مین نے ایک مرد با ہیبت دیکھا کہ میرے مقابل آیا اور وہ اُنگلی یا مونٹھ اپنے دانتون سے
کاٹتا تھا مین اُس سے ایسا ڈرا کہ ساری عمر کسی سے نہ ڈرا تھا ابن زیاد ہنسا اور کہنے لگا کہ تو بچہ ہی تو نے کبھی ایسا فعل
نہین کیا اِسواسطے ڈر گیا پھر ایک اور کو بھیجا اُسنے جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ وہان کھڑے ہین
اُسکا پیٹ پھٹ گیا اور وہ فوراً مر گیا پھر ایک مرد شامی کو بھیجا اُسنے جاکر آپ کو شہید کیا اور تحریر الشہادتین مین ہی
کہ حضرت مسلم بتقدیر ازلی فریب سے واقف ہوے اور ساتھ اِس حال کے بمقتضای حلم و مروت جبلی اُن گروہ
شقاوت پژوہ کے ساتھ ابن زیاد کے پھاٹک کے قریب تشریف لائے ابن زیاد مایۂ فساد نے پہلی ہی دربانون سے
کہہ رکھا تھا کہ جب حضرت مسلم دروازے مین قدم رکھین تو اُنکا سر کاٹ لینا میرے پاس زندہ نہ لانا چنانچہ دروازے
کے دونون طرف سب لوگ پرا باندھے کھڑے تھے جب حضرت مسلم رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ
خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ پڑھتے ہوے دار الامارۃ کوفہ مین داخل ہوے تو ناگاہ گروہ شقیا نے اُس مہر سپہر خوبی کو ہالے
کی طرح گھیر لیا تیسری ذی الحجہ منگل کے روز سنہ ۶۰ ہجری مین وہین اُس گلوے تشنہ نے آب خنجر شہادت سے
سیرابی پائی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ **اشعار**

غبار از ساحتِ آفاق برخاست | بیام قبہ خضرا بر آمد
از ان زاری کہ روح مرتضی کرد | غریو از مرقد زہرا بر آمد
فغان از عالم بالا بر آمد | خروش از عرصہ غبرا بر آمد
بسی دہای آتش بار کز غم | بجاے موجِ از دریا بر آمد
زبہر ماتمِ آلِ محمد | زروح انبیا غوغا بر آمد

اُسکے بعد ابن زیاد نے ہانی ابن عروہ کو سولی دی اور تاریخ ابن ابی حاتم وغیرہ مین تقدیم قتل ہانی کی مذکور ہی
واللہ اعلم بہر تقدیر پھر اُن نابکارون نے سرون کو نیزون پر کوچہ و بازار مین پھرایا اور نعش پاک اُن مظلومونکی
قلعے کے اوپر سے باہر پھنکوا دی مین کہتا ہون کہ کامل ابن اثیر مین لکھا ہی کہ جب حضرت مسلم شہید ہو چکے تو ہانی کو
ابن زیاد نے حکم دیا کہ بازار مین لیجاؤ چنانچہ لے گئے اور وہین اُنکی گردن ماری گئی ابن زیاد کے ترکی غلام نے اُنکو مارا
انتہی پھر سرون کو ہانی ابن حبہ اور سیرین ابن ازوح تمیمی کے ساتھ مع ایک فتحنامہ کے یزید پلید کے پاس دمشق مین
روانہ کیا یزید نے بہت خوشی کی اور حکم دیا کہ اُن سرون کو دروازۂ دمشق مین لٹکا دین **شعر**

آلاف تحیات و سلامم بہ پیمبر | زان بعد نثار شہ دیندار توان کرد

حال فرزندان حضرت مسلم رض

اظہار السعادۃ مین ہی کہ ابن زیاد نے نہایت سنگدلی اور جفا کاری سے جو اُسکی فطرۃ تھی محمد اور ابراہیم فرزندان
حضرت مسلم کو بھی ہمراہ حضرت مسلم کے شہید کیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ تحریر الشہادتین مین بھی اُن دونون
صاحبزادون کا باپ کے ہمراہ شہید ہونا لکھا ہی مگر جو تفصیل انکی واقعہ شہادت کے روضۃ الشہدا مین ہی

بیٹے نے چاہا کہ تلوار مارے خدا کی شان اُسکا ہاتھ سوکھ گیا حیران ہوکر رہ گیا یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی اُسنے بُلا کر حال پوچھا اُس شقی نے کہا کہ مین نے ایک مرد باہیبت دیکھا کہ میرے مقابل آیا اور وہ اُنگلی یا مونھ اپنے دانتون سے کاٹتا تھا مین اُس سے ایسا ڈرا کہ ساری عمر کسی سے نہ ڈرا تھا ابن زیاد ہنسا اور کہنے لگا کہ تو بچہ ہی تو نے کبھی ایسا فعل نہین کیا اِسواسطے ڈر گیا پھر ایک اور کو بھیجا اُسنے جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ وہان کھڑے ہین اُسکا پیٹ پھٹ گیا اور وہ فوراً مر گیا پھر ایک مرد شامی کو بھیجا اُسنے جاکر آپ کو شہید کیا اور تحریر الشہادتین مین ہی کہ حضرت مسلم بتقدیر ازلی فریب سے واقف نہوے اور ساتھ اس حال کے بمقتضای حلم ومروت جبلی اُن گروہ شقاوت پژوہ کے ساتھ ابن زیاد کے پھاٹک کے قریب تشریف لائے ابن زیاد مایۂ فساد نے پہلی ہی دربانون سے کہہ رکھا تھا کہ جب حضرت مسلم دروازے مین قدم رکھین تو اُنکا سر کاٹ لینا میرے پاس زندہ نہ لانا چنانچہ دروازے کے دونون طرف سب لوگ پرا باندھے کھڑے تھے جب حضرت مسلم رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ پڑھتے ہوے دار الامارۃ کوفہ مین داخل ہوے تو ناگاہ گروہ شقیا نے اُس مہر سپہر خوبی کو ہالے کی طرح گھیر لیا تیسری ذی الحجہ منگل کے روز سنہ ۶۰ہجری مین وہین اُس گلوے تشنہ نے آب خنجر شہادت سے سیرابی پائی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

اشعار

غبار از ساحت آفاق برخاست	ببام قبهٔ خضرا بر آمد
از آن زاری که روح مرتضی کرد	غریو از مرقد زہرا بر آمد
فغان از عالم بالا بر آمد	خروش از عرصهٔ غبرا بر آمد
بسی دہای آتشبار از غم	بجاے موج از دریا بر آمد
ز بہر ماتم آلِ محمد	ز روح انبیا غوغا بر آمد

اُسکے بعد ابن زیاد نے ہانی ابن عروہ کو سولی دی اور تاریخ ابن ابی حاتم وغیرہ مین تقدیم قتل ہانی کی مذکور ہی واللہ اعلم پھر تقدیر پھر اُن نابکارون نے سرون کو نیزون پر کوچہ و بازار مین پھرایا اور نعش پاک اُن مظلومونکی قلعے کے اوپر سے باہر پھینکوا دی مین کہتا ہون کہ کامل ابن اثیر مین لکھا ہی کہ جب حضرت مسلم شہید ہو چکے تو ہانی کو ابن زیاد نے حکم دیا کہ بازار مین لیجاؤ چنانچہ لے گئے اور وہین اُنکی گردن ماری گئی ابن زیاد کے ترکی غلام نے انکو مارا انتہی پھر سرون کو ہانی ابن حبہ اور سیرین ابن ازوح تمیمی کے ساتھ مع ایک فتحنامہ کے یزید پلید کے پاس دمشق مین روانہ کیا یزید نے بہت خوشی کی اور حکم دیا کہ اُن سرون کو دروازۂ دمشق مین لٹکا دین

شعر

آلاف تحیات و سلامم به پیمبر	زان بعد نثار شه دیندار توان کرد

حال فرزندان حضرت مسلم رضہ

اظہار السعادۃ مین ہی کہ ابن زیاد نے بہایت سنگدلی اور جفا کاری سے جو اُسکی فطرۃ تھی محمد اور ابراہیم فرزندان حضرت مسلم کو بھی ہمراہ حضرت مسلم کے شہید کیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ تحریر الشہادتین مین بھی اُن دونون صاحبزادون کا باپ کے ہمراہ شہید ہونا لکھا ہی مگر جو تفصیل انکی واقعہ شہادت کے روضۃ الشہدا مین ہی

جسکے مصداق وہ ہونیوالے تھے اور یہ احتیاط کا مرتبہ تھا کہ ہتک حرمتِ کعبہ گوارا نکی گو درجہ شہادت تھا ترجمہ صواعق محرقہ
مین ہی کہ جب محمد بن حنفیہ کو خبر توجہ حضرت امام حسین کی جانب عراق معلوم ہوئی تو وہ اتنا روئے کہ طشت وضو
اشکون سے بھر گیا اور بعض روایات صحیحہ مین ہی کہ عبد اللہ بن جعفر اور محمد بن حنفیہ نے بھی خطوط منع متواتر لکھے
اور تہذیب التہذیب مین ہی کہ مسور ابن مخرمہ نے لکھا کہ آپ کوفیون کے فریب مین نہ آییے اور عراق کیطرف قصد
نہ فرماییے اور بعض خواص اہل مکہ نے التماس کیا کہ یوم عید اضحیٰ قریب تر ہی مسلمان لوگ جمع ہونگے چندی اور توقف
فرماییے کہ آپ کے ساتھ بہت سے مسلمان ہو جائین مگر امام حسین علیہ السلام کہ سہام تقدیر کے ہدف بنگئے تھے اور گردن
تسلیم قضاے ایزدی پر خم فرما چکے تھے راضی برضاے الٰہی رہے کسیکا کہنا نہ مانا اور جو لوگ منع کرتے تھے انکو یہ حال
معلوم نہ تھا کہ اسی سفر پر خطر مین کارگذاران قضا و قدر احکام تقدیر جاری کرینگے والا عبد اللہ بن عباس اور
عبد اللہ بن جعفر اور محمد بن حنفیہ وغیرہ صحابہ کبار اور اقرباے نامدار ضرور ہی ہمراہ ہوتے اور سعادت رفاقت حاصل
کرتے اور جو ابن عباس سے حاکم نے روایت کی کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم شک کرتے تھے اور اہل بیت کثیر ہین کہ بتحقیق حسین
شہید ہونگے کربلا مین تو مفاد اسکا صرف اتنا ہی کہ کربلا مین شہادت حضرت امام کی ہم لوگون کے نزدیک
مشکوک فیہ نہ تھی لیکن تعیین سفر کہ اس سفر مین ہوگی یا دوسرے سفر مین یہ معلوم نہ تھا کیونکہ اگر ابن عباس وغیرہ اہل بیت
جانتے کہ اسی سفر مین سابقہ ازلی کام اپنا کریگا تو بروقت عزیمت کوفہ رفاقت سے منہ نہ موڑتے اور وقت عزم عراق آپ کو
ہرگز تنہا نہ چھوڑتے اور جو ابن السکن اور بغوی نے کتاب الصحابہ مین اور ابو نعیم نے سحیم سے روایت کی ہی کہ انس بن حارث نے کہا

مین نے سنا جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے کہ یہ بیٹا میرا مارا جائیگا اُس زمین مین
جسکا نام کربلا ہی سو جو شخص تم لوگون مین سے وہان موجود ہو وہ اُسکی مدد کرے پس گئے انس بن حارث
کربلا مین اور شہید ہوے سو یہ حدیث آحاد ہی اسپر عمل ہر ایک کو واجب نہ تھا ہان جسنے کہ اس بات کو زبان
مخبر صادق سے سنا تھا اُسپر شریک ہونا بے شک واجب تھا لہذا انس بن حارث گئے اور عبد اللہ ابن عمر کا کلمہ
تاسف زبان پر لانا کئی وجہ سے تھا ایک شہرہ خبر شہادت امام حسینؑ کہ مدت سے تھا دوسرے منظر بیوفائی اور
بدعہدی اہل کوفہ کی تیسرے بسبب بے سامانی جناب امام کی انتہیٰ منہیہ اظہار السعادت مین ہی کہ واضح ہو کہ منع کرنا
صحابہ کا حضرت امام کو اسلیے تھا کہ وہ خبر اُنکی شہادت کی رسول خدا سے سُن چکے تھے اور کوفیون کی بدعہدی اور
بیوفائی اور حضرت کی بے سروسامانی ظاہر تھی صحابہ بھی سامان جہاد و مقابلہ کچھ نہین رکھتے تھے سبب سکا یہ تھا کہ جماعۂ
صحابہ یزید کے اطوار سے خوش نہ تھے اور حضرت امام حسن کے مصالحہ کے بعد سے کم کوئی ان حضرات سے لڑنیکو گیا
اور شریک حاکم ہوا خصوصًا عہد شقاوت مہد یزید پلید مین تو سب بیٹھے ہی رہے تھے چنانچہ سُنا نہین گیا کہ فوج ابن زیاد
مین کوئی فرد اس جماعۂ احرار سے رہا ہو بلکہ اوساط الناس ساکنین حرمین شریفین مین سے بھی نہ تھے اور جو باعث
مصالحہ حضرت امام حسن کے خوف فتنہ کا اصحاب کے دلون سے جاتا رہا تھا تو سب آرام سے اپنے گھرون مین خدا
کی عبادت اور یاد مین مصروف تھے سامان حرب کے جمع کرنے کی ضرورت نہین جانتے تھے اور اکثر بوڑھے بھی
ہوگئے تھے اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ یہی سفر آخر ہوگا اور اسی مین دنیا کچھ کی کچھ ہو جائیگی ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم اور خود حضرت محمد بن حنفیہ اور عبد اللہ بن جعفر آپ کے اعزہ خاص آپ کو اکیلا اس طرح سے جانے نہ دیتے
آپ کی جان عزیز کے مقابلے مین اپنی جانون کو کبھی عزیز نہ جانتے انتہیٰ **فائدہ** حضرت شاہ عبد العزیز محدث رح
اپنے فتاوی مین جواب سوال پنجم مین فرماتے ہین کہ نکلنا حضرت امام حسین علیہ السلام کا بنا بر دعوی خلافت
راشدۂ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کے جو تیس برس گذرنے سے منقضی ہوگئے تھے تھا ہی نہین بلکہ ظالم کے ہاتھ
سے رعایا کی تخلیص منظور تھی کہ صِیَانَۃُ الْمَظْلُوْمِ عَنِ الظَّالِمِ مِنَ الْوَاجِبَاتِ اور وہ مضمون جو مشکوٰۃ مین ہی کہ
حضرت نے بادشاہ وقت پر اگرچہ وہ ظالم ہو یعنی خروج سے منع فرمایا ہی وہ اُسوقت مین ہی جب اُس بادشاہ
ظالم نے بلا منازع اور مزاحم کے تسلط تام پیدا کرلیا ہو اور یہان اتبک اہل مدینہ اور اہل مکہ اور اہل کوفہ یزید کے
تسلط پر راضی ہی نہین ہوئے تھے اور حضرت امام حسین اور عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ
بن عمر جیسے صحاب نے بیعت نہین کی تھی بالجملہ خروج حضرت امام حسینؑ کا واسطے دفع تسلط سلطان جابر کے
جائز تھا وَالْفَرْقُ بَیْنَ الدَّفْعِ وَالرَّفْعِ ظَاهِرٌ مَشْهُوْرٌ فِی الْمَسَائِلِ الْفِقْهِیَّۃِ انتہیٰ جناب مولوی محمد قاسم صاحب
مرحوم و مغفور دیوبندیؒ اپنے مکتوب نہم مین فرماتے ہین کہ امیر معاویہ نے یزید پلید کو جسوقت اپنا ولیعہد کیا تھا

اُسوقت تک وہ فاسق معلن نہ تھا اگر کچھ کرتا رہا ہوگا تو در پردہ کرتا رہا ہوگا حضرت معاویہ کو اُس سے خبر نہی ہوگی غایۃ مافی الباب بسبب نہانی خرابیون کے جو کہ یزید مین موجود تھین مثل اُن منافقون کے جو بیت الرضوان مین شریک تھے اور بوجہ نفاق کے رضوان اللہ اُنکو نصیب نہوا یزید بھی اس بشارت کے فضائل سے محروم رہا اور اس طرف مذہب حضرت امیر معاویہ کا دربارہ خلافت کے یہ تھا کہ جسکو سلیقہ انتظام مملکت کا اورون سے زائد ہو گو اور اُس سے افضل ہون مگر وہ بعہدی مین ہی دوسرے سے افضل ہے اسی نظر سے اُسکو اُنھون نے اورون سے افضل جانا اور اگر افضل نہین جانتے تھے تو بیش ازین نیست کہ اُنھون نے ترک افضل کیا جیسا کہ مقدمات سابقہ مین واضح ہوا کہ استخلاف افضل افضل ہے نہ واجب اور ترک افضل کوئی ایسا گناہ نہین جس سے سب و شتم کے ساتھ ہم امیر معاویہ سے پیش آئین اور اس طرف ہم اُنکو اجلہ صحابہ سے شمار نہین کرتے کہ بسبب ترک افضل اور اولی کے بھی ایسے امور مین معذرت کرین ہان اُنکے انتقال کے بعد یزید نے البتہ پٹ سے پاؤن نکالے اور دل بکام اور دست بجام سونپا اعلان فسق کیا نماز چھوڑ دی تو بحکم بعض مقدمات سابقہ وہ بے شک قابل عزل ہو گیا اور اس قسم کا تحول حال مین مین کہہ آیا ہون کہ ممکن ہی محال نہین مگر اُسوقت مین اہل راے و تدبیر کی راے مین اختلاف پڑا جسکو اندیشہ فتنہ و فساد غالب معلوم ہوا اُسنے مجبوری سے اُسکی بیعت کے لیے ہاتھ پھیلا دیا احترازاً عن المعصیۃ اور شرط اتباع معروف درمیان رکھی اور جسکو بوعدہ ایک جماعت کثیرہ کے مثلاً امید غلبہ و رجاے شوکت نظر آئی وہ حسبۃً للہ اٹھا اور اُسنے تہیہ کارزار کا کیا پس جو کچھ حضرت عبد اللہ بن عمر اور اُنکے امثال نے کیا وہ بجا کیا اور جو کچھ حضرت سید الشہدا نے کیا وہ عین حق اور صواب تھا بنا اس اختلاف کی اختلاف امید و رجا پر ہے نہ اختلاف جواز و عدم جواز اصل فعل پر مگر انجام کار بوجہ نقض عہد کوفیون کے تیر تدبیر حضرت سید الشہدا کا نشانہ پر نہ بیٹھا اور عاشورا کے دن قیامت سے پہلے میدان کربلا مین قیامت اُٹھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور اس قسم کے بے ہمی کار نہ فقط حضرت سید الشہدا کو پیش آئی بلکہ جہاد مین اکثر ایسے امور پیش آتے ہین واقعہ اُحد اور حنین کا سنا ہوگا پس جیسا کہ شہیدان اُحد درجہ شہادت پر پہونچے ہین اور اُس بے ہمی کار سے کسی خلل نے اُنکے فضائل مین راہ نہین پائی ہے یون ہی شہیدان کربلا کو بھی جاننا چاہیے اور پھر یہ سب سوقت ہی کہ جب بجبر د استخلاف امیر معاویہ کے یا بیعت لوگون کی یا اُسکے تسلط کی اُسکے خلافت کو ہم عام اور شامل جانین اور اگر اُسقدر سے جو کہ واقع ہوا ہم فقط اُسکی انعقاد خلافت کے قائل ہون اور اُسکی خلافت کے عموم اور شمول کو نہ تسلیم کرین اور کہین کہ حضرت امام حسین اور اُنکی اتباع اُسکے ربقۂ اطاعت سے ہنوز خارج تھے تو حاجت کسی کے عزل کی بھی نہین اور نہ امام کے خروج سے یزید پر کوئی محذور لازم آتا اور یہ فرق انعقاد مطلق اور عموم انعقاد کا ہر چند آج کے دن کم فہم لوگ نہین سمجھتے ہین مگر معاملات سابقین کے تتبع سے واضح ہی کہ اہل حل و عقد مین سے ہر شخص کی بیعت کو صرف موجب

اطاعت کا اُسکے حق مین اور اُسکے خادمون کے حق مین گنتے ہین ورنہ حاجت حضرت علیؑ کی بیعت کی حضرت ابوبکرؓ کے
ہاتھ پر اور اُسکے اہتمام کی کیا تھی اسیطرح بعد بیعت اہل شام اور اور اہل حل وعقد کی یزید کو حضرت امام حسینؑ اور
اور ونکے بیعت لینے کی حاجت نہوتی اور جب اسقدر جانا گیا تو معلوم ہوا کہ مدار کار نیت پر ہی اور حسن نیت حضرت
امام قابل اسکے نہین کہ اسمین تردد کیا جائے اس صورتمین شہادت حضرت امام ہمام علیہ السلام مین کیا تردد ہی یزید انکے
حق مین خلیفہ نہ تھا اور نہ خروج اُسپر ممنوع تھا اور اگر خلیفہ ہوتا تو بھی خروج ممنوع نہ تھا اور اگر خروج ممنوع ہوتا تو عزل ممنوع
نہ تھا بالجملہ وجوہ ممانعت مفقود اور موجبات جہاد موجود حسن نیت مین کوئی کلام نہین پھر اگر وہ شہید نہون تو اور کون
ہوگا اور اگر اس سے بھی ہم درگذر کرین تو کہہ سکتے ہین کہ آپ جہاد کے لیے آئے ہی نہ تھے چاہتے تھے کہ اپنی راہ پر جائین
لشکریان یزید نے نہ چھوڑا محاصرہ کرکے شہید کیا وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ عِرْضِہٖ وَمَالِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ باقی رہا یہ کہ انھون نے
اجماع کی مخالفت کی سو اُسکا جواب یہ ہی کہ اول اجماع ہی نہین مسلم ہی اور اگر ہو تو عدم مخالفت ہوگی اور باینہمہ اجماع
عدم جواز الخروج علی الفساق اسکے معنی جو کچھ مین عرض کیے گئے اجماع عدم جواز الخروج علی نفس الفسق سی لازم
نہین آتا ہی کہ اس کلی مشکک کے مراتب کے خصوصیات زائد بھی موجب خروج نہوسکین باینہمہ اجماع غیر مسلم ہی
جسوقت کہ حضرت امام حسینؑ اور عبداللہ بن زبیر اور اہل مدینہ نے کوئی کام کیا ہو اُسکے مخالف کو مجمع علیہ کیسے
کہین گے اور اگر بالفرض اجماع کو تسلیم کرین تو وہ اجماع اگر منعقد ہوا تو بعد حضرت امام کے منعقد ہوا مخالفت اس
اجماع کی حضرت امام کو کیا مضر ہی انتہی بقدر الضرورۃ اور جلد دوم مجموعہ فتاوی مولوی عبدالحی صاحب مغفور
کے صفحہ ۱۱ مین ایک استفتا چھ سوالونکا ہی چھٹے سوال کا جواب یہ ہی کہ اگر کوئی دعوی کرے کہ یزید علیہ ما یستحقہ
خلیفہ برحق تھا اور خروج امام علیہ السلام کا اُسپر ناحق ہوا تو وہ شخص گنہگار ہی توبہ اُسپر واجب ہی انتہی شیخ ابن حجر مکی
نے منح مکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ کے صفحہ ۲۷۱ مین لکھا ہی کہ اور جیسا کہ نقل کیا گیا ابن العربی مالکی سے جسکے سننے
سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین وہ یہ کہ کہا ابن العربی نے کہ نہین قتل کیے گئے حسینؑ مگر اپنے جد کی
تلوار سے یہ قول ابن العربی کا اس اعتقاد باطل پر ہی کہ یزید خلیفہ تھا اور حسین اُسپر بغاوت کرنے والے تھے حالانکہ
خروج امام کا یزید پر بسبب اُسکے ظلم اور بری باتون کے تھا جنسے کان بھرے ہوے ہین پس امام حسین رضی اللہ عنہ
محق ہین بسبب اُس چیز کے جو اُنکے نزدیک ہی خصوصًا موافق رائے امام احمدؒ کے اور نیز اُسی کے صفحہ ۲۷۲ مین ہی
کہ اور کہنا بعضون کا یہ کہ نہین کوئی ملال ہی قاتلین حسین پر کیونکہ انھون نے تو انکو قتل کیا انکے جد کی تلوار سی جو حکم کرنیوالی
تھی اسکی کہ وہ کھینچی باغیون پر اور اُنکے قتال پر ہرگز قابل اعتبار نہین کیونکہ یزید کی بیعت منعقد ہی نہین نہ امام
علیہ السلام کے نزدیک اور نہ اُنکے نزدیک جن لوگون نے اُسکی بیعت نہین کی اور جنھون نے اُس سے بیعت کی وہ
جبرًا اور قہرًا تھی جیسا کہ مشہور ہی غایۃ الامر یہ ہی کہ یزید ظالم اور فاسق اور متغلب تھا اور حرمت خروج کی امام

ظالم پر جسپر اجماع جاری ہوا ہی اُسکا محل جب ہی کہ جب استقرار امور اور انقضاء اُن اعصار کا ہولے اور اُس
زمانے والے مجتہد تھے اُسکے حیطۂ راے مین غیرون کی راے شریک ہی نہ تھی اسواسطے یزید کی خلافت کو ابن زبیر
نے بھی نہین مانا اور نہ پروا کی اُسکی بیعت کی اور نہ کچھ پروا کی مثل اُن کے اور گروہ نے جو اُس سے رُک رہے اور
ہرب کر گئے انتہیٰ قول مستحسن مین لکھا ہی کہ لیکن جو مشہور ہوا ابن العربی سے کہ اُسنے ایک کتاب لکھی شان مولانا حسین
رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ واخزیٰ شانئہ مین اور سمجھین گمان کیا گیا ہی اس امر کا کہ حضرت امام مارے گئے اپنے
جد کی تلوار سے نعوذ باللہ من ہذا الخذلان جیسا کہ ذکر کیا برزنجی نے اشاعہ مین ور مناوی نے شرح جامع صغیر
مین اور ابن حجر نے شرح قصیدۂ ہمزیہ مین اور صاحب ماتم الملوین نے اپنی کتاب مین مع ابطال اس قول کے پس گمان
نیک یہ ہی کہ اُسنے اس سے توبہ کی جب امام غزالی کی ملاقات سے مشرف ہوا انتہیٰ کاتب الحروف کہتا ہی کہ اصل یہی ہی کہ
حضرت امام علیہ السلام نے توان جھگڑون سے یکسوئی اختیار فرمائی تھی بلکہ مجبوری سے وطن ہی چھوڑا تھا محض
اللہ اللہ کرنے کو اللہ ہی کے دروازے پر آپڑے تھے مگر کرم طبعی اور رحم جبلی سے کیا کرتے جب یزید کے مظالم حد سے
بڑھے اور لوگ تنگ آ گئے تو ارادتمندانِ خاص اور جان نثاران بالاختصاص نے حضرت امام علیہ السلام کے حضور مین
بیحد زاری اور نالے کیے آپ کی تشریف آوری کوفہ کے بارے مین مکرر خطوط بھجوائے آپ کو بوعدہ اُس جماعت کے
پنجۂ ظالم سے اُن مظلومون کے چھوڑانے مین امید غلبہ ہوئی اور بمعاینہ کمال اعتقاد اہل کوفہ خیال تھا کہ یہ سب ہمارے
آبائی فرمانبردار ہین کہان تک اپنی جان ومال سے ہماری حفاظت جان و مال وآبرو مین کوشش نہ کرین گے
یہ کیونکر خیال آتا کہ نیرنگی تقدیر سے یہی اُلٹے ہمارے ہی خون کے پیاسے ہوجائین گے گھر سے بلا کر اور آپ سب
مل ملا کر پھر ڈر کر اور دنیا کی طمع مین آکر یون ہی علیحدہ ہوجائین گے ہمکو بیکس کر دینگے اور اورا عزہ واحباب
واصحاب کوفیون کی بیوفائی اور اُنکے فریب جانتے تھے اور دیکھا ہوا حال یاد رکھتے تھے اس سبب سے وہ لوگ
توقف ہی کے مُصر تھے اور اسی کو اصلح وانسب جانتے تھے اور پھر دفعۃً آپکے اس ارادے کے سننے سے بلا درستی
اسباب سفر وتحفظ جان و مال وآبرو ساتھ ہو لینے سے باز رہے اور مصلحت وقت یہی سمجھے کہ جہانتک ہو آپ ہی اس
ارادے کو فسخ فرمائین پس ان حضرات کے ہمراہ نہ جا سکنے مین معاذ اللہ اُنکے ارادت اور محبت خاندانی مین
کسیطرح کا نقصان کوئی عاقل خیال نہین کرسکتا ہی غرض آپ بھی قضا وقدر سے مجبور تھے تشریف نہ لیجاتے تو کیا کرتے
چنانچہ آپنے یہی عذر فرمایا قصہ مختصر پھر وہی معاملہ پیش آیا کہ کوفیون کی اُس جماعت نے بیوفائی کی اور باینہمہ کہ آپنے
خود ہی یہ خیال خسران مآل کوفیان عاقبت پریشان کا دیکھکر کنارہ کشی کی تھی اور ایک نہین صدہا کے سامنے
کہین اور چلے جانے کی خواہش اُن بیدینون سے فرمائی مگر اُنھون نے [illegible] نا ہی نہین محاصرہ کرکے آپ کو
شہید ہی کر ڈالا پھر اسپر ستم دیکھیے کہ گھر بار لوٹا اہل بیت کو اسیر کیا اور جو کچھ کیا اچھا نہین کیا اللہ ہی کے ہاتھ

اُن ظالمون کا حساب ہی پس حضرت کی شہادت اور اس مرتبہ مین بھی آپکی سیادت مین کوئی مسلمان شک و شبہ نہین کرسکتا خوارج وغیرہ اگر کرتے ہون تو کرین کہ خارجین ملت سے بحث ہی کیا ہی حق تعالی ایسے خیالات سے ہر دیندار کو بچائے بالجملہ حضرت امام حسین علیہ السلام مع اہل بیت اور دوستون اور غلامون کے بیاسی آدمی سے کوفہ کیطرف روانہ ہوئے فصول المہمہ مین ہی کہ جب آپ موضع سفاح مین جو ایک موضع ہی درمیان مکہ اور کوفہ کے پہونچے تو وہان فرزدق شاعر مع جماعہ جبہ پوش کے ملا وہ کوفہ سے آتا تھا اُسنے سلام کیا حضرت امام نے کوفہ کا حال پوچھا اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت اتنا تو مین جانتا ہون کہ کوفیون کے دل آپ کے ساتھ ہین اور تلوارین اُن کے بنی امیہ کے ساتھ اور قضا و قدر آسمان سے نازل ہو رہی ہی حضرت امام حسین ؑ نے فرمایا سچ ہی قضا کسیطرح ٹل نہین سکتی اور تہذیب التہذیب مین ہی کہ جب امام علیہ السلام نے مکے کے باہر فرزدق سے ملاقات کی اور کوفیون کا حال پوچھا تو فرزدق کہتا ہی کہ مین بیماری کے سبب بات نہ کرسکتا تھا مین نے اشارے سے کہا کہ آپ کوفے نہ جائیے مکے کیطرف پلٹ جائیے آپ یہ پوچھکر آگے تشریف لیچلے صواعق محرقہ مین ہی کہ راہ مین آپ نے خبر پائی کہ اہل کوفہ نے بدعہدی کی اور ابن زیاد بدنہاد نے حضرت مسلم اور اُنکی صاحبزادون کو شہید کیا اور جماعت مسلم بالکل متفرق ہوگئی کسی نے ساتھ نہین دیا آپنے بعد سننے اس سانحہ وحشت انگیز و نمونہ رستخیز کے بمقتضای رعایت اسباب ظاہری کہ عالم اسباب مین لوازم بشریت سے ہی مراجعت کا قصد فرمایا حضرت مسلم کے بھائی جو آپ کے ساتھ تھے کہنے لگے کہ ہم تو ہرگز نہ پھرینگے یہانتک کہ اپنے بھائی کا بدلا لین یا شہید ہون حضرت نے اُنکا قصد مصمم دیکھکر فرمایا لَا خَیْرَ فِی الْحَیٰوۃِ بَعْدَکُمْ یعنی تمھارے بعد جینے کا کیا مزا ہی

شعر

زندگی بہر دیدن یار است | یار چون نیست زندگی عار است

بسم اللہ چلو اور روانہ ہوئے جب نواحی عراق مین جہان سے کوفہ دو منزل رہجاتا ہی پہونچے تو اُس مقام پر حر بن یزید ریاحی کہ ہزار سوار مسلح ابن زیاد کے اُسکے ساتھ تھے ملا اُسنے عرض کیا کہ عبید اللہ ابن زیاد نے مجکو اسواسطے بھیجا ہی کہ جس طرح سے ہو آپکو اُس شقی کے پاس لیچلون مگر واللہ مین اس کام کو سخت بُرا جانتا ہون لیکن اب سخت مشکل ہی نہ تو آپ کو لیجا سکتا ہون اور نہ چھوڑ سکتا ہون حضرت نے فرمایا کہ مین خود ہی تمھاری شہر کی طرف نہین آیا ہون جب تم لوگون نے مکرر خط لکھے قاصد بھیجے تب مین نے قصد کیا ہی اگر تم اپنے عہد پر قائم ہو تو مین تمھارے شہر کو چلتا ہون ورنہ یہین سے پلٹا جاتا ہون حر نے کہا واللہ مجکو نہ خطون کی

خبر ہو کہ کسنے لکھے اور نہ یہ معلوم کہ قاصد کسنے بھیجے اور کیون آپ کو بلایا مین نے سنا بھی نہین مجکو بغیر آپ کے
لیجانے کے کوئی مفر نہین اسواسطے کہ عبید اللہ بن زیاد کی طرف سے تاکید شدید آپ کے اسیر کرنے کی ہی
اور میری اس ملاقات کا حال بھی مخفی نہین ہوسکتا کیونکہ اُسکے ہزارون سوارون کے سامنے یہ معاملہ واقع
ہوا اب اگر ابن زیاد کو میری بے اعتنائی ثابت ہوگی تو خدا جانے وہ کیا سزا دے جب آپنے دیکھا کہ اب نہ
پھر سکتے ہین نہ کوفے کو جانا مناسب ہے تو کنارے ہوکر ایک جگہ پر اُتر پڑنا چاہا اور بعضے کہتے ہین کہ حر نے بعد
قیل و قال بسیار بمقتضای سعادت ازلیہ یہ عرض کیا کہ آپ کا جہان دل چاہے تشریف لیجائیے مین کوفہ
پھر جاتا ہون ابن زیاد سے کہونگا کہ مجکو حضرت امام علیہ السلام نہین ملے چنانچہ دن کو یہ باتین ہوئی تھین
کہ رات کو ابن زیاد شقاوت بنیاد کا ایک خط اس مضمون کا حر کے نام پہونچا کہ اگر تو حسین ابن علیؑ کی گرفتاری
مین پہلو تہی کریگا تو مین ایسی سزا دونگا کہ تو اُسکا متحمل نہو سکیگا پھر حر حاضر ہوا اور اُسنے اس نامے کا حال عرض کیا اور
کہا کہ یا حضرت آپ کسی اور طرف چلے جائین تو بہتر ہی مجپر جو گذریگا دیکھ لونگا چنانچہ حضرت امام حسین دوسری محرم
سنہ ۶۱ ہجری کو کربلا مین پہونچے ترجمہ طبری وغیرہ مین لکھا ہی کہ جب امام علیہ السلام کربلا مین پہونچے تو حر نے
بطریق خیر خواہی کے عرض کیا کہ عبید اللہ بن زیاد کی فوجین پہنچتی جاتی ہین آپ کوچ کرکے شبا شب اور کہین
تشریف لیجائیے چنانچہ آپ نے کوچ کرکے تمام شب قطع مسافت کی صبح کو جو دریافت فرمایا تو وہی زمین کربلا
موجود تھی اور بعضی روایتون مین ہی کہ اُسدن سے سات راتین آپکو برابر چلنے کا اتفاق ہوا پھر صبح کو وہین
تھے جہان سے کوچ کیا تھا اور آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اونٹون کو مارتے تھے اور وہ اپنی جگہ سے نہ ہلتے تھے
اور جہان میخ گاڑتے تھے یا درخت سے لکڑی توڑتے تھے تو وہان سے خون جاری ہوتا تھا اور حق یہ ہی کہ شعر

پھیرے تھی کربلا کی راہ سی کچھ سو جگہ حضرت | وگرنہ رہبر عالم کہین سے بھٹکتا ہی

آپ نے پوچھا کہ یہ کون جگہ ہی لوگون نے کہا کہ اسکو کربلا کہتے ہین آپنے فرمایا شعر

این زمین ست کہ آلودہ خون خواہد شد | علم سید ابرار نگون خواہد شد

بلا شک یہ مقام کرب و بلا ہی اور یہ مقام اونٹون کے بندھنے کا ہی اور یہ جگہ ہی اسباب رکھنے کی اور مقتل اعوان و
انصار کا ہی جب آپ اُس مقام پر اُترے تو خاک کربلا زرد ہوگئی اور ایک غبار عظیم اُٹھا کہ چہرۂ مبارک گرد آلود
ہوگیا اُسوقت حضرت سیدہ زینب آپکی بہن نے کہا اے بھائی اس جگہ میرا جی گھبراتا ہی آپ نے فرمایا یہ مقام
شہیدون کا ہی صبر کرنا لازم ہی ترجمہ تاریخ طبری مین ہی کہ اس اثنا مین حضرت امام نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم با جماعت ملائکہ تشریف لائے ہین اور مجھے گود مین لے کے فرماتے ہین کہ اے نور العین مین
خوب جانتا ہون کہ دشمنان دین تیرے مارنے پر مستعد ہین یہ لوگ میری شفاعت سے محروم ہین اور تجکو درجۂ

شہادت ملیگا بہشت تیرے واسطے آراستہ ہی اور تیرے والدین تیرے منتظر ہین اور دست مبارک اپنا میرے
سینے پر رکھا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا چنانچہ یہ خواب حضرت امام نے اپنی اہل بیت سے
بیان کیا سب نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور رونے لگے **شعر**

از حق بود صلوٰۃ وزامت بود سلام
بر حضرت محمد و بر آل او مدام

جب حضرت امام علیہ السلام کربلا مین فروکش ہوے تو حر ابن یزید باغی
مع اپنے لشکر کے حضرت امام کے مقابل اُترا اور ابن زیاد مایۂ فساد کو خبر ہوئی اُسنے حضرت کو خط لکھا کہ مجکو یزید
نے لکھا ہی کہ میری بیعت امام حسین سے طلب کر اگر بیعت کرلین تو بہتر ورنہ لڑائی کے واسطے مستعد ہو حضرت نے
وہ نامہ ابن زیاد کا پڑھا اور ڈالدیا اور قاصد سے کہا کہ اسکا جواب میرے پاس نہین ہی ہرکارہ ابن زیاد نے
ملٹ کر حقیقت حال بیان کی اُس ناری کے غضب کی آگ بھڑک اُٹھی اور کہنے لگا کہ کون شخص مقابلہ حسین علیہ السلام پر
جاتا ہی جب کسی نے اقبال نہ کیا تب تجویز ہوئی کہ عمرو بن سعد حاکم رے بڑا قسی القلب و ستمگار ہی اُسکو بھیجنا چاہیے
سو اُسکو پروانہ بھیجا اولاً اُسنے انکار کیا کہ مین سبط رسول اللہ کے مقابلے مین نہ جاؤنگا اور کسی کو تجویز کیجیے تب
ابن زیاد بدنہاد نے ناراض ہوکر دوسرا پروانہ بھیجا اور لکھا کہ اگر تجکو حکومت رے کی منظور ہو تو امام حسین ع
کے مقابلے پر جا اور نہین تو سند حکومت پھیر دے اور اپنے گھر بیٹھ مین دوسرے کو حاکم رے کا مقرر کرتا ہون
جب نوشتہ ابن زیاد حامی طریقۂ نمرود و شداد کا ابن سعد بدکردار کے پاس پہونچا تو اُسنے دنیا کی طمع مین آکر اپنے
لیے ذخیرۂ وبال و نکال اخروی جمع کیا اور اُسی دن کوفے کی طرف روانہ ہوا اور بہت جلد ابن زیاد کے
پاس پہونچا اُسنے بائیس ہزار پیادہ و سوار اُسکے پاس نام کرکے کربلا کیطرف بھیجدیے اور کہدیا کہ پیچھے سے اور بھی
فوج تیری کمک کو پہونچے گی اور یہی قصہ تھوڑی تغیر سے سبط ابن جوزی نے بھی تذکرۂ خواص الامہ فی ذکر حضرات الائمہ
مین لکھا ہی اور بعضے محققین نے لکھا ہی کہ جب نامۂ اول ابن زیاد ملعون کا ابن سعد کو پہونچا تو اُسنے جواب مین لکھا کہ
اس مقدمے مین بعد مشورے کے مین عرض کرونگا بعد اُسکے اپنے گھر آیا اور بیٹون سے صلاح پوچھی انھون نے
کہا ای عمرو تیرے باپ سعد بن ابی وقاص جان نثار رسول اللہ حضرت امام حسین پر عاشق تھے تجکو یہ زیبا ہی
کہ تو اُن کے مقابلے کو جائے تجکو شرم نہین آتی پس اُسنے انکار لکھا جب دوسرا نامہ ابن زیاد کا تاکیدی آیا
اور حکومت رے کے جانیکا اندیشہ ہوا تب وہ دین کو دنیا کے بدلے کھو بیٹھا حمزہ ابن مغیرہ بن شعبہ اُسکے
بھانجے نے کہا ای ابن سعد دنیا چند روزہ ہی حکومت اور سلطنت کچھ کام نہ آئیگی آخرت مین اسکا محاسبہ سخت
ہوگا مقابلۂ امام سے اور کچھ تو نہ ملیگا مگر سرداری دوزخ کی البتہ ملیگی لیکن ابن سعد نے کچھ خیال نہ کیا اور بائیس ہزار سوار
لیکر سیدھا کربلا مین آیا اور امام حسین علیہ السلام کے پاس پیغام بھیجا کہ تم اس مقام مین کیونکر آئے آپنے جواب دیا
کہ مجھے تمھارے قاصد اور ہرکارے یہان لائے نہین تو مین کیون آتا مجھے کیا کام تھا اب تم لوگون نے

اپنا عہد توڑ دیا اب بھی اگر کوئی مانع نہ ہو تو چلا جاؤن عمرو بن سعد خوش ہوا کہ شاید ابن زیاد سے صلح ہو جائے
اسواسطے یہ معاملہ ابن زیاد کو لکھا اُس شقی نے لکھا کہ تو بیعت یزید کی طلب کر اگر قبول کرین تو مجکو اطلاع دے
اور تا صدور حکم ثانی انتظار کر اس تحریر سے ابن سعد نے جانا کہ ابن زیاد صلح پر راضی ہی سو اُسنے وہ نامہ سیاہ
اُس روسیاہ و بدخصال کا حضرت امام علیہ السّلام کی خدمت مین بھیجا حضرت نے فرمایا کہ مین ابن زیاد کے
قول پر عمل نکرونگا یہ خبر بھی ابن زیاد کو پہونچی اُسنے حصین ابن نمیر او شبیث ابن ربعی اور شمر ذی الجوشن وغیرہ
کو با فوج قاہرہ روانہ کیا اب بائیس ہزار پیادہ و سوار بمقابلہ اولاد حیدر کرار اور اہل بیت رسول مختار دشت کربلا
مین جمع ہو گئی روایت ہی کہ عمرو بن سعد کو ابن زیاد نے لکھا کہ پانی کا بندوبست کرنا چاہیے حسین اور اُنکے
ہمراہی بالکل پانی نہ پائین چنانچہ ساتوین محرم سنہ ۶۱ ہجری مین اُنھین اشقیا مین سے پانسو سوار نہر فرات پر
مقرر کیے گئے اور پانی کی بندش ہوئی اور اہل بیت رسول اللہ پر عرصۂ زندگی تنگ ہوا ہاے وہ لق و دق
ریت کا میدان جسپر خیمے کھڑے تھے نہ وہان کوئی درخت تھا جسکا سایہ ہو نہ کوئی صورت حیوان کی جسکو دکھا کے
بچون کے دل بہلائین وہ ریت کی گرمی وہ دوپہر کی دھوپ رات کی اوس اور دن کی پیاس اُسپر پانی سے پیاس
اور پھر ننھے ننھے بچے غرضکہ خیمے مین ایک تلاطم پڑا تھا ہر طرف العطش العطش کا غل مچا تھا بعضے پیاس کے
مارے بیہوش اور بعضے سکتے کے عالم مین خاموش تھے اُنھین حضرت علی اصغر شیر خوار تھے **شعر**

کہا بانو نے شہ سے تیر چلتے ہین کلیجے پر
میرا منھ جب یہ بچہ نرگسی آنکھو ن سے تکتا ہے

اور حضرت زین العابدین بیمار تھے **شعر**

در زمین کربلا از بسکہ قحطِ آب بود
آب در چشمِ یتیمان گوہرِ نایاب بود

سارے اہل بیت کی زبانین مارے پیاس کے
سوکھ کر کانٹا ہو گئی تھین حتیٰ کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام اشارے سے باتین فرماتے تھے **شعر**

پژمردہ غنچۂ لب میگونش از عطش
در جوشش آب خوردہ خس و خار کربلا

آپ کے انصار مین ایک شخص یزید ہمدانی
نام نے دوڑ کر عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ ابن سعد مردود مدت کا میرا یار ہی یقین تو ہی کہ میری مروت سے
پانی دینے مین مضایقہ نہ کرے اگر ارشاد ہو تو اُس سے پانی کی استدعا کرون فرمایا اختیار ہی یزید ہمدانی ابن
سعد کے پاس گئے اور بغیر اداے رسم سلام علیک بیٹھ گئے ابن سعد نے کہا بھائی ہمدانی تو نے رسم سلام
سنت اسلام کیون چھوڑ دی کیا مین مسلمان نہین ہون خدا و رسول کو نہین مانتا ہون ہمدانی نے کہا تیرے
اسلام کو اپنا سلام ہی تو دعویٰ مسلمانی کا کرتا ہی اور جگر پارۂ رسول نور دیدۂ بتول کا دشمن جانی بن کے
اُنکے خون کا پیاسا ہوا ہی بڑے افسوس کی جا ہی کہ کُتّے اور جانور فرات سے پانی پئین اور اہل بیت نبوی ایک
قطرۂ آب کو ترسین یہ کیا اسلام ہی اور کیا ایمان ابن سعد یہ سُنکر دل مین پشیمان ہوا اور کہنے لگا یہ تو سچ ہی

لیکن حکومت یزید سے مین دست بردار ہو نہین سکتا ناچار یزید ہمدانی بغیر پانی لائے واپس آئے
اور سارا حال حضرت سے آکر عرض کیا امام علیہ السلام نے ستر ستر ہاتھ تک کنوئین کھدوائے مگر پانی نہ نکلا
نور العین مین ہی کہ حضرت نے اہل بیت کو جو پیاس سے پریشان دیکھا تو خود تلوار ٹیک کر اُن اشقیا سے متوجہ ہوکر
پوچھنے لگے کہ ای لوگو تم جانتے ہو کہ مین کون ہون اُنھون نے کہا ہان تم حسین ابن علی ہو فرمایا میری جد کون تھی
کہا تمھارے جد پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ تھے فرمایا میری ماں کون تھین کہا فاطمہ زہرا فرمایا یہ سب جانتے ہو
اور پھر میرے خون کے پیاسے ہوئے ہو اور مجھے اور میری اہل بیت کو پیاسوں مارتے ہو اشقیا بولے کہ یہ ہم سب
جانتے ہین پر تمھین پانی تو ایک بوند بھی نہ دین گے یون ہی پیاسا مارینگے آپنے فرمایا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ رَبِّیْ وَ
رَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ اور خیمے مین پلٹ آئے ادھر اہل بیت کا یہ حال دیکھا کہ مارے
پیاس کے غش آنے لگے ہین عورتون کے دودھ خشک ہو گئے آنکھون سے آنسو جاری ہونا موقوف ہوگیا ہی اطفال شیرخوار
ماؤن کی گود مین ماہی بے آب کی طرح پیاس سے تڑپتے ہین **شعر** | ای آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند
سبزار رفت از تو لب تشنہ حسین | رسالہ عمہری مین لکھا ہی کہ عمر وسعد نے آب فرات کو پس پشت کر کے
اپنا پڑاؤ ڈالا تھا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا خیمہ ریت مین تین کوس پر پانی سے دور تھا ادھر
باوصف کھدوانے کنوؤن کے ستر ستر ہاتھ تک بھی پانی نہ نکلا اور ادھر قوم اشقیا نے فرزندان آل عبا
مالکان بر و بحر جگر گوشگان ساقی کوثر پر پانی کی روک کی تھی تمام لوگ پیاس سے بیتاب ہوئے اور سب کے
حلق خشک ہو گئے کسی مین طاقت بات کرنے کی نہ تھی اشارہ و رمز بول چال کا مدار رکھا تھا تین روز اہل بیت
رسول خدا نے تیمم سے نمازین پڑھین جب حضرت امام تشنہ کام سے اُن پیاسون کی تفتگی اور اُن بچون کی
ترپ نہ دیکھی گئی تو آپ نے عباس علمدار کو تیس آدمی ساتھ کر کے پانی لینے کے لیے بھیجا لشکر عمر وسعد نے
پانی نہ لینے دیا بائیس آدمی شہید ہوئے اور حضرت عباس زخمی ہو کر پلٹ آئے **شعر** | الآف تحیات و سلام بہ پیمبر
زان بعد نثار رشہ دیندار تو اکرد | ابن الاخضر نے یحییٰ بن ابی بکر سے اور اُنھون نے اپنے بعضے مشائخ سے
نقل کیا ہی کہ حضرت امام اپنے مقام سے نکلکر اُن اشقیا کے روبرو کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثنای خدا اور نعت
محمد مصطفےٰ کے فرمایا ای لوگو کیا تم جانتے نہین ہو کہ مین کون ہون اور کسکی اولاد سے ہون اپنے دلون مین سوچو تو
کہ میری خون ریزی اور میری بیحرمتی تمھین روا ہی یا نہین کیا مین نبی کی بیٹی کا بیٹا نہین ہون کیا مین رسول اللہ
کے چچا کے بیٹے کا بیٹا نہین ہون کیا حمزہ سید الشہدا میرے جد کے چچا نہین مین کیا رسول اللہ نے میرے اور
میرے بھائی کے حق مین نہین فرمایا ہی کہ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی حسن اور حسین جوانان بہشت کے

رحمتہ اللہ تعالیٰ ۱۲ ... دن پر ... نہین لاتا ہو ... کر ایمان ... کرنے والے

یعنی مین ... [illegible]

سردار ہین اور اسیطرح اور فضائل و مناقب بہت سے آپنے فرمائے اور یہ ارشاد صرف دشمنان دین کی قطع حجت کو تھا تاکہ دشمنون کو خدا کے سامنے کوئی حجت نرہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا تہذیب التہذیب مین ہے کہ جعفر بن سلیمان زید سے روایت کرتے ہین کہ حضرت کا خیمہ جنگل مین ریت پر کھڑا تھا اور اعدا ہر طرف سے قتل پر آمادہ تھے آپ قرآن مجید پڑھتے تھے اور چشم مبارک سے بے اختیار آنسو بہتے تھے مین نے پوچھا کہ آپ یہان کیون آئے آپنے فرمایا مین خود نہین آیا ہون کوفیون نے خط لکھے نہایت اصرار سے مجھے بلایا اب یہان اس حال کو پونچایا کہ ہر طرف سے باران ظلم و ستم برساتے ہین اور ایک ایک قطرہ آب سے ہمکو اور ہمارے ساتھ والونکو ترساتے ہین افسوس کی جا ہے **شعر**

کشتی شکست خوردہ ز طوفان کربلا	در خاک و خون فتادہ بمیدان کربلا	از آب ہم مضائقہ کردند کوفیان
خوش داشتند حرمت مہمان کربلا	باشند دیو و دد ہمہ سیراب از فرات	لب تشنہ باشد آہ سلیمان کربلا

اور یہی قصے کو تھوڑے تغیر اور زیادتی کے ساتھ ابن حجر عسقلانی نے بھی تسدید القوس فی تلخیص مسند الفردوس للدیلمی مین یزید الرشک سے نقل کیا ہے اور نیز تہذیب التہذیب مین ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ابن سعد کو لکھا کہ تو تین باتون مین سے ایک بات اختیار کر یا مجکو مکے جانے دے کہ مین وہان جاکر بیٹھ رہون یا ترکستان کیطرف کہ وہان کفار ترک سے جہاد کر کے شہید ہون اور اگر یہ دونون باتین منظور نہین تو مجکو یزید کے پاس بھیجدے وہان جو کچھ ہونیوالا ہے ہوگا ابن سعد مردود نے جواب لکھا کہ مین ابن زیاد کو لکھتا ہون جو کچھ وہ کہیگا عرض کرونگا تامل کیجیے جب اُسنے لکھا تو ابن زیاد سرمایہ فساد نے کمال تہدید سے لکھا کہ مینے تجکو لڑنے کے واسطے بھیجا ہے کہ صلح کے واسطے اگر حسین ابن علی بیعت کرین تو بہتر ورنہ قتل کر اور اگر تجکو تامل ہو تو مین تجھے معزول کر کے دوسرے کو تیرا قائم مقام کر کے بھیجون جب نامہ ابن زیاد علیہ ما علیہ الی یوم التناد ابن سعد بد آل کو پونچا تو اُسنے صف قتال آراستہ کی اور حضرت امام عالی مقام سے کہلا بھیجا کہ مینے ہرچند چاہا کہ تم یزید کی بیعت قبول کرو کہ مین تمھارے خون مین گرفتار نہ ہون پر تمنے قبول نہ کیا اب لڑنے پر مستعد ہوجاؤ حضرت نے فرمایا آج مہلت دے ترجمہ صواعق محرقہ مین ہے کہ جب حضرت امام علیہ السلام پر یہ سختی گذری اور مصیبت پڑی تو آپ کو نصیحت بھائی کی یاد آئی کہ اُنھون نے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چھوڑ دو کہ مین مکے چلا جاؤن یا اس مین رہون اور دیکھون کہ لوگون کا مونگا کیا انجام ہوا ہے مگر کسی نے نہ مانا انتہی ۱۲ منہ [illegible] کامل مین ہے کہ ابن زیاد

سمجھایا تھا کہ ای حسین کوفیان بدعہد کے قول و فعل پر اعتماد نہ کرنا اور اُنکے بُلانے سے زنہار کوفے نہ جانا وہ لوگ
سخت نالائق ہین وہانکا جانا تمھارے حق مین بہتر نہین اور باعث کمال پریشانی کا ہوگا ترجمۂ طبری مین ہی
کہ حضرت امام علیہ السلام خیمۂ مبارک مین تشریف لائے اور اہل حرم کو نصیحت کی کہ صبر بہت اچھی چیز ہی اور
اللہ نے صبر کا بڑا اجر رکھا ہی خبردار ایسا نہ ہو کہ تم صبر اور استقلال کو ہاتھ سے دو اور ہماری ثابت قدمی مین
کسی طرح سے فرق آئے اور رونا نہین پھر آسمان کی طرف مُنہ کر کے کہا کہ خداوندا تو جانتا ہی کہ کوفیون نے
مجھسے بیعت کی اور پھر عہد شکنی کی اسکا انصاف تیرے ہاتھ ہے اور خیمے سے باہر آکر انصار سے فرمایا کہ مین تمسی
نہایت راضی اور خوش ہون تمنے حق رفاقت جیسا چاہیے ادا کیا اسکی جزا اللہ تمکو دے اب کیفیت یہ ہی کہ
تم لوگ کم ہو اور دشمن بہت اس سے میرے نزدیک مناسب ہو کہ مین تمکو بیعت سے علیحدہ کرون جدھر تمھارا
جی چاہے چلے جاؤ مجکو یہ منظور نہین کہ میرے ساتھ تمھاری بھی جان جائے اور مین تو اپنی زندگی سے ناامید ہی
ہون خیر جو کچھ میرے باب مین منظور الٰہی ہوگا وہ ہوگا بہر کیف مین تابع فرمان حق ہون انصار نے یہ سُنکر
آنسوؤن کے دریا بہا دیے اور عرض کیا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہین یہ کوئی بات ہی کہ ہم ایسے وقت مین آپ کا ساتھ
چھوڑ دین تنہا آپ رہجائین آخر جناب رسولؐ خدا اور علیؓ مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا کو کیا مُنھ دکھائین گے دولت
شفاعت محمدی کیونکر پائینگے ہم آپ پر قربان ہین پہلے ہم ہی اپنی جان نثار کرین گے انصار کی جان نثاری
کی تیاری دیکھکر آپ نہایت خوش ہوے اور آپنے واسطے ادا کرنے سنت اپنے جد پیغمبر علیہ السلام کے جیسا مدینے
مین جنگ احزاب مین ہوا تھا خندق گرد اپنے لشکر کے کھدوائی اور فرمایا کہ اسمین آگ بھر دو کہ کوئی اعدا
مین سے اندر نہ آنے پائے اور ایک راہ آمد و رفت کی رہے جب خندق اسطرح کی تیار ہوگئی تو مالک ابن حوزہ
لشکر عمرو بن سعد سے آیا اور اُس خندق کے مقابل کھڑا ہو کر پکارا کہ ای حسین بن علی تمنے بڑی جلدی کی ابھی
سے آگ لے لی آپنے فرمایا تو جھوٹا ہی ای خدا کے دشمن اور لوگون سے پوچھا کہ اسکا نام کیا ہی لوگون نے کہا
مالک ابن حوزہ آپ نے بددعا کی کہ خداوندا اسکو دنیا ہی مین جلا فوراً آپ کی دعا قبول ہوئی مالک نے
گھوڑا کدایا وہ دوڑا لگام اُسکے ہاتھ سے جاتی رہی وہ ہرطرف سے کودتا پھرتا تھا یہان تک کہ وہ مردود
زمین پر سے گر پڑا رکاب مین پیر اُسکا اٹکا گھوڑا یہ دیکھکر اور بھڑکا دوڑتا پھرتا اور اُسے گھسیٹا جب خندق کے
کنارے پر پہونچا تب اُسکا پیر رکاب سے نکلا وہ خندق مین گرا اور چلاتے چلاتے اُسی آگ مین جل بھُن کر
مر گیا حضرت نے سجدۂ شکر ادا کیا اور بآواز بلند فرمایا کہ الٰہی مین اہل بیت رسول ہون تو میرا انصاف کر محمد بن اشعث
نے پکارا کہ آپ کو پیغمبر خدا سے کیا قرابت ہی جسپر اتنا لاف و گزاف کرتے ہین آپ کا دل کڑھا دعا فرمائی کہ الٰہی
مجکو ابن اشعث فرزند رسول نہین جانتا اور بیجا با قطع نسب کرتا ہی اسکو ذلیل فرما اُسی وقت ابن اشعث

پیشاب کو میٹھا بچھونے غشی مارا اُسکی تکلیف سے تمام لشکر مین وہ ننگا پھرا اور اُسی حال مین وہ بھی داخل نار
ہوا لکھا ہی کہ لشکر ابن سعد سے ایک مرد نکلا اُسنے حسینی لشکر والون سے کہا دیکھتے ہو پانی فرات کا کیسا چمکتا ہی
مگر واللہ تم ایک قطرہ نپاؤ گے پیاسے ہی دنیا سے جاؤ گے حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ سنکر کہا الٰہی اسکو
آج ہی پیاسا مار اُسکو اُسیوقت پیاس شروع ہوگئی اور اُسکی شدت مین ایسا بدحواس ہوا کہ گھوڑے سے گرا
گھوڑے نے روندکر اُسکی ہڈیان اور پسلیان چور کردین اور اُسیوقت داخل نار ہوا کامل ابن اثیر مین بعد نقل
قصہ ابن حوزہ کے لکھا ہی کہ مسروق بن وائل حضرمی نے کہا ای کاش اگر مین حضرت امام کا سر کاٹ لیتا تو ابن زیاد
کے یہان میری وقعت زیادہ ہوتی جب اُسنے ابن حوزہ کا یہ حال دیکھا تو اس خیال سے فوراً الٹ گیا اور کہنے
لگا کہ مین نے آپکی یہ کرامت دیکھی ہی اب مین آپسے نہ لڑونگا انتہی مگر مضمون یہ حکایت اتنی ہی ہی کہ ابن حوزہ نے
آگے بڑھکر پوچھا کہ تم مین حسین ہین کوئی نہ بولا اُسنے تین مرتبہ پوچھا تب لوگون نے کہا کہ ہین تیری کیا حاجت ہی کہنے لگا
ای حسین تمکو بشارت ہو دوزخ کی نعوذ باللہ آپ نے فرمایا تو جھوٹا ہی مین پیشی کرونگا رب رحیم اور شفیع مطاع
کے پاس تو کون ہی کہا ابن حوزہ تب آپ نے ہاتھ اُٹھاکر یہ بددعا کی نقل ہی کہ نوین محرم کو ابن زیاد نے عمرو
بن سعد کو بتاکید تمام لکھا کہ آج ہی سے لڑائی شروع ہو خبردار امام کی رعایت کا نام بھی ہونے پائے یہ خط
پڑھکر وہ نابکار مستعد کارزار ہوا جنگ کا نقارہ بجا آپ نے عباس علمدار سے فرمایا کہ ای بھائی جاؤ اور اُس
قوم سے پوچھو کہ کیون آئے ہو کیا کام ہی حضرت عباس علمدار کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر مقابل لشکر عمرو بن سعد آئے
اور فرمایا تمھاری غرض آنے سے کیا ہی کہا ابن زیاد کا فرمان آیا ہی کہ آپسے بیعت لو اگر کرین تو بہتر ورنہ لڑو حضرت
عباس نے فرمایا ٹھیرو مین جاکر خبر کرتا ہون آپ نے آکر حال بیان کیا حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا
اُن سے آج کی مہلت کو کہدو اُنھون نے آکر کہا بمجبوری اشقیا نے مہلت دی اب حال کیا لکھون کہ خود سیاہی
اس غم مین سیہ پوش ہے اور دوات رنج والم سے مدہوش جو بیان ہی وہ نشتر رگ جان ہی جو بیت ہی وہ
بیت احزان ہی ہر مصرع مصرعہ غم ہی ہر نقطہ قطرہ دم ہر سطر صف ماتم ہی ہر حرف حلقہ نشین الم ہی **استعار**

کہ از شجر خزان شاخ خون نوسیم	حکایتہا ی خون کربلا بہ	بر بستہ غم و غصہ نطق و بیان را	فریاد کہ یارای سخن نیست زبان را

ظہور صبح عاشورا جب صبح عاشورای مصیبت نے افق شہادت سے طلوع کیا اور خورشید خنجر گذار اس واقعہ
کی دہشت سے بام نیلی حصار پر لرزان نکلا تو امام تشنہ کام نے تیمم کرکے نماز آخر فجر کی ادا کی ہنوز دعا سے فارغ
نہوے تھے کہ لشکر اعدا مین نقارہ بجنے لگا اُدھر اشقیا آمادہ ستمگاری تھے اِدھر شوق شہادت کی بیقراری
آپ ناقے پر سوار ہوکر لشکر ابن سعد کے مقابل تشریف لائے پہلے خطبہ پڑھا بعد حمد و نعت کے اُن اشقیا سے مخاطب ہوے
کہ ای لشکریان یزید مرید سمجھو تو کہ نصاری اُسم خر عیسیٰ علیہ السلام کی اب تک تعظیم کرتے ہین اور یہود جو کوئی

اترا تا رموسی علیہ السلام میں سے پاتے ہیں تو اُسکو دل وجان سے عزیز رکھتے ہیں اور میں تمھارے نبی کا نواسہ
شیر خدا کا بیٹا فاطمہ زہرا کا لخت جگر حسن کا برادر ہوں مجکو تمھارے پیغمبر نے بیٹا کیا ہی سو تم میرے قتل پر
آمادہ ہو میں نے کسی کا خون کیا ہی جسکا عوض لیتے ہو کسیکا کچھ مال لیا ہی جسکے مطالبے میں مجکو تنگ پکڑتے ہو
یا اور کوئی دعویٰ ہی جسپر مجھے اتنا عاجز کرتے ہو میں دنیا سے مُنھ پھیرے مدینے میں اپنے جد کے مزار پر بیٹھا تھا
وہاں تمنے بیٹھنے نہ دیا آخر وطن چھوڑ مکے میں قیام کیا تمنے وہاں سے بھی خطوط بھیجکر بلوایا یہاں بلا کر اب
ہزار طرح کا رنج پونچایا کیا نبی زادے کی یہی قدر دانی کرتے ہیں کیا مسافر غریب کی یہی مہمانی کرتے ہیں کہو
تو سہی خدا کو کیا جواب دوگے عجب تماشہ ہی کہ کئی دنوں کا پیاسا ہوں کوئی ایک قطرۂ آب بھی نہیں دیتا ہر شخص
خون ہی کا پیاسا ہی اچھا بتاؤ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا کہوگے **اشعار** بروز واقعہ اے ظالم خدا نا ترس
چگونہ میدہی انصاف ماجرای حسین

بیا ببین کہ چہا کردہ بجای حسین
روا بود کہ بخاک و بخون کنی غرقہ

خداست حاکم و دعوی گرست پیغمبر
رخ منور و گیسوی مشک سای حسین

پس جب اس اتمام حجت کا جواب دشمنان
بے دین نے کچھ نہ دیا تب امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی حجت اب تمپر ہی مجبر نہیں یہ فرما کر ناقے سے اُترے
اور گھوڑے پر سوار ہو کر صف لشکر آراستہ فرمائی اور سب سے فرمایا کہ تم کوئی اپنی طرف سے لڑنے میں سبقت نہ کیجیو
اُسی طرف سے ابتدا ہونے دو شمر علیہ ما یستحقہ نے ابن سعد سے کہا کہ وقت مہلت ہو چکا اور خود آگے بڑھا اور ایک
تیر لشکر پر مارا اور فخریہ کہنے لگا کہ سب گواہ رہو کہ اول لشکر امام حسین پر میں نے تیر مارا ہی بعد اُسکے دو غلام
ابن زیاد کے زیاد وسالم نکلے اسطرف سے دو بہادر ایک حیدر ابن مطہر دوسرے یزید ابن حسین انکے مقابل
ہوے اور دونوں کو قتل کر آئے پھر معقل بن یزید لشکر یزید سے نکلا اُسکو بھی یزید ابن حسین نے مارا بعد اُسکے
دوسرا نکلا وہ بھی انھیں کے ہاتھ سے مارا گیا پھر مزاحم ابن حریث نکلا اُسکو نافع ابن ہلال نے تہ تیغ کیا اسی طرح جو
کوئی فوج مخالف سے نکلا مارا گیا باوجود ہر مرتبہ امام علیہ السلام خود بسبب شجاعت طبعی کے مقابلے کا قصد
کرتے تھے اور انصار جانے نہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جبتک ہم لوگوں میں سے ایک بھی باقی رہیگا تب تک
آپ جانے نہ پائینگے انصار کی مردانگی کی یہ کیفیت تھی کہ مخالف کو اسطرح جھٹ پٹ مار لیتے تھے جیسے کتّے کو
مارتے ہیں جب شامیوں نے دیکھا کہ اس طرح کا مقابلہ کہ ایک شخص ایک شخص کا مقابلہ کرے سخت مشکل ہی اور ایسی
حالت میں ایک ہی انصاری سارے لشکر کو کافی ہوگا تب یہ تجویز کی کہ دس دس آدمی ایک ایک انصاری کے مقابل ہوں
چنانچہ دس آدمی ایک مسلمان کے مقابل ہونے لگے مگر تاہم یہ حال تھا کہ کوئی نامرد نزدیک نہ آتا دور ہی سے
تیر اندازی کرتا اور جو بہادر صف اسلام سے نکلتا کئی نامرد ملکر اُسکو شہید کر ڈالتے یہانتک کہ پچاس انصار سے
زائد شہید ہوے نزول الابرار میں ہی کہ جب اُدھر سے پچاس آدمی سے زیادہ نے شہادت پائی تو حضرت سید مظلوم نے

باواز بلند ندا فرمائی کہ اَمَا مِنْ مُغِيْثٍ يُغِيْثُنَا بِوَجْهِ اللّٰهِ اَمَا مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ یعنی ہے کوئی فریاد کو پہونچنے والا کہ خدا کے واسطے آئے اور حرم رسول اللہ کو بچائے تمپر افسوس ہے کہ نبی کا کلمہ پڑھتے ہو اور نبی کی تصویر مٹانے سے باز نہین آتے سبحان اللہ کیا شفقت تھی آپکے اپنے نانا کی امت پر کہ اس حزن و بکا سے بھی غرض یہی رہی کہ شاید کوئی با ایمان یون ہی راہ پر آجائے رونے ہی پر ترس کھا کر آپ کو دوزخ سے بچائے اب بھی چہرہ نگار سعادت ہوجائے یہ فرماتے اور شعر

شہ دین دیکھتے تھے شوق حُر مین سوے میدان
کہ جیسے کوئی آنے کی کسیکے راہ تکتا ہو

شہادت حُر

ناگاہ حُر بن یزید ریاحی نے جو لشکریان عمرو بن سعد کے سردارون مین سے تھے یہ فریاد امام کی سُنکر گھوڑا دوڑایا اور عمرو بن سعد سے کہا کیا تو امام سے ضرور لڑیگا اُسنے کہا بیشک ضرور لڑونگا حر نے کہا کل خدا کے سامنے کیونکر جائیگا رسول خدا کو کیا مُنھ دکھائیگا یہ کہکر گھوڑا کو دا تا امام تشنہ کام کے پاس آیا اور کہا یا ابن رسول اللہ پہلے جو تمسے لڑنے آیا تھا مین تھا اب پھر مین ہی آیا ہون کہ سب سے پہلے جان نثاری کرون میری توبہ قبول ہو آپنے فرمایا ای حُر جب بندہ توبہ کرتا ہے اور یہ دعا و استغفار پیش آتا ہے تو حق تعالی اُسکے سب گناہ معاف فرماتا ہے

رباعی

باز آ باز آ ہر آنچہ هستی باز آ	گرکافرو گربت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست	صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

مین تجھسے راضی ہوا تیرا قصور معاف کیا حُر نے عرض کیا کہ مجھے حکم ہو کہ آپکے لشکر مین پہلا مقتول مین ہون اور آپ کے جد کی شفاعت پاؤن آپ نے اجازت دی اور حر بن یزید لشکر اشقیا پر شیر کیطرح جھپٹا نقل ہے کہ جب عمرو بن سعد نے یہ دیکھا تو گھبرایا اور پوچھا یَا وَيْلَكُمْ مَنْ هٰذَا ای لوگو افسوس تمکو یہ کون ہے لوگون نے کہا حر بن یزید ہے اور اُسکا بیٹا جو تم سے پھر گئے اور حضرت امام علیہ السلام کے مددگارون مین مل گئے ابن سعد نے اُنمین سے ایک شیطان صفوان بن حنظلہ نام کو بھیجا کہ تو حر کو سمجھا کر یہان پھیر لا اگر نہ آوے تو قتل کر صفوان نے آکر بہت نصیحت کی حُر نے کہا یہ تیری عقل سے بعید ہے تو جانتا ہے کہ یزید فاسق اور شارب خمر ہے اور حسین پاک اور صادق اور نور دیدہ رسول مقبول ہین پس اُنکی رفاقت کرنا چاہیے یا یزید طرید کی صفوان نے کہا یہ تو سچ ہے مگر دولت تو یزید کے پاس ہے اور ہم لوگ سپاہی پیشہ مال کے محتاج ہوتے ہین نہ تقوی اور طہارت کی حر نے کہا ای صفوان تو حق پوشی کرتا ہے تیرا کلام منافقانہ ہے تب صفوان نے نیزہ مارا اور حر بن یزید بچا گئے اور وہی نیزہ چھین کر اُس سے صفوان کو ہلاک کیا بعد اُسکے صفوان کے اور دو بھائی دوڑکر اور صفوان پر آگرے حر نے اُن دونون کو بھی قتل کیا غرض جو شقی ہاتھ لگا اُسکو تہ تیغ کیا حر میدان سے پھر کر خدمت امام برحق مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ تم مجھسے راضی ہو آپنے فرمایا تجھسے خدا اور رسول راضی ہین پھر میدان مین آئے اور لڑنا شروع کیا پھر تھوڑی دیر مین کشتون کے پشتے لگا دیے

اِسمین مخالفین نے حُر کے گھوڑے کو پے کیا حُر گھوڑے سے جُدا ہوکر نیزہ و تلوار سے وار کرنے لگے مخالف اُسکو دیکھکر دنگ تھے جب حضرت نے دیکھا کہ حُر پیادہ پا لڑتے ہین تو آپ نے ایک گھوڑا حُر کی سواری کیواسطے بھیجا وہ اُسپر سوار ہوکر لڑنے مین مصروف ہو گئے اور اِسقدر لڑے کہ نیزہ اُنکا ٹوٹ گیا تلوار آبدار ہاتھ مین لی جسکی کمر پر مارتے دو ٹکڑے کر دیتے جسکے سر پر مارتے سینے تک شگاف کر دیتے یہان تک کہ عمرو بن سعد کے علمدار تک پہونچے اور چاہا کہ اُسکے علم اور علمدار کو بھی دو قلم کر دین کہ شمر ملعون نے فوج کثیر سے حملہ کیا اور سب طرف سے تیر اور نیزے پڑنے لگے قصورا ابن کنانہ نے حُر کے سینۂ بے کینہ پر نیزہ مارا زخم تو کاری لگا مگر اُس مرد کارزاری نے جھپٹ کر ایک تلوار اُسکے سر پر ایسی ماری کہ سینہ تک کاٹ گئی قصور پر قصور واصل جہنم ہوا حضرت امام علیہ السلام گھوڑا دوڑا کر حُر کے پاس پہونچے اور اُسکو اُٹھا کر اپنے لشکر مین لائے اور اپنے زانوے مبارک پر حُر کا سر رکھا اور آستین مبارک سے اُسکا مُنہ پاک کرتے تھے کہ حُر نے آنکھین کھولکر حضرت کی طرف نظر کی اور نقد جان کو رونما اُس رخ زیبا کا بنایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ حضرت اور آپ کے یار بہت روئے بعد اُسکے مصعب اور علی وغیرہ بھی اِسیطرح شہید ہوے جب اعوان اور انصار سب شہید ہو گئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اب میری نوبت ہی اور لشکر امام مین سوا اُنیس آدمیون کے کوئی لڑنے والا نہ تھا اور وہ سب بھائی بھتیجے بھانجے آپ کے تھے اُن عزیزون نے عرض کیا کہ جب تک ہم مین سے کوئی باقی رہیگا تب تک آپ مقابلہ مخالف کو جانے نہ پائینگے ہم ہی اُن اشقیا کو جا کر مارینگے آپ سب کیطرف بنظر شفقت دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائے خود بھی روئے اور سب حضار بھی روئے اور فرمایا افسوس تم سب ہمارے سامنے مارے جاؤ گے اور ہم یہ حال کھڑے دیکھتے رہینگے ہمسے کیسے ہوگا آخر کلیجے کو تھام کر ہر ایک کو اجازت لڑنے کی دی

شہادت حضرت عبداللہ بن مسلم

حضرت کے اقارب قریبہ مین سے پہلے جو لڑنے کو آئے وہ عبداللہ بن مسلم تھے اُنھون نے آکر عرض کیا یا ابن رسول اللہ مجکو اجازت ہو کہ مین ہمت میدان سعادت مین دوڑاؤن اور سلام آپکا مسلم بن عقیل کو پہونچاؤن آپ نے فرمایا یہ کیا کہتے ہو تمھین تو ایک بھائی کی نشانی رہ گئے ہو تمھارے باپ کی داغ جُدائی سے ابھی دل خالی نہین ہوا ہی ستم ہی کہ اُسپر اب تم اپنا داغ بھی دوسرا جایا چاہتے ہو تم اپنی مان کو لیکر کسی اور طرف چلے جاؤ کہ تمھارا بچ جانا غنیمت ہی یہ لوگ میرے ہی خون کے پیاسے ہین مجھے چھوڑ کر دوسری طرف نظر نہ ڈالینگے اُنھون نے عرض کیا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہین مین آپ کو چھوڑ کر کہین اور جا سکتا ہون مین تو آپ ہی کے پاس ہونگا اور لڑ کر درجۂ شہادت لونگا حضرت امام علیہ السلام اُنکی اِس جان نثاری کی تیاری کو دیکھکر خوش ہوے اور گود مین اُٹھایا اور رو کر اُنکو اجازت دی عبداللہ نے گھوڑا میدان مین ڈالا اور رجز پڑھ کر لڑنا

شروع کیا کشتون کے پشتے لگا دیے عمرو بن سعد نے قدامہ بن اسد فزاری کی طرف دیکھکر کہا اے قدامہ
اب توہی دلیرانہ اِس جوان کی طرف متوجہ ہو کہین یہ بلاے ناگہانی ٹلے ورنہ یہ ایک لاکھون پر بھاری ہی
قدامہ نے ہتیار لگائے اور میدان کارزار مین آیا عبد اللہ نے اُسپر حملہ کیا اُسنے خالی دیا اسیطرح جب عبد اللہ
اُسپر حملہ آور ہوتے تو وہ دائین بائین گھوڑا بچا جاتا اور یہ اُسکے گھوڑے کی ڈھانپ نپاتے کتنا ہی اپنا گھوڑا
تیز دوڑاتے اِسواسطے کہ اِنکا گھوڑا کئی دن سے بے آب و دانہ تھا دو قدم چلکر تھک جاتا جب عبد اللہ دوڑ کر
تھکے تو نیزہ ہاتھ سے پھینکدیا اور تلوار کھینچکر ایک گوشۂ میدان مین کھڑے ہوگئے قدامہ نے جب دیکھا کہ
عبد اللہ نے نیزہ پھینکدیا تو خوش ہوا اور گھوڑا اُٹھا کر آیا اور نیزہ اِنکے سینۂ بے کینہ پر مارا آپ نے اپنے آپکو
خم دیکر اُس وار کو خالی دیا اُسنے جو ہین چاہا کہ دوسرا حملہ کرے آپنے لپک کر ایک تلوار ماری اُسکا آدھا کلہ اُڑگیا
پھر ایک ہاتھ اور مارا اور کمربند پکڑ کر گھوڑے سے دے پٹکا اور اُسکے گھوڑے پر خود سوار ہوے اور اپنا گھوڑا غلام
کو دے دیا پھر نیزہ زمین سے اُٹھا کر مبارز طلب کیا اور یہ رجز پڑھا جسکے بعض کا ترجمہ یہ ہی **اشعار**

امروز بہ بیم جگر سوختہ جانرا
در روضۂ فردوس عروسان جنانرا
پیش شہ مظلوم کشم روح روانرا
زان پیش کہ من سیر بخلوت بنشینم
با دولت جاوید در آغوش درآرم
با خاک برابر کنم این حملہ سگانرا

راوی لکھتا ہی کہ سلامہ بن قدامہ عبد اللہ کی شجاعت دیکھ کر عمرو بن سعد سے کہنے لگا کہ مین بہت لڑائیان لڑا
اور بہت مبارزان کاری اور دلیران کارزاری کو دیکھا مگر اِس ہاشمی جوان کا سا جری مین نے نہین دیکھا
القصہ تمام سپاہِ روسیاہ یہ حرب و ضرب دیکھکر ترسان و ہراسان تھے کسی مین اتنی ہمت نہ تھی کہ سامنے آئے
پہلے عبد اللہ ذرا ٹھیرے پھر جب دیکھا کہ اب کوئی بھی سامنے نہین آتا تب پیاس سے بیتاب ہوکر حملہ کرنے
لگے اور میمنہ و میسرہ لشکر اہل کین کو زیر و زبر کرتے ہوے چلے کہ اپنے لشکر مین آئین ناگہان پیادگان لشکر اشقیا
نے اُنکو گھیر لیا اور خداع دمشقی نے پیچھے سے آکر ایک تلوار ماری کہ اُنکے گھوڑے کے پیر کٹ گئے عبد اللہ
آہستہ آہستہ اُترے اتنے مین نوفل بن مزاحم حمیری نے نیزے سے اور بعضے کہتے ہین کہ عمر بن صبیح صیداوی
نے زخم تیر سے اُس خلاصۂ خاندان عقیل کو قتل کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ **اشعار**

دریغ و درد کہ خورشید آسمان کمال
نزول کرد ز اوج شرف ببرج زوال
ہمای روح شریفش کشادہ بال و برفت
ازین نشیمن فانی بآشیانِ وصال

نور العین مین ہی کہ عبد اللہ نے نوے آدمی مارے **فائدہ** عبد اللہ بن مسلم اور
اُنکے ایک بھائی اور تھے علی بن مسلم اِن دونونکی ماں حضرت رقیہ بیٹی جناب امیر کرم اللہ وجہہ کی تھین کذا
فی معارفِ ابنِ اَبی قُتَیبَہ اور حضرت رقیہ کی والدہ ام حبیب صہبا تغلبیہ ام ولد تھین یہ حضرت خالد بن ولید کی

لڑائی مین جو عین التمر پر مرتدون سے ہوئی تھی قید ہوکر آئی تھین جناب امیر علیہ السلام نے انکو مول لے لیا
یہ اور عمر اکبر دونون حقیقی بھائی بہن ہین کذا فی نور الابصار حاشیہ کبیر مین جو منہج پر ہی باب الوصایا مین لکھا ہی کہ
تغلبی نسبت ہی ایک قبیلے کی طرف جسکو تغلب کہتے ہین اور فصول المہمہ مین ہی کہ یہ دونون توام پیدا ہوے تھے
اور عمر اکبر کا سن پچاسی برس کا تھا انتہی بقدر الضرورۃ جمہور مورخین اور اہل سیر اسپر متفق ہین کہ جناب امیر
کرم اللہ وجہہ کی صاحبزادی رقیہ نام ایک ہی تھین جو حضرت فاطمہ کے سوا اور بی بی سے تھین مگر لیث بن سعد
اور دارقطنی کہتے ہین کہ حضرت رقیہ حضرت فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم سے ہین اور مین نے دیکھا
بعضون کو کہ اُنھون نے صاف لکھا ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دو صاحبزادیون کا نام رقیہ تھا ایک
رقیہ کبریٰ اور دوسری رقیہ صغریٰ پہلی حضرت فاطمہ سے تھین اور دوسری ام حبیب سے واللہ اعلم شیخ اجہوری نقل
کرتے ہین کہ سیدہ رقیہ جب مدینے سے تشریف لائین تو اُن کو ایک شخص آل یزید سے ملا اُسنے انکو مار ڈالنے کا
ارادہ کیا جب ہاتھ اُٹھایا تو اُسکا ہاتھ ہوا مین اُٹھا ہی رہ گیا اور وہ گر کر مر گیا شعرانی نے منن کے دسوین
باب مین لکھا ہی کہ حضرت علی خواص نے فرمایا کہ حضرت رقیہ اُس مشہد مین ہین جو قریب ہے جامع مسجد خلیفہ
امیر المومنین کے گھر سے اور اُنکے ساتھ ایک گروہ اہل بیت کا ہی اب اسکو جامع شجرۃ الدر کہتے ہین اور یہ
جامع بائین جانب حضرت سیدہ نفیسہ کی ہی اور جس مکان مین سیدہ رقیہ ہین وہ اُسکی داہنی جانب ہی اُسکے
دروازے کے پتھر پر یہ شعر لکھا ہی

بقعۃ شرفت بآل النبی	وبنت الرضا علی رقیۃ

صاحب نور الابصار کہتے ہین کہ مجھسے بعض شامیون نے کہا کہ سیدہ رقیہ بنت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ضریح دمشق
شام مین ہی اُنکے مزار کی دیوارین خراب ہوگئی تھین لوگون نے چاہا کہ اُنکو گروا کر نئی بنوائین مگر کسیکو مارے
ہیبت کے جرأت نہوئی کہ اُسمین در آئے پس اہل بیت مین سے ایک صاحب سید بن مرتضے نام اُنکے مزار مین اُترے
اور اُنکی لاش پر کپڑا ڈالکر اُسکو نکالا معلوم ہوا کہ جب اُنکی وفات ہوئی تھی تو وہ صغیرہ ہی تھین اور مین نے بعض
افاضل سے جو یہ معاملہ بیان کیا تو اُنھون نے بھی اپنے بعضے شیوخ سے مجھسے یہی نقل کیا انتہی اور اسعاف الراغبین
سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ انکا انتقال صغر سن ہی مین ہوا قبل بلوغ کے مگر معارف ابن ابی قتیبہ سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ یہ صاحب اولاد ہوئین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور نیز معارف مین ہی کہ نکلی تھی اولاد عقیل کی حضرت امام حسین
کے ساتھ اور ان مین سے نو آدمی مارے گئے تھے اور مسلم بن عقیل اُن سب مین بڑے بہادر اور شجاع تھے

شہادت پسران عقیل

جب جعفر بن عقیل نے اپنے بھتیجے کو کشتہ اور خون مین آغشتہ دیکھا تو بہت روئے اور حضرت امام علیہ السلام
سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آئے اور یہ رجز پڑھا جسکا ترجمہ ابو المفاخر نے یون لکھا ہی **اشعار**

قرۃ العین عقیلم من مولای حسین قرۃ العین بنی چشم و چراغ ثقلین	دل و دین پاک ز آلایش بر تہمت و شین این حسین ابن علی ہست کہ جبریل امین	پسر عم منست این شہ و شہزادہ کہ ہست پرورش دادہ ورا در حلل ابجنتین

اور لڑنا شروع کر دیا جو سبارز آتا تھا فوراً جان و جہان سے جاتا تھا خون اشقیا سے میدان کارزار لالہ زار ہو گیا نور العین مین ہی کہ انھون نے پندرہ آدمی مارے آخر اُن لوگون نے آپ کو گھیر کر نیزہ و تیر کی بوچھاڑ کر دی عاقبت کار اُس تشنہ دہن کی کشتی حیات گرداب اضطراب مین پھنسکر دریاے شہادت مین غرق ہوئی اور گوہر شرف شہادت اُس غواص بحر شہامت کے ہاتھ آیا اُن کے بعد اُن کے بھائی عبد الرحمن بن عقیل لڑنے آئے وہ بھی اپنی جلاوت اور شجاعت مین اپنے بھائی کے بھائی نکلے اُنھون نے پچاس آدمی مارے آخر عبد اللہ بن عروہ خثعمی کے تیر سے شہادت پائی کامل مین ہی کہ جعفر بن عقیل کا قاتل بشر بن حوط ہمدانی تھا اور عبد الرحمن بن عقیل کا قاتل عثمان بن خالد جہنی تھا **فائدہ** عقیل بن ابی طالب یہ دس برس اپنے بھائی جعفر سے بڑے تھے حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہوے اور سنہ مین مدینے مین ہجرت کر کے آئے انکی وفات خلافت امیر معاویہ مین ہوئی انکی بصارت جاتی رہی تھی قبر انکی بقیع مین ہی ابن قتیبہ نے کہا کہ عقیل کی اولاد یہ تھی مسلم عبد اللہ محمد رملہ عبید اللہ یہ ام ولد سے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت مسلم بن عقیل کی والدہ نبطیہ تھین آل فرزند اسے اور عبد الرحمن اور حمزہ اور علی اور جعفر اور عثمان اور زینب اور فاطمہ اور اسما اور ام ہانی یہ اور مختلف بطنون سے ہین اور یزید اور سعد اور جعفر اکبر اور ابو سعید یہ اور سے ہین اور اسما ربا ہی تھین عمرو بن علی ابن ابی طالب کو

شہادت فرزندان حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار

جب اولاد عقیل سب شہید ہو گئے تو نوبت فرزندان عبد اللہ ابن جعفر طیار کی آئی سب سے پہلے محمد بن عبد اللہ بن جعفر حاضر حضور امام علیہ السلام ہوے اور عرض کیا کہ ای شاہباز بلند پرواز اوج ولایت ولے عنقای آسمان سیاے قاف قرب ہدایت مجھے بھی اجازت ہو حضرت نے اجازت دی اُنھون نے میدان کیطرف رخ کیا اور رجز پڑھا نور الائمہ نے اُس رجز کا ترجمہ یون لکھا ہی کہ ای کوفیان بد انجام واے نا اہلان شام

اشعار

باشما کارزار خواہم کرد تا کنم دست ظالمان کوتاہ شکوہ در پیش جعفر طیار	بر شما کارزار خواہم کرد پاے بر جا استوار خواہم کرد از شما بیشمار خواہم کرد	وز برای حسین ابن علی کین خود از شما بخواہم خواست	جان خود را نثار خواہم کرد خشم خویش آشکار خواہم کرد

پھر لڑے اور روے میدان کو مغز سرہاے اشقیا سے چیت کر کے آخر شہادت پائی اُنھون نے دس آدمی مارے انکے بھائی عون بن عبد اللہ بھائی کا حال دیکھکر بے اختیار ہو گئے اور لڑنے لگے اُنھون نے ستائیس آدمی مارے آخر کار رخت حیات مستعار سرا اُٹھاکر منزل بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ مین جا اُتارا کامل مین ہے

یعنی بلکہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس روزی دیے جاتے ہین خوش ہین ساتھ اس چیز کے کہ دی ان کو اللہ نے اپنے فضل سے ۱۲

کہ محمد بن عبد اللہ بن جعفر کا قاتل عامر بن نہشل تیمی تھا اور عون بن جعفر کا قاتل عبد اللہ بن قطبہ طائی تھا
فائدہ عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب انکی کنیت ابو جعفر ہی حبشہ مین یہ پیدا ہوے اور یہ اجود عرب تھے انکی وفات مدینے مین ہوئی یہ قول ابی الیقظان کا ہی اور اورون نے کہا کہ انکی وفات ابوا مین ہوئی اور وہین ۹۰ سنہ مین دفن ہوے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت جعفر کی وفات کے وقت یہ دس برس کے تھے پس سال ہجرت مین پیدا ہوے ہونگے اور انکی عمر نوے برس کی تھی ان پر سلیمان بن عبد الملک نے نماز پڑھی انکی اولاد یہ ہی جعفر اکبر اور علی اور عون اکبر اور عباس اور ام کلثوم بطن حضرت زینب بنت علی سے اور محمد اور عبد اللہ اور ابوبکر بطن خوصا ربنت حفصہ ایک بنی تیم اللہ بن ثعلبہ سے اور صالح و موسیٰ و ہارون و یحیی بطن لیلی بنت مسعود بن خالد نہشلی سے اور معاویہ و اسحق و اسمعیل و قاسم اور مختلف بطنون سے اور حسن اور عون اصغر یہ بطن جمانہ بنت مسیب فزاریہ سے ہین حضرت ام کلثوم بنت حضرت زینب قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب کو بیاہی تھین پھر اُن کے بعد ابان بن عثمان نے اُن سے نکاح کیا پھر حجاج بن یوسف ثقفی نے کذا فی المعارف

شہادت حضرت عبد اللہ بن امام حسن علیہ السلام

جب حضرت امام مظلوم کے دونون بھائیون نے شہادت پائی تب نوبت برادرزادگان امام علیہ السلام کی آئی پہلے حضرت عبد اللہ نے آکر عرض کیا کہ اے عم مکرم اب ہمکو اجازت دیجیے کہ ہم بھی اپنے قافلہ اون کا ساتھ دین آپنے انکو گلے لگا کر بہت سمجھایا مگر بالآخر سوائے اجازت دینے کے کچھ بن نہ آیا وہ شیر بیشہ شجاعت میدان مصاف مین آکر رجز پڑھنے لگے

اشعار
پدرم محترم و عالی جاہ ۔ نور بینائے زہرا حسن ست
وین شہنشاہ گرانمایہ حسین ۔ ہادی راہ حق و عم من ست

پھر یہ کہکر تلوار چمکائی ایک حملے مین بیاسی اشقیا کو راہ عدم دکھائی عمرو بن سعد گھبرایا اور اپنے سوارون مین جا چھپا اور سب کو خلعت و انعام کا لالچ دلا کر کہا کہ اس جوان ہاشمی کو کسیطرح مارنا چاہیے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ حضرت عبد اللہ بن حسن قلب لشکر مین آپڑے بختری بن عمرو شامی نے عمرو بن سعد سے کہا کہ یہ دعوی سپہ سالاری ور اس پر ان سے یون بھاگنا اور اسکی ہیبت سے اتنا ڈرنا اور کانپنا وہ بے تمیز بولا کہ جان سبکو عزیز ہوتی ہی مین نہ بھاگتا تو کیا کرتا اے بختری اگر تجکو اس بات مین شک ہو تو یہ جوان ہی اور یہ میدان سامنے جا تو ہی اپنی بہادری دکھلا بختری غصے مین آیا اور دلاوری تو دیکھیے کہ پانسو سوار لیکر عبد اللہ پر حملہ آور ہوا ادھر حضرت امام علیہ السلام نے یہ حال دیکھ کر عبد اللہ کی مدد کو محمد بن انس اور سعد بن ابی وجانہ کو کہ آپکے یارون مین یہی رہ گئے تھے اور فیروزان اپنے غلام کو بھیجا ان چارون سوارون نے پانسو کو آگے دھر لیا اور بھگاتے ہوے قلب لشکر تک لے گئے پھر شیث بن ربعی پانسو سوار سے بختری کی مدد کو آیا

اور ایسی کتاب مین بیان اولاد عبد اللہ بن جعفر مین لکھا ہے ... ام کلثوم ... بن محمد بن جعفر ... ۱۲
ابان بن عثمان سے ... پھر نکاح کیا ... بن یوسف ... واللہ اعلم ۱۲ منہ

غرض ہزار سواروں نے اُن چار کو بیچ مین لے لیا عبد اللہ نے شیث کی طرف رخ کیا اور فیروزان نے بختری کیطرف اور
پھر اُن اشقیا کو زیر و زبر کرنا شروع کیا عمرو بن سعد سے نقل ہی کہ وہ کہتا تھا اسد کی قسم فیروزان اُس روز ایسا لڑتا تھا
کہ اگر ایک پیالہ پانی پاتا تو ہمارے لشکر مین سے ایک بھی اُسکے ہاتھ سے نہ بچتا ایک سو تیس آدمی نیزے سے اور
بیس آدمی تلوار سے اُسنے قتل کیے تھے آخر فیروزان کثرت حرب اور شدت تشنگی سے بیطاقت ہو گیا اور ایک
مردود کا نیزہ کھا کر اور سپر سر پر رکھکر مخالفون سے لڑتا تھا کہ اسد بھی اُسکے پاس آ ہی پونچا اور چاہا کہ فیروزان کو
اپنے گھوڑے پر سوار کرے کہ ایک جماعت نے اُن دونون کو گھیر لیا اور ہر طرف سے طعن و ضرب نیزہ و شمشیر کے دیے
اُس اسد نے تو نیستان شہادت کی راہ لی حضرت عبد اللہ نے آکر قاتل اسد کو قتل کیا اور فیروزان کو کہ زخمون سے
چور تھا اپنے گھوڑے پر اپنے آگے بٹھایا گھوڑا کئی دن کا بھوکا پیاسا تھا دو آدمی کا بوجھ نہ اُٹھا سکا کھڑا ہو رہا حضرت
عبد اللہ پیادہ ہوے اور فیروزان کو اپنے لشکر مین لیچلے راہ مین فیروزان نے بھی بہشت کی راہ لی حضرت عبد اللہ
سبت رونے نقل ہی کہ اُسوقت تک عبد اللہ کے ستر زخم لگ چکے تھے آپ پھر میدان مین آئے اور مبارز مانگا
مارے خوف کے ایک بھی نہ نکلا ابن سعد کی للکار سے ابن الاحجار بڑی گفتگو کے بعد نکلا اور مارا گیا پھر اُسکے
بیٹے اور بھتیجے میدان مین آکر آب شمشیر کی گھاٹ سے دریاے مرگ مین بہے اور دوزخ کی گھاٹ جا اُترے
حضرت عبد اللہ نے پھر مبارز مانگا کوئی نہ نکلا بہ تنگ ہو کر دائین بائین لشکر کے دیکھنے لگے اور نیزہ پھیرتے ہوے اپنے
لشکر مین آئے اور حضرت امام علیہ السلام سے آکر عرض کیا کہ چچا مین پیاسا ہون آپنے فرمایا بیٹا یہان پانی کہان اب نانا اور
باپ کے ساتھ بہشت ہی مین پینا حضرت عبد اللہ پیاسے پھر میدان مین آئے اور زخم کاری نیزہ و تلوار کا کھا کر
جام شہادت نوش کیا حضرت امام اور مخدرات عصمت کو اپنے درد و غم مین بیہوش کیا **رباعی**

دردا کہ دل از حادثہ غمناک افتاد	در دیدہ ز سیل اشک خاشاک افتاد	نوبادۂ باغ عمر از شاخ امید	بی آنکہ رسیدہ بود در خاک افتاد

شہادت حضرت قاسم علیہ السلام

حضرت قاسم ابن امام حسن علیہ السلام کہ اُنکی عمر اُنیس برس کی تھی مسلح ہو خیمے سے نکلے اور چچا سے عرض کیا
کہ مجھکو رن کے جانے کی اجازت دیجیے آپ نے فرمایا کہ اے نور چشم اور اے لخت جگر یہ کیا کہتے ہو تم ہرگز رن کو نہ جاؤ
اپنا داغ ہمکو نہ دکھاؤ اور حضرت قاسم کی والدہ نے بھی لپک کر اُنکا دامن پکڑا اور آہ سرد کے ساتھ خیمے مین

کھینچا اور رو کر فرمایا **شعر**	ای مدلم گرفتہ جا لطف کن از نظر مرا	مرہم سینہ چون توئی مرہم دیدہ ہم تو شو

حضرت قاسم خیمے مین سر بزانو ہو کر رونے لگے آخر اجازت پائی اور تقدیر الٰہی کشان کشان حضرت قاسم کو
ہجوم اعدا مین لے آئی خوب لڑے اور بہتون کو دوزخ مین پونچایا لشکر عمرو بن سعد آپ کی بہادری دیکھکر
لرزان تھا کوئی شقی آپ کے مقابل مین نہ آتا تھا عمرو بن سعد نے ارزق شامی سپہ سالار کو بلا کر کہا کہ اس جوان کے

سامنے کوئی نہین جاتا تو ہزار پیادہ وسوار لیکر جا اور اُسکو مار آ اُسنے کہا اے عمرو بن سعد تجھے شرم نہین آتی کہ مجھ ایسے پہلوان کو جسکا غلغلہ مصر و شام مین ہے ایک بچے کے مقابلے مین بھیجتا ہے عمرو بن سعد نے کہا اسکی کم سنی پر نجا یہ شیر دلیر حضرت امام حسن علیہ السلام کے بیٹے ہین اور حضرت مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور علی مرتضیٰ کے پوتے ہین یہ بھوکے پیاسے جدھر رخ کرتے ہین سوار و پیادہ کا یکسان سر کاٹ کر پھینک دیتے ہین ازرق نے کہا جو تو چاہے کہ مین لڑکے سے لڑنے کو جاؤن تو مین نہ جاؤنگا اگر ایسا ہی تیرا اصرار ہے تو میرے چار بیٹون مین سے کہ ہر ایک عرب مین اپنا ثانی نہین رکھتا کسی ایک کو بھیج وہ اُسکو مار آئیگا عمرو بن سعد نے منظور کیا ازرق کا بیٹا گھوڑے پر سوار ہوکر تیغ آبدار ہاتھ مین لیکر میدان مین آیا حضرت قاسم نے اُس سے کچھ خوف نہ کھایا اور گھوڑے کو چمکا کر ایک خنجر ایسا مارا کہ وہ شیطان زخمی ہوکر زمین پر گرا اور تھوڑی دیر مین ٹھنڈا ہو گیا اُسکا دوسرا بھائی آیا آپ نے پہلے ہی وار مین ایسا نیزہ اُسکے پہلو مین مارا کہ وار پار ہو گیا وہ بھی اپنے بھائی کے ساتھ داخل نار ہوا تیسرا بھائی آیا اُسکے بھی پیٹھ پر ایسا نیزہ لگا یا کہ پیٹھ سے توڑ کر نکل گیا ازرق یہ حال دیکھتا اور کلیجہ چٹکیون سے ملتا تھا آخر مین چوتھا بیٹا اُسکا مقابلے مین آیا آپ نے ایک ہاتھ اُسپر بھی چھوڑا وہ زخمی ہوکر لشکر مین آیا اور وہین سے عدم کا راہی ہوا ازرق تو بیٹون کے غم مین چور تھا ہی طیش مین آکر میدان مین آ حضرت قاسم کے گھوڑے کی پیٹھ پر نیزہ چلایا گھوڑا گر پڑا آپ پیادہ ہو گئے اور ویسے ہی لڑنے مین مصروف رہے اور اُسکو للکار کے جوش دلایا فرمایا تو سپاہی کہلاتا ہے دیکھ تیرے گھوڑے کی خوگیر ڈھیلی ہو گئی ازرق ادھر اُدھر دیکھنے لگا آپنے پھرتی سے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ اُسکی گردن کٹ گئی لشکر عمرو بن سعد حضرت کی دلاوری دیکھ حیران ہوا اشقیاے شام کی طبیعت بگڑی اتنے مین حضرت قاسم ازرق کے گھوڑے پر سوار ہوکر حضرت امام کے پاس آئے اور صداے العطش العطش زبان پر لائے اور عرض کیا کہ افسوس پانی نہین پاتا اگر ایک گھونٹ بھی پانی ملجاتا تو سارے لشکر کو ابھی کاٹ کر ڈال دیتا غرض یہ کہکر آپ پھر لشکر کے مقابل آئے اور پھر تیس پیادہ اور پچاس سوار مارے عمرو بن سعد کے لشکر مین زلزلہ پڑ گیا جب اُسنے خفا ہوکر للکارا اور غیرت دلائی تو ہر طرف سے شامیون نے آپ کو گھیر لیا اور پتھر برسانا شروع کیے شیث بن عمرو بن سعد ملعون نے سینۂ مبارک پر آپ کے ایسا نیزہ مارا کہ پشت مبارک کے پار ہو گیا پھر آپ نے ستائیس زخم متواتر کھائے اور پکارا ادرکنی یا عماہ چچا جان میری خبر لیجیے آپ یہ سنکر کسی طرح اُنکو خیمے مین اُٹھا لائے یہان آکر حضرت قاسم نے شہادت پائی کامل مین ہے کہ حضرت قاسم کا قاتل سعد بن عمر بن نفیل ازدی تھا اور سعادت الکونین مین ہے کہ ایک بددین نے لشکر اعداسے آپ پر حملہ کیا اور آپ کو تلوار سے وہین شہید کیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور روایت نکاح حضرت سکینہ دختر امام کی حضرت امام قاسم سے فریقین کے نزدیک غلط اور بے سر و پا ہے

اُسوقت اس کام کی فرصت ہی کہان تھی پھر عمر اور ابُوبکر جناب امام حسنؑ کے صاحبزادے حضرت امام قاسم کے
بھائی باری باری کوفیان ناری کے سرون پر گئے اور دس پانچ کو مارکر شربت شہادت نوش فرمایا

شہادت ابو بکر بن علیؑ

پھر حضرت ابوبکر بن علی نے میدان مین آنے کی اجازت حضرت امام علیہ السلام سے چاہی آپ نے فرمایا آہ
تم ایک ایک سدھارتے چلے جاتے ہو آخر اجازت لیکر میدان مین آئے اور لڑنا شروع کیا جدھر بڑھتے کشتون کے
پشتے لگا دیئے آخر قدامۂ موصلی کے نیزے یا زخم تیر عبداللہ بن عقبۂ عنصری یا زحیر بن بدر نخعی سے **شعر**

رخت ازین منزل فانی بربست	بطربخانۂ جاوید نشست

اُنکے بعد عمر بن علیؑ نے اجازت لی اور
لڑنے کو آئے آخر روضۂ رضائے پروردگار مین جاکر قرار پکڑا اور بعضے لکھتے ہین کہ عمر بن علی اُس لڑائی
مین نہ تھے وَھُوَالْاَصَحُّ عِنْدَ عُلَمَاءِ النَّسَبِ پھر عثمان ابن علی آئے اور وہ بھی خوب لڑے آخر یزید الطحی
کے زخم گران نے اُس چراغ دودمان ولایت کے شمع حیات کو ہوائے اجل سے بجھایا اُنکے بعد جعفر بن علی آئے
اور شربت شہادت پیکر راہی فردوس برین ہوئے اُن کے بعد عبداللہ بن علی با دیدۂ گریان وسینۂ بریان
لڑنے کو آئے لکھتے ہین کہ ایک سو تیرہ مخالفونکو مار کر زخم ہانی بن ثویب حضرمی سے گھوڑے سے گرکے **شعر**

نجات یافت ازین دامگاہ رنج وعنا	نزول کرد بایوان جنت الماوا

شہادت حضرت عباس علمدار

حضرت امام علیہ السلام کے جب سب بھائیون نے یکے بعد دیگرے شہادت پائی تو اب باری حضرت عباس
علمدار کی آئی آپ نے بھائیون کا حال دیکھکر اشکہائے پرخون دیدۂ محنت کشیدہ سے روان کیے اور فرمایا کہ **شعر**

آیا برادران وعزیزان کجا شدند	در دشت کربلا ہمہ ازہم جدا شدند

پھر آمادۂ قتال اہل جدال ہوئے
امام تشنہ کام نے اُنکا ارادہ ملاحظہ فرماکر کہا بھائی تم تو میرے لشکر کے علمدار ہو ایک تم ہی برادر غمخوار رہ گئے ہو
دل نہین مانتا کہ تمکو بھی صف اعدا مین جانے دون اُنھون نے عرض کیا کہ کیا نامردی ہی کہ بھائیون کے
سر کٹین اور مین سر سلامت لیکر پھرون اُنکا ساتھ نہ دون اِسکے سوا اب تو سکینہ اور علی صغر کی پیاس دیکھی
نہین جاتی زندگی سے دل اوداس کیے دیتی ہی اُنکا بلکنا دل تڑپاتا ہی اور اُنکا پھڑکنا مارے ڈالتا ہی اب تو
رہا نہین جاتا فرات سامنے ہو اور افسوس یہ بچے پانی کو ترسین جاتا ہون جسطرح ہوگا پانی لاتا ہون غرض آپنے
اجازت پائی اور مشک لیکر میدان مین آئے اور پھر بامید رحم اور اتماماً للحجۃ اُن بیدینون سے مخاطب ہوکر فرمایا ای
کوفیو خدا سے ڈرو اور ای شامیو رسول سے شرماؤ حیف ہی کہ نور نگاہ رسالت پناہ کو یون بُلاؤ اور اُن کے
اعزا و اقربا کے سر کاٹو اور باقی ماندون کو قطرۂ آب سے ترساؤ یہ کیا کرتے ہو حضرت امام علیہ السلام اب بھی

فرماتے ہین کہ ہماری قتل سے باز آؤ ہمکو چھوڑ دو کہ ہم اور کہین چلے جائین گوشے مین بیٹھکر خدا کی یاد کرین ومین رہجائین قیامت تک پھر ادھر نہ آئین جب لشکر اشقیا نے یہ کلام حسرت التیام حضرت عباس سے سُنا تو کچھ تو چپ رہے اور کچھ سنگدل بے اختیار رونے لگے آخر شمر فاجر اور شیث خبیث اور حجر بد گہران تینون نے سامنے آکر کہا کہ ای عباس اپنے بھائی سے کہدو کہ اسوقت دریاے فرات کیا اگر تمام روے زمین پانی ہوجا ئے تو بھی ہملوگ ایک قطرۂ آب آپ کو خیمے مین نہ لیجانے دینگے جب تک آپ یزید کی بیعت قبول نہ کرینگے اور آپ کہین جانے بھی نہ پائین گے حضرت عباس یہ سنکر با دل مغموم حضرت امام مظلوم کی خدمت مین گئے اور سارے اعدا کی کینہ پروری اور سرکشی کی تقریر بیان فرمائی اُسوقت نا امید ہو کر تشنہ کامان اہل بیت نے اور بھی نعرے العطش العطش کے بلند فرمائے ننھے ننھے بچے پیاس کے مارے تڑپنے لگے حضرت عباس سے یہ نہ دیکھا گیا گھوڑے پر سوار ہوکر ہزارون اشقیا کو مارتے ہوے فرات کے کنارے پونہچے وہان پیادہ اور سوارون کے پرے جمے تھے اُنھون نے دیکھتے ہی روکا حضرت عباس نے پوچھا ای لوگو تم کون ہو مسلمان یا کافر سبھون نے کہا ہم مسلمان ہین آپ نے فرمایا آیا ایمان یہی ہی کہ فرات پر چرند و پرند پانی سے سیراب ہون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ایک قطرۂ آب کو ترسین اور تم ہی ترساؤ

شعر مسافرون کو ندو ایک بوند پانی کی | بلا کے گھر مین غرض خوب میہمانی کی

ارے اب بھی شرماؤ اس حرکت سے باز آؤ یہی کو شجاعت کہتے ہین یہ سُنکر سیاہ نے حضرت عباس کو چارون طرف سے گھیر لیا اور تیغ بید ریغ کا مینھ برسنا شروع ہوگیا حضرت عباس زخم پر زخم کھاتے ہوے اکیلے اُن ہزارون کو کاٹتے ہوے فرات مین گھسے مشک مین پانی بھرا اور چاہا کہ ایک چلو پانی پئین کہ تشنگی امام تشنہ کام اور ننھے بچون کی یاد آئی طبیعت بگڑی پانی پھینک دیا آہ سرد بھر کر مشک کو کندھے پر رکھکر سوار ہو کر خیمے کی جانب خیز کیا اور فرمایا

شعر گھر پہونچتے ہین کہ سرتن سے جدا ہوتا ہی | دیکھین اب پیاسونکی تقدیر سے کیا ہوتا ہی

ناگاہ سپاہ شام نے آپ کو حلقے مین کر لیا نوفل نے دھوکا دیکر ایک تلوار ماری داہنا ہاتھ آپ کا کٹ گیا فوراً آپ نے جرأت کرکے وہ مشک بائین کاندھے پر رکھ لی یکایک ایک شقی نے پیچھے سے ایک ایسا خنجر چلایا کہ بایان ہاتھ بھی کٹکر زمین پر گرا پھر مشک دانتون سے پکڑی اور باوجود اسکے کہ بھوک کا غلبہ اور پیاس کی شدت تھی اور دونون ہاتھ کٹ گئے تھے اور ہر طرف سے تیر اور تیغ بید ریغ کے برسنے کی وجہ سے جسم پر نزے پہ نزے تھا مگر اُس دلیر نے مشک نہ چھوڑی دانتون سے دابے ہی رہا چانک مردودون نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ مشک کے پارہ ہوگیا سب پانی بہ گیا

شعر جسم عباس کا زخمی ہوا شمشیرون سے | مشک خالی ہوئی پانی بھی بہا تیرون سے

اُسوقت آپنے ایک آہ کی اور فرمایا کہ الٰہی تیری قدرت کے بھی عجب تماشے ہین کچھ سمجھ مین نہین آتے

اشعار پھر تو عباس سے بیٹھا نہ گیا گھوڑے پر | گر پڑے خاک پہ وہ ہاے حسینا کہہ کر

بھائی دوڑو تھین عباس کی بھی کچھ ہی خبر | پڑگیا شور کہ ٹوٹی شہ بیکس کی کمر | آسمان کانپا زمین خوف سے تھرانے لگی
عرش اللہ سے رونے کی صدا آنے لگی | حضرت امام تشنہ کام یہ آواز سنکر وہان تشریف لائے اور سارا جسم عباس کا
زخمون سے چورا اور بازو کٹے ہوے دیکھکر بہت روئے اور اُنکی نعش خیمے مین اُٹھا لائے حضرت عباس نے
آنکھ کھولکر بھائی کو دیکھا اور اللہ کہا اور پھر آنکھ بند کرلی **شعر** جان گئی جان کے جویا کے پاس
پونہچا مریض اپنے مسیحا کے پاس کامل مین ہی کہ حضرت عباس کا قاتل زید بن داود جہنی اور حکیم بن طفیل
سنی تھا حضرت امام علیہ السلام کو شہادت حضرت عباس کا بڑا رنج و ملال ہوا فرمایا **شعر**

برفت آن ماہ و من بیچارہ گشتم	زکوے خوشدلی آوارہ گشتم	اور یہ بھی فرمایا کہ اب ہماری کمر ٹوٹ گئی
سب یار و جان نثار چلدیے آہ **شعر**	ساحل دکھائی دیتا ہی مجکو نہ تھاہ ہی	دریاے غم مین کشتی ہماری تباہ ہی **شعر**
الاف تحیات و سلامم بہ پیمبر	زان بعد نثار رشہ دیندار توانکرد	

شہادت حضرت علی اکبرؑ

مسلمانو حضرت امام تشنہ کام کی بیکسی اور بے بسی اور تنہائی کو غور کرو اور آپ کے اس صبر پر قربان ہو ایک تو
سر پر ستونکا سر سے اُٹھ جانا دوسرے شامیان پردغاکی بدولت کنبہ بھر کے سرون کا کٹنا اور پھر بیٹھے بیٹھے
آنکھون سے دیکھنا یہ کیا قیامت بالاے قیامت ہی اور کیسی مصیبت و آفت ساری دنیا ایک جنگل مین مٹی
دم بھر مین عمر بھر کی کمائی لٹی قربان ایسی ہمت خداداد کی کہ با اینہمہ آپ سر تسلیم جھکائے اور قدم رضا جائے ہی
ہے اب کوئی باقی نرہا جو تصدق حضرت شاہ شہیدان ہو بجز آپکی ذات بابرکات اور تینون شاہزادون کے
اُن مین سے حضرت سجاد تو بیمار ہی تھے حس و حرکت سے ناچار ہی تھے اور حضرت علی اصغر شیر خوار قابل کارزار
کہان تھے البتہ منجھلے صاحبزادے حضرت علی اکبر علیہ السّلام تھے یا آپ پھر حضرت نے مجبور ہوکر خود میدان
جانیکا ارادہ کیا اہل بیت سے رخصت ہونیکو خیمے مین تشریف لائے حضرت عابد کو گلے لگاکر حرف رخصت زبان پر لائے **اشعار**

میرے عابد تری مظلومی کے صدقے بابا	علی اکبر علی اصغر ترا حامی ہی خدا	ہمتو جاتے ہین ہی لال کٹانے کو گلا
سب کو سونپا تھین اور تمکو خدا کو سونپا	تابع مرضی حق ای مرے عابد رہنا	باپ کی بیکسی اور پیاس کے شاہد رہنا

اتنے مین حضرت علی اکبر آئے **روایت ہی** کہ حضرت علی اکبر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے
چنانچہ جب کبھی اہل مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کے مشتاق ہوتے تو حضرت علی اکبر کو دیکھ لیتے
غرض حضرت علی اکبر نے سب سے اجازت اور رخصت چاہی مگر کوئی راضی نہوتا تھا اور کسیطرح نہ مانتا تھا آخر جب
بہت اصرار کے بعد سب مجبور ہوے تو کہا بسم اللہ اور حضرت امام تشنہ کام نے کلیجہ تھام کے دعا دی اور گھوڑے پر
چڑھاکر اسطرح پر رخصت فرمایا **شعر** | جاؤ میدان مین اگر مجپہ فدا ہوتے ہو | آخری وقت مین افسوس جدا ہوتے ہو

حضرت علی اکبر کا سن اٹھارہ برس کا تھا آپ آراستہ ہو ہتیار لگا گھوڑے پر سوار ہو کر علم آرائی معرکہ ہوئے

اشعار

حسبوقت رزمگاہ مین ثبت زمان | پونہچا سوار اسپ کے اوپر لیے سنان
تھا شور فوج شام مین بھاگو ستمگران | پوتا علی کا آج کھڑا رزمگہ مین ہے
کانپی زمین خوف سے تھرایا آسمان | لڑنے کی کسکو تاب بھلا ابن سعد مین ہے

نور العین مین ہے کہ حضرت علی اکبر نے یہ اشعار پڑھے **اشعار**

اَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِی | نَحْنُ وَحَقِّ اللهِ اَوْلٰی بِالنَّبِی | اَطْعَنُکُمْ بِالرُّمْحِ طَعْنَ صُیَّبِ
اَضْرِبُکُمْ بِالسَّیْفِ اَحْمِی عَنْ اَبِی | ضَرْبَ غُلَامٍ هَاشِمِیٍّ عَرَبِی | مِنْ اٰلِ بَیْتِ الْهَاشِمِیِّ الْیَثْرِبِی

نقل ہے کہ جب اشقیا نے حضرت علی اکبر کو دیکھا تو اُنکی ہیبت اور جلالت شان سے سبکی صورتین زرد ہوگئین اور دل پانی پانی ہو گئے لشکر ابن سعد نے پوچھا **اشعار**

این کیست سوارہ کہ بلاے دل و دین است | صد خانہ برانداختہ از خانۂ زین است
ماہی ست درخشندہ چو بر پشت سمند است | سرو یست خرامندہ چو بر روے زمین است

عمرو بن سعد نے دیکھکر کہا کہ یہ فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہین کہ حضرت پیغمبر خدا سے مشابہ ہین انکی شجاعت اور بہادری دیکھنا چاہیے چنانچہ آپ نے مبارز طلب کیا کوئی شخص مقابلے پر نہ آیا آپ نے خود اُس لشکر پر حملہ کرکے بجلی کی طرح تلوار چمکائی دس حملے حضرت نے کیے ہر حملے مین فوج اشقیا کے دو تین آدمی مارے تین یا پچیس شقی آپ کے ہاتھ سے سیدھے دوزخ کو گئے اس ریاضت شاقہ سے پیاس نے غلبہ کیا زبان مبارک خشک ہوگئی لشکر مخالف سے لوٹے اور حضرت امام سے پیاس کی شکایت فرمائی کہ بابا جان مارے پیاس کے بیتاب ہون ایک چلو بھی پانی اگر پی لیتا تو آپ دیکھتے کہ پھر ان اشقیا کو موت کے گھاٹ کیسا اُتارتا حضرت نے فرمایا ای جان پدر کیا کرون پانی کہان سے لاؤن کربلا مین جو آب ہی وہ ہمکو سراب ہی سکینہ اور علی اصغر گود مین تڑپ رہے ہین کئی روز کے پیاسے اور بھوکے ہین لو میری زبان منہ مین رکھ لو کہ تسکین ہو جائے حضرت علی اکبر نے زبان مبارک چاٹی اور پھر لشکر اعدا پر حملہ کیا عمرو بن سعد نے طارق بن شیث سے کہا تو جا اور اُسکا کام تمام کر تجکو حکومت موصل وغیرہ کی دونگا اُسنے کہا ڈرتا ہون کہ مین فرزند رسول اللہ کو مارون اور تو اس وعدے سے مکر جائے اُسنے قسم غلیظ کھائی آخر اُسنے ہتیار لگا کر میدان مین آکر ایک نیزہ حضرت علی اکبر پر مارا آپ نے اُسکا وار خالی دیا اور اُسکے سینے پر نیزہ مارا دو بالشت اُسکی پیٹھ سے نیزہ باہر نکل آیا طارق گھوڑے سے گرا اور مر گیا پھر اُسکا بیٹا عمرو بن طارق آیا وہ بھی مارا گیا پھر دوسرا بیٹا طلحہ ابن طارق آیا اُسنے بھی اُنھین باپ اور بھائی کے قدم نامبارک پر قدم رکھا لشکر میں تہلکہ پڑ گیا کہ یہ کیا ہوا عمرو بن سعد ڈرا اور مصراع بن غالب کو بھیجا وہ بھی مارا گیا پھر محکم بن طفیل یا ابن نوفل کو

بھیجا آپ نے اُنکو بھی مار الشکر مین عجب آفت قائم ہوگئی آپ پھر کر اپنے والد ماجد کے پاس آئے اور فرمانے لگے
العطش العطش حضرت کا اضطرار اور جوش شفقت اُسوقت جو کچھ ہوا ہوگا اُسکو کچھ جاننے والی ہی خوب جانتے ہین
آپ کیا کرتے پانی کہان سے لاتے فرمایا بیٹا پانی کہان سے لاؤن جو تمھین پلاؤن لڑو اپنے جد محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس جلد جاؤ تمکو اب وہی بھر پیالہ پانی پلائین گے یہ پھر آئے اور بار دیگر حملہ آور ہوئے اب
اکاسی آدمیون نے لشکر اشرار مین سے دائین بائین اُنپر حملہ کیا اس مرتبہ آپ کے زخم بہت لگے آخر طعن نیزۂ
ابن نمیر سے اور بقولے ضرب تیغ منقذ بن مرہ عبدی سے گھوڑے سے گرے اور نعرہ مار اکہ ای باپ مجھے گرے ہوئے
کو اُٹھاؤ آپ اُنکی آواز سنکر فوراً دوڑے ہوئے آئے اور اُنکو خیمے مین اُٹھالائے آخرہ خورشید آسمان ولایت جو
ابھی افق امامت سے طالع ہوا تھا اور ہنوز مدارج منازل کمالات طے نہ کیے تھے کہ دفعۃً شفق غروب و سحاب خون
مین مختفی ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون اس درد کی سوزش سے وہی غمزدہ باخبر ہی جو آتش جانسوز رحلت
فرزند دلبند ارجمند لخت جگر نور بصر مین مبتلا ہوا ہوگا

اشعار

کہ روزی از جوانی دور ماندہ ست	اماما تشنہ زبانکا بیان کرون کیا غم	ہلاک جان من آن پسر واللہ
ہراک سے کہتے تھے غم مین بدیدۂ پرنم	مسافری نرسیدا زعدم کز و برسم	پسر کی نعش پہ روتے تھے خیمے مین ہردم
		کہ پیر حیرخ کجا برد نوجوان مرا

لمؤلفہ فرماتے تھے حضرت مرے دلبر علی اکبر افسوس صد افسوس
مرنے سے ترے زخم لگا میرے جگر پہ افسوس صد افسوس
تم زیر زمین جاتے ہو اب جینے پہ ہی خاک سب خلق ہی غمناک
آئیگی نظر اب کہان شکل پیمبر افسوس صد افسوس
ای نور نگہ آنکھون مین تاریک ہی عالم کس سے کہین یہ غم
یاد آتا ہی رہ رہ کے ترا روئے منور افسوس صد افسوس
سمجھاؤن مین کس کس کو نہین کوئی سمجھتا پردیس مین بیٹا
برپا تری رحلت سے ہوا خیمے مین محشر افسوس صد افسوس
سب دیکھ کے ہوجاتے تھے دیوانہ و شیدا وہ چاند سا مکھڑا
آفت تھے وہ بکھرے ہوئے گیسوئے معنبر افسوس صد افسوس
منظور نہ ہوتی تھی جدائی تری زنہار ای مونس دلدار
اب دیکھتا ہون ہائے ترا تن سے جدا سر افسوس صد افسوس
ہمشکل نبی عارض پرنور کو دیکھا کچھ رحم نہ آیا
بے مہر ہین بیدین ہین کیسے یہ ستمگر افسوس صد افسوس
بے گور و کفن ہائے پڑا ہی ترا لاشا ہون بیکس و تنہا
کچھ بن نہین پڑتی ہی مجھے وائے مقدر افسوس صد افسوس
یہ کون خبر میری سنے کون یہ فریاد اب ای دل ناشاد
نانا مرے احمد ہین نہ بابا مرے حیدر افسوس صد افسوس

اور بعض رسائل معتبرہ مین ہی کہ حضرت علی اکبر جب زمین پر گرے تو ظالمون نے تلوارون سے وہین ٹکڑے
کر ڈالا واللہ اعلم بالصواب **شعر** آلاف تحیات و سلام بہ پیمبر | زان بعد نثار شہ دیندار تو انگرد

شہادت حضرت علی اصغرؑ

جب سب بھائی بھتیجے کہ ایک ثمرۂ شجرۂ رسالت اور غرۂ جبہۂ ولایت تھے بھوکے پیاسے

شربت شہادت پی چکے اور ساغر مامعین کف حور عین سے لے چکے اور آپ نے اپنے سب ساتھیون کو دائین بائین مردہ پڑا دیکھا اور زبان حال سے یہ سنا کہ **شعر** | زمین کربلا پر فاطمہ کے پھول بکھرے ہین | شہیدونکی یہ خوشبو ہے کہ سب جنگل مہکتا ہے

تو آپ اپنی تنہائی کو خیال کرکے روئے اور آسمان کی طرف سر اُٹھاکے فرمایا اَللّٰھُمَّ تَرٰی اَنَّھُمْ مَا صَنَعُوا اے خدا تو خوب دیکھتا ہے جوان لوگون نے کیا ہے اتنے مین اشقیا نے سید الشہدا پر بلوا کیا اور ایک تیر چلایا کہ حضرت کے گھوڑے کے لگا آپ گھوڑے سے اُترے اور زمین پر بیٹھ گئے پھر علی اصغر کو کہ شدت تشنگی سے خیمے مین روتے تھے آپنے جا کر گود مین لیا اور زبان مبارک اُن کے مُنہ مین ڈالی جس سے فی الجملہ تسکین ہوئی اور رسالہ نور العین مین ہے کہ آپ خیمے مین تشریف لائے اور اپنی بہن سے فرمایا کہ اے بہن میرے چھوٹے لڑکے کو لاؤ کہ مین اُسکو دیکھلون حضرت زینب نے حضرت علی اصغر کو لاکر کہا کہ اس بچے نے تین دن سے پانی نہین پیا ہے اشقیا سے ایک چلو پانی مانگو یہ کہکر علی اصغر کو حضرت کی گود مین دیدیا آپ اُنکو چومتے جاتے اور وہ مارے پیاس کے کمال بیقراری مین گود سے نکلے جاتے پھر آپ اُنکو گود مین اُٹھائے ہوئے اُن اشقیاے جفا کار کے سامنے لے گئے اور فرمایا اے قوم سرا یا لوم تمنے تو سب کو میرے ساتھیون سے حتی کہ بھائی اور بھتیجے اور بیٹون کو بھی مارا اب ایک مین ہی تمھارا گنہگار باقی ہون اس طفل صغیر نے کیا تقصیر کی ہے اسکو ایک گھونٹ پانی کیون نہین دیتے ہو کہ بچہ بغیر پانی کے ہلاک ہوا جاتا ہے اُن جفا کارون نے کہا کہ ہم تمکو اور تمھارے بچون کو بغیر اجازت ابن زیاد کے ایک قطرہ بھی پانی کا ندینگے یہ گفتگو حضرت سے ہو ہی رہی تھی کہ اس اثنا مین ایک ظالم بیدین نے ایسا تیر مارا کہ علی اصغر کے حلق مین ترازو ہوگیا اور وہ کنار پدر مین شہید ہوگئے آپ اُنکا خون اپنے ہاتھ سے پونچھتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُشْھِدُکَ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ اے اللہ مین تجھی کو اس قوم پر گواہ کرتا ہون پھر پلٹ کر خیمے مین آئے اور اُنکو ام کلثوم کو دیدیا اور بعضے رسائل مین ہے کہ آپ نے علی اصغر کی نعش اُنکی والدہ کے حوالے کی اور کہا لو یہ لڑکا آب کوثر سے سیراب ہوا ہے اور آپنے روکر بزبان حال یون فرمایا **شعر** | اے فلک پیر و جوانم ہمہ بر چیدی تو | طفل بے اسم بکنارم نہ پسندیدی تو | سارے اہل بیت بے اختیار رونے لگے اور زبان حال سے یہ ابیات حسب حال پڑھنے لگے

مولفہ تیر صغر معصوم پہ اعدا نے لگایا فریاد خدایا
بیدردی و بیرحمی سے ہے خون بہایا فریاد خدایا

کس طرح جگر اُسکے محبون کا نہ شق ہو کیونکر نہ قلق ہو
تڑپا کیا بچپین رہا پانی نہ پایا فریاد خدایا

بچون پہ ترحم کی نظر رسم جہان ہے مشہور و عیان ہے
افسوس لعینون نے ذرا ترس نہ کھایا فریاد خدایا

مرنے پہ بھی کچھ رحم نہین کرتے ستمگر اے وائے مقدر
پانی نہ ملا غسل کو وہ خون مین نہایا فریاد خدایا

فرماتے تھے شبیر ابھی عرش بھی ہلجائے مظلوم جو چلائے
ہے ہے مرے اعدا کو ذرا رحم نہ آیا فریاد خدایا

لب خشک ہے دم بند ہے کچھ کہ نہین سکتا ہے حالت سکتہ
ان آنکھون سے دیکھا جو مقدر نے دکھایا فریاد خدایا

پانی کے لیے ہاے تڑپتے رہے سادات اور مانگا تو پیاسا — بیدینوں نے آبِ دمِ شمشیر پلایا فریاد خدایا
سچ ہی غمِ فرزند اُٹھائے نہیں اُٹھتا یہ سب یہ ہی بلا — ٹوٹی ہی کمر ہاے یہ صدمہ جو اُٹھا یا فریاد خدایا
پھٹتا ہی جگر کیا کرین تدبیر بھلا ہم دارو ہی نہ مرہم — یہ زخم تو کاری دلِ مجروح ..... یا فریاد خدایا
کہتے ہین شقی آپ جو بیعت نہ کرینگے ہم پانی نہ دینگے — ہی آلِ محمدؐ کو لعینوں نے ستایا فریاد خدایا
افسوس کہ اب ہوگئے ہم بیکس و تنہا منظور جو یہ تھا — کیون کوفیون نے ہمکو دغا دیکے بلایا فریاد خدایا

ابن غنم صاحب کتاب الفتوح نے نقل کیا ہی کہ جب حضرت کے صاحبزادہ صغیر کے تیر لگا اور وہ شہید ہوے تو آپ نے اُنکو لپیٹا اور اپنی تلوار سے اُنکی قبر کھود کے اُنپر نماز پڑھی اور جب دفن فرمایا تو کچھ اشعار پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہی کہ بیوفائی کی قوم نے اور مُنہ پھیرا اُنھون نے پروردگار عالم کے ثواب سے پہلے قتل کیا حضرت علی اور اُنکے صاحبزادے کو جنکا نام حسن تھا اور سخی تھے اُنکے ماں باپ اور برگزیدہ خلق خدا کے ہین میرے ماں باپ اور مین بیٹا دو اچھون کا ہون وہ چاندی جو صاف ہو سونے سے تو مین چاندی ہون اور بیٹا ہون دو سونون کا دنیا مین میرے جد کے سے کسی کے جد مین بیٹا دو قمر کا ہون فاطمہ زہرا میری ماں ہین اور میرے باپ وہ تھے جنھون نے توڑ ڈالا کفر کو بدر اور حنین مین انتہیٰ وہ اشعار عربیہ نور الابصار مین لکھے ہین بخوف تطویل یہان نقل نہین کیے گئے اب واقعہ قیامت خیز اور سانحہ عبرت انگیز شہادت خاص حضرت شہید کربلا محصور محاصرۂ اعدا نور نظر مصطفےٰ حدقۂ چشم علی مرتضیٰ خشک لب بر عین فرات جان طلب تیر بارانِ ممات دور از یار و دیار سیدزادہ کونین سیدنا و مولانا ابو عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ مین قلم مصائب رقم اُٹھاتا ہون اور محبان خاندان نبوت کو مرغ بسمل کی طرح لُٹاتا ہون محبین جسقدر اس سانحۂ جان گداز مین دل سے روئینگے اُسیقدر مستحق فلاح دارین ہونگے اور جتنے قطرات اشک اس سانحۂ عظیم الشان کی یاد مین نکلین گے بیشک وہ اُنکے دامان معصیت دھوئینگے شعر

آلاف تحیات و سلامم بہ پیمبر — زان بعد نثار شہ دیندار تو انکرد

واقعۂ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت نے بعد شہادت حضرت علی اصغر کے فرمایا الٰہی مجکو ان مصائب مین صبر عطا فرما اور خیمۂ مبارک مین تشریف لائے اور اہل بیت کے حال پر تاسف فرمایا کہ اب انکا سواے عابد بیمار کے کوئی پرسان حال نہین افسوس اشعار

ای دریغا دیدۂ انصاف گر بینا بُدی — حضرتِ ختم النبیین گرد ران صحرا بُدی
فاطمہ از حسرت و اندوہِ آن لب تشنگان — از غم سوزِ برادر والہ و شیدا بُدی
سبطِ پیمبرؐ چرا در کربلا تنہا بُدی — کی توانستی کشیدن تیغ بر رویش کسے
جامہ بر تن چاک کردی گرد ران غوغا بُدی — بر غریبی حسین و دردوی بگریستی
گر علی مرتضیٰ با ذوالفقار آنجا بُدی — گر حسن بودی دران صحرای کرب و بلا

حضرت امام زین العابدین نے عرض کیا کہ اب مجکو بھی اجازت دیجیے کہ مین بھی

پانی کے لیے ہائے تڑپتے رہے سادات او رمانگا تو بہت	سیدیون نے آبِ دمِ شمشیر پلایا فریاد خدا یا
سچ ہی غم فرزند اُٹھائے نہین اُٹھتا یہ سب پہ ہی بلا	ٹوٹی ہی کمر ہائے یہ صدمہ جوا ٹھایا فریاد خدا یا
پھٹتا ہی جگر کیا کرین تدبیر بھلا ہم دارو ہی نہ مرہم	یہ زخم تو کاری دلِ مجروح ... یا فریاد خدا یا
کہتے ہین شقی آپ جو بیعت نہ کرینگے ہم پانی نہ دینگے	ہی آلِ محمد کو لعینون نے ستایا فریاد خدا یا
افسوس کہ اب ہوگئے ہم بیکس و تنہا منظور جو یہ تھا	کیون کوفیون نے ہمکو دغا دیکے بلایا فریاد خدایا

ابن غنم صاحب کتاب الفتوح نے نقل کیا ہی کہ جب حضرت کے صاحبزادۂ صغیر کے تیر لگا اور وہ شہید ہوے تو آپ نے اُنکو لپیٹا اور اپنی تلوار سے اُنکی قبر کھود کے اُنپر نماز پڑھی اور جب دفن فرمایا تو کچھ اشعار پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہی کہ بیوفائی کی قوم نے اور مُنہ پھیرا اُنھون نے پروردگار عالم کے ثواب سے پہلے قتل کیا حضرت علی اور اُنکے صاحبزادے کو جنکا نام حسن تھا اور سخی تھے اُنکے ماں باپ اور برگزیدہ خلق خدا کے ہین میرے ماں باپ اور مین بیٹا دو اچھون کا ہون وہ چاندی جو صاف ہو سونے سے تو مین چاندی ہون اور بیٹا ہون دو سونون کا دنیا مین میرے جد کے سے کسی کے جد مین بیٹا دو قمر کا ہون فاطمہ زہرا میری ماں ہین اور میرے باپ وہ تھے جنھون نے توڑڈالا کفر کو بدر اور حنین مین انتہیٰ وہ اشعار عربیہ نورالابصار مین لکھے ہین بخوف تطویل یہان نقل نہین کیے گئے اب واقعۂ قیامت خیز اور سانحۂ عبرت انگیز شہادت خاص حضرت شہید کربلا محصور محاصرۂ اعدا نورِ نظر مصطفیٰ حدقۂ چشم علی مرتضیٰ خشک لب برعین فرات جان طلب تیر باران ممات دور از یار و دیار سیدزادۂ کونین سیدنا و مولانا ابوعبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ مین قلم مصائب رقم اُٹھاتا ہون اور محبان خاندان نبوت کو مرغ بسمل کی طرح لُٹاتا ہون محبین جسقدر اس سانحۂ جانگداز مین دل سے روئینگے اُسیقدر مستحق فلاح دارین ہونگے اور جتنے قطرات اشک اس زلزلۂ عظیم الشان کی یاد مین نکلین گے بیشک وہ اُنکے دامان معصیت دھوئینگے **شعر**

آلاف تحیات و سلام بہ پیمبر	زان بعد نثار شہ دیندار تو اکرد

واقعۂ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت نے بعد شہادت حضرت علی اصغر کے فرمایا الٰہی مجکو ان مصائب مین صبر عطا فرما اور خیمۂ مبارک مین تشریف لائے اور اہل بیت کے حال پر تاسف فرمایا کہ اب انکا سواے عابد بیمار کے کوئی پرسان حال نہین افسوس **اشعار**

ای دریغا دیدۂ انصاف گر بینا بُدی	سبطِ پیمبر چرا در کربلا تنہا بُدی	سر غریبی حسین و در دوی بگریستی
حضرتِ ختم النبیین گر دران صحرا بُدی	کی توانستی کشیدن تیغ بر رویش کسے	گر علی مرتضیٰ با ذوالفقار آنجا بُدی
فاطمہ از حسرت و اندوہ آن لب تشنگان	جامہ بر تن چاک کردی گرد ران غوغا بُدی	گر حسن بودی دران صحرائے کرب و بلا
از غم سوز برادر والہ و شیدا بُدی		

حضرت امام زین العابدین نے عرض کیا کہ اب مجکو بھی اجازت دیجیے کہ مین بھی

نعرہ مارا کہ وَیۡلَکُمۡ یَا شِیۡعَۃَ الشَّیۡطَانِ ارے بدبختو مین تمسے لڑتا ہون یا عورتین شمر نے کہا ای پسر فاطمہ یہ تمہارا کہنا منظور ہی اور اپنے سپاہیون کو پکارا کہ اُدھر نہ جاؤ خیمے سے کیا واسطہ ہی انھین کو لو وہ سب اشقیا اِدھر جُھک پڑے اور متواتر حملہ کرنے لگے اور آپ اُنکو دفع فرماتے رہے کہتے ہین کہ جب وہ ریحان روضۂ رسالت یاسمن گلشن ولایت گلدستۂ باغ لافتی لالۂ شایستۂ چمن ہل اتی یادگار خاندان نبوت سلالۂ دودمان رسالت شہباز بلند پرواز اوج جلالت عنقای گوشہ گیرای قاف قناعت شہسوار مضمار شجاعت شاہ وشاہزادۂ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام زخمون سے چور اور نشۂ شراب عشق حقیقی مین مخمور ہوے تو ایک جگہ ٹھیرے اور پانی مانگا کسی بندۂ خدا نے لادیا آپ نے چاہا تھا کہ پئین اتنے مین حصین بن نمیر نے آپ کے دہن مبارک پر تیر مارا ایک بوند پانی بھی نصیب حلق خشک نہ ہوا آپ نے گھوڑے کو فرات کی طرف دوڑایا لشکر شام فرات پر جانے سے مانع آیا اتنے مین ابو الحتوق نے ایک تیر پیشانی پر مارا آپ نے پیشانی انور سے تیر کھینچکر پھینک دیا اور منہ پر ہاتھ پھیرا تو خون ہاتھ مین آیا آپ نے فرمایا الٰہی تو دیکھتا ہی کہ مین اس قوم کے ساتھ کس حال مین ہون اور پھر وہی حملہ فرماتے رہے اشقیا تیر برساتے تھے آپ وہ سب سینے پر لیتے تھے اور فرماتے تھے اے امت بدتمنے اپنے پیغمبر کا بھی پاس نہ کیا اُسکی اولاد کے مارنے مین کیا دلیری کرتے ہو اتنے مین ایک طرف سے شمر اور دوسری طرف سے اور فوج نے حملہ کیا آپ گھر گئے چارون طرف سے تیر اور نیزے برسنے لگے جسم شریف زخمون سے چور ہو گیا **روایت ہی** کہ جب تک آپ پشت زین پر تھے کسی شقی کی جرأت نہوئی کہ آپ کے پاس آکر تلوار سے مقابلہ کرے بلکہ نیزے کی زد پر بھی نہ آتا اور جب جسم مبارک زخمون کی کثرت سے مضمحل ہوا تب بھی کسی نامرد کی یہ جرأت نہ پڑی کہ آپ پر تلوار کا حربہ کرے حتی کہ شمر شقی نے اپنے سوارون سے للکار کر کہا کہ زوف تمہاری بہادری پر کہ یہ شخص زخمون سے چور ہی اور کوئی شخص مقابلے پر نہین جاتا اسپر بھی کوئی نہ گیا ہان تیرون اور نیزون کا تار البتہ باندھ دیا تھا یہانتک کہ ایک شقی کا تیر حلق مبارک پر لگا اور **شعر**

بلند مرتبہ شاہی زصدر زین افتاد		اگر غلط نہ کنم عرش بر زمین اُفتاد

مولوی برہان الدین صاحب اپنے رسالۂ واقعات شہادت مین لکھتے ہین کہ حلق مبارک مین تیر لگنے کے بعد جب آپ اُس بے آب و دانہ گھوڑے پر سے ضعیف ہو کر زمین پر گرے تو پہلے شمر نامرد نے آپ کے عارض مبارک پر تلوار کا حربۂ کاری مارا بعد اُسکے مالک بن انس نخعی نے ایک نیزہ مارا کہ سینے کے پار ہو گیا اور اُس سے روح مبارک نے پرواز فرمایا انتہی اور تحریر الشہادتین مین ہی کہ ایک روایت مین آیا کہ جب تن مبارک تیرون اور نیزون کے زخمون سے چلنی ہو گیا تو شمر ملعون نے اپنے ساتھیون کو للکارا کہ باوجودیکہ اسکا بدن زخمون سے چلنی ہو گیا ہی مگر اب تک تم نے

[illegible]

[illegible]

اسکو زندہ چھوڑ دیا ہی تب ناگاہ ایک شقی کا تیر آپ کے حلق مبارک پر لگا جس سے آپ نڈھال ہو کر پشت زین سے گر ے اور چشم زدن مین وہی ہوا جو اوپر بیان کیا گیا فآھا ثم آھا ثم آھا ثم آھا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر تو صوامع ملکوت مین غلغلہ پڑ گیا اور خطائر جبروت سے شور اٹھا آفتاب عالمتاب تیرہ و تار ہو گیا ماہ جہان آرا ی چاہ محاق مین پڑا زہرہ نے بحت جگر زہرا کے غم مین طرب سے ہاتھ اٹھایا زمین لرزنے لگی جن و انس و وحش جنگل کے جانور نالہ و زاری کرنے لگے ہیہات ہیہات **اشعار**

چہ کربلاست امروز چہ پر بلاست امروز | فرق حسین مظلوم از تن جداست امروز
گر سید ای محبان در ماتم شہیدان | کین گریہ از برای آل عباست امروز | فرزند شاہ مردان افتادہ در بیابان
غلطان بخاک و خون جور و جفاست امروز | دل در رو غاست اکنون جان در بلاست اید ون | غوغای روز محشر در کربلاست امروز

نقل ہی کہ پہلے دو ایک ملعون سر مبارک تن سے جدا کرنے کو آتے تھے مگر خدا جانے کیا دیکھکر پلٹ جاتے تھے مین کہتا ہون کہ کیسے نہ پلٹ جاتے **شعر**

سہل کاری نیست خون آل احمد ریختن | خاک غم بر فرق فرزند محمد ریختن

اب اسمین اختلاف ہی کہ سر مبارک جسد اطہر سے کسنے جدا کیا سبط ابن الجوزی تذکرہ مین لکھتا ہی کہ ہشام بن محمد نے کہا کہ سنان بن انس نخعی تھا اور اوروں نے کہا کہ حصین بن نمیر اور بعضے کہتے ہین مہاجر بن اوس تمیمی اور بعضے کثیر بن عبد اللہ شعبی کو کہتے ہین اور بعضے شمر ذی الجوشن کہ کوڑھی تھا مولوی برہان الدین صاحب اپنے رسالے مین حاصل کلام صاحب بہجۃ المجالس کا یون نقل کرتے ہین کہ حضرت رسول مقبول صلعم نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک کتا سفید میرے اہل بیت کے خون مین منہ ڈالتا ہی آپ نے تعبیر فرمائی تھی کہ کوئی کوڑھی حسین کو ماریگا حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہی کہ آپ فرماتے تھے یہ تعبیر خواب کی پچاس برس کے بعد ظاہر ہوئی کہ شمر ابرص نے آپ کا خون بہایا انتہی ابن عساکر نے حضرت امام حسن علیہ السلام کے پوتے محمد بن عمر سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہین ہم امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا مین تھے فرات کی دونون سوتون پر سو دیکھا امام نے شمر ذی الجوشن کو کہ وہ کوڑھی تھا پھر فرمایا کہ سچا ہی اللہ اور اسکا رسول فرمایا تھا حضرت نے کہ ابلق کتا میرے اہل بیت کے خون مین منہ ڈالتا ہی اور شیخ علی متقی نے کنز الاعمال فی سنن الاقوال و الافعال مین اسی حدیث کو ابن عباس سے روایت کیا ہے اور نور الابصار مین ہی کہ سدی سے صحیح طور پر یہ منقول ہی کہ آپ کا قاتل سنان تھا انتہی اور فی الواقع شمر ملعون بہ نسبت اوروں کے زیادہ تر خون اہل بیت رسول اللہ کا حریص تھا اور اگرچہ اکثر شقی اس شقاوت جسیم مین سہیم ہوسے مگر پرواز روح مبارک کا ملاء اعلی کی طرف شمر ملعون ہی کی تلوار اور سنان بن انس ہی کے نیزے سے

اسکو زندہ چھوڑ دیا ہی تب ناگاہ ایک شقی کا تیر آپ کے حلق مبارک پر لگا جس سے آپ نڈھال ہوکر پشت زین سے گرے اور چشم زدن مین وہی ہوا جو اوپر بیان کیا گیا فاٰھا ثمّ اٰھا ثمّ اٰھا ثمّ اٰھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون پھر تو صوامع ملکوت مین غلغلہ پڑگیا اور خطائر جبروت سے شور اٹھا آفتاب عالمتاب تیرہ و تار ہوگیا ماہ جہان آرا چاہ محاق مین پڑا زہرہ نے لخت جگر زہرا کے غم مین طرب سے ہاتھ اٹھایا زمین لرزنے لگی جن و انس و رحش کے جانور نالہ و زاری کرنے لگے ہیہات ہیہات

اشعار

گر پیدای محبان در ماتم شہیدان
غلطان بخاک و خون جور و جفاست امروز

چہ کربلاست امروز چہ پر بلاست امروز
کین گریہ از برای آل عباست امروز

دل در وغاست اکنون جان در بلاست ایدل
فرق حسین مظلوم از تن جداست امروز

فرزند شاہ مردان افتادہ در بیابان
غوغای روز محشر در کربلاست امروز

نقل ہی کہ پہلے دو ایک ملعون سر مبارک تن سے جدا کرنے کو آتے تھے مگر خدا جانے کیا دیکھکر پلٹ جاتے تھے مین کہتا ہون کہ کیسے نہ پلٹ جاتے

شعر

سہل کاری نیست خونِ آلِ احمد ریختن
خاک غم بر فرقِ فرزند محمد ریختن

اب اسمین اختلاف ہی کہ سر مبارک جسد اطہر سے کسنے جدا کیا سبط ابن الجوزی تذکرہ مین لکھتا ہی کہ ہشام بن محمد نے کہا کہ سنان بن انس نخعی تھا اور راورون نے کہا کہ حصین بن نمیر اور بعضے کہتے ہین مہاجر بن اوس تمیمی اور بعضے کثیر بن عبد اللہ شعبی کو کہتے ہین اور بعضے شمر ذی الجوشن کہ کوڑھی تھا مولوی برہان الدین صاحب اپنے رسالے مین حاصل کلام صاحب بہجۃ المجالس کا یون نقل کرتے ہین کہ حضرت رسول مقبولؐ نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک کتا سفید میرے اہل بیت کے خون مین مُنہ ڈالتا ہی آپ نے تعبیر فرمائی تھی کہ کوئی کوڑھی حسین کو ماریگا حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہی کہ آپ فرماتے تھے یہ تعبیر خواب کی پچاس برس کے بعد ظاہر ہوئی کہ شمر ابرص نے آپ کا خون بہایا انتہی ابن عساکر نے حضرت امام حسن علیہ السلام کے پوتے محمد بن عمر سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہین ہم امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا مین تھے فرات کی دونون سوتون پر سو دیکھا امام نے شمر ذی الجوشن کو کہ وہ کوڑھی تھا پھر فرمایا کہ سچا ہی اللہ اور اسکا رسول فرمایا تھا حضرت نے کہ ابلق کتا میرے اہل بیت کے خون مین مُنہ ڈالتا ہی اور شیخ علی متقی نے کنز الاعمال فی سنن الاقوال و الافعال مین اسی حدیث کو ابن عباس سے روایت کیا ہے اور نور الابصار مین ہی کہ سُدی سے صحیح طور پر یہ منقول ہی کہ آپ کا قاتل سنان تھا انتہی اور فی الواقع شمر ملعون بہ نسبت اورون کے زیادہ تر خون اہل بیت رسول اللہ کا حریص تھا اور اگرچہ اکثر شقی اس شقاوت جسیم مین سہیم ہوسے مگر پرواز روح مبارک کا ملأ اعلی کی طرف شمر ملعون ہی کی تلوار اور سنان بن انس ہی کے نیزے سے

اور زرہ و خاتم سنان بن انس نخعی نے اور نعل شریف محمد بن اشعث کندی نے اور تلوار مالک ابن بشیر سے اور سراویل یحیی ابن کعب نے واللہ اعلم انتہی اور سبط ابن الجوزی نے تذکرے مین لکھا ہی کہ پاجامہ آپ کا بحیر بن کعب نے لیا اور قمیص اسحق بن حویۃ الحضرمی نے اور تلوار قلافس ہنشلی نے اور قطیفہ قیس بن اشعث کندی نے اور پاپوش اسود بن خالد نے اور عمامہ جابر بن یزید نے لیا انتہی اور یہ سانحہ بعد زوال آفتاب کے نقطۂ دائرۂ نصف النہار سے کہ جزو اول اجزاے ظہر کا ہی دسوین محرم روز جمعہ سنہ ۶۱ ہجری مین واقع ہوا گویا یہ حال اس بات پر دال ہی کہ تکبیر افتتاح گھوڑے کے پشت پر اور رکوع اُس سے جدا ہونے کے بعد اور سجدہ زمین پر پہونچنے کے وقت حاصل ہوا اور اس صورت اور ہیئت مجموعی نماز ظہر پر آپ نے وصال فرمایا **فائدہ** زخمون سے چور ہو کر حضرت کا گھوڑے سے گرنا جیسا کہ کلام حضرت شاہ صاحب وغیرہ سے لکھا گیا ہی یہی صواعق محرقہ مین بھی ہی مگر زمین پر گرنے کے بعد آپ کے مقدار حیوۃ مین اور رون کو اختلاف ہی اظہار السعادت مین لکھا ہی کہ کہتے ہین کہ عمرو بن سعد نے خود اُس سردار عرب و عجم اور سبط رسول اکرم کی سر مبارک کو جدا کرنے کی جبارت کی حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا ای ابن سعد تجھے بھلا معلوم ہوتا ہی کہ تو میرا سر کاٹے ابن سعد پشیمان ہو کر پھر گیا پھر آپ نے باوجود بیطاقت ہونے کے اُس جماعۃ اسرار مین سے بہتون کو جہنم مین پونہچایا ابن سعد نے شمر شقی سے کہا کہ تو دیکھتا ہی بنی ہاشم کی بہادری کو کہ حسینؑ باوجود بیطاقت ہونے اور سب دوستون اور عزیزون کے مارے جانے اور شدت سے پیاسے ہونے اور اپنی زندگی سے نا امید ہونے کی اور باوصف کثرت زخمون کے اتنی بہادری رکھتا ہی اگر ایک قطرہ کہین پانی کا پائے تو باوجود اپنے مرنے کے تم مین سے ایک کو بھی جیتا نچھوڑے شمر شقی نے اپنے ساتھیون کو حکم دیا انمین سے ایک ملعون تلوار کھینچکر آپ کی داہنی جانب آیا اور آپ زمین پر بیٹھے تھے سنان بن انس نخعی نے ایک نیزہ سینۂ مبارک پر مارا آپ کی روح نے اُس سے پرواز فرمایا انتہی اور اسی کے قریب ہی رسالہ نور العین اور سعادت الکونین اور اور رسائل مین واللہ اعلم بالصواب **لمؤلفہ**

رحلتِ شہ سے ہوا یثرب و بطحا خالی
ہوکا عالم ہی ہوا عالمِ بالا خالی
آج عالم مین نظر آتا ہی سناٹا سا
ہاے مقتل مین شہنشاہ کا جانا خالی
شق ہوا جاتا ہی سینہ مرا ای اہل عزا
ایک دن مین ہوا میدان وہ سارا خالی
وہ مہِ برجِ شرف جب سے ہوا آہ غروب

مومنو آج نظر آتی ہی دنیا خالی
لحد اُس سر کے لیے ہای لصبد حسرت و یاس
آپ جنت کو سدھارے ہی زمانا خالی
آہ سب قتل ہوے آل نبی وای نصیب
کہ بھرا خانۂ زہرا ہوا کیسا خالی
جزوِ اوراقِ رسالت ہوتے مشقِ جفا
غم سے جاتا ہی نہین کوئی مہینا خالی

مقتل شہ مین ہوا روح محمد کا نزول
لیے بیٹھی رہی آغوش تمنا خالی
کوئی ہمراہ نہ مونس نہ انیس و یاور
نہوا ایسا کوئی گھر بار خدا یا خالی
رن مین یورش تھی ستمگارونکی شہ پر افسوس
کبھی جاتا نہین تقدیر کا لکھا خالی
فکر ارشاد سے اعدا کے نہ تھی وقت دغا

قرۃ العین و جگر گوشۂ زہرا خالی
حفظ ناموس تھا دشوار تو خالق نے کیا
لہرین ہر چند کہ لیتا رہا دریا خالی
طمع زر مین نہ دوزخ کے سوا ہاتھ لگا
نہین دنیا مین سیہ روی اعدا خالی
لب پہ ہی آہ و فغان آنکھ سے بہتا ہی لہو
نہ فلک پر ہی شفق خون کا دھبا خالی
شور محشر ہی ملائک کے فغان سے برپا
سیل اشک ایسی بھی ہوگیا دریا خالی
دردمندونکو نہ ہمراہ لیا وا ے نصیب
خاک مقتل کے عوض خون بھرا تھا خالی
نگہ رحمت حضرت ہو بڑھی نوز نگاہ
پردۂ دیدۂ تر کا ہے مصلا خالی
سایۂ قامت حسنین ہو جنت مین نصیب
تھی نہ دھبون سے کہین چادر دریا خالی

دل ہوئی بیبیونکے دیکھ کے پامال الم
پردہ داری کے لیے دامن صحرا خالی
کچھ نہ تھا زاد سفر دشت مصیبت مین گئے
لے گیا شمر لعین قبر مین دھبا خالی
فرقت شاہ مین پژمردہ ہی ایسا دل زار
غم شہ مین نہین پھٹتا ہی کلیجا خالی
لخت دل سا تھ ہین او رخون جگر بھی ہی مژہ
ماتم شہ سے نہین عرش معلی خالی
بزم عالم ہی غم شاہ مین درہم برہم
چلدیے ملک عدم ہای مسیحا خالی
شغل ہو آہ کا اور ہو رخ انور کا خیال
اشک سے گر نہ رہین دیدۂ بینا خالی
دیکھتا جلوۂ دیدار تو قربان ہوتا
نہین خواہش ہی کہ ہو سایۂ طوبا خالی
آل احمد پہ فدا ہون یہ دعا ہی یارب

آیا خیمے مین شہ دین کا جو گھوڑا خالی
خیمۂ شہ مین کسی طور نہ پانی پہونچا
میسے والی مرے مولا مرے آقا خالی
ہون گے محروم شفاعت سے بروز محشر
ہی ہمین گلشن ہستی نظر آتا خالی
مہر ہی سوختہ جان ابر سیہ اشک فشان
کوئی آنسو نہین اس دیدۂ تر کا خالی
چشم گریان ہی غم شہ مین ہر اک موج حباب
خم کے خم اوندھے ہوے ساغر و مینا خالی
روز عاشور جو دیکھا گیا شیشۂ افسوس
خانۂ تن مین اگر دل ہو اکیلا خالی
آپکا گھر مری آنکھو نمین ہی ای نور خدا
دل مضطر ہی یہ پہلو مین تڑپتا خالی
خون دل دیدۂ حسرت سے جو دریا رویا
ہو نہ شبیر کے غم سے دل شیدا خالی

نور العین مین ہی کہ اسی وقت ایک غبار سیاہ ظاہر ہوا اور پھر سرخی آگئی سارے عالم مین اندھیرا ہوگیا لوگ سمجھے کہ عذاب نازل ہوا ہلال بن نافع کہتے ہین کہ مین عمرو بن سعد سے کھڑا باتین کر رہا تھا کہ شور ہوا کوئی کہتا ہی اے عمرو بن سعد تجکو خوشخبری ہو کہ حسین مارے گئے پس خدا کی قسم مین نے ایسا کوئی مقتول اپنے خون خوشبودار مین لتھڑا نہین دیکھا اسکے ساتھ آپ کے روے مبارک کے نور اور جمال اور ہیبت نے مجکو مشغول کر رکھا پھر مین نے گنے آپ کے بدن پر تلوارون اور نیزون وغیرہ کے زخم کہ ایکسو اکیس تھے اور کہا راوی نے کہ گھوڑا آپ کا معرکے مین کودتا پھرتا تھا اور ہر شہید کے پاس جاتا اور پلٹ آتا جب آپ کے جسد شریف پر پونہچا تو اسکو بغیر سر کے دیکھ کے گرد پھرنے لگا اور اپنی پیشانی اُس خون مین رگڑنے لگا جب عمرو بن سعد نے یہ دیکھا تو اُس نے اپنی قوم سے کہا اسکو پکڑ لاؤ اُنھون نے گھوڑے پیچھے دوڑائے جب اُسکو اسکا احساس ہوا تو وہ لاتین پھینکنے لگا اور کاٹنے کو منھ بڑھانے لگا یہانتک کہ اُن اشقیا مین سے ستر سوار اور نو گھوڑے کام آئے عمرو بن سعد نے پکار کر کہا ای لوگو جانے دو اسکو مت پکڑو دیکھین تو اب یہ کیا کرتا ہی وہ سب اُسکے پاس سے ہٹ گئے پھر وہ جسد شریف

کی طرف پلٹا اور اپنا منہ رگڑنے لگا اور چلانے لگا پھر خیمے کی طرف چلاتا ہوا چلا جب عورتون نے اُسکی آواز سُنی تو حضرت زینب نے حضرت سکینہ سے فرمایا یہ شاید پانی آتا ہی جاؤ نکل کے بیبیو جب وہ نکلین تو دیکھا کہ زین خالی ہی اور گھوڑا چلاتا ہوا آتا ہے تب رونے لگین اور فرمانے لگین وَا قَتِیلَاهْ وَا عَرِیبَاهْ وَاحُسَیْنَاهْ هٰذَا الْحُسَیْنُ بَیْنَ الْاَعْدَاءِ مَسْلُوبُ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ بَدَنُہٗ بِالْاَرْضِ وَرَاْسُہٗ مُنْقَطِعٌ وَا اَبَتَاهْ وَا غَرِیبَتَاهْ وَا ضَیْعَتَاهْ بَعْدَكَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ہ

قتل بیرحمی سے جب سبط پیمبر ہو گئے
دامن اہل حرم اشکون سے سب تر ہو گئے
لیچلے نیزے پہ جب ظالم سر شبیر کو
نقطۂ موہوم سب عصیان کے دفتر ہو گئے
حملۂ شبیر سے بھاگے بہت تھے اشقیا
گو شہید آخر بہتر کے بہتر ہو گئے
لوٹ پر اس حرص سے ٹوٹے کہ سمجھے تھے لعین
سامنا ہی موت کا چیونٹی کے جب پر ہو گئے
ای قمر لعنت ہی اُس اُمت پہ جسکے ہاتھ سے

قبل محشر آشکارا آثار محشر ہو گئے
ہو گیا جبدم عمامہ آپ کے سر سے جدا
دشت سب گیسوے سرور سے معطر ہو گئے
پتھرون کے فرط رقت سے سیاہی بہ گئی
داخل نار سقر لشکر کے لشکر ہو گئے
خوش ہوا ابن زیاد اسدم کہ قتل شہ جب
جل کے خیمے سب کے سب چاندی کے تر ہو گئے
رن کا میدان اپنی ٹاپون سے کیا دلدل نے صاف
ذبح سرور سے امام اللہ اکبر ہو گئے

جبکہ مرکب آپکا با زین بے راکب چلا
فرش سے تا عرش سب اس غم سے بے سر ہو گئے
جب غم سرور مین اشک آئی بیاض چشم تک
سنگ موسی شہ کے غم مین سنگ مرمر ہو گئے
قتل لاکھون ہی لعین شہ کے رفیقون نے کیے
ثبت مہرین ہو چکین تیار محضر ہو گئے
جو شقی آیا بڑھا کر سب یہ بولی قضا
ڈھیر لاشون کے لگا کر سب برابر ہو گئے

روایت ہی کہ عبد اللہ بن قیس نے کہا کہ مین نے دیکھا وہ گھوڑا خیمۂ حرم سے نکلا اور دوڑتا ہوا جسد شریف تک پونہچا اور اپنی پیشانی جسد حضرت سید الشہدا افتادہ خاک کربلا کے قدمون پر رکھی گویا اُسکو وداع کرتا تھا پھر فرات مین چلا گیا اور وہین ڈوب گیا اُسکا پتہ نہ لگا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت امام مہدی کے وقت مین وہ برآمد ہوگا اور آپ اُسپر سوار ہون گے انتہی واللہ اعلم **فائدہ** حضرت کے گھوڑے کا نام ذوالجناح تھا جیسا اور رسائل مین ہی اور یہی ملا نعمت اللہ جزائری شیعی نے بھی شرح تہذیب مین لکھا ہی اور رسالۂ نور العین مین ہی کہ اصح یہ ہی کہ وہ گھوڑا میمون نام تھا واللہ اعلم بحقیقة الحال خطوط مین لکھا ہی کہ جب حضرت سیدہ زینب کا گذر حضرت امام علیہ السلام کے جسد مبارک پر ہوا اور آپ نے اُنکو شہید پڑا دیکھا تو یون چلا کر فرمایا یَا مُحَمَّدُ هٰذَا الْحُسَیْنُ بِالْعَرَاءِ اے محمد یہ حسین ہین اُس جنگل مین جہان نہ درخت ہے نہ گھانس کہ وہان کوئی کسی چیز کے آڑ مین پناہ لے مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ

۴ صاحب خطوط والاثار [illegible] معروف بابن [illegible] احمد بن علی [illegible] کہا کہ ان کی ولادت [illegible] مین ہوئی [illegible] ان کے بیان کے موافق [illegible] اور [illegible] تقصیر کیا [illegible] اور کہا [illegible]

[illegible] خطوط الحسین [illegible] مذہب [illegible] ہوا [illegible] اسیر ہوا [illegible] حدیث [illegible] ان کی وفات [illegible] ه مین ہے [illegible] رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

لپٹے ہوئے ہین خون مین مُنقَطِعُ الاَعضَاءِ کٹے ہوئے ہین جوڑ یا مُحَمَّدُ بَنَاتُكَ سَبَايَا وَ ذُرِّيَّتُكَ مَقتُولَۃٌ

اے محمدؐ آپ کی بیٹیان قیدی ہین اور آپ کی اولاد ماری پڑی آپ کے اِن بیانات سے ہر دشمن و دوست روتا تھا

وقائع بعد شہادت

جب شجرۂ رسالت اور دوحۂ نبوت تیشۂ ظلم سے کٹ گیا تو شمر اور ابن سعد ملعون نے خیمۂ اہلِ بیت لوٹ لیا بارہ لڑکے اہلِ بیت نبوت کے اور عورتین جنمین حضرت زینب بھی تھین ان سب کو قید کر لیا اور جو کچھ اسباب ملا اُسکو لوٹ لیا اِس اثنا مین اُن اشقیا کی نظر حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام پر پڑی تو شمر شقی نے چاہا کہ اُنکو بھی شہید کرے ایک شخص نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کافرون کے لڑکون کو نہین مارتے ہین یہ تو مسلمان کا لڑکا ہے اور بیمار ہے شمر نے کہا کہ ابن زیاد کا حکم ہے کہ کوئی لڑکا آلِ عبا کا باقی نرہے اُسنے کہا تو ان سب کو ابن زیاد کے پاس روانہ کر جبیا وہ چاہیگا کریگا یہان نہ مار تب شمر باز رہا پھر شمر اور ابن سعد نے کہا کہ گھوڑے اس لاش پر دوڑانا چاہیے چنانچہ بیس سوارون نے تن مبارک حضرت سید الشہدا پر گھوڑے دوڑا کر لاش کو ایسا روندا کہ ہڈیان تن مبارک کی چور چور ہو گئین نَعُوذُ بِاللّٰہِ اور اُسی دن اہل بیت نبوت کو بے پردہ اونٹون پر سوار کر کے سر مبارک سید الشہدا اور کئی سر اور شہدائے کربلا کے نیزے پر رکھ کے بشیر ابن مالک اور خولی بن یزید کے ساتھ ابن زیاد سرمایۂ فساد علیہ ما علیہ الی یوم التناد کے پاس روانہ کیا کذا فی تحریر الشہادتین و سعادت الکونین اور ابن سعد نے خود ایک روز کربلا مین قیام کر کے اپنے دوزخیون کا گور و کفن کیا اور لاشین اہلِ بیت کی یون ہی بے گور و کفن پڑی رہنے دین لکھا ہے کہ تین دن تک نعش بے سر حضرت نور دیدہ زہرا سید الشہدا کی بے گور و کفن پڑی رہی تیسرے روز قریۂ عامریہ کے لوگ کہ ایک کنارۂ فرات پر واقع ہے آئے اور تن مبارک کو ایک جگہ دفن کیا اور اور شہدا کو ایک جگہ جمع کیا عباس اور علی اور محمد اور عبد اللہ اور جعفر فرزندان حیدر کرار اور قاسم بن حسن اور عبد اللہ بن حسن اور ابو بکر بن حسن اور عمر بن حسن اور علی اکبر منجھلے صاحبزادے حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور محمد و عون پسران زینب بنت حضرت فاطمہ یعنی عبد اللہ بن جعفر طیار کے صاحبزادے اور عبد اللہ بن مسلم اور عبد الرحمٰن اور جعفر دونون بیٹے عقیل ابن ابی طالب کے پہلوے امام حسین علیہ السلام مین دفن کیے گئے صرف عباس ابن علی جو علمدار تھے اُنکا روضہ ایک تیر پرتاب کے فاصلے پر واقع ہوا اور اولاد مہاجرین و انصار اور جو لوگ کہ اُسدن شہید ہوئے تھے ایک جا مدفون ہوئے

[illegible]

أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ **شعر** الآف تحیات وسلام بہ پیمبر
زان بعد نثار رشہ دیندار تو انکرد | امام احمد اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی کہ کہا اُنھون نے مین نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن دوپہر کے وقت خواب مین دیکھا کہ آپ کے بال بکھرے ہوئے گرد آلودہ ہین
اور ہاتھ مین شیشہ ہے کہ خون مین بھرا ہوا مین نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیا ہے فرمایا کہ حسین اور اُسکے ساتھیون کا خون
ہے مین اُسے آج صبح سے اُٹھاتا ہون ابن عباس کہتے ہین کہ مین نے وہ وقت اور دن یاد رکھا یہان تک کہ مجکو خبر
ملی کہ حسین شہید ہوئے اُسی دن یعنی جس روز کہ مین نے یہ خواب دیکھا تھا انتہی حاکم اور بیہقی نے حضرت
ام المؤمنین ام سلمہ سے روایت کی کہ کہا اُنھون نے مین نے دیکھا رسول اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خواب مین
کہ آپ کا سر اور داڑھی خاک آلودہ ہے مین نے کہا یا رسول اللہ یہ کیا حال ہے فرمایا مین مقتل حسین پر ابھی گیا تھا
اور اسحٰق بن راہویہ اور ابو نعیم نے بھی اس حدیث کو نکالا ہے مین کہتا ہون کہ اس حدیث کو ترمذی نے سلمیٰ
زوجہ ابو رافع سے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور سلمیٰ ایک عورت تھی جو بعضے ازواج مطہرات کے
خدمت کرتے تھے اور دایہ ابراہیم علیہ السلام بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور ہی نے غسل دیا تھا
فاطمۂ زہرا کو اور ہمراہ تھی اسماے بنت عمیس کے اور کہا سلمیٰ نے کہ آئی مین ایک روز ام سلمہ کے پاس تو دیکھا کہ وہ
رو رہی ہین مین نے پوچھا کیون کہا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا الی آخر الحدیث
ہکذا ذکرہ الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی فی ترجمۃ المشکوٰۃ وہذا الملخصہ انتہیٰ اور صاحب صواعق نے بھی
صحیح ترمذی سے یہ روایت نقل کی ہے **فائدہ** اشعۃ اللمعات مین ہے کہ حضرت ام سلمہ نے ۵۹ سنہ مین وفات
پائی اور یہی صحیح تر ہے اور ایک روایت کے موافق ۶۲ سنہ مین اور یہ واقعہ ۶۱ سنہ مین ہوا تو بشرط روایت
ثانی کچھ اشکال نہین اور بروایت اول بھی کچھ اشکال نہین ہے واسطے کہ ہوسکتا ہے کہ قبل وقوع اس واقعے کے
اُنکو خواب مین یہ معاملہ دکھایا گیا ہو اور اتفاقاً یعنی ابھی کہنا باعتبار تحقیق اُس واقعے کے ہے اُسوقت مین مین کہتا
ہون کہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ فی تمیز الصحابہ مین حضرت ام سلمہ کے حال مین لکھا ہے کہ واقدی نے کہا
کہ انکا انتقال شوال ۵۹ سنہ مین ہوا اور اُنپر نماز پڑھی ابوہریرہ نے اور کہا ابن حبان نے کہ انکی وفات آخر
۶۱ سنہ مین بعد خبر شہادت حضرت امام علیہ السلام کے ہوئی اور کہا ابن ابی خیثمہ نے کہ انکی وفات خلافت یزید
بن معاویہ مین ہے مین کہتا ہون کہ تھی وہ خلافت اواخر ۶۰ سنہ مین اور کہا ابو نعیم نے کہ انکی وفات ۶۲ سنہ مین ہے
یہ آخر امہات المؤمنین مین موت مین مین کہتا ہون کہ بیشک وہی آخر امہات المؤمنین مین وفات مین بہ تحقیق

ثابت ہوا ہی صحیح مسلم مین کہ حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عبداللہ بن صفوان دونون داخل ہوئے خلافت
یزید مین حضرت ام سلمہ کے پاس اور پوچھا اُس لشکر سے اور یہ اُسوقت تھا کہ جب یزید نے لشکر آراستہ کرکے
مسلم بن عقبہ کے ساتھ مدینۂ منورہ کی تخریب کے واسطے بھیجا تھا اور یہ واقعۂ حرّہ تھا جو سنہ ۶۳ ہجری مین
ہوا یہ سارا بیان دفع کرتا ہی قول واقدی کو اور اُسکو جو نقل کیا ہی ابن عبدالبر نے کہ حضرت ام سلمہ نے
وصیت کی کہ سعید بن زید میرے جنازے کی نماز پڑھین کیونکہ سعید سنہ ۵۰ یا باوٗن یا ترپن مین مرے تو
اس سے لازم آتا ہی کہ حضرت ام سلمہ کا انتقال اسکے پہلے ہوا ہو اور یہ تحقیق نہین ہی اور اُسکی تاویل یون ممکن ہے
کہ حضرت ام سلمہ نے کسی اپنی بیماری مین یہ وصیت کی ہوگی پھر اُس بیماری سے وہ صحت پا گئی ہونگی
اور سعید کا انتقال ہو گیا ہوگا تب ام سلمہ نے وفات پائی ہوگی واللہ اعلم انتہی اور رسالۃ الدرۃ المضیۃ فی الشجرۃ
المحمدیہ مین حضرت ام سلمہ کی وفات زمانۂ یزید مین لکھی ہی اور سیوطی نے تاریخ الخلفا مین واقعۂ حرّہ کے زمانے
مین اُنکی وفات لکھی ہی جیسا کہ تاریخ مطبوع کلکتہ کے صفحہ ۲۱ مین ہی اور یافعی نے مرآۃ الجنان مین سنہ ۶۱
لکھے ہین اور اُنسٹھ کو بلفظ قیل نقل کیا ہی مفتاح النجا مین ہی کہ عامر بن سعد بجلی روایت کرتے ہین کہ بعد
شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے جناب رسالت مآب کو مین نے خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین
ای عامر براء بن عازب کے پاس جا اور میرا سلام اُسکو کہہ اور خبر دے کہ جنھون نے حسین کو مارا وہ دوزخی ہین
پس مین نے براء بن عازب سے آکر یہ خواب کہا اُنھون نے کہا سچ کہا اللہ نے اور اُسکے رسول نے انتھے
مین کہتا ہون کہ یہ خواب مطابق اس حدیث کے ہی جسکو حافظ ابن حجر نے نقل کیا کہ عَنْ طَرِيقٍ وَاهٍ
عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَاتِلُ الْحُسَيْنِ فِي تَابُوتٍ مِّنَ النَّارِ عَلَيْهِ نِصْفُ عَذَابِ أَهْلِ النَّارِ
یعنی قاتل حسین کا ایک آگ کے صندوق مین ہی کہ اُسپر آدھے جہنّمیون کا عذاب ہی کذا فی اسعاف الراغبین
امام سخاوی مقاصد حسنہ مین اس حدیث کے قائل ہوئے ہین اور ملا محمد طاہر فتنی صاحب مجمع البحار
تذکرۃ الموضوعات مین اپنے شیخ سے نقل کرتے ہین کہ یہ حدیث حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے وارد ہوئی ہی
اسی عبارت سے واللہ اعلم **نقل** شیخ نصر اللہ بن یحیی جو ثقات معتبرین سے تھے بیان کرتے ہین کہ مین نے
جناب امیر علیہ السلام کو خواب مین دیکھا عرض کیا کہ ای امیر المؤمنین آپ تو فتح مکہ کے دن فرماتے تھے کہ جو شخص
ابی سفیان کے گھر مین داخل ہوگا وہ امن مین رہیگا خدا کی قدرت ہی کہ اب سفیانیون سے جو کچھ آپ کے
صاحبزادے حضرت امام حسین علیہ السلام پر گذرا وہ ایسا ہوا ہے کہ کسی کے ہاتھ سے خدا ایسا ظاہر نکرائے
آپ نے فرمایا کیا تو جانتا ہی جو اس معاملے کو ابن صیفی تمیمی نے نظم کیا ہی مین نے عرض کیا نہین فرمایا اُس کے

پاس جاکر وہ اشعار سن یہ خواب دیکھکر مین جاگا اور حیران ہوا کہ یہ کیا ہی مین نے جاکر اُسکا دروازہ کھٹکھٹایا وہ باہر نکل آیا مین نے اُسکو اپنا خواب کہہ سنایا وہ اُچھل پڑا اور رونے لگا اور قسم کھانے لگا کہ مین نے یہ اشعار رات کو نظم کیے تھے کسی نے ابھی تک اُنکو سنا ہی نہین لو اب سنو وہ اشعار یہ ہین **اشعار**

ملکنا فکان العفو منا سجیۃ — یعنی ہم جب مالک ہوے تھے تو ہمارا طریقہ یہی رہا کہ ہم معاف کیا کیے اور جب تم مالک ہوے تو تمنے خون کی ندیان بہادین
فلما ملکتم سال بالدم ابطح
واحللتم قتل الاساری وطالما — تمنے قیدیون کا قتل حلال جانا اور اکثر ہم جو گذرے قیدیون پر تو ہم معاف کرتے رہے اور درگذر کرتے رہے
غدونا علی الاسری نعفو و نصفح
وحسبکم ھذا التفاوت بیننا
وکل اناء بالذی فیہ ینضح

اور کافی ہی ہم مین تم مین یہ فرق بیشک سر برتن سے وہی ٹپکتا ہی جو اُسمین ہوتا ہی انتہے اس نقل کو شیخ نورالدین بن علی بن محمد بن الصباغ مالکی مکی متوفی ۸۵۵ھ نے اپنی کتاب فصول المہمہ فی احوال الایمہ مین لکھا ہی کذا فی رسالۃ نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار فائدہ اوپر اس حکایت مین جو ابن صیفی لکھا ہی تو وہ دہی حیص بیص شاعر ہی جسکا لقب شہاب الدین ہی مین کہتا ہون کہ حیص بیص کا نام ابو الفوارس سعد بن محمد تمیمی شاعر ہی یہ وافر الادب تھا اور متضلع لغت سے اور بصیر فقہ اور مناظرہ مین اور کہا شیخ نصر اللہ بلخی نے مجمل اور ابن خلکان نے کہا کہ یہ ثقات اہل سنت سے تھا اسکو حیص بیص اسواسطے کہتے ہین کہ اسنے ایک دن لوگون کو ایک امر شدید اور حرکت اضطراری مین دیکھا اور کہنے لگا کہ ان لوگون کو اس حیص و بیص مین کیا ہی لہذا یہی اسکا لقب ہوگیا اور ان دونون لفظون کے معنی شدت اور اختلاط کے ہین انتہی اسکا انتقال ۵۷۴ھ مین ہوا کذا فی تاریخ الیافعی اور شیخ ابن حجر عسقلانی تسدید القوس فی تلخیص مسند الفردوس مین لکھتے ہین کہ صالح شحام نے روایت کی کہ مین نے حلب مین خواب دیکھا کہ ایک کالا کُتا پیاس کے مارے زبان نکالتا ہی مین نے ارادہ کیا کہ اسکو پانی پلاؤن کہ ہاتف نے آواز دی خبردار اسکو پانی ندے کہ یہ قاتل حسین کا ہی اسکا یہی عذاب ہی کہ قیامت تک یہ یونہی پیاسا رہے حضرت امام غزالی اپنی کتاب الدرۃ الفاخرہ فی کشف علوم الآخرہ مین فرماتے ہین کہ چوتھی قسم مُردون کی انبیا اور اولیا اور نیک بندے ہین بعضے اُن مین وہ ہین جنھون نے اختیار کرلیا ہی زمین کو کہ قیامت تک اسمین پھرینگے پس اکثر وہ خواب مین دیکھے جاتے ہین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہی عوالم ثلثہ مین اور اسی ارادہ سے لوگون کو آگاہ کرنے کے واسطے آپ نے فرمایا کہ میت بزرگتر ہون خدا کے نزدیک اس سے کہ چھوڑے مجھکو زمین پر زیادہ تیس سال یا تین عشرے سے کیونکہ امام حسین ع نے شہادت پائی تیس برس کے بعد اس ارشاد سے پس غضب کیا رسول خدا نے اہل زمین پر اور آپ غصے کے ساتھ اس عالم سے تشریف لیگئے اور بعض صالحین نے آنحضرت کو

لہ متضلع بر شکم سیر شدن و بسیار سیر ۱۲ منتہی الادب

خواب مین دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّی آپ نے اپنی امت کے فتنے کو کیسا دیکھا فرمایا اللہ اُنکے فتنے کو بڑھائے رکھے اُنھون نے حسین کو قتل کر ڈالا اور میری قرابت کا کچھ پاس نکیا پھر آپ اور کچھ بات مکرر فرمانے لگے جو مشتبہ ہے راوی پر انتہےٰ اور آخر کتاب احیاء العلوم مین منامات کے ذکر مین لکھتے ہین کہ ابن عباس ایک روز جاگے اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ مارے گئے حسین لوگون نے اس خواب کا انکار کیا ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول خدا کو مین نے خواب مین دیکھا کہ آپکے ہاتھ مین ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا ہے آپ فرماتے ہین اے ابن عباس تم نہین جانتے کہ میری امت نے میرے بعد کیا کام کیا میرے بیٹے حسین کو مار ڈالا یہ خون اُسکا اور اُسکے یارون کا ہے اسکو خدائے عزوجل کے پاس لیے جاتا ہون اس خواب کے چوبیس روز کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر آئی پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایذا پانے کو دیکھو اور حالت زندگی وموت دونون مین اس واقعۂ عظمیٰ اور داہیۂ کبریٰ سے آپکے اندیشے کو خیال کرو کیونکہ مردے کو جس چیز سے زندگی مین ایذا پہونچتی ہے اُس سے بعد مرنیکے بھی پہونچتی ہے حالانکہ آپ زندہ ہین اور اپنے غیرون سے کہین زائد شنوا اور بینا چنانچہ اخبار وآثار اُسکے ناطق ہین انتہیٰ شیخ جلال الدین سیوطی نے خصائص الحبیب اور انتباہ الاذکیا فی حیوٰۃ الانبیا مین اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے مسلمانو غور کا مقام ہے کہ حضرت تو رحمۃٌ للعالمین تھے مگر آپ کو بعدِ وفات اس واقعۂ شنیعہ کے وقوع سے کسقدر رنج اندوہ اور کسقدر حزن وملال پہونچا اور باوجود اسکے کہ آپ ارحم انبیا ہین اپنی امت کے حق مین اور حالانکہ غزوۂ اُحد مین دندان مبارک آپ کے شہید ہوے اور طرح طرح کی اذیتین آپ کو کفار سے پہونچین حتےٰ کہ بعضے صحابہ نے جب عرض بھی کیا کہ آپ بددعا فرمائین تو آپ نے فرمایا کہ مین لعنت کرنیوالا نہین بھیجا گیا ہون مین تو رحمت بھیجا گیا ہون لیکن یہان غایت حزن وملال اور اندوہ کمال سے آپ کے قلب مبارک کو ایسی ایذا پہونچی کہ آپ نے دعای بد کی اُس گروہ پر جو ظاہر مین کلمہ گو تھے اور باطن مین لشکر نمرود وہامان سے نعوذ باللّٰہ من غضبہ وغضب رسولہٖ صواعق محرقہ مین ہے کہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ شب شہادت کو مین نے ایک آواز غیب سے سنی کہ کوئی کہتا تھا **شعار** اَیُّھَا الْقَاتِلُوْنَ جَھْلًا حُسَیْنًا اَبْشِرُوْا بِالْعَذَابِ وَالتَّنْکِیْلِ قَدْ لُعِنْتُمْ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَمُوْسٰی وَحَامِلِ الْاِنْجِیْلِ

اے حسین کے قاتلو نادانی سے مژدہ ہو تمکو عذاب کا بیشک تم ملعون ہوے داؤدؑ اور موسیٰؑ اور عیسےٰؑ کی زبانون پر یعنی قاتلین حسینؓ پر موسیٰ اور عیسیٰ اور داود علیہم السلام نے بھی لعنت کی اظہار السعادۃ مین ہے کہ کتب صحیحہ تواریخ مین دیکھا گیا کہ جب مروان نے بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے مدینہ منورہ مین خطبہ پڑھا اور آپ کی شہادت سے اظہار بشاشت کیا تو اُس رات اور دن کو مدینے والے یہ آواز مذکور سنتے تھے اور کہنے والا معلوم نہین ہوتا تھا کہ کون ہے علامۂ انصاری منہاج مین لکھتے ہین کہ ان اشعار مین

اشارہ ہی اسطرف کہ اس قصہ ہائلہ کا مذکور کتب منزلہ سابقہ مین بھی تھا اور قاتلین حضرت امام حسین علیہ السلام انبیای کرام کی زبانون پر بھی مطرود و ملعون تھے انتہے ابو نعیم نے حبیب بن ابی ثابت سے روایت کی ہی کہ اُسنے کہا مین نے جنون کو سنا کہ روتے تھے حسین علیہ السلام پر یہ پڑھکر **اشعار**

مَسَحَ النَّبِیُّ جَبِیْنَهٗ وَلَهٗ الْبَرِیْقُ فِی الْخُدُوْدِ اَبَوَاهُ فِیْ عُلْیَا قُرَیْشٍ وَجَدُّهٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ

ابیات اس حسین کو نبی نے چوما تھا تھی چمک کیا ہی اُسکے چہرے پر اسکے ماں باپ تھے قریش کی جان اُسکا نانا جہان سے بہتر شیخ ابن حجر عسقلانی نے تسدید القوس مین لکھا ہی کہ پس جواب دیا مرثیہ خوانون کو ایک مرد نے قبیلہ ہمدان سے **شعار** خَرَجُوْا بِهٖ وَفْدًا اِلَیْهِ فَهُمْ لَهٗ شَرُّ الْوُفُوْدِ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ نَبِیِّهِمْ سَکَنُوْا بِهٖ نَارَ الْخُلُوْدِ یعنی باہر آئے اُسکے ساتھ اور پیشوا ہوے پہلے اُسکی طرف پس وہ شریر ترین وفود ہین کہ قتل کیا اپنے نبی کے نواسے کو اور ٹھیرے اُسکے سبب سے ہمیشہ کی آگ مین یعنی دوزخ مین اور سنا اور نہ دیکھا کہنے والے کو کہ کہتا تھا کو حسین کا ئی ثمود نے ناقہ صالح علیہ السلام کی پس جڑ سے کھودے گئے وہ اور بے راہی پر روان ہوے اور بنایا اللہ نے حرمت رسول خدا کو اعظم اور بزرگتر حرمت صالح علیہ السلام سے پس تعجب ہی اُنکے لیے کہ ایسے کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوے اور مسخ نہوے مثل قاتلین ناقہ کے اللہ مہلت دیتا ہی باغیان منکر کو انتہی اور نیز ابو نعیم نے ابن ابی ثابت سے روایت کی کہ حضرت ام سلمہ نے کہا مین نے نہین سنا رونا جنون کا جب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا مگر آج کی رات تو مین نے جانا کہ میرا بیٹا حسین شہید ہوا پھر کہا ام سلمہ نے اپنی لونڈی سے کہ تو گھر سے نکل کر لوگون سے پوچھ اُسنے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حسین شہید ہوے اور جن یہ کہکر روتے تھے **شعار**

اَلَا یَا عَیْنُ فَابْتَهِلِیْ بِجَهْدٍ	وَمَنْ یَّبْکِیْ عَلَی الشُّهَدَاءِ بَعْدِیْ	عَلٰی رَهْطٍ تَقُوْدُهُمُ الْمَنَایَا
اِلٰی مُتَجَبِّرٍ فِیْ مُلْكِ عَبْدٍ	ترجمہ ہوسکے جتنا رولے تو ای چشم	کون روئیگا پھر شہیدون کو
پاس ظالم کے کھینچتی لائی	موت ای ولے ان عزیزون کو	پوشیدہ نرہے کہ نوحہ عبارت ہی

اس سے کہ میت پر گریہ کرے اور اوصاف پسندیدہ اسکے ذکر کرے مگر واویلا اور وامصیبتا کرنا اور بے صبری و سینہ کوبی اور طپانچہ زنی یہ حرام ہی جیساکہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ اَلنِّیَاحَةُ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِیَّةِ یعنی نوحہ کرنا رسوم کفر و شرک سے ہی اور آنکھون سے رونا اور دل سے غم کرنا پسندیدہ ہی اور رونا مصیبت مین احادیث سے ثابت ہی اور بیہقی اور ابو نعیم نے زہری سے روایت کی کہ جسدن شہید ہوے امام حسین علیہ السلام تو اُسدن جو پتھر بیت المقدس مین اُٹھایا گیا اسکے نیچے سے خون سرخ نکلا مین کہتا ہون کہ بعد قتل حضرت یحیے کے بھی بیت المقدس مین بعضے کنوون مین خون جوش کر آیا تھا چونکہ اکثر حالات حضرت

حال شہادت حضرت امام حسینؑ کا مشابہ حال شہادت حضرت یحیٰی علیہ السلام کے تھا لہذا ان امور مین بہی مشابہت اُنکی چھوڑی نہ گئی بیہقی نے ام حبان سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے ہین جسدن شہید ہوے امام حسین علیہ السلام اُسدن سے تین دن تک ہم پر اندھیرا رہا اور جس نے زعفران ملی مُنہ پر اُسکا مُنہ جل گیا اور بروایت صحیح ثابت ہی کہ یزیدیون نے کئی اونٹ لشکر حسینی کے پکڑے تھے جب اُنکو ذبح کیا اور پکایا تو گوشت ایسا کڑوا نکلا جیسے اندراین کا پھل کوئی اُنکو کھا نسکا سبط ابن الجوزی نے تذکرے مین بیان کیا کہ جس اونٹ پر سر مطہر امام علیہ السلام اور اُنکے یارون کا اُٹھایا گیا تھا جب اُسکو ذبح کرکے پکایا تو وہ گوشت تلخی کے مارے کھایا نگیا واللہ اعلم ترجمۂ صواعق مین ہی کہ ایک قافلہ ورس[1] بھرکے یمن سے عراق جاتا تھا راہ مین یزید کے لشکریون کا جو ساتھ ہو گیا تو اُنکی شامت سے اُنکی ورس راکھ ہو گئی اور جس اونٹ کو ذبح کیا اُس سے آگ نکلی اور بیہقی نے علی بن مُسہر سے روایت کی کہ اُنھون نے کہا مین نے سنا اپنی دادی سے کہ وہ کہتی تھین کہ مین نوجوان لڑکی تھی جب امام حسینؑ شہید ہوے تھے مین نے دیکھا کہ چند روز آسمان اُنپر رویا کیا ابن جوزی اور ابن سیرین سے روایت ہی کہ تین دن عالم مین تاریکی رہی آسمان سرخ ہو گیا ثعلبی سے منقول ہی کہ آسمان حضرت امام حسینؑ پر رویا چھ مہینے تک اُسکی نشانی یعنی سرخی رہی اور ابن سیرین اور ابن سعد کہتے ہین کہ شفق کی سرخی بعد قتل حضرت امام علیہ السلام کے ظاہر ہوئی پہلے اسکا وجود نہ تھا شیخ ملکیہ مین ابن جوزی سے منقول ہی کہ اسکا سر یہ تھا کہ جب کوئی غصہ ہوتا ہی تو خون جوش کرتا ہی اور چہرہ سرخ ہو جاتا ہی اور حق تعالی جملہ عوارض جسمانی جیسے غصہ وغیرہ سے پاک ہی سو اُسنے اپنے غضب کے اظہار کے واسطے سارے آسمان کو سرخ کر دیا اور اُسکا قیامت تک نشان رکھا تاکہ ظاہر ہو جائے کہ قاتلین حسین سے یہ بڑا گناہ واقع ہوا ہی روایت ہی کہ سات روز تک آسمان کی سرخی سے دیوارین گویا لحاف گلنار ہو گئی تھین اور جو کپڑا اُس سے سرخ ہوا پھر وہ سرخی ہرگز نہ گئی یہان تک کہ پارہ پارہ ہو گیا اور شہاب آسمان سے بکثرت گرے اور اُسی روز کسوف کامل واقع ہوا کہ دوپہر کو ستارے نظر آئے گویا قیامت قائم ہو گئی نقل ہی کہ غزوۂ بدر مین جب کفار قید ہو کر آئے تو اُن مین حضرت عباس بھی تھے کہ وہ اُس زمانے مین ایمان نہ لائے تھے حضرت نے اُنکے بازو بند ھوائے اُنھون نے تمام رات نالے کیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام شب اُنکے شور سے نیند نہ آئی بسبب حضرت عباس کی قرابت کے کہ آپ کے چچا تھے اور بعد اُسکے پھر حضرت عباس مسلمان ہوے اور اسکا قصہ اپنی جگہ پر مذکور ہی تو مسلمانو غور کا مقام ہی کہ جب چچا کا شور آنحضرت کو سونے ندے تو حضرت امام حسینؑ کہ آپکے لخت جگر تھے اُنکی مصیبت کا اثر کیا کچھ آپ کو ہُوا ہوگا اور نیز جب وحشی[2]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible] … کذا فی معارف ابن ابی قتیبہ ۱۲ منہ

قاتل سید الشہدا حضرت حمزہ کا ایمان لایا تو حضرت نے فرط ملال کے باعث فرمایا کہ تو اپنا منہ مجھے نہ دکھا کہ مجھے تیرا دیکھنا ناگوار ہی حالانکہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور حدیث مین ہی کہ اسلام کفر وغیرہ گناہان ماقبل کو دور کر دیتا ہی پس غور کرنا چاہیئے کہ حضرت کے دل پر فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور اُنکے اہل بیت کی اہانت اور ایذا سے کیا کچھ صدمہ نگذرا ہوگا اور آپ کیسے غضب مین ہونگے فَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ حقیقت مین اسطرح کا سانحہ ہوش ربا حضرت آدم کے وقت سے اسوقت تک کسی نبی کے اہل بیت پر نہین گذرا ہی تو پھر خون رونا آسمان اور زمین کا اور تیرہ و تار ہونا عالم کا اور ٹپکنا خون کا شجر اور حجر اور در و دیوار سے کون تعجب کی بات ہی بلکہ اگر اُسی وقت قیامت آجاتی اور ہر شقی اپنی سزا کو پہونچ جاتا تو کچھ تعجب نہ تھا

اشعار

ابتلائے انبیا و اولیا بسیار بود	چون بلائے کربلا کرب و بلائی کس ندید
در جہان زین صعب‌تر ہرگز بلائے کس ندید	لیک در عالم ازین سان ابتلائے کس ندید
در سرائے دہر تا شد رسم ماتم آشکار	دل شکن‌تر زین عزا ہرگز عزائی کس ندید
چشم گردون چون نگرید چونکہ در دوران او	ہیچو دشت کربلا ماتم سرائی کس ندید

تعداد عمر شریف و کشتگان کربلا

سن شریف آپکا روز شہادت چھپن برس پانچ مہینے پانچ دن کا تھا اسلیئے کہ ولادت باسعادت پانچوین شعبان ۴ھ سنہ مین ہی اور شہادت دسوین محرم روز جمعہ بعد زوال آفتاب کے ۶۱ سنہ ہجری مین پس عمر شریف بے کم و کاست اُتنی ہی ہوتی ہی اور اگرچہ بعضے اس سے زائد اور بعضے اس سے کم کہتے ہین لیکن صحیح اور معتمد اسیقدر ہی کذا فی تحریر الشہادتین انتہیٰ مین کہتا ہون کہ استیعاب مین ہی کہ حضرت کے سن شریف مین اختلاف ہی بعضے ستاون اور بعضے اٹھاون برس کہتے ہین اور قتادہ نے کہا کہ آپ روز شہادت چوّن برس چھ مہینے کے تھے انتہیٰ اور تاریخ یافعی مین سن شریف اٹھاون برس اور معارف مین چھپّن برس کا لکھا ہی اور نور الابصار مین ہی کہ آپ کی عمر روز شہادت پچپّن برس یا اس سے زائد کی تھی انتہیٰ اور آپ کے ساتھ آپ کے عزیز و قریب مین سے سولہ یا سترہ آدمی شہید ہوے ابن عبد البر نے استیعاب مین محمد بن الحنفیہ سے نقل کیا ہی کہ امام علیہ السلام کے ساتھ ایک روز مین سترہ آدمی اولاد فاطمہ سے شہید ہوے اور حضرت خواجہ حسن بصری فرماتے ہین کہ حضرت امام حسین ع کے ساتھ سولہ آدمی اہل بیت مین سے ایسے مارے گئے کہ جنکا مثل پردۂ زمین پر اُسوقت نہ تھا اور یہی ہے رسالہ نور العین اور اور بعضے رسائل معتبرہ و تاریخ ابو حاتم مین لیکن ابو حاتم نے چند اور اشخاص کو بھی حضرت ہی والون مین شمار کیا ہی جیسے سلیمان اور سلیج غلامان حضرت امام علیہ السلام اور محمد بن سعید بن عقیل بن ابی طالب اور اولاد مہاجرین و انصار مین سے بہت سے لوگ شہید ہوے اور علی برادر رضاعی امام علیہ السلام کے بھی

اُسی دن شہید ہوے اور بعضے کہتے ہین کہ انکو قید کرکے کوفے مین لیجا کر دار الامارۃ کے اوپر سے پھینکدیا اُنکے پیر ٹوٹ گئے اُسپر بھی وہ اُٹھ کھڑے ہوے ایک کوفی نے آکر اُنکو تلوار سے مارا اور عثمان بن علی اور اسد بن جعفر اور عمر بن حسن بھی اُسی روز شہید ہوے کذافی سعادۃ الکونین انتہلے مین کہتا ہون کہ حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی نے وفیات الاعلام مین عبد اللہ بن یقطر کو رضیع حضرت امام علیہ السلام کا لکھا ہے اور آپ کے غلام کا نام مذحج ہو تو عجب نہین سعادۃ الکونین کے اس نسخے مین جو میرے پیش نظر ہے لفظ سلیح اور علی کا سہو کاتب سے ہوگا واللہ اعلم اور مذحج بفتح میم وسکون ذال معجمہ وکسر حای مہملہ اور آخر مین جیم ہے کامل ابن اثیر مین ہے کہ آپ کے غلام کا نام منجح تھا انکو سلیمان بن عوف حضرمی نے مارا تھا اور عبد اللہ بن یقطر آپکے رضاعی بھائی کی شہادت کا قصہ یون ہے کہ حضرت امام نے اُنکو حضرت مسلم کی خبر لینے کے لیے راستے سے روانہ کیا تھا راہ مین حصین بن نمیر کے سوارون نے اُنکو پکڑا اور قادسیہ سے لیکر ابن زیاد کے پاس لائے اُسنے کہا قصر پر چڑھ اور لعنت کر نعوذ باللہ کذاب بن کذاب پر پھر اُتر کر آ کہ مین دیکھون اُنھون نے انکار کیا آخر مجبور ہو کر چڑھے اور لوگون کو حضرت کے آنے کی خبر دی اور ابن زیاد اور اُسکے باپ پر لعنت کی اُسنے اِنکو کوٹھے پر سے گروا دیا انکی ہڈیان چور ہو گئین ان مین یون ہی سانس باقی تھی ایک نابکار نے جسکو عبد الملک بن عمیر لخمی کہتے تھے آکر عبد اللہ بن یقطر کو ذبح کر ڈالا جب لوگون نے اُس مردود کو لعنت ملامت کی کہ تو نے یہ کیا کیا کہنے لگا کہ مین نے تو اُنکو آرام دیا جان کندنی کی تکلیف سے چھوڑایا اور بعضے کہتے ہین کہ عبد الملک نے عبد اللہ کو ذبح نہین کیا تھا بلکہ وہ اور ہی ایک شخص تھا جو اُسکے مشابہ تھا بہر حال سگ زرد برادر شغال کوئی کیون نہو آخر اُنھین اشقیا مین سے کسی نے اُنکو ذبح کیا صواعق محرقہ مین ہے کہ حضرت سید الشہدا کے بھائی اور بھتیجے اور بھانجے اور بیٹے اور عقیل کی اولاد سب اُنیس آدمی معرکہ کربلا مین شہید ہوے اور بعضے اکیس کہتے ہین اور اُنیس آدمی کا اولاد حضرت فاطمہ زہرا سے اُس معرکے مین شہید ہونا تذکرہ سبط ابن الجوزی مین بھی محمد بن حنفیہ سے بروایت محمد بن سعد منقول ہے صاحب احسن القصص نے سب نامون کی تفصیل مع تعداد مقتولین مخالفین کی لکھی ہے اور اُسکے بعد لکھا ہے کہ مجموعہ شہدای کربلا اُناسی آدمی تھے اور مخالفین کے سترہ ہزار دو سو چوراسی آدمی تھے جو مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے اور حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی وفیات الاعلام مین اسمای شہدای کربلا کو علے اختلاف الاقوال سو سے زائد لکھتے ہین غرض کتب سیر کی سیر سے تعداد شہدای عالی تبار اہل بیت اطہار ومہاجرین وانصار مین بہت اختلاف معلوم ہوتا ہے اور ایک امر خاص پر یقین نہین ہو سکتا لہذا مین اس مختصر مین اسامی خاص اہل بیت اطہار کے تبرکاً درج کرتا ہون اور باقی جسکا جی چاہے کتب مصائب اور تواریخ مین کہ حال اکثرون کا مفصل مذکور ہے دیکھ لے وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق

اسامی شہدای اہلبیت اطہار جو میدان کربلا مین شہید تیغ جفا ہوئے مع اختلافات

برادران امام علیہ السلام سے چھ آدمی شہید ہوئے ایک حضرت عباس علمدار انکو سقاء بھی کہتے ہین
عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب مین لکھا ہی کہ عباس کی کنیت ابو الفضل ہی اور لقب سقاء اسلیے
کہ یہ اپنے بھائی حسین کے لیے پانی ڈھونڈھنے روز طف کو نکلے تھے اور بغیر دستیاب ہوے پانی کے مارے
گئے اور یہ اپنے بھائی حسین کے اسدن بھی علمدار تھے شیخ ابو نصر بخاری نے مفضل بن عمر سے روایت کی
کہ کہا اُنھون نے کہ کہا حضرت صادق جعفر بن محمد نے کہ تھے علمدار ہمارے چچا عباس بن علی نافذ البصیرۃ
اور صلب الایمان یہان تک کہ کہا مارے گئے وہ اور اُنکا سن چونتیس برس کا تھا انتہے اور محمد بن الحنان
الملکی نے تاریخ ابو حاتم مین لکھا ہی کہ حضرت عباس علمدار کو سقا اسواسطے کہتے ہین کہ اُنھون نے امام
علیہ السلام کو پانی لا دیا تھا آپ نے جو ہین چاہا کہ پیین ایک ملعون نے گلوی مبارک پر تیر مارا کہ وہ پانی
گر پڑا آپ کو پینا میسر نہوا نور الابصار مین ہی کہ دوسرے[۴] حضرت عثمان تیسرے حضرت جعفر چوتھے حضرت عبد اللہ
یہ ام البنین بنت حزام وحیدیہ کلابیہ سے تھے یہ سب کربلا مین شہید ہوے اور حضرت محمد اصغر انکی
والدہ ام ولد[۵] تھین یہ بھی شہید ہوے اور حضرت ابو بکر بن علی یہ بھی کربلا مین شہید ہوے انکی والدہ لیلی
بنت مسعود نہشلی تھین اور تحریر الشہادتین مین پانچ کا شہید ہونا لکھا ہی حضرت عباس حضرت عثمان
حضرت محمد حضرت عبد اللہ حضرت جعفر اور فرزندان حضرت امام حسن سے حضرت قاسم حضرت عبد اللہ
حضرت عمر حضرت ابو بکر یہ سب نوجوان تھے اور بعض کتابون مین پانچ صاحبزادے لکھے ہین پانچوین
عثمان بن حسن ہین اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب تین ہی لکھتے ہین حضرت قاسم اور حضرت عبد اللہ
اور حضرت عمر اور تحریر الشہادتین مین ہی کہ بعضے ابو بکر بن حسن کو بھی کہتے ہین اور اولاد حضرت عقیل
سے حضرت مسلم مع محمد اور ابراہیم اپنے دونون بیٹون کے کوفے مین تیسری ذی الحجہ سنہ ۶۰ مین شہید
ہوے تھے اور عبد اللہ بن مسلم کربلا مین اظہار السعادت شرح سر الشہادتین مین ہی کہ پہلے اقربائے
حضرت امام حسین ع مین سے جو معرکے مین لڑنے آئے وہ عبد اللہ بن مسلم تھے اور عبد اللہ بن مسلم کا قاتل
عبد اللہ بن عمرو بن صبیح صیداوی تھا اور عبد اللہ کی مان رقیہ دختر علی بن ابی طالب تھین انتہی ما فی
اظہار السعادت واللہ اعلم اور عقیل کے تیسرے بیٹے کا نام مدائنی نے عون لکھا ہی اور صاحب فصول المہمہ نے

[۴] کامل مین ہے کہ ... محمد بن علی اور عثمان بن علی ... اور ... ہین ... نہشلی تھین

[۵] کامل مین ہے کہ حضرت امیر کے صاحبزادون مین محمد اصغر ... اسماء بنت عمیس سے تھے اور بعض کہتے ہین محمد ام ولد سے تھے یہ بھی کربلا مین شہید ہوے انتہی ... عبد اللہ کو مختار نے ... اور بعض کہتے ہین ... شہید ہوے کربلا مین ...

جعفر واللہ اعلم باقی اوپر بیان ہوا ہی اور فرزندان عبداللہ بن جعفر طیار سے محمد اور عون پسران حضرت زینب
خواہر حقیقی حضرت امام کے اور پوتے حضرت جعفر طیار کے تھے کہ حضرت امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے اور اور اولاد
مہاجرین وانصار سے متعدد اشخاص بھی اُس روز شہید ہوے اور صاحبزادگان حضرت امام حسین سے حضرت
علی اکبر اٹھارہ برس کے سن مین شہید ہوے اور حضرت علی اصغر شیر خوارہ شہید ہوے اور علی اوسط یعنی امام
زین العابدین بائیس برس کے تھے بیمار خیمہ مبارک مین تشریف رکھتے تھے شہید نہین ہوے اور حضرت
شاہ عبدالعزیز صاحب ایک سائل کے جواب مین تحریر فرماتے ہین کہ منجملہ صاحبزادگان اہل بیت سترہ آدمی کربلا
مین شہید ہوے اور حضرت امام زین العابدین اور عمر بن الحسن اور محمد بن عمر بن علی وغیرہ صاحبزادگان صغیر السن
بندیون مین تشریف لے گئے اور حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام اور حضرت شہربانو زوجۂ امام اور حضرت
سکینہ دختر امام زنان اہل بیت مین سے ہمراہ کربلا مین تھین اور قیدیون کے ساتھ روانہ شام ہوئین انتہی اور
اظہار السعادت مین ہی کہ حسن مثنی بن الحسن سبط اکبر اور عمر بن الحسن نے بسبب صغیر السن ہونے کے قتل سے
نجات پائی انتہی واللہ اعلم بالصواب اسعاف الراغبین مین ہی کہ حضرت حسن مثنی اپنے چچا کے ساتھ کربلا مین
آئے اور زخم کاری کھاکر گر پڑے جب وہ لوگ سرون کو لینے آئے تو اُنکو پڑا دیکھا اور انمین کچھ جان باقی تھی
تو اسماء بن خارجہ فزاری نے کہا کہ اُنکو میرے کہنے سے چھوڑ دو وہ اُنکو کوفہ مین اُٹھا لے گئے اور وہان علاج
کیا یہ اچھے ہوگئے اور مدینے مین تشریف لائے انتہی باقی اور تحقیق اسکے اوپر اولاد حضرت امام حسنؑ مین گذری
اور حضرت رباب کا ہونا بھی کربلا مین ثابت ہوا ہی جیسا آیندہ آتا ہی اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

حضرت سیدہ زینب کا حال

یہ بنت علی سبطہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کی صاحبزادی ہین ابن الاثیر نے کہا کہ یہ حضرت کی
زندگی مین پیدا ہوئین انکے والد نے انکا نکاح اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر سے کردیا اُنسے اولاد ہوئی یہ اپنے
بھائی کے ساتھ کربلا مین تھین پھر دمشق مین آئین اور یزید کے پاس تشریف لائین اور جب ایک شامی نے
حضرت سیدہ فاطمہ کو طلب کیا تھا تو انکا اُسوقت کا کلام مشہور ہی جو دلیل ہی اُنکی عقل اور قوت دل پر انتہی
کذا فی اصابہ فی تمیز الصحابہ مین کہتا ہون کہ یہ سارا قصہ کامل ابن اثیر مین بھی ہی انکے چار صاحبزادے ہوے

علی اور عون اور عباس اور محمد اور ایک صاحبزادی ام کلثوم انکی ذریت بکثرت موجود ہی شعرانی مین لطائف المنن
مین لکھا ہی کہ خبر دی مجھے سید علی خواص نے کہ سیدہ زینب جو مدفون ہین قناطیر سباع مین وہ بیٹی حضرت علی کی
ہین اور وہ یہان بیشک ہین اور سید علی خواص جب وہان جاتے تھے تو آستانہ درب سے جوتا اتارتے تھے
اور ننگے پیر چلتے یہان تک کہ انکی مسجد سے آگے آتے اور حضرت سیدہ کے روی مبارک کی طرف آکر ٹھہرتے اور انکو
وسیلہ اپنی مغفرت کا کرتے اللہ کے حضور مین اور لواقح الانوار مین فرماتے ہین کہ حضرت سیدہ زینب جو قناطیر سباع
مین مدفون ہین حضرت امام حسین کی بہن ہین اور طبقات مین حضرت امام علیہ السلام کے ترجمے مین فرماتے ہین
کہ پڑھا آپ کی بہن سیدہ زینب مدفونۂ قناطیر سباع محروسۂ مصر نے انتہی درب دروازۂ فراخ اور کوچہ و محلے کو کہتے ہین
اور اُسکے معنی اور بھی ہین کذا فی المنتخب **فائدہ** شیخ عبد الحق محدث رح رسالہ تحقیق الاشارۃ فی تعمیم البشارۃ کے
خاتمے مین لکھتے ہین کہ شیبان بن مخرم سے روایت ہی کہ وہ جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ کربلا مین گئے حضرت
امیر نے فرمایا کہ یہان مارے جائینگے وہ شہید جنکا مثل سوائے شہدائے بدر کے نہین رواہ الطبرانی عبد ضعیف
کہتا ہی کہ پس شہدائے کربلا تمام اہل بہشت ہین مانند شہدائے بدر کے جس دلیل سے کہ خبر دی جناب امیر نے اور نہوگی
یہ خبر حضرت امیر سے مگر سطرح پر کہ انھون نے حضرت رسول اللہ صلعم سے سنی ہوگی یا وہ بات سنی ہوگی جسسے یہ امر وہ سمجھتے ہونگے
تو یہ حکم مرفوع مین ہی پس جب شہدای کربلا شہدای بدر کے سے ہوے تو انکے اعدا کا حال دیکھنا چاہیے کہ کیا ہوگا اور کس فرقے
مین وہ شمار ہونگے اور اعدا کی شناعت حال مین تو آثار کثیرہ آئے ہین جو تواتر بلعنے کو مفید ہین کذا فی اظہار السعادۃ

بیان اولاد شریف حضرت امام علیہ السلام

حضرت سید الشہدا علیہ السلام کی اولاد مین اختلاف ہی طبقات مناوی اور صفوۃ الصفوۃ ابن جوزی مین ہی
کہ آپ کے تین بیٹے تھے حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر اور حضرت جعفر علیہم السلام اور دو بیٹیان فاطمہ اور
سکینہ اور یہی طبقات شعرانی مین بھی ہی اور ابن الاخضر نے معالم العترۃ مین لکھا ہی کہ چار صاحبزادے
اور دو بیٹیان تھین چوتھے صاحبزادے حضرت عبد اللہ تھے اور حافظ محب الدین ابو العباس ذخائر العقبی مین
لکھتے ہین کہ آپ کے چھ بیٹے تھے اور تین بیٹیان دو صاحبزادے زائد حضرت علی اوسط اور حضرت محمد ہین اور صاحبزادی
حضرت زینب ہین اور یہی کمال الدین بن طلحہ اور ابن الخشاب بھی کہتے ہین اور منازل اثنا عشریہ مین چھ صاحبزادون
کی تفصیل یون مذکور ہی حضرت علی اکبر حضرت علی اوسط حضرت علی اصغر حضرت عبد اللہ حضرت جعفر اور حضرت محمد
سعادت الکونین مین ہی کہ حضرت محمد اور حضرت جعفر کا حال معلوم نہین ہوا گمان یہ ہی کہ وہ قبل از بلوغ انتقال
کر گئے ہونگے اور جعفر کی والدہ قضاعہ سے تھین انتہی اور تاریخ معالم مین ہی کہ بعضون نے بجای حضرت محمد کے
حضرت عمر ذکر کیا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت علی اصغر اور صاحبزادے تھے اور حضرت عبد اللہ شہید معرکۂ کربلا اور

اور صاحب الارشاد نے کہا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی چھ اولادین تھین ایک حضرت علی اصغر اُنکی کنیت ابو محمد تھی اور لقب زین العابدین اُنکی والدہ شاہ زنان بنت کسریٰ تھین اور دوسرے حضرت علی اکبر جو کربلا مین شہید ہوئے اُنکی والدہ لیلی بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھین تیسرے حضرت جعفر اُنکی والدہ بنی قضاعہ سے تھین یہ اپنی والدہ کی زندگی مین فوت ہوئے اُنکی کوئی نسل نہین چوتھے حضرت عبداللہ جو کربلا مین تیر سے مارے گئے پانچوین حضرت سکینہ اُنکی والدہ رباب بنت امرء القیس تھین چھٹے حضرت فاطمہ اُنکی والدہ ام اسحق بنت طلحہ بنت عبداللہ تمیمیہ تھین انتہی شیخ جمال الدین طاہر بن حسین بن عبدالرحمن اہدل اپنی کتاب بغیۃ الطالب لمعرفۃ اولاد ابی طالب مین لکھتے ہین کہ حضرت امام علیہ السلام کے چھ بیٹے تھے اور تین بیٹیان حضرت علی اکبر حضرت علی اوسط حضرت عبداللہ اور حضرت علی اصغر زین العابدین اور بعضے انھین کو بڑا سمجھتے ہین اور حضرت محمد اور حضرت جعفر اور حضرت زینب اور حضرت سکینہ اور حضرت فاطمہ پس حضرت محمد اور حضرت جعفر یہ دونون باپ کی حیات ہی مین انتقال کر گئے اور حضرت علی اکبر اور حضرت عبداللہ باپ کے ساتھ کربلا مین شہید ہوئے اور حضرت علی اوسط کے بھی اُسی دن تیر لگا وہ بھی اُس سے شہید ہوئے انتہی نور الابصار مین ہی کہ بعضون نے ایک صاحبزادہ اور بڑھایا ہی جنکا نام عمر تھا پیدا ہوتا ہی جو بے انتہی مطالب السئول فی مناقب آل الرسول مین بھی ہی کہ آپ کے چھ صاحبزادے تھے حضرت علی اکبر حضرت علی اوسط حضرت علی اصغر اور حضرت محمد اور حضرت عبداللہ اور حضرت جعفر حضرت علی اکبر تو لڑکر شہید ہوئے اور حضرت علی اصغر کے تیر لگا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت عبداللہ بھی شہید ہوئے اور تین صاحبزادیان حضرت زینب اور حضرت سکینہ اور حضرت فاطمہ تھین یہ تو مشہور ہی اور بعضے کہتے ہین کہ چار صاحبزادے اور دو بیٹیان تھین وَالْاَوَّلُ اَشْهَرُ وَكَانَ الذِّكْرُ الْمُخَلَّدُ وَالثَّنَاءُ الْمُنَضَّدُ مَخْصُوْصًا مِنْ بَنِيْهِ بِعَلِيٍّ الْاَوْسَطِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ دُوْنَ بَقِيَّةِ الْاَوْلَادِ انتہی رسالہ زیدیہ مین ہی کہ حضرت امام علیہ السلام کی چار یا پانچ بیبیان تھین ایک شہربانو دوسری لیلی دختر ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی اور لیلی کی ماں میمونہ دختر ابی سفیان بن حرب تھین تیسری رباب دختر امرء القیس چوتھی ام اسحق دختر طلحہ بن عبداللہ تمیمی پانچوین ایک عورت تھی قضاعہ کی انتہی حافظ عبدالعزیز جنابذی نے کہا کہ حضرت کی چھ اولادین تھین چار صاحبزادے دو صاحبزادیان علی اکبر اور علی اصغر زین العابدین اور جعفر اور عبداللہ اور سکینہ اور فاطمہ اور شیخ مفید شیعی نے بھی یہی کہا ہی اور اسی طرح سے رسالہ زیدیہ مین بھی ہی اور کہا کہ حضرت

---

۲ اور تنہا ... مخصوص ... زین العابدین ... ۱۲

۳ قضاعہ بروزن ... کذا فی المنتخب ۱۲

علی اصغر بطن لیلی سے اور حضرت عبداللہ بطن رباب سے اور حضرت جعفر بطن قضاعہ سے تھے اور فاطمہ بطن شہربانو سے کہ وہ حسن مثنی کے نکاح مین تھین اور حضرت سکینہ بطن ام اسحٰق سے تھین اور بعضے کہتے ہین بطن رباب سے اور حضرت ام اسحٰق کا مزار دمشق مین ہو انتہی مگر ایمین کہ حضرت فاطمہ بطن شہربانو سے تھین کچھ گفتگو ہو جو ابھی بیان ہوتی ہو

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا حال

آپ کا نام مبارک علی ہو اور لقب آپ کا زین العابدین حضرت امام مالک کہتے ہین کہ آپکو زین العابدین بسبب کثرت عبادت کے کہتے ہین انتہی سعید بن المسیب اور ابی حمزہ کہتے ہین کہ آپ ہر روز رات دن مین ہزار رکعتین پڑھتے تھے اور جب آپ وضو کرتے تھے تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا لوگون نے اس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا تم نہین جانتے ہو کہ مین کسکے سامنے کھڑا ہونگا اور طاؤس سے منقول ہو کہ کہا انھون نے کہ مین ایک رات حجرے مین آیا پس اچانک علی بن الحسین داخل ہوے اور نمازین پڑھنے لگے جسقدر کہ خدا نے چاہین یعنی بیشمار پھر آپ نے ایک سجدہ طویل کیا مین نے کہا یہ مرد نیک ہو خاندان نبوت سے لاؤ سنین تو سہی کہ یہ کیا کہتا ہو پس مین نے انکو سنا کہ وہ کہتے تھے عُبَیْدُكَ بِفِنَائِكَ مِسْكِيْنُكَ بِفِنَائِكَ سَائِلُكَ بِفِنَائِكَ فَقِيْرُكَ بِفِنَائِكَ ۴ طاؤس کہتے ہین کہا کہ قسم اللہ کی مین نے کسی شدت مین اس دعا کے ساتھ دعا نہین مانگی مگر اللہ نے وہ مصیبت مجھسے دور کردی انتہی **فائدہ استطرادیہ** حضرت علیؑ سے مروی ہو کہ آپ کو جب کوئی امر مہم پیش آتا تھا تو آپ دونون ہاتھون کو آسمان کی طرف اٹھا کر فرماتے تھے یا کٓھٰیٰعٓصٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الذُّنُوْبِ الَّتِیْ بِهَا تُزِیْلُ النِّعَمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الذُّنُوْبِ الَّتِیْ بِهَا تُحِلُّ النِّقَمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الذُّنُوْبِ الَّتِیْ بِهَا تُثِیْرُ الْاَعْدَاءَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الذُّنُوْبِ الَّتِیْ بِهَا تَحْبِسُ غَیْثَ السَّمَاءِ اور شدت و سختی کے دفع کے لیے یہ دعا مجرب ہو انتہی **مِنْ قُرَّۃِ الْعَیْنِ فِیْ مَقْتَلِ الْحُسَیْنِ** فصل الخطاب مین ہو کہ فرزند اکبر حضرت امام حسینؑ کے حضرت علی صغر ملقب بسید الساجدین الملقب من الہاتف بزین العابدین بیمار رہگئے انھین سے کثرت اولاد کی ہوئی اور وجہ تسمیہ آپ کی یہ ہو کہ آپ جناب امیر علیہ السلام کے سامنے پیدا ہوے تھے آپ نے اپنے نام پر انکا نام رکھا تھا حضرت علی اصغر اور اپنے جد کی شہادت کے دن یہ دو برس کے تھے کذا فی التواریخ المعتبرۃ عند العلماء اور بروز مصیبت اندوز شہادت کربلا انکا سن شریف بائیس برس کا تھا نور الابصار مین ہو کہ حضرت امام زین العابدین کی ولادت مدینہ شریف مین

---

۴ بندہ یعنی تیرا بندہ حقیر ... یعنی تیرا مسکین ... تیرے دروازے پر ... پناہ مانگتا ہون ... ان گناہون سے ... داخل کرتا ہو تو نقمتون کو ... ان گناہون سے جن کے سبب ...

اور پناہ مانگتا ہون میں ساتھ تیرے ان گناہون سے جنکے سبب اتار لیتا ہو تو نعمتون کو اور پناہ مانگتا ہون ان گناہون سے جنکے سبب اکساتا ہو تو دشمنون کو اور پناہ مانگتا ہون میں ساتھ تیرے ان گناہون سے جنکے سبب روکتا ہو تو پانی آسمان کا ۱۲ منہ

پنجشنبے کے دن پانچوین شعبان ۳۸ سنہ مین ہوئی انتہے اور بعضے نوین تاریخ دوشنبہ کو ۳۸ سنہ یا ۳۳ سنہ یا ۳۷ سنہ مین کہتے ہین اور اول صحیح ہی حضرت امام زین العابدین گندم گون لاغر بدن کوتاہ قد تھے اور بڑے عابد اور متقی اور خاشع اور خائف اللہ سے اور اُنکے خاتم کا نقش وَمَا تَوفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہِ تھا اور اُنکی والدہ سلافہ یا شہر بانو تھین جنکا لقب شاہ زنان تھا اور شاہ زنان بفتح شین معجمہ وکسر ہا و فتح زا و نون ثانیہ بعد الف کے یہ فارسی لفظ ہی وہ بیٹی تھین یزدجرد کی یَزْدَجِرْد بفتح یای مثناۃ و سکون زا و فتح دال مہملہ وکسر جیم و دال مہملہ بعد رای ساکنہ ہی اور وہ بیٹا شہریار بن خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان عادل بادشاہ فارس کا تھا زمخشری نے ربیع الابرار مین لکھا ہی کہ جب حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت مین فارس کے قیدی مدینے مین آئے تو اُن مین یزدجرد کی تین بیٹیان بھی تھین جب اور قیدی بیچ ڈالے گئے تو حضرت عمرؓ نے اُنکے بیچنے کا بھی حکم دیا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہ اولاد شاہی سے ہین انکے ساتھ اورون کا سا معاملہ نہ کرنا چاہیے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر کیا کیا جائے جناب امیر نے فرمایا کہ انکی قیمت لگائی جائے جو ٹھیرے وہ دیکر کوئی شخص لے لیوے چنانچہ قیمت لگائی گئی اور جناب امیر نے وہ قیمت دیکر انکو خرید لیا اور اُنہین سے ایک حضرت امام حسینؑ کو دی اُن سے حضرت امام زین العابدین پیدا ہوئے اور ایک حضرت عبداللہ بن عمر کو دی اُن سے حضرت سالم پیدا ہوے اور ایک محمد بن ابی بکر کو دی اُنسے حضرت قاسم پیدا ہوے پس یہ تینون خالہ زاد بھائی ٹھیرے انتہے حضرت شہر بانو کا یہ حال کہ آپ بعد واقعۂ کربلا ملک شام مین رہین یا مدینے تشریف لائین کسی تاریخ معتبر اسلام سے صحیح طور پر اور لائق اعتماد کے دریافت نہین ہوا مگر صحیح یہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ اہل بیت مین رہین کبھی جدا نہین ہوئین اور یہ جو بعضون نے لکھا ہی کہ ایک شخص اُنکے وطن کا انکو اپنے ساتھ لیگیا اور ملک نوشیروان مین اُنکے گھر پہونچا آیا یہ محض غلط ہی اظہار السعادۃ مین ہی کہ بعضے علمای نسب نے اپنے رسائل مین لکھا ہی کہ امام زین العابدین نے جمع کیا ہی درمیان نبوت اور ملک کے اور چونکہ فاطمہ خواہر امام زین العابدین کی شہر بانو سے تھین اور حضرت حسن مثنی کو بیاہی تھین لہذا اولاد حسن مثنی کے لیے بھی پیغمبری اور بادشاہی ہوگی انتہی مین کہتا ہون کہ یہ رسالہ زیدیہ سے منقول معلوم ہوتا ہی جیسا اوپر گذرا حضرت فاطمہ صغریٰ تو بیٹی ام اسحٰق بنت طلحہ کی ہین جیسا معارف ابن ابی قتیبہ مین ہی اور ایسا ہی کہا ہی خطیب بغدادی نے اور فصول المہمہ وغیرہ کتب معتبرہ مین بھی ہی پس یہی صحیح و لائق اعتبار کے ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حضرت امام زین العابدین کربلا مین اپنے والد ماجد کے ساتھ تھے اور بیمار صاحب فراش تھے شہید نہین ہوے یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہی اور یہی صحیح ہی اور جو یہ کہتا ہی کہ

یہ چھوٹے تھے اسواسطے شہید نہین ہوئے تو اُسکا کہنا معتبر اور ماننے کے لائق نہین آپ نے حدیث
روایت کی اپنے والد اور چچا اور جابر اور ابن عباس اور مسور بن مخرمہ اور ابی ہریرہ اور صفیہ اور عائشہ اور ام سلمہ
امہات المؤمنین سے ذہبی اور ابن عُیینہ نے کہا کہ ہم نے کوئی قریشی اُنسے افضل نہین دیکھا زہری نے کہا
کہ مین نے اُن سے زیادہ فقیہ نہین دیکھا ابن المسیب نے کہا مین نے اُن سے زائد پرہیزگار نہین دیکھا قول المستحسن
مین ہی کہ حافظ مزّی تہذیب الکمال مین ابن سعد سے نقل کرتے ہین کہ کہا اُنھون نے کہ تھے علی ابن الحسین
ثقہ مامون کثیر الحدیث عالی رفیع ورع مین کہتا ہون کہ اسمین رد ہی زہری کے قول کا جو اُنھون نے کہا
کہ مین نے کسی کو فقیہ زیادہ علی بن الحسین سے نہین دیکھا لیکن وہ تھے قلیل الحدیث امام نووی نے تہذیب الاسماء
واللغات مین لکھا ہی کہ اجماع کیا لوگون نے اُنکی جلالت پر ہر چیز مین اور تھے یہ ثقہ مامون کثیر الحدیث عالی رفیع
اور کہا ابو بکر بن ابی شیبہ نے اصح الاسانید کلہا الزہری عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم انتہی
انکے فضائل اور مناقب بہت سے ہین افضل مناقب وہ ہی جو صاحب صواعق نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے
مناقب مین لکھا ہی کہ ابن المدینی نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ کہا اُنھون نے کہ تھا مین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اور حضرت امام حسین آپ کی گود مین تھے آپ اُن سے کھیل کر رہے تھے پس مجھسے
فرمایا اے جابر حسین کے ایک لڑکا ہوگا کہ اُسکا نام علی ہوگا پس جب قیامت قائم ہوگی تو پکارنیوالا پکاریگا
کہ اُٹھ اے سید العابدین پس اُٹھیگا بیٹا حسین کا اور اُس علی کے بھی ایک بیٹا ہوگا جسکا نام محمد ہوگا پس اگر
پائے تو اُسکو اے جابر تو میرا سلام پہونچائیو انتہی ابن جوزی نے اسکو موضوعات مین لکھا ہی بزیادت و
اختلاف لفظ طریق محمد بن زکریا الغلابی سے اور ابن مندہ نے کہا کہ اسمین کلام کیا گیا ہی اور دارقطنی بھی
اس حدیث کی موضوعیت کا قائل ہی مین کہتا ہون کہ ابن جوزی نے اسکو بدلیل ثابت نہین کیا اور شاید
اس گمان سے کہ غلابی سے اس قسم کی روایت مستبعد ہی موضوع کہدیا ہی حالانکہ غلابی وہ ہی جس سے حدیث کی
طبرانی اور ایک گروہ نے اور ابن حبان نے اُسکو ثقات مین لکھا ہی اور کہا کہ اُسکی حدیث کا اعتبار ہی جب ثقہ
سے روایت کرے اور اُسکی روایت مین مجاہیل سے البتہ بعضے مناکیر ہین اور اسکے سوا یہ قصہ صولی کے نزدیک بھی ہی
جیسا کہ روایت کیا اسکو ابراہیم بن بشار الرمادی نے اُنھون نے روایت کی سفیان بن عُیینہ سے اُنھون نے ابی الزبیر سے کہا

---

۴ [illegible] جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما [illegible] پاس بیٹھا [illegible] اور وہ لڑکے تھے [illegible] حضرت جابر [illegible] علی بن حسین رضی اللہ عنہما [illegible]

فرمایا کہ یہ میرا بیٹا محمد ہے تب حضرت جابر نے اُن کو گود مین لیا اور فرمایا اے محمد تمکو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام فرمایا ہے لوگون نے کہا یہ کیا ہے تب اُنھون نے ذکر فرمایا جو مین نے کتاب مین نقل کیا ہی یہ قصہ نور الابصار مین حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے حال مین منقول ہی اور اُسکے آخر مین اتنا اور ہے کہ زندہ رہے جابر بعد اسکے سوا تین دن کے واللہ اعلم ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

تھے ہم جابر کے پاس کہ داخل ہوے علی بن الحسین پس کہا جابر نے کہ داخل ہوے حسین پس لپٹا لیا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکو اور فرمایا کہ اس لڑکے کے ایک لڑکا ہوگا جسکا نام علی ہوگا الی آخر القصہ اور یہ سند
صحیح ہو اب دیکھنا چاہیے کہ یہ اسناد آیا غلابی کی طرف سے ہو یا اُسکے غیر کی طرف سے اور روایت کی ابن عساکر
نے کہا خبر دی مجکو محمد بن احمد بن عبد اللہ الکبریتی نے اور اُنھین ابو بکر عاطر فانی نے املاءً اُن سے بیان
کیا عبد الرحمٰن بن محمد بن ابراہیم مدینی نے اُن سے ابن عقدہ نے اُن سے محمد بن عبد اللہ بن ابی نجیح نے
اُن سے علی بن حسان قرشی نے اُن سے اُنکے چچا عبد الرحمٰن بن ابی کثیر نے اُن سے جعفر بن محمد نے کہ کہا
ابو جعفر محمد بن علی نے کہ بٹھلایا مجھے میرے دادا حسین نے اپنی گود مین اور فرمایا کہ رسول اللہ صنے تجکو سلام کہا ہو
اور کہا مجسے علی بن الحسین نے کہ بٹھلایا مجکو علی بن ابی طالب نے اپنی گود مین اور فرمایا کہ رسول اللہ یقرءُ علیک
السلام اور اس قصّے کے راویون مین کوئی جرح کے ساتھ ذکر نہین کیا گیا ہو نہ میزان مین اور نہ لسان المیزان
مین اور سکوت کیا ہو اسپر ابن عساکر نے اور درج کیا ہو اسکو سیوطی نے جمع الجوامع مین انتہے **فائدہ**
لسان المیزان مین ہو کہ محمد بن یحییٰ عبد اللہ بن العباس بن محمد بن صول ابو بکر صولی محدث ادیب مشہور ہو
ابو احمد بن ابی العیار نے اسکو متہم بکذب کیا ہو اور اسکو رد کیا ہو خطیب نے اور کہا کہ تھا صولی فنون ادبیہ کے عالمون مین
ایک شخص اور تھا حسن المعرفۃ باخبار ملوک و خلفا و اشراف و شعرا پھر ذکر کیا اسکا حدیث کرنا ایک جماعت سے
جنمین ابی داؤد سجستانی ہین پھر کہا کہ تھا یہ واسع الروایۃ حسن الحفظ یہانتک کہ کہا اور تھا یہ حسن الاعتقاد
جمیل الطریق مقبول القول مرگیا ۳۳۵ھ مین انتہی حضرت امام کی تواضع اور سخاوت کا یہ حال تھا کہ **نقل ہو**
سفیان کہتے ہین کہ ایک شخص نے آکر حضرت امام زین العابدین سے کہا کہ فلان شخص میرے سامنے آپکو
برا کہ رہا تھا آپ نے فرمایا اُسے بلا لاؤ وہ جاکر بلا لایا اور دل مین سوچا کہ آپ اُسپر خفا ہونگے جب وہ
شخص آیا تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ ای شخص تو نے میرے حق مین جو کہتا تھا اگر وہ سچ ہو تو مین اللہ سے معافی
مانگتا ہون اور اگر ایسا نہین ہو اور تو جھوٹا ہو تو اللہ تجھے بخشے یہ فرما کر ارشاد کیا کہ جا **نقل ہو** شیخ عبد الجواد
شربینی نے اپنی کتاب درر الاصداف فی مناقب الاشراف مین لکھا ہو کہ حضرت امام ایک دن مسجد سے تشریف
لائے ایک مرد سے ملاقات ہوئی اُسنے نہایت مغلظ گالیان آپ کو دین آپ کے غلام اُسکی طرف جھپٹے کہ اُسے
پکڑ کر مارین آپ نے اُنکو روکا اور خود اُسکے سامنے جاکر فرمایا کہ کیون بگڑتے ہو کیا حاجت ہو کہو تو سہی کہ ہم
تمھاری اعانت کرین وہ مرد شرما گیا اور اپنی کملی آپ کی طرف ڈالدی آپ نے اُسمین پانچہزار درم ڈالدیے
اُسنے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہو **نقل ہو** لکھا ہو کہ ایک اور زبان دراز
نے آپ کے سامنے آکر آپ کو گالیان دین آپ نے فرمایا کہ مجھ مین اور جہنم مین عقبہ ہو اگر مین اس سے پار ہوگیا

تو کچھ پروا نہین ہی اور اگر وہین رہا تو مین اُس سے زیادہ کا مستحق ہون جو تو کہتا ہی **نقل ہی** آپکی عادت تھی کہ روٹیون کا تھیلا آپ اپنی پیٹھ پر لاد کر راتون کو صدقہ دیتے پھرتے تھے جب آپ کو بعد وفات کے نہلایا تو لوگون نے پشت مبارک کی سیاہی جو اُسکے اُٹھانے سے پڑگئی تھی دیکھی کسی نے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے کہا یہ سیاہی اُس بوجھ کے اُٹھانے کی ہی جو آپ روٹیون کا تھیلا رات کو فقرا کے دینے کو اُٹھایا کرتے تھے اور نیز جب آپ کا وصال ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ سَو گھرون مین قوت پہونچایا کرتے تھے **نقل ہی** سفیان نے کہا کہ ایک مرتبہ آپ نے حج کا ارادہ کیا تو آپکی ہمشیر حضرت سکینہ نے ہزار درم بھیجے اتفاقاً وہ آپ کو حرہ کے اندر جا کے ملے آپ نے وہین سب مسکینون کو بانٹ دیئے **نقل ہی** ہشام بن عبد الملک نے اپنے باپ کے وقت مین حج کیا طواف کر کے اس فکر مین تھا کہ ذرا ہجوم کم ہو جائے تو حجر الاسود کو بوسہ دون کیونکہ وہان ہجوم کے باعث پہونچنا دشوار تھا پس اُسکے لیے حطیم مین زمزم کی جانب منبر قایم کیا گیا وہ اُسپر بیٹھا لوگون کو دیکھ رہا تھا اور اُسکے گرد ایک گروہ شامیون کا تھا اتنے مین حضرت امام زین العابدین طواف کے ارادے پر تشریف لائے جب آپ حجر الاسود کی طرف مڑے تو سب لوگ ادباً یکسو ہو رہے یہانتک کہ آپنے حجر الاسود کا بوسہ لیا اور پھرے ایک مرد شامی نے پوچھا یہ کون ہی جنکا لوگون مین یہ وقار ہی ہشام نے اس خیال سے کہ اہل شام کہین حضرت امام پر جھک نہ پڑین کہدیا کہ مین نہین جانتا ہون فرزدق شاعر بھی وہان موجود تھا اُسنے کہا مین پہچانتا ہون اُس مرد نے کہا ای ابا فراس کہ تو سہی یہ کون ہین اُسنے وہ قصیدہ پڑھا جسکو مولانا جامی نے سلسلۃ الذہب مین بزبان فارسی ادا کیا ہی وہ یہ ہی **قصیدہ**

آنکس ست این کہ مکہ و بطحا ❊ زمزم و بو قبیس و خیف و منا
حرم و حل و بیت و رکن حطیم ❊ ناودان و مقام ابراہیم
مروہ سعی و صفا حجر عرفات ❊ طیبہ و کعبہ کربلا و فرات
ہر یک آمد بقدر او عارف ❊ بر علوِّ مقام او واقف
قرۃ العین سید الشہداست ❊ زہرہ شاخ و دوحہ زہراست
میوہ باغ احمد مختار ❊ لالہ راغ حیدر کرار
چون کند جای در میان قریش ❊ رود از فخر بر زبان قریش
کہ بدین سرور ستودہ شیم ❊ بہ نہایت رسید فضل و کرم
ذروہ عزت ست منزل او ❊ حامل دولت ست محمل او
از چنین عز و دولت ظاہر ❊ ہم عرب ہم عجم بود قاہر
جد او را بمسند تمکین ❊ خاتم الانبیاست نقش نگین
لایح از روی او فروغ ہدی ❊ فایح از خوی او شمیم وفا
طلعتش آفتاب روز افروز ❊ روشنائی فزای ظلمت سوز
جد او مظہر حقائق حق ❊ از چنین مصدری شد او مشتق
ز حیا نایدش پسندیدہ ❊ کہ گشاید بروی کس دیدہ
خلق از ونیز دیدہ خوابانند ❊ کز مہابت نگاہ نتوانند
نیست بے سبقت تبسم او ❊ خلق را طاقت تکلم او
در عرب در عجم بود مشہور ❊ گو مدانش مغفل مغرور
ہمہ عالم گرفت پرتو نور ❊ گر ضریری ندید از چہ ضرر
شد بلند آفتاب بر افلاک ❊ بوم از آن گر نیافت بہرہ چہ باک

برنکو سیرتان وبدکاران | دست او ابر موہبت باران | فیض آن ابر بر ہمہ عالم | گر بریزد ہمی نگردد کم
ہست ازان معشر بلند آئین | کہ گذشتند زاوج علیین | حب ایشان دلیل صدق ووفاق | بغض ایشان نشان کفر ونفاق
قرب شان پایہ علو وجلال | بعد شان مایہ عتو وضلال | گر شمارند اہل تقوی را | طالبان رضای مولی را
اندران قوم مقتدا باشند | واندران خیل پیشوا باشند | گر بپرسد ز آسمان بالفرض | سائلی من خیار اہل الارض
بر زبان کواکب وانجم | ہیچ لفظے نیاید الا ہم | ہم غیوث الندی اذا وہبوا | ہم لیوث الشری اذا نہبوا
ذکر شان سابق ست در افواہ | بر ہمہ خلق بعد ذکر اللہ | سر ہر نامہ ارواح فزای | نام ایشان ست بعد نام خدای
ختم ہر نظم ونثر را الحق | باشد از یمن نام شان رونق | انتہی بقدر الضرورۃ باقی سارا حال اسمین منظوم ہی

ہشام یہ قصیدہ سنکر خفا ہوا اور فرزدق کو پکڑ کر عسفان[۱] مین قید کر دیا یہ خبر حضرت علی بن الحسین کو پہونچی آپ نے فرزدق کو چار ہزار درم بھیجے اُس نے واپس کیے اور عرض کیا کہ مین نے یہ مدح آپ کی سچ سچ بنظر اظہار امر واقعی کے کی ہی کچھ شاعری نہین کی اور نہ صلۂ شاعری کی غرض سے آپ نے اُنکو پھر واپس کیا اور لکھا کہ انکو لے اور خرچ کر ہم اہل بیت جسکو کوئی چیز دیتے ہین تو پھر واپس نہین لیتے اور ایک روایت مین ہی کہ آپنے بارہ ہزار درہم اور ایک روایت مین ہی کہ دس ہزار درہم بھیجے تھے اور لیجانے والے کی زبانی کہلا بھیجا تھا کہ عذر کر دینا کہ ای ابا فراس اگر میرے پاس اس سے زائد ہوتے تو مین اور تجھے دیتا القصہ پھر فرزدق نے قیدخانے مین ہشام کی ہجو کرنی شروع کی آخر اُسنے قیدخانے سے اُس کو نکالدیا انتہی

نقل ہی مناوی[۵] نے کہا کہ حضرت کے پاس مرض الموت مین محمد بن اسامہ بن زید گئے اور رونے لگے آپنے پوچھا کیون روتے ہو کہا میرے اوپر پندرہ ہزار دینار قرض ہین آپنے فرمایا وہ مجپر ہین اور وہ دیدیے انتہی محمد بن اسحٰق کہتے ہین کہ مدینے مین کئی شخص بلا معاش ظاہری خوش وخرم بصورت امرا رہا کرتے تھے اور کوئی انکی بسر اوقات کے حال سے واقف نہ تھا جب حضرت امام نے وفات پائی تو وہ لوگ محتاج اور بے مایہ ہوگئے آخرکار دریافت ہوا کہ حضرت رات کو چھپا کر اُنکو خرچ پہونچاتے تھے اُس سے وہ بسر اوقات بخوشی وخرمی کرتے تھے اور آپ کے صبر واستقامت کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ آپ نماز پڑھتے تھے اُسی حال مین ایک بیٹا آپ کا کنوین مین گر پڑا اہل مدینہ نے بڑا شور کیا اور بمشکل تمام اُنھین نکالا لیکن آپ خبر بھی نہوے جسطرح نماز پڑھتے تھے اُسی طرح پڑھتے رہے اور اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی کو دنیا کی مصیبت پہونچے یا فاقہ ہو یا کوئی اور امر مکروہ پیش آوے تو لازم ہی کہ وضو کرے نماز کے واسطے اور پڑھے چار یا دو رکعت اور بعد سلام کے

---

[۱] عسفان بضم عین [illegible] وسکون سین [illegible]

[۵] مناوی بضم میم نسبت ہی منیہ کی طرف [illegible] الخضیب کما فی البرہان الحمدی کذا فی حاشیۂ نور الابصار ۱۲

[illegible]

کہے یَا مَوْضِعَ کُلِّ شَکْوٰی یَا سَامِعَ کُلِّ نَجْوٰی یَا شَافِیَ کُلِّ بَلْوٰی یَا عَالِمَ کُلِّ خَفِیَّۃٍ وَیَا کَاشِفَ کُلِّ بَلِیَّۃٍ اَدْعُوْکَ دُعَاءَ مَنِ اشْتَدَّ فَاقَتُہٗ وَضَعُفَتْ قُوَّتُہٗ وَقَلَّتْ حِیْلَتُہٗ دُعَاءَ الْغَرِیْبِ الْفَقِیْرِ الَّذِیْ لَا یَجِدُ الْکَشْفَ عَنْ مَا ھُوَ فِیْہِ اِلَّا اِلَیْکَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ پس اللہ اُسکو بلا سے نجات بخشیگا اور آپ اکثر دعا مین فرماتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اِنْ اَسَاْتُ وَاَحْسَنَ فَاَنْ عُدْتُ فَعُدْ عَلَیَّ نقل ہی کہ آپ بیمار ہوے آپکی عیادت کو ایک جماعت صحابۂ نبوی کی آئی پوچھا کہ کیسی صبح کی تمنے اے صاحبزادے رسول اللہ کے تمپر ہم سب کی جانین قربان آپ نے فرمایا صبح کی مین نے عافیت سے اور خدا کا شکر ہی اسپر تم سب نے کیسی صبح کی انھون نے کہا صبح کی ہمنے اور قسم خدا کی تمکو دل سے دوست رکھنے والے ہین آپ نے فرمایا جو ہمکو دوست رکھیگا اللہ کے لیے تو اللہ اُسکو جگہ دیگا قیامت کے دن ایک بڑے سایے مین کہ اُسدن سوا اس سایے کے اور کوئی سایہ نہوگا اور جو ہمکو دوست رکھیگا اور اُس دوستی کا بدلا چاہیگا تو اُس کے عوض مین اُسکو جنت ملیگی اور جو کسی غرض دنیاوی سے دوست رکھیگا تو اُسکو اللہ وہی دیگا وہان سے جہان سے گمان بھی نہین ہی **لطیفہ** حضرت امام کے پاس چند آدمی عراق کے آئے اور کچھ خلفاے اربعہ کی شان مین کہنے لگے حضرت نے اُن سے فرمایا کہ تم کن لوگون مین ہو یہ تو کہو مہاجرین اولین مین ہو جنکی شان مین ہی اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ اُن لوگون نے کہا نہین فرمایا کیا تم اُن مین ہو جنکو حق تعالی فرماتا ہی وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ حَاجَۃً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ اُن لوگون نے کہا نہین فرمایا کہ تم انہین ہو جو ان دونون مین سے ایک مین ہونے کو بُرا جانتے ہین کہا ہان آپ نے فرمایا مین گواہی دیتا ہون کہ تم اُن لوگون مین سے ہو جنکو حق تعالی نے فرمایا ہی وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ نکلو میرے پاس سے کہ کرچکا اللہ تمھارے ساتھ جو کچھ کر چکا انتہی کذا فی الفصول المہمہ

حضرت امام علیہ السلام کی وفات بارھوین محرم اور بعضے کہتے ہین آٹھوین محرم ۹۴ سنہ خواہ ۹۵ سنہ خواہ ۹۲ سنہ ہجری مین زمانہ ولید بن عبد الملک مین ہوئی کذا فی تاریخ الخلفاء و اخبار الدول فی احوال الأول و ابن خلکان اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحہ نے مصفّٰی شرح فارسی موطا مین آپ کی وفات ۹۳ سنہ مین لکھی ہی اور تاریخ الخلفا اور فصول المہمہ اور سبائک الذہب مین ہی کہ بعضے کہتے ہین کہ ولید بن عبد الملک نے آپ کو زہر دلوایا تفریح الاذکیا مین ہی کہ تاریخ صحیح وفات کی اٹھارہ محرم ۹۴ سنہ ہی انتہی اور ترجمہ صواعق مین ۹۷ سنہ لکھے ہین عمر شریف آپ کی ستاون برس کی تھی اور بعضے چپن اور بعضے ستاون اور اٹھاون کی بھی کہتے ہین اور آپ جنۃ البقیع کے اندر حضرت امام حسن علیہ السلام کے مزار مین اور حضرت عباس بن عبد المطلب کے قبّے مین دفن ہوے آپ کی اولاد مین بھی اختلاف ہی فصول المہمہ مین ہی کہ آپ کی پندرہ اولاد ین ہوئین گیارہ بیٹے اور چار بیٹیان صاحبزادون کی تفصیل یہ ہی اول محمد جنکی کنیت ابی جعفر اور لقب باقر ہی انکی والدہ ام عبد اللہ حضرت امام حسنؑ کی صاحبزادی ہین مین کہتا ہون کہ امام محمد باقر معرکہ کربلا سے چار برس پہلے پیدا ہوے ۵۷ سنہ ہجری مین ابن خلکان مین ہی کہ انکو باقر اسواسطے کہتے ہین کہ بقر کے معنی توسع کے ہین اور یہ واسع العلم تھے انکی وفات ماہ ربیع الاول ۱۱۳ سنہ مین حُمیمہ کے اندر ہوئی اور بعضے تیئیسوین صفر ۱۱۴ سنہ یا ۱۱۷ سنہ یا ۱۱۸ سنہ کہتے ہین پھر نقل کرکے اپنے والد کے مزار مین دفن کیے گئے کذا فی وفیات الاعیان انکی عمر اٹھاون برس کی ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ زمانہ ابراہیم بن الولید مین انکو زہر دیا گیا واللہ اعلم دوسرے زید تیسرے عمر انکی والدہ ام ولد تھین چوتھے عبد اللہ پانچوین حسن چھٹے حسین انکی والدہ بھی ام ولد تھین ساتوین حسین اصغر آٹھوین عبد الرحمن نوین سلیمان انکی والدہ بھی ام ولد تھین دسوین علی یہ سب سے چھوٹے تھے اور صاحبزادی خدیجہ ان دونون کی مان بھی ام ولد تھین اور فاطمہ اور علیہ اور ام کلثوم انکی والدہ بھی ام ولد تھین انتہی مؤلف کہتا ہی کہ اصل کتاب مین یون ہی ہی یعنی صاحب کتاب نے مقام اجمال مین گیارہ صاحبزادے بتائے ہین اور مرتبہ تفصیل مین دس گیارھوین صاحبزادے کا نام نہین لکھا اور بغیۃ الطالب مین ہی کہ حضرت امام کے کل صاحبزادے دس تھے واللہ اعلم انتہے اور سعادۃ الکونین مین ہی کہ بعضے کہتے ہین حضرت کے آٹھ صاحبزادے تھے محمد باقر اور زید اور عبید اللہ اور حسن اور حسین اور علی اور عمر اور عبید اللہ اور ابن طلحہ نو کہتا ہی مگر نوین کا نام نہین لکھا اور دونون کہتے ہین کہ کوئی صاحبزادی نہ تھی واللہ اعلم رسالہ اصل النامی فرع السامی مین ہی کہ آپ کے چھ صاحبزادے تھے امام محمد باقر اور عبد اللہ باہر انکی والدہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی

[illegible]

بیٹی تھین اور عمر اشرف اور زید شہید انکی ماں مختار بن عبیدہ ثقفی کی بیٹی تھین اور حسین اصغر انکی والدہ ام لد تھین اور علی اصغر انکی والدہ بھی ام ولد تھین اور رسالہ زیدیہ مین پندرہ صاحبزادے لکھے ہین اور لکھا ہی کہ نو سے کوئی اولاد نہین ہوئی حسن و عبد الرحمن و محمد اصغر و قاسم و عیسیٰ و سلیمان و عبد اللہ و صغرو داؤد بیاولد گذرے انتہے اور نیز اُسی مین ہی کہ خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب مین لکھا ہی کہ معرکہ کربلا کے دن حضرت امام کی اولاد مین سے سوا حضرت امام زین العابدین کے کوئی باقی نہین رہا تھا حق تعالی نے اُنکی پشت سے جتنی چاہی اہل بیت نبوت ظاہر فرمائی اور شرق و غرب بلکہ جملہ اکناف عالم مین پھیلائی حتی کہ اب تغلیباً کوئی قصبہ و شہر اُنسے خالی نہین اور یزید اور اُسکے اخلاف مین سے ایک آدمی کو بھی نہ چھوڑا کہ گھر مین آگ جلائے حق تعالی سچ فرماتا ہی اپنے حبیب سے کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ یعنی تیرا دشمن ہی بے اولاد ہی انتہی ابن الاثیر جزری نے نہایہ مین حدیث علی رضی اللہ عنہ مین کہ وہ وَاللہِ یَوَدُّ مُعَاوِیَۃُ اَنَّہٗ مَا بَقِیَ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ نَافِخُ ضَرَمَۃٍ ہی یعنی قسم خدا کی معاویہ کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہی کہ بنی ہاشم مین سے کوئی آگ کا پھونکنے والا باقی نرہے لکھا ہی کہ ضرمہ حرکت والی آگ کو کہتے ہین اور یہ اُس وقت مین کہا جاتا ہی جب لوگون کی ہلاکت مین زیادہ انہماک ہوتا ہے کیونکہ جب کوئی بھی نہین رہیگا تو آگ کون جلائیگا یہان سے معنی فصل الخطاب کے لَا یَبْقیٰ مِنْ یَزِیْدَ وَ اَخْلَافِہٖ نَافِخُ نَارٍ واضح ہوگئی اور جو تیشہ عداوت کہ دشمنان اہل بیت نے اہل بیت کے لیے بنایا تھا غیرت الہی نے بقدرت سے اُنھین کے پیرون پر مارا وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ بُرائی کا داؤ الٹے گا اُنھین داؤ والون پر عاص بن وائل نے حضرت طاہر صاحبزادہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی وفات مین آپ کو ابتر کہا تھا اور عموماً عرب جسکے بیٹا نہین ہوتا اُسکو ابتر کہتے ہین تو حق تعالی نے آپ کی تسکین کے واسطے سورہ کوثر نازل فرمائی اور ارشاد ہوا کہ تیرا دشمن منقطع ہی خیر سے اور بے نسل ہے ذریت ہی اور تیری ذریت بہت ہوگی اور تیرا شہرہ یوم القرار تک برقرار رہیگا انتہی **فائدہ** کوثر کہ بروزن فوعل ہی اُس سے مراد کثرت ہی یہ مبالغہ کے لیے آیا ہی غرض ذکور مین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے اور اناث مین حضرت فاطمہ صغریٰ سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد کا سلسلہ جاری ہوا

حضرت علی اکبر وغیرہ کا حال

آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کے منجھلے صاحبزادے ہین حضرت شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین کہ حضرت علی اکبر کی والدہ لیلی بیٹی ابی مرہ بن عروہ بن مسعود کی تھین اور یہ سردار بنی ثقیف کا تھا یہ بائیس ۲۲ برس کے تھے جب کربلا مین شہید ہوے اور ایک سائل کے جواب مین لکھتے ہین کہ حضرت کے ہمراہ کربلا مین تین صاحبزادے تھے اول حضرت علی اوسط دوسرے حضرت علی اکبر تیسرے حضرت علی اصغر کہ شیر خوار

شہید ہوے انکے نام مین اختلاف ہی بعضے عبداللہ کہتے ہین اور بعضے جعفر اور بعضے علی اصغر انتہی بقدر الضرورۃ اور سعادۃ الکونین مین ہی کہ جو لوگ قائل ہین تین صاحبزادے ہونے کے وہ کہتے ہین کہ علی اوسط وہی امام زین العابدین ہین اور جو کہتے ہین کہ آپ کے دو لڑکون کا نام علی تھا وہ کہتے ہین کہ امام زین العابدین وہی علی اصغر تھے اور جو زین العابدین کو علی اوسط کہتے ہین وہ کہتے ہین کہ علی اصغر دوسرے تھے کربلا مین اُنکے تیر لگا اور وہ شہید ہوے اور عبداللہ کربلا کے روز باپ کے ہاتھ مین تھے کہ ناگاہ تیر پہونچا اور وہ بھی شہید ہوے انتہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

سیّدہ فاطمہ بنت الحسین رضی اللہ عنہا کا حال

آپ کی والدہ ام اسحٰق تمیمیہ بنت طلحہ بن عبیداللہ ہین ایسا ہی کہا خطیب بغدادی اور صاحب فصول المہمہ نے اور یہی معارف ابن ابی قتیبہ وغیرہ مین بھی ہی حضرت حسن مثنیٰ کو بیاہی تھین عبداللہ محض اور ابراہیم الغمر اور حسن مثلث اُنسے پیدا ہوئے اور بعد وفات حضرت حسن مثنے کے اُنسے عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان نے نکاح کیا کذا فی معارف ابن ابی قتیبہ یہ بڑی فاضلہ تھین روایت حدیث اپنے والد ماجد اور اوروں سے کی ہی یہ حضرت سکینہ سے بڑی تھین اور بڑی سخیہ تھین فصول المہمہ مین ہی کہ یزید نے بعد واقعہ شہادت جب اہل بیت کو مدینے روانہ کیا تو اُن کے ساتھ ایک مرد امین تھا اہل شام مین سے جب وہ سب مدینے مین تشریف لائے تو حضرت فاطمہ نے اپنی بہن سکینہ سے فرمایا کہ اس شخص نے ہمارے ساتھ احسان کیا ہی تمھارے پاس ہو تو اسکو کچھ صلا دو اُنھون نے کہا قسم اللہ کی ہمین صلا دینے سے کوئی مانع نہین ہی مگر ہمارے پاس سوا اس زیور کے اور کچھ نہین ہی فرمایا یہی دیدو اُنھون نے دو کنگن اور دو درھیزین اُتار کے بھیجدین اُس شخص نے عرض کر بھیجا کہ واللہ مین نے جو کچھ کیا ہی وہ للہ کیا ہی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے خیال سے مین نے مزدوری کی نیت سے نہین کیا ہی انتہی شعرانی نے شیخ علی خواص سے نقل کیا ہی کہ سیدہ فاطمہ درب احمر مین دفن ہین اور شیخ عبدالرحمن اجہوری نے کہا کہ سیدہ فاطمہ درب احمر مین دفن نہین ہین بلکہ عقب درب احمر کے زقاق مین جسکو زقاق فاطمہ نبویہ کہتے ہین وہان ایک بڑی مسجد ہی اور وہ جگہ بزرگ ہی وہان مہابت اور جلال اور وقار ایسا ہی جس سے دیکھنے والون کے دل ہی آگاہ ہین اور یہ جو مشہور ہے کہ سیدہ فاطمہ درب سعادت مین ہین یہ صحیح نہین ہی یہ ہوسکتا ہی کہ وہ انکا مسجد ہو وہان کوئی اور فاطمہ خاندان نبوت سے ہون انتہی اور یہ موافق اسکے ہی جو اُن لوگون نے کہا ہی کہ حضرت امام حسین کی اولاد مین تین صاحبزادیان تھین سکینہ اور زینب اور فاطمہ واحدہ پھر مین نے درر الاصداف مین دیکھا جس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ حضرت امام کی بیٹیون مین فاطمہ دو ہین صغرٰی اور کبرٰی اور اسناد سے اُس کتاب مین لکھا ہی کہ جب

حضرت امام نے شہادت پائی تو ایک کوّا آیا اُسنے آپ کے خون مبارک مین چونچ ڈبوئی اور اُڑا یہانتک کہ مدینے مین پہونچکر حضرت فاطمہ کے گھر کی دیوار پر جابیٹھا اُنھون نے سر اُٹھا کر اسکی طرف دیکھا اور بہت روئین اور یہ اشعار پڑھے

اشعار

نعق الغراب فقلت من	تنعیہ ویحک یا غراب
آواز دی کوّے نے پس کہا مین نے کسکے مرنے کی خبر دیتا ہی تو افسوس تجکو ای کوّے	
قال الامام فقلت من	قال الموفق للصواب
اُسنے کہا کہ امام مین نے کہا کون کہا وہ جو توفیق دیے گئے ہین صواب کی	
قلت الحسین فقال لی	بمقال محزون اجاب
مین نے کہا حسین تو کہا مجسے اور مغموم کی سی گفتگو کے ساتھ جواب دیا	
ان الحسین بکربلا	بین الاسنۃ والظراب
تحقیق حسین علیہ السلام کربلا مین درمیان ریت اور ٹیلے کے ہین	
ابکی الحسین بعبرۃ	ترضی الالہ مع الثواب
روتا ہون مین حسین پر ایسے آنسوون سے کہ راضی رکھے اللہ کو مع حصول ثواب کے	
ثم استقل بہ الجناح	فلم یطق رد الجواب
پھر ایسے اُسکے بازو جم گئے کہ اسکو جواب دینے کی طاقت نہ رہی	
فبکیت مما حل بی	بعد الرضی المستجاب

پس روئی مین اُن مصیبتون کے سبب جو مجھ پر نازل ہوئین پسندیدہ اور مقبول شخص کے بعد پس حضرت فاطمہ نے مدینے والون کو شہادت کی خبر پہونچائی سب نے کہا کوئی سحر ہوا ہی یا کیا کسطرح آپ کی شہادت کی خبر جلد آگئی انتہی ہذا اور ابھی گذرا ہی کہ حضرت فاطمہ اپنے والد ماجد کے ساتھ کربلا مین تھین اور وہ بڑی تھین حضرت سکینہ سے آور کامل ابن اثیر سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہی اگر کوئی کہے کہ جب حضرت امام کی دو صاحبزادیان فاطمہ صغریٰ و کبریٰ ہوئین تو اب کیا مانع ہی اس سے کہ جو فاطمہ دربیت سعادت مین ہین وہ انھین دو مین سے ایک ہون تو ہم جواب مین کہین گے کہ یہ تو محتاج نقل کا ہی اور شیخ اجہوری حجت ہین کذا فی نور الابصار تقریب التہذیب مین ہی کہ حضرت فاطمہ کی وفات سنہ ۱۰۰ کے بعد ہوئی اور نور الابصار مین ہی کہ انکی وفات سنہ ۱۱۰ مین ہوئی کذا فی کتاب التواریخ انتہی آور یہی تاریخ یافعی مین بھی ہے

حضرت سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا کا حال

یہ چھوٹی صاحبزادی حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہین انکی والدہ رباب امرء القیس بن عدی بن اوس کلبی کی بیٹی تھین وہ نصرانی تھا حضرت عمرؓ کی خدمت مین آکر مسلمان ہوا اُسکی بیٹی سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے نکاح کیا اُن سے عبداللہ اور سکینہ پیدا ہوے اسکو نقل کیا ہی خطیب بغدادی نے اور ابی الفرج اصفہانی نے کتاب الاغانی مین آور سکینہ بضم سین و فتح کاف و سکون یا ہی یون ہی سمجھا جاتا ہی قاموس سے یہ وہ لقب ہی جس سے ملقب کیا ام الرباب نے اپنی بیٹی کو اور سکینہ کا نام امیمہ ہی اور بعضے امینہ

اور بعضے امیہ اور بعضے آمنہ کہتے ہین کہا ابوالفرج نے یہی صحیح ہی کذا فی تاریخ ابن خلکان و کتاب الاغانی
ابوالفرج نے مالک بن اعین سے نقل کیا کہ کہا اُنھون نے کہ مین نے سنا حضرت سکینہ کو کہ وہ بیان کرتی تھین
کہ میرے چچا حضرت امام حسن میری والدہ کے بارے مین کچھ اپنے بھائی حسین پر خفا ہوے تو میرے والد نے فرمایا شعر

لَعَمْرُكَ اِنَّنِي لَاُحِبُّ دَارًا | تَكُوْنُ بِهَا سُكَيْنَةُ وَالرُّبَابُ | قسم ہی تمہارے بقا کی مین اُس گھر کو دوست رکھتا ہون
جسمین سکینہ اور رباب ہون شعر | اُحِبُّهُمَا وَاَبْذِلُ جُلَّ مَالِي | وَلَيْسَ لِعَاتِبٍ عِنْدِي عِتَابُ

مین اُن دونون کو دوست رکھتا ہون اور اُنپر اپنا سارا مال خرچ کرتا ہون کسی غصے والے کا غصہ میرے نزدیک کچھ نہین شعر

وَلَسْتُ لَهُمْ وَاِنْ عَابُوْا مُطِيْعًا | حَيَاتِي اَوْ يُغَيِّبَنِي التُّرَابُ | اور نہین ہون مین واسطے اُن

لوگون کے عیب کرنے والا اگرچہ وہ عیب کرین اپنی زندگی مین مٹی کے اندر غائب ہونے تک ہشام بن کلبی
نے کہا کہ تھین رباب نیکترین عورات سے اور بعد واقعۂ شہادت اُن سے لوگون نے نکاح کرنا چاہا اُنھون
نے فرمایا مین رسول اللہ کی بہو بنکر دوسرے کی بہو بننا نہین چاہتی حضرت امام کی شہادت مین حضرت
رباب نے بھی یہ چند بیتین مرثیہ کے طور پر کہی تھین اشعار | اِنَّ الَّذِي كَانَ نُوْرًا يُسْتَضَاءُ بِهِ

بِكَرْبَلَاءَ قَتِيْلٌ غَيْرُ مَدْفُوْنِ | یعنی وہ صاحب جو سراپا نور تھے اور اُنسے روشنی لیجاتی تھی وہ کربلا مین
مارے پڑے ہین بے گور کے | سِبْطَ النَّبِيِّ جَزَاكَ اللّٰهُ صَالِحَةً | عَنَّا وَجُنِّبْتَ خُسْرَانَ الْمَوَازِيْنِ

ای نواسے نبی کے اللہ تمکو اچھا بدلا دے ہماری جانب سے اور دور رکھے تول کی گھاٹی سے

قَدْ كُنْتَ لِي جَبَلًا صَعْبًا اَلُوْذُ بِهِ | وَكُنْتَ تَصْحَبُنَا بِالرَّحْمِ وَالدِّيْنِ | تم ایک پہاڑ دشوار گذار تھے

میرے لیے کہ مین در آتے تھے اُس مین اور تم صحبت رکھتے تھے ہمارے ساتھ دین اور رحم کے ساتھ

مَنْ لِلْيَتَامٰى وَمَنْ لِلسَّائِلِيْنَ وَمَنْ | يُغْنِي وَيَاْوِي اِلَيْهِ كُلُّ مِسْكِيْنِ | اب کون ہی یتیمون اور مانگنے والونکا اور
اب کون ہی جسکے پاس غریب آئیگا | وَاللّٰهِ لَا اَبْتَغِي صِهْرًا بِصِهْرِكُمُ | حَتّٰى اُغَيَّبَ بَيْنَ الرَّمْلِ وَالطِّيْنِ

قسم اللہ کی مین نہ ڈھونڈھون گی کوئی قرابت تمہاری قرابت کے بعد یہان تک کہ غائب کی جاؤن ریت
اور مٹی مین یعنی مر بھی جاؤنگی پر دوسرا شوہر نہ کرونگی فصول المہمہ مین ہی کہ رباب بعد واقعۂ کربلا ایک برس
زندہ رہین اور اتنی مدت مین سایے مین نہین بیٹھین یہانتک کہ انتقال کر گئین کامل ابن اثیر مین بھی ہی کہ
حضرت رباب حضرت امام کے ساتھ تھین اور بھی اہل بیت کے ساتھ شام مین آئین پھر مدینے مین وہان
اشراف قریش نے اُنسے نکاح کرنا چاہا مگر اُنھون نے نہین مانا سال بھر زندہ رہین چھت کے نیچے نہین بیٹھین
حتی کہ انتقال کیا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ سال بھر کربلا مین رہین پھر مدینے آکر شوہر کے غم مین مر گئین رحمہا اللہ

ورضی اللہ عنہا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہین کہ کربلا مین حضرت سکینہ باپ کے ساتھ تھین
سات برس کی حضرت امام قاسم سے منسوب تھین اُنکے نکاح کی روایت غلط ہی اور اُن کا شام کے
راستے مین وفات پانا یہ بھی غلط ہی وہ بعد واقعہ کربلا مدت تک زندہ رہین مصعب بن زبیر سے اُنکا
نکاح ہوا انتہی جب عبدالملک بن مروان نے مصعب کو مارا تو آپ کوفہ مین قید ہو کر آئین ان کو اہل کوفہ
دیکھنے کو آئے حضرت سکینہ نے فرمایا اے اہل کوفہ خدا تمکو برکت نہ دے تمنے مجھے لڑکپن مین یتیم اور جوانی مین
بیوہ دیکھا اور بعد مصعب کے قتل کے انکا نکاح عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام سے ہوا
اُن سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور وہ بھی صاحب اولاد ہوا جب وہ مرے تو نکاح کیا اُنسے اصبغ بن عبدالعزیز
بن مروان نے اور اُسنے قبل از دخول طلاق دیدی پھر اُنسے نکاح کیا زید بن عمرو بن عثمان بن عفان نے
پس سلیمان بن عبدالملک نے اُنکو حکم کیا اُنکی طلاق دینے کا اُنھون نے طلاق دیدی اور انکا انتقال ہوگیا
مدینے مین خلافت ہشام مین ابن ابی قتیبہ نے بعد اس ترتیب ازواج کے ذکر کرنے کے کہا کہ یہ قول
ابی الیقظان کا ہی اور کہا ہیثم بن عدی نے کہ بیان کیا مجھسے صالح بن حسان وغیرہ نے کہ تھین سکینہ
عمرو بن حکیم بن حزام کے پاس اُن کے بعد اُنسے نکاح کیا عمرو بن عثمان بن عفان نے پھر اُن کے بعد
نکاح کیا اُن سے مصعب بن زبیر نے اور کہا ابن الکلبی نے کہ اول شوہر حضرت سکینہ کے اصبغ بن عبدالعزیز
بھائی عمر بن عبدالعزیز کے ہین وہ مصر مین مرے اُن کے بعد نکاح کیا زید بن عمرو بن عثمان بن عفان نے
اُنکے بعد مصعب بن زبیر نے اُنکے بعد عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام نے اُنسے پیدا ہوے
عثمان جنکو قرین کہتے ہین اور مصعب سے ایک لڑکی ہوئی تھی پھر نکاح کیا اُنسے ابراہیم بن عبدالرحمن بن
عوف جد ابراہیم بن سعد فقیہ نے انتہی بترجمۂ تاریخ ابن خلکان مین ہی کہ حضرت سکینہ سیدہ اور اجمل
زنان عصر اور اظرف اور حسن اخلاق مین تھین اور طرہ سکینہ اُنکی طرف منسوب ہی اُسکے نوادر حالات اور عجیب
حکایات ہین اور نیز تاریخ ابن خلکان مین ہی کہ حضرت سکینہ کی وفات مدینے مین جمعرات کے دن پانچوین
ربیع الاول ۱۱۷؁ھ مین ہوئی اور درر الاصداف سے معلوم ہوتا ہی کہ انکی وفات اسی دن و تاریخ و ماہ
متقدمہ بالا مین ہوئی مگر مکے مین اور ۱۲۶؁ھ مین اور انکے جنازے کی نماز شیبہ بن نطاح المقری نے
پڑھی امام نووی تہذیب الاسماء واللغات مین فرماتے ہین کہ صحیح اور اکثر کا قول یہی ہی کہ حضرت سکینہ
نے مدینے مین وفات پائی اور یہی شیخ عبدالرحمن اجہوری نے بھی مشارق الانوار مین لکھا ہی کہ اکثر لوگ
ادھر ہین کہ حضرت سکینہ نے مدینے مین وفات پائی نور الابصار مین ہی کہ طبقات شعرانی مین ہی کہ
حضرت سکینہ مراغہ مین دفن ہین قریب سیدہ نفیسہ کے مصر قاہرہ مین اور ایسا ہی طبقات مناوی مین بھی ہے

لیکن صحیح وہی ہی جسپر اکثر لوگون نے اتفاق کیا ہی انتہےٰ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین کہ ازواج مطہرات حضرت امام حسین سے صرف حضرت شہر بانو اور والدۂ علی اصغر ہمراہ تھین اور اورون کا حال معلوم نہین کہ زندہ تھین یا مردہ انتہی مگر اور معتبر کتابون سے حضرت رباب کا ہی ہونا سمجھا جاتا ہی جیسا ابھی اوپر گذرا

آلاف تحیات وسلام بر پیمبر	زان بعد نثار شہ دیندار تو اکرد

جانا اہل بیت رسالت کا ابن زیاد ہمزاد شداد کے پاس

جاحظ نے اپنی کتاب البیان والتبیین مین ابی اسحق سے اُنھون نے خزیمہ اسدی سے نقل کیا ہی کہ خزیمہ نے بیان کیا کہ مین سنہ ۶۱ مین کوفے گیا تھا وہان کربلا کے ایک ناکہ پر مین نے حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ ابن زیاد کی طرف کوفے جاتے تھے اور کوفے کی عورتون کو مین نے دیکھا کہ کھڑی ہوئی ہاے واے کرتی تھین اور جیبین پھاڑتی تھین حضرت امام زین العابدین شدت علالت سے دُبلے ہو گئے تھے باٰواز پست یہ فرماتے تھے کہ اے کوفہ والو تم ہمپر کیون روتے ہو تھین نے یہ حرکات ظالمانہ ہمارے ساتھ کیے اور پھر تھین روتے ہو یہ کیسی بات ہی خزیمہ کہتی ہین کہ مین نے حضرت زینب آپ کی پھوپھی کو دیکھا اور قسم ہی خدا کی کہ اُنسے زیادہ گویا آدمی مین نے نہین دیکھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ حضرت امیر المؤمنین کی زبان سے باتین فرماتی تھین اُنھون نے لوگون سے فرمایا کہ چپ رہو جب سب چپ ہو گئے تو حضرت زینب نے فرمایا کہ سب تعریفین اللہ کو ہین جو عالم کا پروردگار ہی اور درود وسلام محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولون کے سردار ہین اے کوفہ والو اے فریبیو اے ذلیل مددنہ دینے والو تم روتے ہو کیا تمھارے رونے سے عبرت جاتی رہیگی تمھاری مثال اس عورت کی سی ہی جس نے توڑ ڈالا ہو اپنے کاتے ہوئے کو ریزہ ریزہ بعد مضبوط کرنے کے ٹھیراتے ہو اپنی قسمون کو اپنے بیچ مین دخل دینے والے خبردار رہو کہ تم مین تکبر اور بُرائی ہی اور تمھارے دلون کی بیماری دشمنی ہی تم خوشامدی اور ظاہر دار لوگ ہو تم نے یہ کام بہت بُرا کیا قسم خدا کی روؤ بہت اور ہنسو کم تھین تو ہو کہ سے گئے ہو بُرے کامون اور عیب والی باتون کو اور تم نے قتل کرا دیا خلاصۂ خاتم النبوت اور معدن رسالت اور مدار حجت اور سید شباب اہل جنت کو افسوس ہی اے کوفیو تمپر بہت بُرا مواد وہ جو تمھارے نفسون نے تمھین اچھا کر دکھایا اللہ نے پکڑا تمکو اور تم عذاب مین ہمیشہ رہوگے کیا تم یہ نہین جانتے ہو کہ تم نے کیسے جگر گوشۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قطع کیا اور کسطرح اُنکا خون بہایا بیشک تمنے ایسا بھاری گناہ کیا ہی کہ جس سے قریب ہی کہ زمین و آسمان پھٹ جائے اور گر پڑین پہاڑ کانپکر تم نے یہ بہت بُرا کیا اور کچھ عجب نہین کہ تمھاری اس حرکت سے آسمان سے خون برسنے لگے بیشک آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کرنیوالا ہی اور آخرت مین تمکو کوئی مدد نہ دیگا خبردار رہیچ ہی تحقیق میرا اور تمھارا رب

گھات مین ہی یہ فرماکر حضرت زینب روانہ ہوئین خزیمہ کہتے ہین کہ مین نے لوگون کو دیکھا کہ حیران تھے اور اپنے مُنھون پر ہاتھ رکھے ہوے تھے اور ایک بوڑھا شخص حضرت زینب کے قریب کھڑا ہوا ایسا رو رہا تھا کہ اُسکی داڑھی تر ہوگئی تھی وہ کہنے لگا میرے مان باپ تمپر قربان ہوون تمھارے بوڑھے بہتر ہین سب کے بوڑھون سے اور تمھارے جوان برتر ہین سب کے جوانون سے اور تمھاری نسل کبھی منقطع نہو گی اور ہمیشہ معزز اور محترم رہیگی انتہی **نقل** کامل ابن اثیر مین ہی کہ آپ کے سر مبارک کو صبح اور دوسرے سرون کے خولی بن یزید اور حمید بن مسلم ازدی لیکر ابن زیاد کے پاس چلے خولی نے قصر کا دروازہ بند پایا اپنے گھر آکر سر مبارک کو مرتبان کے نیچے رکھکر اپنے بچھونے پر آیا اور بیوی سے کہنے لگا کہ مین تیرے لیے وہ چیز لایا ہون جو زمانہ بھر کی چیزون سے بے پروا کر دینے والی ہی دیکھ تیرے یہان یہ سر حسین کا رکھا ہی بیوی بولی ارے تجپر خدا کی مار لوگ سونا چاندی لائے ہین غضب ہی کہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کا سر لایا ہی خدا کی قسم اب میرا اور تیرا سر یہان اکٹھا نہو گا یہ کہکر بچھونے سے اُٹھی اور گھر چلی آئی وہ کہتی ہی کہ مین دیکھتی تھی کہ ایک نور مثل ستون کے آسمان سے اُس مرتبان تک چمکتا تھا اور مین نے دیکھین سفید چڑیان اُسکے گرد پھر صبح کو سر مبارک ابن زیاد کے پاس آیا اور بعضے کہتے ہین کہ سر لانے والے شمر اور قیس بن الاشعث اور عمرو بن الحجاج اور عروہ بن قیس تھے انتہے غرض جب اہل بیت رسالت مع سر مبارک حضرت سید الشہدا با دیگر سرہاے آل عبا ہمراہ اشقیا کوفے مین رونق افروز ہوے تو ابن زیاد ہمزاد شداد نے مطلع ہوکر مجلس آراستہ کی اور خود با ہیبت و وقار افسر مجلس بنکر بیٹھا اور اہل کوفہ کو جمع کر کے قیدیون کو طلب کیا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی کَرَّبَ وَاَکْرَبَ یعنی شکر خدا کا ہی کہ اُسنے دشمنون پر سختی ڈالی حضرت زینب نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی کَرَّمَنَا بِمُحَمَّدٍ طَہَّرَنَا تَطْہِیرًا یعنی سب تعریف خدا کو ہی جس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہمکو بزرگی دی اور بخوبی پاک کیا ابن مرجانہ نے کہا کَیْفَ رَاَیْتُمْ قُدْرَۃَ اللّٰہِ کیسی دیکھی تمنے قدرت اللہ کی آپ نے فرمایا کہ قریب ہی کہ اللہ تعالی ہمکو اور تجکو جمع کر کے انصاف فرمائے ابن زیاد اس کلمہ سے برآشفتہ ہوا اور کہنے لگا کہ اب تک تم مین دلیری باقی ہی اور چاہا کہ بے ادبانہ پیش آوے حضار مجلس نے کہا کہ عورتون کے کلام پر کچھ خیال کرنا نچاہیے ناچار جانب علی بن الحسین متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ کون ہی اور کسکا لڑکا ہی کسی نے کہا حسین بن علی علیہ السلام کا بیٹا ہی کہا اسکو بھی قتل کرنا لازم ہی کیونکہ مین نہین چاہتا کہ آل عبا مین سے کوئی فرزند باقی رہے کوتوال نے چاہا کہ امام زین العابدین کو قلعے کے باہر لیجا کر شہید کرے اُسوقت حضرت زینب نے اپنی گود مین لے لیا اور کہا پہلے مجکو قتل کر تب اُسپر ہاتھ ڈال یہی ایک لڑکا نسل فاطمہ سے ہمارا

محرم باقی ہی اگر اسکو قتل کرتے ہو تو ہم سب بے محرم رہے جاتے ہین اس کلام سے ابن زیاد کو ایک گونہ ہیبت
لاحق ہوئی اور خون ناحق سے درگذرا لکھا ہی کہ پھر جب نظر اُس ملعون کی سید الشہدا کے سر مبارک پر پڑی
تو وہ مردود ہنس پڑا اور ایک چھڑی سے جو اُسکے ہاتھ مین تھی لب مبارک کو مس کیا اور دندان پیشین کو
توڑنے لگا مشکوٰۃ شریف مین حضرت انس سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے کہ جب سر مبارک عبید اللہ
ابن زیاد کے سامنے طشت مین لاکر رکھا گیا پس وہ ناپاک لکڑی سے بے ادبی کرتا تھا اور اُنکے حسن مین کچھ
کلام کیا اور عیب نکالا یعنی بطور انکار و ابعاد کے اُسنے کہا کہ حسین چندان حسن نہین رکھتے اور روایت
ترمذی سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُسنے مدح و مبالغہ کیا آپ کے حسن و جمال مین مگر بطریق استہزا و تمسخر کے
اُس مسرت کے سبب سے جو اُس بدبخت کو حاصل ہوئی تھی حضرت کے قتل سے انس کہتے ہین کہ مین نے کہا
قسم خدا کی حسین مشابہ ترین لوگون کے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور تھا سر مبارک آپ کا
رنگا ہوا وسمے سے رواہ البخاری اور ترمذی کی روایت مین یون آیا ہی کہ کہا انس رضہ نے مین ابن زیاد کے پاس
تھا کہ لایا گیا سر مبارک امام علیہ السلام کا پس تھا ابن زیاد مردود کہ مارتا تھا اُس شاخ سے جو اُسکے ہاتھ مین تھی
حضرت کی بینی مبارک مین اور کہتا تھا کہ مین نے ایسا حسین نہین دیکھا پس مینے کہا خبردار تحقیق وہ مشابہ ترین
لوگون کے تھے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح حسن غریب ہی مین کہتا ہون
کہ یہ روایت ترمذی مین حفصہ بنت سیرین سے اور اُنھون نے انس سے نقل کی ہی انتہی اور ابن ابی الدنیا
زید بن ارقم سے روایت کرتے ہین کہ کہا اُنھون نے کہ مین اُس مجلس مین تھا جب وہ ناپاک سر اقدس سے
بے ادبی کرنے لگا تو مین نے روکر کہا کہ ای ابن زیاد یہ لکڑی لب و دندان شریف سے علیحدہ رکھ بخدای کعبہ
مین نے بارہا حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو اُنپر بوسہ دیتے دیکھا ہی اور بہت رویا اُس مردود نے
نمانا اور کہا قسم ہی اُس خدا کی جسنے تیری آنکھ پر آب رکھی اگر تو ضعیف نہوتا تو مین تیری گردن مارتا مین نے
کہا کہ ایک کلام اور زیادہ غصہ دلانے والا سن کہ مین نے دیکھا ہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ حسن کو داہنی
ران پر اور حسین کو بائین ران پر بٹھلائے ہوے تھے اور ہاتھ سرون پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے کہ الٰہی مین تیرے
مومنین صالحین کے پاس انکو امانت کے طور پر سپرد کرتا ہون تو ای بدنہاد تو نے امانت رسول خدا سے یہ کیسا
سلوک کیا ای لوگو خدا تمسے خوش نہو کہ تمنے ابن فاطمہ کو قتل کیا اور ابن مرجانہ کو اپنا سردار بنایا اور اسد الغابہ
مین اتنا زائد ہی کہ زید بن ارقم جب رونے لگے تو ابن زیاد نے کہا کہ تم ہمیشہ رویا ہی کرو قسم خدا کی اگر تم بوڑھے
نہوتے اور خرف نہوگئے ہوتے تو مین تمہاری گردن مارتا وہ یہ کہتے ہوے نکلے کہ ای عرب تم نے حسین ابن فاطمہ
کو مارا اور ابن مرجانہ کو امیر بنایا اچھا نہ کیا وہ تمہارے اچھون کو ماریگا اور بُرون کو چھوڑیگا انتہی مین کہتا ہون

اسی جگہ سے ابوالاسود دئلی نے کہا ہی شعار	اقول وذالک من جزع ووجد	اذال اللہ ملک بنی زیاد
وابعدھم بما غدروا وخانوا	کما بعدت ثمود وقوم عاد	یافعی نے لکھا ہی کہ یہ فعل ابن زیاد کا

دلالت کرتا ہی اُسکے عظم زندقہ پر اور جو مصائب و تکالیف اہل بیت کو پہونچے وہ دلیل وافی ہین رفعت درجات ایمۂ اطہار پر اور واسطے قوم ابن زیاد کے گر پڑنا ہی درکات جہنم کے اندر عذاب ایزد قہار مین فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون انتہی علامہ سید مومن بن حسن شبلنجی نے اپنی کتاب نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار مین لکھا ہی کہ عبید اللہ بن زیاد نے جب حضرت پر فتح پائی تو منبر پر چڑھکے کہنے لگا کہ سب تعریفین ثابت ہین اُس اللہ کو جسنے حق کو ظاہر کیا اور مدد دی یزید بن معاویہ کو اور اُسکے لشکر کو حسین جھوٹے پر نعوذ باللہ من ہذا القول تو عبد اللہ بن عفیف رضی اللہ عنہ کہ اُنکی بائین آنکھ جمل کے دن حضرت علیؓ کے ساتھ جا چکی تھی اور دوسری آنکھ صفین کے دن گئی تھی اور جب سے اُنھون نے ایک مسجد مین عزلت اختیار کرلی تھی اُسمین رات تک نماز پڑھا کرتے تھے یہ سنکر کود پڑے اور کہنے لگے کہ ای ابن مرجانہ کیا کہتا ہی تو جھوٹا ہی اور تیرا باپ اور وہ جھوٹا جس نے تجھے امیر کیا غضب خدا کا نبیون کی اولاد کو مارتے ہو اور سچون کی ایسی باتین کرتے ہو ابن زیاد نے کہا کہ ای اللہ کے دشمن یہ تو کیا کہتا ہی بھلا تو کیا کہتا ہی عثمان کے حق مین یہ کہنے لگے کہ ای اللہ کا دشمن اُس شخص نے نیکی کی یا بدی صلح کی یا تباہی ڈالی اللہ مالک ہی اپنے خلق کا وہ فیصلہ کریگا حضرت عثمان اور اُنکے غیر مین حق اور عدل سے لیکن اگر تو چاہے تو اپنا اور اپنے باپ اور یزید اور اُسکے باپ کا حال مجھسے پوچھ لے کہنے لگا کہ مین تو حال نہین پوچھونگا مگر تجھکو مار ڈالونگا عبد اللہ کہنے لگے بہتر ہی مین نے تیرے پیدا ہونے سے پہلے اللہ سے دعا کی تھی کہ مین شہید ہون ایسے شخص کے ہاتھ سے جو دشمن ترین خلق اللہ ہو مگر جب میری آنکھین جاتی رہین تو مجھے ناامیدی ہوئی تھی کہ اب کیونکر شہید ہونگا بارے الحمد للہ کہ خدا نے مجھے ناامیدی کی حالت مین شہادت نصیب کی اور اپنی اگلی دعا کے قبول ہونے کی پہچان عطا فرمائی پس اُسنے اُنکو اُتارا اور مار کر کوفے مین سولی پر چڑھایا انتہی اور سعادۃ الکونین مین ہی کہ ابن زیاد نے آدمیون سے کہا کہ اُنکو پکڑ و اُنکی قوم کے سات سو آدمی جمع ہوگئے اُنھون نے اُنکو اُن اشقیا کے ہاتھ سے چھڑایا مگر جب رات ہوئی تو ابن زیاد نے ایک آدمی بھیجا اُس نے عبد اللہ کو گھر سے نکال کر اُن کی گردن ماری انتہی اور اظہار السعادت مین ابن ابی الدنیا سے یہ قصہ یہین تک منقول ہی کہ اُنکی قوم کے سات سو آدمی آکر اُنکو گھر مین لے آئے انتہی **نقل** ابن سعد نے طبقات مین لکھا ہی کہ مرجانہ ابن زیاد کی مان زندہ تھی اُسنے اپنے بیٹے سے کہا ای خبیث تو نے قتل کیا رسول خدا کے بیٹے کو واللہ تو بہشت کو

[illegible handwritten marginal notes]

کبھی نہ بکھیگا بعد اسکے ابن زیاد نے سرون کو لکڑیون پر کوفے مین نصب کیا اور وہ ستر سر تھے اور یہ پہلے سر تھے جو اسلام مین بعد حضرت مسلم کے سر کے کوفے مین نصب ہوے کذا فی اظہار السعادۃ مین کہتا ہون کہ طبقات مناوی مین جو یہ لکھا ہی کہ سر سید الشہدا سے بے ادبی کرنے والا لکڑی سے یزید مرید تھا اور صواعق مین ہی کہ وہ مردود ابن زیاد تھا اور اُسکے پاس انس بن مالک بیٹھے تھے وہ اس حرکت کو دیکھکر رونے لگے اور لگے کہ یہ تو رسول اللہ کے بہت مشابہ تھے انکے ساتھ تو یہ حرکت کرتا ہی رواہ الترمذی وغیرہ پس تطبیق ان اقوال کی یہ ہی کہ یہ فعل اولا ابن زیاد سے واقع ہوا پھر ثانیاً یزید اُسکے ہمزاد سے واقع ہوا فتاوی قرطبی مین لکھا ہی کہ جب ظالم لوگ امام زین العابدین کو گردن مین ہاتھ باندھکر اور اور حضرات اہل بیت نبوت کو مجلس مین لیے جاتے تھے تو کوفیان سیہ کار اور ظالمان شقاوت شعار اُنکے ساتھ تھے اور مطلقاً شرمندہ نتھے تفریح الاذکیار مین ہی کہ حیا و شرم تو لازمۂ ایمان ہی جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ وہان اُسوقت اہل کوفہ بے ایمان محض تھے شرم کہان سے آتی نتھی ہان سچ ہی **قطعہ**

مصیبت پڑتی ہی بہنون پہ بھی ہمراہ بھائی کے	ہمیشہ سے یہان مخلوق اکثر ایسے ہوتے ہین
مگر پردے کے ہین جب بیٹھنے والے قیامت ہی	نہین وہ لوگ بے مقنع وچادر ایسے ہوتے ہین
کہ سر بھائی کا نیزے پہ ہوا اور اونٹون پہ ہون بہنین	بلا مین مبتلا ذی قدر کمتر ایسے ہوتے ہین
رِدا سر پر نہ تھی محمل نہ تھا پردیس تھا ہی ہی	جو اندر گھر مین رہتے ہون وہ باہر ایسے ہوتے ہین
نہ ہے صبر جناب زینب و کلثوم حق یہ ہے	کہ بہنین ایسی ہوتی ہین برادر ایسے ہوتے ہین

فائدہ جب اشقیا سر مبارک کو ابن زیاد کے پاس لائے اور ابن زیاد بہت خوش ہوا اور اسیطرح یزید پلید بھی تو اس قصہ مین تصدیق ہوئی ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اہل بیت میرے بعد میرے عنقریب میری امت کے ہاتھ سے ڈالے جائینگے قتل اور نافرمانبرداری کیے جانے مین اور تحقیق میرے لیے سخت تر میری قوم مین از روی بغض کے بنو امیہ اور بنو مغیرہ اور بنی المخزوم ہین صحیح کہا اس حدیث کو حاکم نے لیکن اسمین اسمعیل ہی جسکو جمہور کہتے ہین کہ وہ ضعیف ہی بسبب سوء حفظ کے اور ثقہ کہا اسکو بخاری نے اور اُس سے نقل کیا ترمذی نے اس بات کو کہ اسمعیل ثقہ مقارب الحدیث ہی اور گذری احادیث مہدی مین یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک گروہ بنی ہاشم کو پس آبدیدہ ہوے آپ اور رنگ چہرۂ مبارک کا متغیر ہوگیا پھر فرمایا کہ ہم اہل بیت ہین پسند کر لیا اللہ نے ہمارے لیے آخرت کو دنیا پر اور تحقیق اہل بیت میرے قریب ہی کہ ڈالے جائینگے میرے بعد بلا اور نافرمان برداری اور جھڑکی اور راندگی مین کذا فی الصواعق المحرقۃ اور مروی ہی عمران بن حصین سے کہا انھون نے کہ وفات پائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس حالت مین کہ آپ ناخوش رکھتے تھے تین قبیلون کو ایک ثقیف

جسمین سے حجاج تھا دوسرے بنی حنیف جسمین مسیلمہ کذاب تھا تیسرے بنی امیہ جسمین عبید اللہ بن زیاد تھا جو مباشر
قتل امام شہید حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما ہوا کذا قیل اور عجب ہی اس قائل سے کہ اسنے یزید کو نہ کہا جو عبید اللہ
ابن زیاد کا امیر تھا اُسنے جو کچھ کیا اُسکے حکم اور رضا سے کیا اور باقی بنی امیہ نے بھی اپنے کامون مین تقصیر نہین کی
یزید اور عبید اللہ کو کیا کہین اور حدیث مین آیا ہی کہ حضرت نے خواب مین دیکھا کہ آپ کے منبر پر بندر بازی
کرتے ہین آپ نے تعبیر اُسکی بنی امیہ سے کی اور ایسی خبرین بہت سی ہین کہان تک کہیے رواہ الترمذی
وقال ہذا حدیث غریب کذا فی المشکوٰۃ و ترجمتہ للشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی سبط ابن جوزی نے شعبی سے
روایت کی کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے بعد پہونچنے خبر شہادت حضرت امام حسینؑ کے مکہ معظمہ مین خطبہ پڑھا
جسکا ترجمہ یہ ہی کہ ای قوم جانو کہ اہل عراق دغاباز اور مکار اور فاجر لوگ ہین اور بتحقیق جانو کہ اہل کوفہ اشرار
اہل عراق ہین اُنھون نے امام حسینؑ کو آپ ہی بلایا کہ اپنے امور کا اُنکو والی کرین اور وہ نصرت دین
اُنکو اُنکے دشمنون پر اور بلند کرین اسلام کے جھنڈون کو پس جب حسینؑ نے تکلیف گوارا فرمائی اور
تشریف لائے اور احسان کیا کوفے والون پر تو وہ سب کے سب اُنسے پھر گئے اس لیے کہ آپ نے اطاعت فاجر
ملعون ابن زیاد کی قبول نکی اور اختیار کیا آپ نے اپنی زندگی ذمیمہ پر اپنی وفات کریمہ کو رحمت کرے
اللہ حسینؑ پر اور خوار کرے اُنکے قاتل کو اور لعنت کرے اُسپر جسنے اُنکے مارنے کا حکم کیا اور راضی ہوا اُنکے
قتل پر پس بعد اسکے کہ جو کچھ گذرا حسینؑ پر آیا کوئی اطمینان کرسکتا ہی اس قوم پر اور قبول کرسکتا ہی قول
و قرار اس قوم فجار غدار کا واللہ بتحقیق تھے حسینؓ صائم الدہر قائم اللیل اور قسم خدا کی نہ تھے وہ جو بدلتے
قرآن کو غنا کے ساتھ اور بکا کو خوف خدا سے پس قریب ہی کہ پڑینگے اُن کے مارنے والے چاہ جہنم مین
الا لعنۃ اللہ علی الظالمین یہ کہکر منبر پر سے اُتر آئے انتہی من التذکرۃ کذا فی اظہار السعادۃ سعادۃ الکونین
مین ہی کہ جب خبر شہادت حضرت امام حسینؑ کی مدینے مین پونہچی تو تمام بنی امیہ خوش ہوے جسوقت بعض
غلام عبد اللہ بن جعفر کے کربلا سے مدینے مین آئے اور عبد اللہ کے دونون بیٹون کے مارے جانے کا
حال بیان کیا تو عبد اللہ ابن جعفر نے انا للہ کہا مگر ابو السلاسل غلام عبد اللہ کا بولا کہ ان دونون بیٹون کے
مارے جانے کے باعث امام حسینؑ ہوے عبد اللہ نے اُس غلام کو جوتا مارا کہ ای ابن اللخنا تو حسین کو ایسا
کہتا ہی اگر مین اُنکے ساتھ ہوتا تو اپنی جان سے دریغ نکرتا خدا کا شکر ہی کہ مین نتھا تو میرے بیٹون نے
حضرت امام کے ساتھ جانبازی کا رتبہ پایا مین کہتا ہون کہ یہ حکایت کامل ابن اثیر مین بھی اسیطرح سے
مذکور ہی منتخب اللغات مین ہی کہ لخن بفتحتین گندہ ہونا مشک کا ہی ابن زیاد بدنہاد نے بعد ملاحظۂ حال اسیران
اہل بیت حکم دیا کہ انکو قید خانے مین رکھو اور سر سید الشہدا کو نیزے پر بلند کرکے کوچہای کوفہ مین پھراؤ

چنانچہ اُن مردودون نے امام زین العابدین کے ہاتھ باندھے اور زنانِ اہل بیت کو پکڑ کر قیدخانے مین کیا اور سر مبارک کو نیزے پر چڑھا کر گلیون مین پھرایا جب اشقیا سرِ مکرم کو کوفے مین پھرا چکے تو ابن سعد نے سر مبارک کو عمر مخزومی کے سپرد کیا کہ اسمین مشک و کافور لگاوے وہ ہنوز لگا نہین چکا تھا کہ اُسکے ہاتھ مین ایک عارضہ پیدا ہو گیا جس نے سارا ہاتھ گلا دیا تاریخ یافعی مین لکھا ہو کہ جب سادات اخیار مارے گئے تو فجرۂ اشرار اہل بیت کے خیمون کی طرف دوڑے بعض حاضرین نے کہا افسوس تمکو اگر تم اپنے دینون مین پرہیزگار نہین ہو پس دنیا مین تو احرار ہو اور وہ لوگ عمل مین لائے وہ بات جو بہت بڑی ہو زندقہ و فجور مین وہ یہ کہ عبیداللہ بن زیاد نے حکم دیا کہ سر مکرم کو تقییر کر کے نیزے پر چڑھاؤ لوگون نے اس سے انکار کیا مگر اُن اشقیا مین سے ایک شخص آیا جسکو طارق بن المبارک کہتے تھے اور درحقیقت اسکو ابن المشوم مذموم کہنا چاہیے اُسنے اپنا مُنہ کالا کرکے سر مبارک کو دروازۂ مسجد جامع مین نصب کیا اور خطبہ پڑھا جسکا کسی طرح ذکر کرنا درست نہین ہو پھر بلایا زیاد بن حر بن قیس جعفی کو اور اُسکو سر مبارک مع اُنکے بھائیون اور بھتیجون اور بیٹون وغیرہم کے سرون کے سپرد کیے اور امام زین العابدین کو بلایا اور اُنکو اور اُنکی پھوپھیون اور بہنون کو بے پردہ کجاوون پر سوار کرکے یزید کے پاس روانہ کیا انتہی **شعر**

الاف تحیات وسلام بہ پیمبر	زان بعد نثار شہ دیندار تو انکرد

روانگی قافلہ جانب دمشق

ابن زیاد سرمایۂ فساد نے جب یزید کو حضرت کی شہادت اور اہل بیت کے قتل اور باقی ماندون کے قید ہونے کی خبر لکھی اور قاصد بھیجا تو یزید نے فی الفور لکھا کہ سرون کو نیزون پر مع اسیران اہل بیت دمشق مین بھیجدو ابن زیاد نے خولی بن یزید اور شبیب بن ربعی اور حجر بن حصین اور شمر کو وہ سب سر سپرد کیے اور اہل بیت کو بھی حوالے کیا اور تاکید بلیغ کی کہ جو گانون یا شہر راہ مین پڑے اُسمین ضرور سر مبارک کو نیزے پر لٹکا کر تشہیر کیجیو مین کہتا ہون کہ اُس بدنہاد کے پیش نہاد خاطر یہ ہوگا کہ اُس جگہ کے لوگ بھی آگاہ ہوجائین اور حضرت سید الشہدا اور اہل بیت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذلت قرار واقعی ہو اور جو لوگ یہ گمان رکھتے ہون کہ یزید اور ابن زیاد مسلمان ہین وہ مطلع ہوجائین کہ انکو اسلام سے کچھ کام نہین ہو اور یہ منظور تھا کہ سب جگہ کے لوگ بلا واسطہ آگاہ ہون کہ پیغمبر خدا کی وفات سے تھوڑے عرصہ کے بعد ان ملعونون نے بعوض اپنے اعزا اور اقارب کے جو بسبب شرک و کفر کے مارے گئے تھے پیغمبر کی اولاد سے کیا خوب عوض لیا ہو کذا فی تفریح الاذکیا **مخمس**

اسطرح قافلے پھرتے ہوئے گم جاتے ہین
تر بتر اشک سے سر تا بقدم جاتے ہین
پیشرو اشک تھا یہ قافلہ جاتا تھا جہان

جسطرح آج کے دن اہل حرم جاتے ہین
کاروانند و ندارند درا و جرسے
علم اس خیل مین تھا آہ جگر سوختگان

کفِ افسوس سبھی ملتے بہم جاتے ہین
نہ رفیقے نہ انیسے نہ کسے ہم نفسے
ہاتھ سے ظالمون کے صبر جو تھا دل مین نہان

توشۂ راہ نہ تھا اُسکے سوا اور یہان
راحت و عیش تھی بیقدر برابر باخاک
مُنہ پہ تھی گرد الم آنکھین تھین غم سے نمناک
سازو سامان سفر بے سروسامانی تھی
تھی اُٹھی سب کے دل و جان سے تمنای خوشی
طرفہ یہ قافلہ ہی جسمین نہ آواز درا
نہ کبھی ذکر حکایت نہ سخن باخود ہا
دن کو راحت نہ کسی طرح نہ شب کو آرام
ایک دم بھی نہین کُھلتا تھا یہ آزار تمام
غم شبّیر نہان دل مین کیے جاتے تھے
جان غمدیدہ کو گو صبر دیے جاتے تھے
سر شبیر سوار علم اعدا تھا
دل گرا جاتا تھا اور پانون اُٹھا جاتا تھا
دل پُر از حسرت و لب آہ و فغان سے خاموش
باہم اکثر جاتے تھے سبھی دوش بدوش
راہ مین شہر جو ملتے تھے وہان کی خلقت
آج ایمان مین پاتے ہین ہم اپنی قوت
جاتے جب شہر مین پہلے ہی وہ خلق شہری
بعد ازان پوچھتے با وضع عقیدت مندی
ہاشمی گھر سے ہو یا اور قبیلہ سے کہو
بود و باش اپنی کہو راز نسب کا کھولو
خوبیان سب مین ہین پر ایسی وجاہت کم ہی
پارسا ہین سبھی یہ زور کرامت کم ہی
بولے عابد کہ اسیران بلا ہین ہم سب
روز آنکھون مین مری تیرہ ہی جس طرح شب

بوالعجب قافلہ بود عجب سامانی
گرد کین سے تھا دل و سینہ بی کینہ پاک
بر زمینے کہ فتادے کف پای ایشان
دست تقدیر مین سونپے ہوئے تھے کام سبھی
رہروانند شکستہ دل و خستہ جگرے
نہ یہان بانگ جرس تھی نہ علم ہاتھ مین تھا
نہ ز ہمدرد و رفیقان و وطن ہیچ کسے
ساتھ خیمہ نہین جسمین کہ ہو راتون کو مقام
سایہ گستر بجز افلاک دگر ہیچ نبود
داغ غم تحفۂ احباب لیے جاتے تھے
لیکن این داغ غم شاہ نہفتن نتوان
گرد و پیش و پس سر قافلہ شبیر کا تھا
نی رہ تاب خموشی و نہ یارای فغان
اشکبار سے مژہ غیرت ابر پر جوش
ہر کہ ہمی دید ہمی گفت کہ یارب باہم
دوختہ ہوتی ادھر اُنکی نگاہ عبرت
می فتادے ز در کس چو گذارے ناگاہ
پاؤن پر گر کے سبھی خاک کف پا اُنکی
از کجائید و چہ نام ست و کدامی قبیلہ
دودمان اپنا کہو کون گھرانے سے ہو
بندگانیم و ندانیم چرا بندہ شدیم
سب مین ہی لطف ولے ایسی لطافت کم ہی
ما غلامیم تو از ین زور کرامت شدہ ایم
ہم غریبان وطن کو سفر شام ہی اب
می برد قصۂ ما خواب ز چشم احباب

نی گریبان بسلامت نہ بجا دامانی
آستین اشک سے تر جیب و گریبان چاک
سر ز روی چشمہ خونناب ز جای ایشان
سب کی آنکھون سے تھا خونناب کا دریا جاری
جز غم و درد ندارند نیسے دگرے
نہ کبھی ہنسنے کی آواز نہ رونے کی صدا
نہ کسے مونس تنہائی و نی دادرسے
صبح سے رنج جو ہوتا تھا وہی تھا تا شام
فرش آرام بجز خاک دگر ہیچ نبود
رنج تازہ بھی جو آتے تھے پیے جاتے تھے
بود این گرد مصیبت ز ہمہ چہرہ عیان
سب کی آنکھون سے روان خون کا اک دریا تھا
نیشتر بر رگ جان بود از ان نوک سنان
جان کو اندوہ تھا ویسا ہی ولیکن باہوش
ہست این قافلہ یا قافلۂ درد و الم
کہتے اس قافلے سے پاتے ہین دل کو رحت
روی نادیدہ سر و چشم نہادے بر راہ
چشم و رخسار پہ وہ لوگ لگاتے تھے سبھی
گر شما میرسد ایمان مرا تازہ نوید
دل کھنچا جاتا ہی کیا انس ہے تمسے ہمکو
نشناسیم و براہ تو سر افگندہ شدیم
ہی شرف سب مین ولے ایسی شرافت کم ہی
گو ندیدیم ترا گاہ غلامت شدہ ایم
سر گذشت اپنا ہی طومار غم و رنج و تعب
میکند آہ و فغانم دل ہمسایہ چو آب

قافلہ ہی مدنی لوگ ہین اولادِ علیؑ
کیا کہین ہم پہ جو کچھ دشت بلا مین گذری
ہاشمی خیل ہین اور آلِ رسول عربی
ہم نبی فاطمہ زہرا ہین مرے جد ہین نبی

قافلہ ہی یہ پراگندہ دلون کا باہم
اب بھی فرصت نہین ابتک ہی وہی کاوش غم
گم نمودیم درین بادیہ سرمایۂ خویش
رنج و غم آگئے اکبار جو ہمپر بیہم
میروم بے سر و سرمایۂ خود با دلِ ریش
ہوگیا سوز والم یہ سر و سامان علم

قافلہ درد نصیبون کا ہی اے اہلِ ولا
دل پراگندہ و ظاہر ہمہ جمعیم ہمہ
ہم یتیمون کا سر و برگ ہی تاراج جفا
ز آتش دل ہمہ در سوز چو شمعیم ہمہ
اہلِ بیت نبوی ہین یہ اسیرانِ بلا

سر و سامان ہی یہان بے سر و سامانی کا
کیا کہین آکے ہم اس دشت مین کیا کھو کے چلے
سر و سرمایۂ این قافلہ ام بود حسینؑ
گھر سے آئے تھے یہان ہاے ہنستے ہوئے رو کے چلے
آہ اینک سفر خلد بفرسود حسینؑ
دست امید ہر اک بات سے یان دھو کے چلے

ہاے کیا آئے تھے گھر بار سے کیا ہو کے چلے
پیش ازین دل مین تمناے سفر رکھتے تھے
مادرین جانہ ہمین ساز و سفر گم کردیم
پر کب اس روز قیامت سے خبر رکھتے تھے
واے بر ما کہ درین دشت پدر گم کردیم
اقربا ساتھ تھے سب گویا کہ گھر رکھتے تھے

شب بخیر آئے تو امید سحر رکھتے تھے
شاہ سیراب ہوئے جام شہادت سے یہان
ناگہ افتاد بسر روز سیاہی عجبی
اقربا ساتھ گئے لیکے شہادت کا نشان
کہ ازین روز سیہ تر نبود ہیچ شبی
جن یتیمون کا نہ تھا چارہ کہ ہون ساتھ روان

اسطرح بے سر و سردار ہین سب سرگردان
ضبط نالہ کرین تو سینہ پھٹا جاتا ہی
ما بجا ماندیم و رفت از سر ما آہ حسین
نکرین گریہ تو دل غم سے جلا جاتا ہی
ماند چون گریۂ چشم تر ما آہ حسینؑ
ناتوانی سے بدن اپنا گھلا جاتا ہی

صبر کا تاب و توان دل سے اٹھا جاتا ہی
بسرم چون پدرِ مشفق و غمخوار نماند
رہ دراز ست و ما طاقتِ رفتار نماند
سایہ گستر بسرم یک سر و سردار نماند
تا بہ عمرم بجز از رنج سر و کار نماند
سر دشد آتش ما گرمی بازار نماند

قصہ کوتہ شیم آخر شد و بسیار نماند
ما غریبان بسر پنجۂ ظلیم اسیر
سو شامیم روان ہر چہ قضا و تقدیر

جب شمر وغیرہ بدگہر و بد انجام ایک منزل چلکر اترے تو اتفاقاً وہان ایک درویش بنی اسرائیل کا عبادت خانہ ملا اُسکی دیوار پر یہ شعر لکھا تھا

شعر

أَتَرْجُوْ أُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا
شَفَاعَةَ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ

شعر شبیرؑ کے قاتل کیا فرداے قیامت مین
امید بھی رکھتے ہین نانا کی شفاعت کی

سو یہ شعر اُن لوگون نے دیکھکر درویش سے پوچھا کہ یہ کس نے لکھا ہی اُسنے کہا اتنا تو مین جانتا ہون کہ پانسو برس قبل تمھارے نبی کی بعثت سے یہ شعر لکھا ہی اور بعضے لکھتے ہین کہ اُس دیر کی دیوار پھٹی اور ایک ہاتھ نکلا اُسنے یہ شعر لکھا ابو نعیم نے طریق عبد اللہ بن لہیعہ سے اور اُسنے ابی قبیل سے روایت کی ہی کہ جب سر مبارک شام کی طرف لیچلے تو اشقیا پہلی منزل مین بیٹھکر خرمے کا شیرہ پینے لگے اس حالت مین ایک قلم غیب سے لوہے کا نمودار ہوا اُسنے خون سے یہ شعر لکھا بہر تقدیر غیب سے اس شعر کے لکھے ہوے ہونے مین کلام نہین **نقل ہی** کہ اُس درویش نے سر مبارک کو دیکھکر کہا کہ یہ لوگ نہایت بد ہین کہ اپنے نبی کے بیٹے کو قتل کرکے اُسکی اہلِ بیت کو اس ذلت و خواری سے لیے جاتے ہین پھر اُس جماعت

اشقیا سے کہنے لگا کہ اگر ایک رات سر مبارک حسین کو میرے پاس رہنے دو تو مین تمکو دس ہزار درم دیتا ہون اُنھون نے قبول کیا درویش نے سر مبارک دونون ہاتھون مین لیا اور خلوت مین خوشبو سے معطر کرکے اپنے زانو پر رکھا اور دیکھکر رونے لگا اور رات بھر انوار غیبیہ جمال حق نما سے مشاہدہ کرتا رہا اور دیکھتا رہا کہ ساری رات آسمان سے طبقات نور اُترتے تھے ابن حبان نے کتاب الثقات مین لکھا ہی کہ وہ راہب نصرانی جسنے سر امام علیہ السلام سے اعزاز و اکرام حاصل کیا اس کرامت کے دیکھتے ہی مسلمان ہوا اور تمام عمر اپنی اہل بیت کی محبت مین گذرانی اور دس ہزار درم بھی اُسنے وعدے کے موافق اُن ظالمون کو دیے تھوڑی دور چلکر اُن کمبختون نے تقسیم کرنے کے واسطے تھیلیون کے مُنہ جو کھولے تو دیکھا کہ وہ سب ٹھیکریان ہوگئی ہین اور ایک طرف لکھا ہی وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ یعنی تم نجانو اللہ کو غافل اُس سے جو کرتے ہین ظالم لوگ اور دوسری طرف لکھا ہی سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ یعنی اب معلوم کرینگے ظلم کرنے والے کہ کس کروٹ اُلٹتے ہین اور صواعق محرقہ مین ہی کہ اُس قوم سرا پا لوم نے بہت سے دینار لشکر حسینی کے لوٹے تھے جب تھیلی کھولکر چاہا کہ تقسیم کرنے کو نکالین دیکھا کہ وہ ٹھیکریان ہوگئی ہین اُنکے ایک طرف پہلی آیت لکھی ہی اور دوسری طرف دوسری آیت لکھی ہی

پہونچنا قافلے کا دمشق مین

تحریر الشہادتین مین ہی کہ بعد طے منازل اور قطع مراحل کے جب اسیران کربلا مع سر مبارک حضرت سید الشہدا کے دمشق مین پہونچے اور یزید مرید کو خبر آمد اہل بیت نبوت کی پہونچی تو اُسنے قصر امارت آراستہ کیا اور عظماے شام کو جمع کرکے مجلس عام مین سب کو طلب کیا اور نہایت خوشی سے ایک ایک پر نظر ڈالی اور سب کے نام پوچھے شمر ذی الجوشن نے نام بتلائے یہانتک کہ اُسنے سر مبارک سید الشہدا بھی پیش کیا اور حالات لڑائی کے بمباہات و افتخار اسطرح بیان کیے کہ مجکو عبید اللہ بن زیاد نے حسین بن علی کے مقابلے مین بھیجا سو مین لشکر جرار لیکر اُنپر ٹوٹ پڑا اور ہر طرف سے اُنکے ساتھیون کو گھیرا اور ایک ایک کو ذبح کر چلا یہانتک کہ مین نے سب کو کوشش سے مارا اُن سب کے یہ سر حاضر ہین اور یہ سر حسین کا ہی یزید پلید یہ کلام سنکر بہت خوش ہوا اور بوتل شراب کی ہاتھ مین لیکر پینے لگا اور انواع اہانت سے پیش آیا اور ایک لکڑی چھوٹی درخت خیزران کے اُس شقی کے ہاتھ مین تھی وہ آپکے لب و دندان پر مارتا تھا اور اشعار ابن زبعری کے پڑھتا تھا اور اُن شعرون مین یہ دو شعر کہ بصراحت کفر پر دلالت کرتے ہین

---

۱ عقد الفرید مین ہی ... [illegible] ... ابن عبد الحکم ... [illegible]

۲ [illegible]

۳ خیزران بارا ... [illegible] ... ابن زبعری ... عبد اللہ صحابی ... القاموس ۱۲ ... [illegible]

زیادہ کرتا تھا وہ شعر یہ تھے **اشعار**

قَدْ قَتَلْنَا الْقَرْمَ مِنْ سَادَاتِهِمْ — وَعَدَلْنَاهُ بِبَدْرٍ فَاعْتَدَلْ

لَيْتَ أَشْيَاخِي بِبَدْرٍ شَهِدُوا — وَقْعَ الْخَزْرَجِ مِنْ وَقْعِ الْأَسَلْ

یعنی کہا یزید نے ای کاش یزید کے بزرگ عتبہ و شیبہ جو غزوۂ بدر اور خزرج مین مارے گئے اگر آج زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ مین نے اُنکا بدلا لیا اور تحقیق مین نے مارین گردنین سادات اُنکے کی شعبی نے کہا یزید نے دو شعر ین اور اُنپر بڑھائین **اشعار**

لَعِبَتْ هَاشِمُ بِالْمُلْكِ فَلَا — خَبَرٌ جَاءَ وَلَا وَحْيٌ نَزَلْ

لَسْتُ مِنْ عُتْبَةَ إِنْ لَمْ أَنْتَقِمْ — مِنْ بَنِي أَحْمَدَ مَا كَانَ فَعَلْ

یعنی کھیل کیا بنی ہاشم نے ملک مین بس نہ خبر آئی اور نہ وحی نازل ہوئی نہوتا مین اولاد عتبہ سے اگر بدلا نہ لیتا اولاد احمدؐ سے اُسکا جو کچھ کہ اُنھون نے کیا انتہی من تذکرۃ سبط ابن الجوزی اور کہتا تھا یزید کہ ای ابو عبد اللہ مجکو گمان نہ تھا کہ تیری عمر اسقدر ہوگی اور خضاب سر و ریش کی حاجت ہوگی یہ خبر بعض اصحاب اخیار حضرت سید مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو پونہچی وہ روتے ہوئے اُس مجلس نامعقول مین آئے اور فرمانے لگے ای یزید یہ کیا بے ادبی ہی جو تو سر مبارک سے کرتا ہی یہ وہ سر ہی جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چومتے تھے یزید نے سات صحابیون کو اُسیوقت قتل کرایا کذا فی مناقب السادات **روایت ہی** کہ سمرۃ بن جندب صحابی اُسوقت حاضر تھے اُنھون نے جرأت کرکے فرمایا کہ ای یزید اللہ تیرا ہاتھ توڑے تو لکڑی ان لبون پر لگاتا ہی جو بوسہ گاہ رسول ہین یزید نے کہا ای سمرہ اگر شرف صحبت رسول اللہ مانع نہوتا تو مین تجکو قتل کرتا سمرہ نے کہا سبحان اللہ میرے حق مین ملاحظہ صحبت رسول اللہ کا کیا گیا اور جگر گوشگان رسول و فرزندان بتول سے یہ معاملہ کیا گیا کہ کوئی کافر بھی کسی مسلمان سے نہ کریگا یہ کہکر مجلس سے اُٹھ آئے انتہی ابن جوزی کہتا ہی کہ ابن زیاد بدنہاد نے جو حضرت سید الشہدا کو مارا تو کچھ عجب نہین عجب تو خذلان یزید سے ہی اُسکے مارنے سے سر حسین کو اور اُنکی اہل بیت کو پکڑکر قید کرنے اور ننگے سر کھلے منہ بے کجاوہ اونٹون پر بلانے اور بہت سے منکرات اور بے ادبیون کے ساتھ پیش آنے سے اور اس سے مطلب کیا تھا سوائے تفضیح کے اور ایسا تو کوئی خارجیون مین سے بھی نہین کرتا جیسا اس مردود نے کیا آیا یہ نہین لکھا ہی کہ خوارج اور باغی لوگ جب مارے جاتے ہین تو اُنکی تجہیز و تکفین کی جاتی ہی انتہی تذکرہ مین ابن ابی الدنیا سے مروی ہی کہ حسن بصری فرماتے تھے کہ یزید دندان مبارک حضرت امام علیہ السلام پر لکڑی مارتا تھا اور وہ جگہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو بوسہ دیتے تھے اور نیز تذکرہ مین ہی کہ کہا ابن سعد نے جب سر مکرم روبرو یزید کے رکھا گیا تو یزید پلید اُس لکڑی سے جو اُسکے

دست ناپاک مین تھی دندان مبارک امام شہیدؑ پر مارتا تھا اور اشعار پڑھتا تھا ابو برزۂ اسلمی نے اُسکو منع کیا
اور کہا ہر آینہ دیکھا مین نے رسول خدا کو کہ بوسہ دیتے تھے آپ اُن دانتون پر اُنکے کیا تو راضی ہوا اسے یزید کہ
عبید اللہ بن زیاد تیرا قیامت کے دن شفیع ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حسینؑ کے شفیع ہون اور ابو برزہ مجلس
یزید سے اُٹھ آئے الی آخر القصۃ انتہی بقدر الضرورۃ اور یافعی نے لکھا ہی کہ جب سر مبارک امام مظلوم کا یزید پلید کے روبرو
رکھا گیا تو اُسنے اُسکو سونے کے طشت مین رکھوایا اور اُسکو دیکھتا تھا اور اپنی رسوائی کو بھولکر فخریہ یہ اشعار پڑھتا تھا اشعار

صَبَرْنَا وَکَانَ الصَّبْرُ مِنَّا عَزِیْمَۃً ۔ وَاَسْیَافُنَا یَقْطَعْنَ کَفًّا وَمِعْصَمَا
تَعَلَّقْنَ هَامًا مِنْ رِجَالٍ اَعِزَّۃٍ ۔ وَهُمْ کَانُوْا اَعَقَّ وَاَظْلَمَا

پھر حکم کیا سر مکرم کے دروازۂ شام مین لٹکائے جاینگا انتہی **روایت ہی**
کہ ایک سوداگر یہودی بھی اُس مجلس مین حاضر تھا اُسنے پوچھا یہ کسکا سر ہی یزید نے کہا یہ سر اُس شخص کا ہی جو خلیفۂ
وقت سے مقابلے کا دعوی کرتا تھا سوداگر نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ صاحب اس سر کا شرافت اور بزرگی رکھتا ہی
جب ہی تو اُسکو خلافت کا دعوی تھا یزید نے کہا اشراف بنی ہاشم مین تھا تاجر نے کہا یہ کون ہین اور کسکی اولاد مین
اُس مردود نے سب بتلایا یہودی نے کہا معلوم ہوا کہ تمھارے پیغمبر کے فرزند ہین کہا ہان تب یہودی نے دانت
کے نیچے اُنگلی دابی اور کہا ای یزید افسوس ہی باوجود اسکے کہ میرے اور حضرت داؤد پیغمبر کے بیچ مین ستر پشتین
گذری ہین لیکن ابتک یہودی میری تواضع اور تعظیم کرتے ہین اور تمھارے پیغمبر تو ابھی کل دنیا سے تشریف
لے گئے ہین تمنے اُنکی اہل بیت کے ساتھ ایسا معاملہ کیا کہ ہمنے آجتک نہ کانون سے سُنا ہی اور نہ آنکھون سے
دیکھا لاحول ولا قوۃ تم لوگ بڑے بدذات ہو اس قصے کو محمد بن سعد نے محمد بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہی اور
ابن جوزی تذکرے مین لکھتا ہی کہ حکایت کی ہشام بن محمد نے اپنے باپ سے اُنھون نے عبید اللہ بن عمر سے
کہ اُسی جگہ قیصر روم کا سفیر بھی حاضر تھا اُسنے کہا اے یزید بعضے جزیرون مین حضرت عیسی علیہ السلام کے گدھے کے
کھر کا نشان موجود ہی سو ہم سب ہر سال جواہرات و تحائف لیکر جاتے ہین اور اُسکی زیارت کرتے ہین اور مراتب تعظیم
ویسی ہی بجا لاتے ہین جیسے مسلمان بیت اللہ کی کرتے ہین حیف ہی کہ تمنے اپنے نبی کے لڑکون کو قتل کیا عورتون
اور یتیمون کو ایسی ذلت سے قید کیا ہی تم لوگ بڑے شریر ہو یزید نے کہا اگر تو سفیر قیصر نہوتا تو مین تیری گردن مارتا
اُسنے کہا ای یزید تجکو شرم نہین آتی کہ قیصر کی تو تونے یہ پاسداری کی اور اپنے پیغمبر کی کچھ قدر نجانی **نقل ہی**
کہ اسی حال مین یزید نامعقول کا غلام مقبول نام جو اُس جگہ حاضر تھا کہنے لگا ای یزید خدا سے ڈر کہ حسین اولاد

قیصر بادشاہ روم کا لقب ہی اور کسری بادشاہ فارس کا اور نجاشی بادشاہ حبشہ کا ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سردار ہین میرے روبرو اُنکے لب و دندان سے بے ادبی نکر کہ پیغمبر خدا نے ان لبون پر کئی
مرتبہ بوسہ دیا ہی یزید مردود نے کہا مین تجکو بھی اُنھین دشمنون مین سے شمار کرتا ہون غلام نے یہ کلام سنکر تین بار
تلوار ماری خالی پڑی مجلس مین شور برپا ہوگیا آخر اُسنے بہشت کو چلتے ہوے چالیس آدمی دوزخ کو پہونچائے
امام زین العابدین اور زینب بنت فاطمہ علیہا السلام نے وعدہ جنت کا فرمایا بعد اسکے یزید پلید حضرت امام زین العابدین
کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ یہ کسکا لڑکا ہی کسی نے کہا حسین بن علی کا کہا مین نے سنا تھا کہ علی بن حسین قتل ہوگئے
لوگون نے کہا کہ حضرت امام حسینؑ کے تین بیٹے تھے علی اکبر علی اوسط علی اصغر یہی دو شہید ہوے یہ علی اوسط بیمار تھے
سو قید مین آئے ہین یزید نے کہا ای لڑکے تو جانتا ہی کہ تیرا باپ مسند خلافت پر بیٹھنا چاہتا تھا اور اُسکو یہ دعوی تھا
کہ اُسکے نام پر خطبہ پڑھا جائے الحمد للہ کہ وہ اپنی مراد کو نہ پہونچا امام زین العابدینؑ نے فرمایا ای یزید بتا کہ یہ منبر ہمارے
باپ دادا کے رکھے ہوے ہین یا تیرے اور خلافت اور امامت ہماری خاندانی ہی یا تیرے آبا و اجداد کی جو مشرک تھے
قیامت کے دن ہمارا تیرا فیصلہ ہوگا اور آیۂ کریمہ سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ پڑھکر کلام ختم کیا
یزید نے کہا ان سبکو جہان یہ اُترے ہین پہونچا آؤ اور سر مبارک امام حسین علیہ السلام کو دروازۂ دمشق پر لٹکا دو چنانچہ
تین شبانہ روز برابر سر پرنور دروازۂ دمشق پر آویزان رہا حافظ امام ابی الخطاب ابن دحیہ نے اپنی کتاب
مرج البحرین فی فوائد المشرقین والمغربین مین لکھا ہی کہ جب سر مبارک کو یزید نے شام مین منگوایا تو خالد بن غفران
کہ افاضل تابعین سے تھے اُنھون نے اپنے آپ کو چھپا لیا لوگون نے ایک مہینے تک اُنکو ڈھونڈھا نہ پایا پھر جب
وہ ملے تو لوگون نے سبب عزلت پوچھا اُنھون نے کہا نہین دیکھتے ہو کہ کیا بلا ہمپر نازل ہی اور چند اشعار پڑھے
جنکا مضمون یہ ہی کہ ای ابن بنت رسول اللہ تمھارے سر کو لائے آلودہ خون مین پس گویا تمھارے قتل سے
قتل کیا رسول اللہ کو آشکارا اور تمکو بلا دلیل پیاسا مارا اور تمھارے مارنے پر خوش ہوے اور تکبیر و تہلیل کو تمھارے
ساتھ مارا یعنی تمھارے قتل سے اسلام سست ہوا انتہی اور بشاشت یزید کی قتل امام علیہ السلام سے بتواتر معنوی ثابت ہی

تاریخ طبری مین ہے کہ ایک روز یزید نے ایک خطیب کو حکم دیا کہ منبر پر جا کر خطبہ پڑھے اور حضرت امام کی برائی بیان کرے اُس نے ایسا ہی کیا تو حضرت امام زین العابدین نے اجازت چاہی کہ مین بھی منبر پر جا کر کچھ کہون یزید نے اجازت دی آپ نے منبر پر جا کر ایسا خطبہ پڑھا کہ لوگون مین بیقراری ہوئی اور [illegible] کہ مین بیٹا اُسکا ہون [illegible] مین بیٹا اُسکا ہون جسکو [illegible] اور زمین [illegible] بیٹا [illegible] ہون

ع [illegible] ابراہیمی اور [illegible] مین بیٹا اُسکا ہون جسنے نعلین [illegible] مین بیٹا اُسکا ہون جو براق پر سوار ہوا اور مین بیٹا اُسکا ہون جس نے حج کیا اور لبیک کہا مین بیٹا اُسکا ہون جسکو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لیگئے اور جسکے ساتھ جبرئیل پہونچے سدرۃ المنتہیٰ تک اور اُس کی شان مین آیا دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ مین بیٹا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور بیٹا علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا سیدۃ النساء کا مین بیٹا اول اولیا اور آخر اصفیا کا ہون [illegible] قائم ہو جائے پس آپ اس خوف سے خاموش ہو رہے ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

روانہ ہونا اہل بیت کا مدینہ منورہ کی طرف اور وہان پہونچنا

پھر سب اہل بیت رسالت مع سر مبارک ہمراہ نعمان بن بشیر اور تیس نفر سواران یزیدی کے روانہ مدینہ ہوے نعمان بن بشیر نے راہ مین نہایت خدمت اور اطاعت کی نور العین مین ہو کہ جب قافلہ اہل بیت دمشق سے روانہ ہوا تو راہ مین اہل بیت نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہمکو کربلا کی راہ سے لیچلو تاکہ ہم وہان پہونچکر تجدید عہد کرین چنانچہ وہ سب کو اسی طرف لیچلا بیسوین صفر کو قافلہ کربلا مین پہونچا جابر بن عبد اللہ انصاری سے اور ایک گروہ اہل مدینہ سے وہان ملاقات ہوئی رسم تعزیت ادا کی گئی پھر تو واقعہ گذشتہ تازہ ہوگیا نئے سر سے قیامت قائم ہوگئی بعد اسکے قافلہ پھر روانہ ہوا جب اہل بیت مدینہ منورہ مین پہونچے تو حضرت ام کلثوم مدینے کو دیکھکر رو رو کر

یہ فرمانے لگیں اشعار	مدینۃ جدنا لا تقبلینا	فبالحسرات والاحزان جئنا	آہ ای مدینہ خانہ قضا و مصیبتا
اسباب ہمارے سب آہ و مصیبتا	آئے ہین بتباہی بلا و مصیبتا	کیا کیا اٹھائے جور و جفا و مصیبتا	خرجنا منک بالاہلین جمعا
رجعنا لا رجال و لا بنینا	نکلے تھے جب تو ساتھ تھے لوگ ہائے اب	کوئی نہ ساتھ باقی رہا و مصیبتا	وکنا فی الخروج علی المطایا
رجعنا حاسرینا آیسینا	نکلے تھے جب سوار تھے با شوکت و حشم	اب دل ہے شق جگر ہے پھٹا و مصیبتا	وکنا فی امان اللہ جہرا
رجعنا بالقطیعۃ خائفینا	نکلے تھے سب اسی قلب بین کوئی تھا	ہر دم تھا حافظ اپنا خدا و مصیبتا	اب چادر ایک پاس ہے وہ بینوا ہین ہم
بکھرے ہین بال سر ہے کھلا و مصیبتا	کرتی شبانہ روز ہے بیقرار روح	ہو کاش جلد تن سے جدا و مصیبتا	و مولانا الحسین لنا انیسا
رجعنا لا الحسین و لا معینا	نکلے تھے جب تو ساتھ تھے حضرت حسین آہ	سر انکا کربلا مین کٹا و مصیبتا	عالم ہے تیرہ پر سر بے تن حسین کا
ہے شکل بدر جلوہ نما و مصیبتا	فلا عیش یدوم لنا دواما	ودین الخلق مذبوح حزینا	اب عمر بھر ہے عیش کہان زینت جہان
کیسا حزین ہین ہین گیا و مصیبتا	ونحن الضائعات بلا کفیل	ونحن النائحات النادبینا	ہم ہین تباہ حال نہین کوئی اپنے ساتھ
چھائی ہے دل پہ غم کی گھٹا و مصیبتا	افسوس کیسے کیسے حسین خاک مین ملے	کس کس کا ہائے خون بہا و مصیبتا	ونحن الباکیات علی حسین
ونحن النادبات الشاکیتینا	روتے ہین اہل بیت ین فراق حسین مین	ہے دل کے پار تیر جفا و مصیبتا	ونحن السائرون علی المطایا
نساق علی الجمال المغضبینا	بے پردہ سیر کرتے ہین اونٹوں پہ بیٹھکر	ہر ہر جگہ یہ دکھ ہے نیا و مصیبتا	ونحن بنات یس و طہ
ونحن الباکیات علی ابینا	ای وای ہم ہین آل نبی فخر کائنات	ہون اس طرح سے وقف بلا و مصیبتا	جنت مین ہین رسول مصیبت زدہ ہین ہم
ہوا ہی جان انپہ فدا و مصیبتا	ونحن الصابرون علی البلایا	ونحن الباکیات القاعدینا	صبر و شکیب کرتے ہین کرب و بلا مین ہم
گھٹتی ہے روح غم ہے بڑا و مصیبتا	ہین خستہ و ستم زدہ باقی نہین ہے اب	جز مرگ کوئی حرص و ہوا و مصیبتا	الا یا جدنا قتلوا حسینا

وَلَمْ یرعوا جنابك یا ابینا
آفت یہ کیسی کی ہے بپا وامصیبتا
کچھ بھی نہ آئی شرم و حیا وامصیبتا
اور فاطمہ کا کوئی نہ تھا وامصیبتا
چلاتی تھی کہ آہ اخا وامصیبتا
اُسپر بھی عزم قتل کیا وامصیبتا
شہر و نگین اپنا گشت ہوا وامصیبتا
نکلے تمہارے دل سے صدا وامصیبتا

نانا تمہارے بعد تمہارے حسین کو
وَقَدْ هتکوا القوم وحملونا
وزینب اخرجوها من خبائها
سکینة تشتکی من حر داء
وزین العابدین قید وه
وقد طافوا البلاد بنا جمیعا
فهذی قصتی مع شرح حالی

امت نے ہاے قتل کیا وامصیبتا
علی الاقتاب حسرى اجمعینا
وفاطمه ما لها احد معینا
تنادی یا اخی جاروا علینا
وراموا قتله اضحی حزینا
وبین الخلق جمعا و خزینا
الا یا مسلمین ابکوا علینا

کی آپکی ہتک نہ کیا آہ کچھ خیال
بے پردہ ہوا و سو نکلے او بے کیا سو
زینب کو بے حجاب نکالا ہے خیمے سے
بھوکی پیاسی آہ سکینہ تڑپ تڑپ
عابد کو قید کر کے دیا لاکھ لاکھ دکھ
بے یار اور بے کس و بے برگ و بے نوا
لازم ہے مومنو جو سنو یہ ہمارا حال

راوی کہتا ہے کہ جب کلام ام کلثوم کا تمام ہوا تو اولاد مہاجرین اور انصار اور تابعین سید ابرار سب وے اویلا اور وامصیبتا کہتے ہوے گھرون سے نکل پڑے اور محمد بن حنفیہ نے آواز گریہ و بکا سنکر لوگون سے حال پوچھا لوگون نے بیان کیا وہ بھی بیتاب ہوکر گرتے پڑتے اہل بیت تک پہونچے اور چیخے کہ وا اخاہ وا حسیناہ اتنے اُس دن مدینے مین اتنا رنج و غم تھا کہ گویا آج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی ہے تمام ارباب دین اندوہ و درد کے رہین تھے اور سارے کہین و مہین غم و غصے سے حزین تھے حضرت ام سلمہ کی یہ حالت تھی کہ وہ ایک ایک کو گلے لگاکر روتی تھین اور اُسی حال سے سب کو روضہ مبارک پر لے گئین اور روتے روتے بیتاب ہوگئین اور بزبان حال فرماتی تھین اشعار

یا رسول اللہ برآر از روضہ سر تا بنگری
کس مباد در جہان یا رب گرفتار اینچنین

اہل بیت خویش را بس زار و غمناک و حزین
در بلای دشمنان دین گرفتار آمدہ

یہ تحریر الشہادتین مین ہے اور اظہار السعادۃ مین تذکرہ سبط ابن الجوزی سے لکھا ہے کہ ربیع بن خثیم وغیرہ نے کہ ذکر کیا ابن سعد نے ام سلمہ سے کہ جب خبر شہادت انکو پہونچی تو انھون نے فرمایا آیا اُن لوگون نے ایسا کیا خداوند تعالی اُن کے گھر اور اُنکی قبرون کو آگ سے بھر دے اور اسقدر روئین کہ بے ہوش ہوگئین اور کہا ام سلمہ نے کہ لعنت کرے اللہ عراق والون کو انتہی نور العین مین ہے کہ جب حضرت امام زین العابدین حاضر مزار اقدس نبوی ہوے تو آپ نے رو کر یہ اشعار پڑھے **اشعار**

قَتِیلًا وَفِی الاَحْشَاءِ مِنْهُ ظَمَاءٌ
وَقَدْ رَفَعُوا رَاسَهُ فَوْقَ ذَابِلٍ

وَعَادُوا عَلَیْنَا یَنْهَبُونَ خِیَامَنَا
وَقَدْ سَلَبُونَا مَا کُنَّا مِنْ نُصَرَاءَ

بِغَیْرِ وِطَاءٍ یَا حَدَّنَا وَغِطَاءٍ
وَطَافُوا بِنَا شَرْقَ الْبِلَادِ وَغَرْبَهَا

اَتَوْا بِنَا الدِّمَشْقَ نَحْوَ یَزِیدِهِمْ
وَقَدْ اَوْقَفُونَا بَیْنَ یَدَیْهِ سَوَاءً

لِقَتْلِ اَخِیکُمْ قَدْ بَلَغَتْ مُنَاءٌ
وَلِقَتْلِنِی قَدْ رَامَ یَقْطَعُ نَسْلَنَا

وَالنَّاسُ صَاحُوا احلف یزیدهم
وَقَالَ اَطْلِقُوهُ لِاَنَّهُ مَرْضَاءٌ

اَیَا جَدَّنَا اَرْدُوا اَیُّ مُسْنَدٍ لَنَا
کَمَا اللّٰهُ یُشْرِقُ فِی عُلُوِّ سَمَاءٍ
وَقَدْ حَمَلُونَا عَلَی ظُهُورِ جِمَالِهِمْ
جَمِیْعُهُمْ یَهْجُونَنَا بِهِجَاءٍ
وَقَالَ اَنَا اَیُّکُمْ بِلُتُّ کُلَّ مَقْصِدٍ
فَعَمِیمَتِی قَامَتْ عَلَیْهِ عَزَاءٌ
حُذِّ حَقَّنَا یَا حَدَّنَا مِنْهُ غَدًا

يوم حشر بعد فصل القضاء
وقد اسقم من آل بيت محمد
يا ويلهم من حر نار لظاء
نانا تمهارے بعد کرین کیا بیان هم
مظلوم و بیگناه هین بیتاب و چشم نم
نیزے په بعد قتل کے یا ایها النبی
گھٹ گھٹ کے دم رها هی رهی جی کو بیکلی
دشمن هوے همارے وه بیرحم بے گناه
بٹھلایا ننگے اونٹون په عالم کیا سیاه
خود جبکه ظلم کرچکے ای شاه دوسرا
دیکھا غضب سے اسنے همین اور یه کها
بعد اسکے چاهتا تھا کے قتل بدخصال
نیچے سے اسکے مجکو خدا نے دیا نکال
مین زنده رها هون رونے کو ای شاه مشرقین
ناله هی رات دن همے بابا مرے حسین
تھی خاص بهر آل عبا تیغ اشقیا
فرمائیے گا روز جزا پیش کبریا
ان اشقیا په حکم جهنم هو یا خدا
اور دور دل سے آج تو سب غم هو یا خدا

وقد استحل الان كل محرم
وساق لاهل البيت كل رداء
وقاتلهم يا الهي بفعلهم
اعدا کے هاتھ سے هوے کیا کیا نهین ستم
قلب و جگر فراق مین کسطرح پھٹ نه جائے
لٹکایا سر همارے پدر کا بصد خوشی
بالای نیزه آن سر اقدس چنان نمود
لوٹے همارے خیمے کیا هی همین تباه
رسوا کیا جهان مین همین وا مصیبتا
دربار مین یزید کے لائے وه بیحیا
کیسے ذلیل و خوار هوے آل مصطفی
تا منقطع هو نسل نبی صاحب کمال
سمجھایا اسکو لوگون نے مجکو بچالیا
کاهش نصیب روح هی لکو نهین هی چین
تیغ دو دم سے آل نبی کو کیا شهید
بیکس غریب کوئی نه همسا انهین ملا
ای خالق زمین و زمان انتقام دے
روح نبی بهشت مین خرم هو یا خدا
بدلا ملیگا آپ کی کوشش سے یا نبی

وما جر لاهل البيت سفك دماء
سيوفهم قد جردت لآل محمد
يا من تعاليت فوق كل سماء
ارمان انکے نکلے هوے هم مریض غم
مقتول تشنه لب هوے بابا حسین هاے
دیکھا هی اپنی آنکھون سے ای وائے بیکسی
گویا که آفتاب قیامت به نیزه بود
بے پرده عورتون کو پھرایا خدا گواه
تھا نام رحم صفحه هستی سے مٹ گیا
افسوس اسکے سامنے همکو کھڑا کیا
مطلب برآیا دل کا مرے فخر کی هی جا
لیکن هوا نه ایسا جو منظور ذو الجلال
میری پھوپھی نے گود مین اپنی چھپالیا
آه و فغان کا شغل هی هر دم هی لب په بین
مردود و روسیاه هین ناری هین وه پلید
فریاد آپ سے هی یه جد محمدا
هی آج روز عدل جزا الاکلام دے
عیش و فرح شهیدون کو هر دم هو یا خدا
الله کو عزیز هی خاطر حضور کی

سبط ابن جوزی نے تذکرے مین واقدی سے نقل کیا هی که جب سر مبارک حضرت امام حسین علیه السلام کا مدینے مین پهونچا تو مردون اور عورتون مین سے کوئی مدینے مین باقی نهین رها تھا جو گھر سے باهر نکل پڑا هو سب کے سب روتے اور چلاتے تھے از انجمله زینب دختر عقیل ابن ابی طالب سر و پا برهنه فریاد کرتی تھین اور کهتی تھین واحسیناه وا اخوناه وا محمداه اور یه مرثیه پڑھتی تھین جسکا ترجمه یه هی

اشعار

اگر سوال کند مصطفی بروز شمار
جزای آنکه ره حق نموده ام شما
چه بوده است که با اهل بیت من کردید
نبود آنچه که صادر شد از شما زنهار
جواب این چه بود ای گروه بدکردار
جفا و جور پس از رفتنم بدار قرار

انتهی مین کهتا هون که شرح عقود الجمان

مین بھی ہی کہ پھر یزید نے نعمان بن بشیر کو مقرر کیا کہ سامان سفر درست کرکے اہل بیت کو مدینہ مین پہونچا آئے چنانچہ
وہ لیچلا اور راہ مین بنی ہاشم کی عورتین سر و پا برہنہ ملین انمین عقیل کی صاحبزادی تھین وہ روتی تھین اور یہی اشعار
پڑھتی تھین اور ایسا ہی فصول المہمہ مین بھی ہی مگر شعرانی طبقات مین حضرت امام علیہ السلام کے ترجمے مین لکھتے ہین
کہ آپ کی بہن نے جو قناطیر سباع مصر مین دفن ہین آواز بلند کرکے اور خیمہ سے باہر سر نکال کے یہی شعر پڑھین
انتہی صاحب نور الابصار نے لکھا ہی کہ ہوسکتا ہی کہ ان شعرون کو دونون نے پڑھا ہو واللہ اعلم کامل مین ہی کہ عبید اللہ
ابن زیاد نے ایک قاصد مدینے کی طرف بھیجا کہ وہان جا کر عمرو بن سعید کو حضرت کی شہادت کی خبر پہونچائے چنانچہ وہ
روانہ ہوا اثنای راہ مین ایک قریش سے ملا اُسنے پوچھا کیا خبر لایا ہی کہنے لگا کہ خبر تو امیر کے پاس ہی قرشی بولا کہ
انا للہ مارے گئے حسین پھر قاصد عمرو بن سعید کے پاس آیا اُنھون نے پوچھا کیا خبر لایا ہی قاصد بولا کہ حسین بن علی
مارے گئے اُنھون نے کہا اس خبر کی ندا کر دے اُسنے ندا کی بنی ہاشم کی عورتون نے یہ سنکر چلانا شروع کیا اور عقیل
کی بیٹی نکل پڑین اُنکے ساتھ اور بھی عورتین تھین سر کپڑے سے لپیٹے ہوے وہ صاحبزادی یہی اشعار پڑھتی تھین
عمرو بن سعید نے جب اُن عورتون کی آوازین سنین تو ہنسا اور کہنے لگا ؎ | عَجَّتْ نِسَاءُ بَنِي زِيَادٍ عَجَّةً
كَعَجِيجِ نِسْوَتِنَا غَدَاةَ الْأَرْنَبِ | آواز نکالی بنی زیاد کی عورتون نے ویسی جیسی ہماری عورتون نے آوازین
نکالی تھین کل ارنب مین اور ارنب ایک واقعہ تھا بنی زبید کا بنی زیاد پر بنی الحرث بن کعب کی طرف سے یہ شعر عمرو بن
معدیکرب کا ہی پھر عمرو نے کہا یہ خبر مرگ ویسی ہی جیسے خبر مرگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تھی پھر اُنھون نے
منبر پر چڑھکر لوگون کو اس واقعے کی خبر دی انتہی **تنبیہ** صاحب اظہار السعادۃ لکھتے ہین کہ بعض شارحین
رسالہ سر الشہادتین نے بجای زینب ام کلثوم کا نام لکھا ہی اور بجاے مدینہ کوفہ حالانکہ وفات ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا
کی اور وفات زید بن ام کلثوم کی ایک ہی دن زمانہ جناب حضرت امام حسن مجتبے مین ہوئی اور حضرات
حسنین اور جماعت مہاجرین و انصار نے اول نماز جنازہ زید پر پڑھی بعد اُسکے ام کلثوم کے جنازے پر پڑھی اور یہ امر
متتبع کتب سیر اور تواریخ صحیحہ پر مخفی نہین چنانچہ شیخ عبد الحق محدث رح نے اکمال فی اسماء الرجال مشکوۃ مین
ترجمہ اولاد علی رض مرتضی مین بیان کیا ہی عجب نہین کہ سہواً قلم ناسخ سے اس شرح رسالہ فارسی مین یہ آگیا ہو انتہی
بکلامہ مین کہتا ہون کہ بعض شارح سے مراد صاحب تحریر الشہادتین ہین کہ اُنھون نے اُسمین لکھا ہی کہ کہتے ہین جب
زنان اہل بیت پیراہن دریدہ اونٹون پر بے پردہ سوار کوفے مین آتی تھین تو کوفہ والے خرابی دودمان نبوت دیکھکر
روتے تھے ام کلثوم نے کہا ای کوفیو کیون روتے ہو یہ سب کچھ تو ہمیہ تمھارے ہی ہاتھ سے ہوا ہی اور اشعار پڑھے
جنکا ترجمہ یہی اشعار ہین جو اوپر نقل کیے گئے انتہی اور اُسی کتاب مین لپٹ جانا حضرت ام کلثوم کا سر امام حسین رض
سے اور یزید کا پوچھنا کہ شاید یہ بھی بہن حسین رض کی ہین اور لوگون کا کہنا کہ یہ ام کلثوم دختر فاطمہ ہین الی آخر القصہ منقول ہی

اسکے سوا اور بھی بعض بعض جگہ انکا ہونا لکھا ہی پس غالب ہی کہ اُنھون نے یہ قصہ ترجمۂ طبری یا رسالۂ سعادۃ الکونین سے
نقل فرمایا ہوگا کہ اُس رسالے مین اُسی ترجمہ سے یہ منقول ہی اور فتاوای قرطبی سے بھی مگر صاحب تحریر الشہادتین خود
قائل ہوے ہین کہ ان روایتون مین جو اُنھون نے نقل کی ہین بعضی ضعف سے خالی نہین ہین چنانچہ اسکی تصریح
صفحۂ ۷ نسخۂ تحریر الشہادتین مطبوعۂ مطبع نولکشور مین موجود ہی علاوہ اسکے ملا اسحق اسفرائنی بھی رسالۂ نور العین
مین حضرت ام کلثوم کے وہان کربلا مین ہونے کے قائل ہین اور مولانا برہان الدین صاحب صاحب
اظہار السعادۃ کے استاد بھی اپنے رسالۂ ذکر الشہادت مین تحریر فرماتے ہین کہ یہی زینب صاحبزادی حضرت مرتضیٰ
کی جگر گوشہ فاطمۂ زہرا کی اور اُن کی بہن ام کلثوم اور فاطمۂ صغریٰ اور سکینہ دختران امام سرون کے ساتھ تھین
بیکس و ناچار بے کجاوہ اونٹون پر کذا فی الصواعق المحرقہ یہان بھی غالبًا سہو کاتب ہی ہوگا اور یہ تصریح بھی
صواعق کے اُس نسخے مین جو میرے پیش نظر ہی نہین ہی مگر میرے خیال ناقص مین ایسا ہی آتا ہی کہ شاید ام کلثوم صغریٰ
دوسری صاحبزادی حضرت امیر کی ہون کیونکہ جناب امیر علیہ السلام کی کئی صاحبزادیون کا کربلا مین ہونا معلوم ہوتا ہی
چنانچہ تاریخ یافعی مین ہی کہ وَلَمَّا قُتِلَ الحُسَیْنُ وَاَصْحَابُہٗ وَفِیْھِنَّ جَمْعٌ مِنْ بَنَاتِ الحُسَیْنِ وَبَنَاتِ
عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اور یہی صواعق محرقہ مین بھی ہی اور حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی رسالۂ ماخذ الاعتقاد مین
لکھتے ہین کہ ابن زیاد نے علی بن الحسین اور اُنکی پھوپھیون اور بہنون کو ننگے سرون رسی مین باندھکر بے کجاوہ
اونٹون پر اور بعضے کہتے ہین بالکجاوہ پر سر امام مظلوم اور سرہای اصحاب امام معصوم کے ساتھ شام کو یزید طرید کے
پاس روانہ کیا انتہی بترجمتہ مگر یہ احتمال جب صحیح ہوسکتا ہی کہ جب حضرت ام کلثوم صغریٰ کا بھی اُس زمانے تک ہونا
ثابت ہو اور یہ ابھی تک میری نظر قاصر سے نہین گذرا ہی معارف ابن ابی قتیبہ مین صرف اتنا ہی لکھا ہی کہ تمام بیٹیان
حضرت امیر کی اولاد عقیل اور اولاد عباس کو بیاہی تھین سوائے ام الحسن کے کہ وہ جعدہ بن ہبیرۂ مخزومی کو بیاہی تھین
اور سوای فاطمہ کے کہ وہ سعد بن الاسود کو بیاہی تھین اور یہ بھی احتمال ہی کہ شاید ام کلثوم حضرت زینب کی صاحبزادی
اپنی والدہ کے ساتھ کربلا مین ہون کیونکہ وہ اُسوقت تک زندہ تھین اور بعد اُس کے بھی زندہ رہی ہین آیندہ
خدا دانای حال ہی اور حضرت ام کلثوم کبریٰ کے حال مین معارف ابن ابی قتیبہ مین لکھا ہی کہ وہ تھین حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کے پاس اُن سے ایک بیٹا زید نام اور ایک بیٹی رقیہ پیدا ہوئی جب حضرت عمر شہید ہوے تو اُن سے
نکاح کیا محمد بن جعفر بن ابی طالب نے اور جب محمد نے انتقال کیا تو عون بن جعفر نے اُن سے نکاح کیا جب عون
مرے تو عبد اللہ بن جعفر نے نکاح کیا پس ام کلثوم نے وفات پائی جبکہ عبد اللہ بن جعفر کے نکاح مین تھین اور

(۱) [illegible]

(۲) بڑی اور کمسن بیویاں ... جب مارے گئے حسین اور اُن کے ساتھی کربلا مین بہت سی بیٹیاں حضرت امام حسین اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تھین ۱۲ منہ

محمد وعون دونون واقعۂ تستر مین شہید ہوے اور عبداللہ بن جعفر نے ۹۰ھ؁ مین انتقال کیا اور نیز معارف مین حضرت عمرؓ کے حال مین لکھا ہی کہ زید بن عمر اُنکے پتھر لگا اُس لڑائی مین جو درمیان عوج اور زراح کے ہوئی تھی اُس سے اُنکا انتقال ہوا اُنکے کوئی اولاد نہین آور بعضے کہتے ہین کہ اُنھون نے اور اُنکی والدہ نے ایک وقت مین انتقال کیا آنپر نماز پڑھی عبداللہ بن عمر نے پہلے زید پر پھر اُنکی والدہ پر اور یہی طریقہ جاری ہو گیا انتہی اور یہی ہی تحفۃ المحبین اور معارف النبوۃ اور نزل الابرار مین آور نزل الابرار مین اتنا اور زائد ہی کہ انکے جنازہ پر نماز پڑھنے والے عبداللہ بن عمر تھے یا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما و آلعلم عند اللہ ذی الجلال و الاکرام انتہی اور رسالہ نور الابصار مین بھی زید اور انکی والدہ کا ایک دن انتقال کرنا بصیغۂ یقال لکھا ہی جیسا معارف مین ہی هذا اولعل اللّٰہ یحدث بعد ذالک امرا الحاصل بعد اسکے تمام اہل بیت مزار اقدس سے باہر آئے اور حزین وغمگین اپنے مکانون مین تشریف لیگئے اور ہمراہی کو باعزاز واکرام مناسب وقت اور حالت کے رخصت کیا اسوقت بھی کمال گریہ وزاری ہوئی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا یہ حال رہا کہ آپ دن کو روزہ رکھتے اور شب بھر عبادت کرتے جب افطار کا وقت آتا اور کھانا پانی سامنے آتا تو فرماتے کہ میرے باپ بھوکے پیاسے شہید ہوے افسوس لقمہ اُٹھاتے اور یہ کہکر رکھدیتے اور رونے لگتے یہان تک کہ آنسو اس کھانے اور پانی مین ملجاتے آخر آپ ذرا سا جان بچانے کے لیے کھا لیتے بعد واقعۂ کربلا کے آپ جب تک زندہ رہے یہی کیفیت رہی کہ کربلا کی مصیبت اور باپ کی یاد کبھی دل سے نگئی عمر بھر رونے سے فرصت نلی اگر کوئی صبر کو کہتا تو فرماتے شعر

شدہ ہمچو ابر باران ہمہ گریہ خندۂ من	نتوان غم وطرب از ہم امتیاز کردن		مسلمانو کسی نبی کے صاحبزادے نے

آدم سے تا ایندم حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا سا صدمہ نہین اُٹھایا ہوگا اور نہ کسی پر اتنا بڑا رنج وغم دشت کربلا مین ہوا ہوگا پہر بھر مین آپ کے باپ بھائی اور عزیز واقارب نے آپ کے سامنے شہادت پائی خیمہ لٹا کہانتک کہون آپ کی مصیبت خیال کرکے رونا آتا ہی درحقیقت یہ ایسا صدمہ ہی کہ زبان اور قلم اسکی تحریر کی تاب نہین رکھتے **اشعار**

از یاد کربلا دل ما بیقرار گشت	آہ این چہ حالت ست کہ عالم خراب شد	بحر زلال آل محمد سراب شد
درخاک شد فتادہ زخونش خضاب شد	وز داغ ابتلا جگر ما کباب شد	روئے کہ بود بوسہ گہ حضرت نبیؐ
	شعر آلاف تحیات وسلام بہ پیمبرؐ	زان بعد نثار شہ دیندار توان کرد

اختلاف مدفن سر مبارک حضرت امام علیہ السلام

اسمین اختلاف ہی کہ سر مبارک امام علیہ السلام کا شام مین واپس آنے کے بعد پھر کہان گیا اور کس مقام مین دفن ہوا ایک گروہ کہتا ہی کہ یزید نے حکم دیا کہ اسکو شہرون مین پھراؤ چنانچہ پھرایا گیا یہان تک کہ جب عسقلان مین پہونچا تو اُسکو امیر عسقلان نے وہین دفن کرایا پھر جب عسقلان پر فرنج غالب ہوے تو اُن لوگون سے

لہ ینابیع المودۃ اسکا جواب ایضاً

صالح طلائع وزیر فاطمین نے بہت مال دیکر لے لیا اور اُسکے لینے کو کئی مرحلون سے آیا اور اُسکو حریر سبز کی تھیلی مین
رکھکے ایک آبنوس کی کرسی پر رکھا اور اُسکے نیچے مشک اور خوشبو بچھائی اور اُسکے اوپر مشہد حسینی بنایا جو
قاہرہ مین قریب خان خلیلی کے مشہور ہی اور مقریزی نے خطط مین مشہد امام حسین علیہ السلام مین بحث
کرنے کے بعد لکھا ہی کہ سر مبارک عسقلان سے قاہرہ کی طرف اُٹھایا گیا تھا اور روز یکشنبہ جمادی الاخری
سنہ ۵۴۸ مین وہان پہونچا تھا اور وہ شخص جو سر اقدس کے ساتھ تھا عسقلان سے امیر سیف المملکۃ تمیمی والی
اس مقام کا تھا اور قاضی موتمن بن مسکین اور یایا اسکو قصر مین سہ شنبہ دسوین جمادی الاخری سنۂ مذکور کو
اور وہ بیان کرتے تھے کہ یہ سر مبارک جب مشہد سے عسقلان مین گیا تھا تو اسکا خون سوکھا نہ تھا ویسا ہی
ٹپکتا تھا وہ رکھا تھا ایک ظرف کافور مین اور اُسمین مشک کی سی خوشبو تھی پس وہ اُتارا گیا طرف کافوری
کے پھر وہ اُٹھایا گیا سرداب مین طرف قصر زمرد کے پھر دفن کیا گیا قبۂ دیلم کے پاس باب دہلیز خدمہ مین اور
کہا ابن عبد الظاہر نے کہ مشہد امام علیہ السلام کا ہم ذکر کر چکے ہین کہ طلائع ابن رُزّیک جسکو صالح کہتے ہین
فرنج کے خوف سے عسقلان سے نقل کر لایا اور اُسکے لیے خارج باب زویلہ مین جامع بناکر چاہا کہ اُس مین دفن
کرے مگر اہل قصر نے نمانا اور کہا کہ یہ ہمارے پاس رہیگا چنانچہ وہ اُس سے لے گئے اور اُسکے لیے سنگ سفید
کی عمارت بنائی اور یہ خلافت فائز باللہ مین طلائع کے ہاتھ پر سنہ ۵۴۹ مین ہوا انتہی سر الشہادتین مین ہی کہ
یزید نے اسیران اہل بیت اور سر مبارک کو حضرت امام زین العابدین کے ساتھ مدینۂ طیبہ روانہ کیا اور
تحریر الشہادتین مین ہی کہ سر مبارک کے مدفن مین اختلاف ہی تحقیق یہ ہی کہ وہ مدینے مین بقیع مین دفن کر دیا گیا
جیسا کہ قرطبی سے منقول ہی کہ یزید نے اُسکو مدینۂ طیبہ بھیجا اور تجہیز و تکفین کرکے بقیع مین اُسکو حضرت فاطمہؓ کے
پہلو مین دفن کیا اور خلاصۃ الوفا مین ہی کہ جناب امام حسن علیہ السلام کے پہلو مین مدفون ہی اور بعضی روایتون
مین ہی کہ یزید کے خزانہ مین رہا آخر سلیمان بن عبد الملک نے اپنے عہد مین خوشبو لگا اور کفن دیکر اور جنازے کی
نماز پڑھکر مسلمانون کے مقبرے مین دفن کر دیا اور یہ صحیح نہین ہی جو کہتے ہین کہ کربلا مین لاکر جسد مبارک کے
پاس دفن کیا انتہی نور الابصار مین ہی کہ بعضے کہتے ہین کہ بقیع مین حضرت کی والدہ اور بھائی کے مزار کے پاس
سر مبارک کے دفن ہونے کو تو ابن بکار اور علامۂ ہمدانی وغیرہما نے بھی لکھا ہی اور امامیہ کہتے ہین کہ سر مبارک
جسد مبارک سے ملاکر چالیس روز کے بعد کربلا مین دفن کیا گیا اور تاریخ یافعی مین بعد بیان اختلاف کے لکھا ہی کہ
عسقلان مین سر مبارک کا دفن ہونا یا قاہرہ مین یہ صحیح نہین انتہی واللہ اعلم بالصواب اور حضرات صوفیہ مین سے
ایک گروہ اسکا قائل ہی کہ سر مبارک مشہد قاہرہ مین ہی شیخ علی اجہوری نے رسالۂ فضائل یوم عاشورا مین لکھا ہی

سبب [illegible] ... وادی [illegible] ... [illegible] ۱۲

علیم [illegible] رحمۃ اللہ تم ... مین مدفون ہی ۱۲ ... مبارک بقیع ... قول ہی کہ سر ... اور معتمد ... ہی کہ صحیح ... از سر الشہادتین

که ایک جماعت اہل تاریخ سے ادھر گئی ہی که سر مکرم مشہد مصری معروف مین ہی اور یون ہی ایک گروہ اہل کشف
نے بھی لکھا ہی اور شیخ عبدالوہاب شعرانی طبقات الاولیا مین حضرت امام علیہ السلام کے ذکر مین لکھتے ہین که دفن
کیا لوگون نے سر مبارک کو بلاد مشرق مین پھر طلائع بن رزیع تیس ہزار دینار دیکر اُسکو مصر مین لایا اور وہ لشکر
سمیت ننگے پیر صالحیہ کی جانب شام کے راستے سے اُس سر مبارک کو لینے گیا اور لاکر سبز حریر کی تھیلی مین آبنوس
کی کرسی پر رکھکر اسکے ہموزن مشک وعنبر اور اور خوشبو بچھواکر اُسپر مشہد حسینی بنایا انتہے اور متن مین لکھا ہی
که مجھے حضرت علی خواص نے خبر دی که سر مبارک حقیقت مین مشہد حسینی مین قریب خان خلیلی کے ہی اور طلائع بن رزیک
نائب مصر نے اُسکو اُس قبر مین رکھا جو مشہد مین معروف ہی ایک سبز حریر کی تھیلی مین آبنوس کی کرسی پر پھر سارا
قصہ لانے کا نقل کیا ہی اور اُسی کتاب مین دوسرے مقام پر ہی که مین نے اور شیخ شہاب الدین بن الحلبی حنفی نے
مشہد مین سر مبارک کی زیارت کی اور وہ اس مین متوقف تھے که سر مبارک اس مقام پر ہے یا نہین که ناگاہ
انکو نیند آگئی دیکھا که ایک شخص نقیب کی صورت سر کے پاس سے نکلا اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا
یہ سب دیکھ رہے ہین یہان تک که وہ حجرۂ نبویہ مین گیا اور جا کر عرض کیا که یا رسول اللہ احمد بن حلبی اور عبدالوہاب نے
آپ کے بیٹے حسین کے سر کے قبر کی زیارت کی آپ نے فرمایا اللّٰھم تقبّل منھما واغفر لھما یعنی ای اللہ
اُن سے اس فعل کو قبول کر اور اُنکو بخشدے اُس روز سے شیخ شہاب الدین نے مرتے دم تک زیارت سر مکرم
کی نہین چھوڑی اور کہتے تھے که مین ایمان لایا اسپر که سر حسین علیہ السلام اس مقام پر ہی انتہے اور اسکا مؤید ہی وہ مضمون
جو شیخ عبدالفتاح بن ابی بکر بن احمد شہیر برسام شافعی خلوتی نے اپنے رسالہ نور العین مین لکھا ہی که اہل کشف
اور اطلاع کو جسکی خبر ہوئی ہی وہ وہ ہی جسکو خاتمۃ الحفاظ والمحدثین شیخ الاسلام ذو المسلمین نجم الدین غیطی
رضی اللہ عنہ نے شیخ الاسلام شمس الدین لقانی سے جو اپنے وقت کے سردار شیوخ مالکیہ کے تھے نقل کیا ہی که
وہ ایک روز جامع ازہر مین قطب کبیر شیخ ابی المواہب تونسی کے ساتھ بیٹھے باتین کرتے تھے که دفعۃً شیخ
ابی المواہب اُٹھ کھڑے ہوے اور مدرسۂ جوہریہ کی طرف جو جامع کے قریب ہی چلے دروازے تک گئے اور وہان
سے نکل آئے شیخ شمس الدین بھی اُن کے ساتھ ہو لیے مگر شیخ کو اُنکا ساتھ ہونا معلوم نہ تھا یہان تک که شیخ
ابی المواہب مشہد مبارک مین پہونچے اور شیخ شمس الدین اُنکے پیچھے تھے جب مسجد کے اندر گئے تو دیکھا
که شیخ ابی المواہب بھی پلٹے آتے ہین اُن سے شیخ لقانی نے کہا که ای مولانا مین نے آپ کو دیکھا که آپ باب
جوہریہ کے پاس جلدی سے گئے اور پلٹ آئے یہ کیا تھا فرمایا ایک کام تھا جب دیکھا که شیخ اس امر کو مجھسے چھپاتے
ہین تو کہا که آپ مسجد حسینی کو گئے تھے فرمایا ہان کہا کیون فرمایا کیا بتاؤن اُنھون نے کہا مین آپکے ساتھ وہان

حاضر تھا فرمایا کیا دیکھا کہا مین نے دیکھا کہ ایک شخص ضریح کے دروازے پر دعا مانگ رہا ہی آپ اُسی کے پیچھے جا کھڑے
ہوے مین آپ دونون صاحبون کے پیچھے کھڑا ہو کر دعا مانگتا رہا اُنھون نے فرمایا ای شمس الدین تمکو بشارت
ہو کہ تمنے جو دعا اسوقت مانگی وہ قبول ہوئی مین نے پوچھا حضرت یہ کون شخص تھا فرمایا یہ قطب غوث جامع تھے
ہر روز یا ہر سہ شنبہ کو اس مشہد کی زیارت کو آیا کرتے ہین جب میرے نزدیک اُنکے آنے کا وقت ٹھیک آیا
تو مین اُنکے پاس چلا گیا اور اُن کے ساتھ زیارت مین شریک ہوا اور مین نے اُنکا ہاتھ چوما تم بھی اسکا التزام کرو
کہ تمکو بڑا فائدہ ہوگا چنانچہ اُنکے ارشاد سے شیخ اتفاقی مرتے وقت تک اسکے ملتزم رہے اور نقل ہی شیخ خلیل
ابی الحسن تمار سے کہ وہ اُس مکان مین زیارت کو آیا کرتے تھے اور جب ضریح مبارک کی طرف جاتے تو السلام علیکم
کہتے اور اُسکا جواب علیک السلام یا ابا الحسن سنتے چنانچہ یہ ایک دن اپنی عادت کے موافق وہان حاضر ہوے
اور سلام کیا مگر جواب نہ پایا حیران ہوے اور زیارت کر کے پلٹ آئے پھر دوسرے روز آئے اور سلام کیا تو جواب
پایا عرض کیا یا سیدی کل مین نے آکر سلام عرض کیا تھا مگر جواب نہین سنا تھا اسکی کیا وجہ تھی ارشاد ہوا کہ اے
ابا الحسن مین اُسوقت اپنے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین حاضر تھا اور باتین کر رہا تھا اُن
باتون مین تمہارا سلام مجھے سنائی نہین دیا یہ بڑی کرامت ہی شیخ ابی الحسن تمار رضی اللہ عنہ کی **نقل** ہی شیخ
فتح الدین ابوالفتح عمری شافعی نے بیان کیا کہ وہ اکثر زیارت کو جایا کرتے تھے ایک دن بیٹھے اور فاتحہ پڑہ
اور دعا کی جب دعا مین یہان تک پہونچے کہ واجعل ثواب ذلک تو چاہا کہ یہ کہین فی صحائف سیدنا الحسین
ساکن ہذا الرمس یعنی تو کر دے ثواب اسکا ہمارے سردار حضرت امام حسین علیہ السلام کے صحیفون مین جو ٹھہرنے
والے ہین اس قبر مین لیکن اُنپر ایک حالت طاری ہوگئی اور حسین اُنھون نے دیکھا کہ ایک شخص ضریح پر بیٹھا ہی اُنکے
دل مین آیا کہ یہ حضرت امام علیہ السلام ہین اُنھون نے کہا کہ فی صحائف ہذا یعنی انکے نامہ ہای اعمال مین اور
ہاتھ سے اُن صاحب کی طرف اشارہ کیا پھر جب دعا تمام کی تو شیخ عبدالوہاب شعرانی کے پاس آئے اور یہ سارا
حال کہا اُنھون نے فرمایا کہ تمنے سچ کہا مجھکو بھی ایسا واقعہ پیش آچکا ہی پھر اُنھون نے شیخ کریم الدین خلوتی سے
بیان کیا اُنھون نے کہا سچ کہتے ہو مین نے اُس مکان کی زیارت نہین کی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے
انتہی **کرامت سر مبارک** ایک شخص کو اتباع سلطان ملک ناصر مین سے لوگون نے متہم کیا کہ یہ شخص دفینہ اور مال
جو اس قصر مین ہی جانتا ہی چنانچہ اُسکی تعذیب کا حکم ہوا اور متولی عقوبت نے اُسکو پکڑا اور اُسکے سر پر خنافس لگائی

اور اُسپر قرمزیہ باندھا کہتے ہین کہ یہ سخت ترین عقوبت ہی ایمین ایک گھڑی انسان سے صبر نہین ہو سکتا ہے
دماغ پھٹ جاتا ہی اور آدمی فی الفور مرجاتا ہی یہ عقوبت اُسپر کئی مرتبہ کی گئی مگر اُسکو کچھ اثر نہوا بلکہ خنافس ہی
ہر مرتبہ مرجاتے تھے لوگون نے اُس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہی اُسنے بیان کیا کہ مین نے اپنے سر پر حضرت امام
علیہ السلام کے سر مبارک کو جب وہ یہان آیا تھا اُٹھایا تھا یہ اُسی کی برکت اور کرامت ہی انتہٰے اسکو مقریزی نے
خطط مین نقل کیا ہی **کرامت دوسری** ابن خالویہ نے اعمش سے اُنھون نے منہال اسدی سے روایت
کی کہ کہا اُنھون نے کہ مین نے دیکھا سر مبارک کو جب وہ اُٹھایا گیا تھا اور مین اُن دنون دمشق مین تھا کہ اُسکے آگے
ایک شخص سورۂ کہف پڑھتا ہی یہان تک کہ وہ شخص جب اس آیت تک پہونچا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْکَهْفِ
وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیَاتِنَا عَجَبًا یعنی کیا گمان کیا تونے کہ غار کے رہنے والے اور اُس کھووے ہوے کے تھے ہماری
عجب نشانیون سے اللہ نے سر مبارک کو گویا کیا اُسنے بزبان فصیح فرمایا کہ اُس سے عجیب تر میرا قتل ہونا اور سر کا
نیزے پر لیے پھرنا ہی انتہیٰ مولوی برہان الدین صاحب اپنے رسالہ شہادت نامہ مین لکھتے ہین کہ جلال الدین
سیوطی نے بھی اس قصے کو سلیمان اعمش سے نقل کیا ہی انتہٰے مین کہتا ہون کہ یہی کرامت سر مبارک کی
کوفے مین بھی واقع ہوئی تھی چنانچہ تحریر الشہادتین اور سعادۃ الکونین مین زید بن ارقم سے روایت ہی کہ
جب سر سید الشہدا نیزے پر میرے گھر کے قریب آیا تو اُس سے آواز آتی تھی اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْکَهْفِ
وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیَاتِنَا عَجَبًا یعنی تونے جانا ای محمد کہ اصحاب کہف و رقیم اعجوبہ نشانیان ہمارے قدرت
کی ہین کہ تین سو نو برس ایک غار مین سوتے رہے اور جب جاگے تو ایک دن یا کم اُس سے اپنے گمان مین سوئے تھے
زید بن ارقم کہتے ہین کہ جب یہ کلام زبان فیض ترجمان سر مبارک سے میرے کان مین پہونچا تو میرے بدن کے
رونگٹے کھڑے ہوگئے اور مین نے کہا یا ابن رسول اللہ حقیقت مین حال تمھارا اصحاب کہف و رقیم کے قصے سے کہین عجیب تر ہی
انتہیٰ یہ روایت شیخ عبد الباسط قنوجی نے بھی اپنے رسالہ نور العین مین نقل کی ہی **نکتہ** حضرت امام حسین کے سر مبارک نے
گویا فرمایا کہ قصہ اصحاب کہف جو مشتمل عجائب خوارق عادات پر ہی اگرچہ عجیب ہی لیکن میرا قصہ اُس سے زیادہ غریب
ہی کہ مجکو ناحق اور بے گناہ مارا اور اہل و عیال کو اسطرح بے پردہ و ذلیل کیا اور سر کو کوچہ و بازار مین نیزے پر
لٹکا کر پھرایا اور اصحاب کہف جنکے خوف سے غار مین چھپے تھے وہ لوگ بت پرست اور کافر تھے اور قاتل اور آمر
قتل امام حسین علیہ السلام مدعی اسلام تھے اور خوب جانتے تھے کہ یہ نور دیدۂ حضرت بتول اور راحت جان رسول
مقبول ہین اور اصحاب کہف جو سو کر بعد سالہا سال کے بولے تھے تو وہ آخر زندہ تھے اور امام کے سر مبارک نے
بدن سے جدا ہونے کے بعد کلام کیا تو درحقیقت جسقدر تعجب امام کے قصے مین ہی اُتنا اصحاب کہف کے قصے مین
نہین فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَار اِنَّ هٰذَا الشَّیْءُ عُجَابٌ حیاۃ الحیوان مین ہی کہ چار شخصون کے سر نے مرنیکے بعد

تکلم کیا اول یحیی بن زکریا علیہ السلام کے سرنے جب اُنکو کافرون نے قتل کیا دوسرے حبیب نجار کے سرنے اپنے قوم سے کہا یَا لَیْتَ قَوْمِی تیسرے جعفر طیار کے سرنے بعد شہادت کے کہا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا چوتھے امام حسین علیہ السلام کے سرنے بعد شہادت کے جب نیزے پر تھا فرمایا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ابن الاخضر کہتا ہی کہ اول سر جو اسلام مین نیزے پر پھرایا گیا حسین بن علی کا سر تھا وسائل الی معرفۃ الاوائل مین منقول ہی کہ اول سر جو اسلام مین پھرایا گیا حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک تھا اور نیز اُسی مین ہی کہ اول سر جو نیزے پر بلند کیا گیا سر حسینؑ کا تھا افسوس **شعر**

سرِ فرزند ارجمند نبیؐ	بر سر نیزہ این چہ بو العجبی

اور کامل ابن اثیر مین ہی کہ ایک قول مین ہی کہ پہلا سر جو اسلام مین لکڑی پر اُٹھایا گیا وہ سر مکرم حضرت امام علیہ السلام کا تھا اور صحیح یہ ہی کہ پہلا سر جو اسلام مین اُٹھایا گیا وہ سر عمرو بن الحمق کا تھا انتہے

قصہ عجیب و حکایت غریب

سلیمان الاعمش رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک سال مین حج کے واسطے گیا کعبے مین طواف کر رہا تھا کہ مین نے دیکھا ایک مرد کعبے کے پردے سے لٹکا ہوا کہہ رہا ہی کہ ای اللہ مجھے بخشدے اور مین گمان کرتا ہون کہ تو ایسا نہ کریگا جب طواف سے مین نے فراغت پائی تو اُس شخص کے کہنے پر مجھے خیال آیا اور میرے دل مین گذرا کہ سبحان اللہ اسکا کیسا گناہ ہی کہ جسکے بخشے جانیکا اسکو گمان نہین یہ سوچکر مین چپ ہو رہا اور طواف مین مصروف ہوا پھر دوبارہ جو اُسطرف گذرا تو سنا وہ شخص وہی کہہ رہا ہے یہ سنکر اور بھی حیران ہوا اور طواف سے فراغت کر کے مین اُسکے پاس گیا اور مین نے کہا کہ تو ایسی بڑی جگہ پر ہی کہ جہان بڑے سے بڑے گناہ بخشے جاتے ہین پس جہان تو اللہ سے مغفرت اور رحمت مانگتا ہی وہان امید بھی رکھہ کہ وہ ایسا ہی کریگا کیونکہ وہ منعم کریم ہی اُس شخص نے کہا ای عبداللہ تو کون ہی مین نے کہا کہ مین سلیمان الاعمش ہون کہنے لگا ای سلیمان تم مانگو اور امید بھی رکھو اور مین بھی کبھی تمھارے ہی ایسا تھا مگر اب نہین رہا یہ کہا اور میرا ہاتھ پکڑ کے کعبے کے اندر لے گیا اور کہنے لگا ای سلیمان میرا گناہ بڑا بھاری ہی مین نے کہا کیا پہاڑون اور آسمانون

۴ [illegible] سلیمان بن [illegible] معروف [illegible] الکاہلی [illegible] اعمش [illegible] اور عالم [illegible] دنیا [illegible] پیدا ہوے [illegible] سال [illegible] روایت [illegible] حدیث [illegible] سفیان ثوری [illegible] اور [illegible] علماے [illegible] عبداللہ بن ابی اوفی [illegible] انس [illegible] کہتے ہین [illegible]

پیدا ہوے امام الشہدا کی شہادت کے دن سنہ ۶۱ھ مین اور انکا باپ کربلا مین حاضر تھے اور انکو ابن ابی تیمیہ نے ان مین بلایا جو اپنی مان کے پیٹ مین سات برس رہے ہین اور اُن کی وفات ماہ ربیع الاول ۱۴۸ھ مین ہوئی اور بعض ۱۴۷ھ و ۱۴۹ھ مین بھی کہتے ہین اور دنباوند بعض دال مہملہ و سکون نون و فتح بای موحدہ اور بعد الف کے واو مفتوحہ پھر نون ساکن بعد اسکے دال مہملہ ہے وہ ایک گوشہ ہی قریہ رَے کے پہاڑ مین اور بعضے کہتے ہین دماوند اور اول صحیح ہی کذا فی وفیات الاعیان ۱۲ **ع‍ه** کا [illegible] میری قوم ہوتی ۱۲ **ع‍ه** اور مت گمان کر ان لوگونکو جو مارے گئے خدا کی راہ مین مردے ۱۲ **س** اور اب معلوم کرینگے ظلم کرنے والے کس کروٹ اُلٹے ہین ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ

اور زمینون اور عرش سے بھی بڑا ہی کہنے لگا ہان میرا گناہ بڑا ہی ہو ٹھیرو مین تمسے بیان کرتا ہون وہ عجیب
بات جو مین نے دیکھی ہی مین نے کہا کہ کہو کہنے لگا ای سلیمان مین اُن ستّر آدمیون مین ہون جو لائے تھے سر حسین
ابن علی رضی اللہ عنہما کو یزید کے یہان پس اُسنے حکم دیا اُسکے لٹکانے کا اور وہ نصب کیا گیا شہر کے باہر پھر اُسکے
حکم سے وہ اُتارا گیا اور سونے کے طشت مین رکھکر خاص اُسکے سونے کی جگہ رکھا گیا آدھی رات جب گذری تو
یزید کی بیوی نے دیکھا کہ ایک شعاع آسمان تک چمک رہی ہی یہ مشہور ہی کہ عورت کا پتّا کتنا وہ یہ دیکھکر
نہایت ڈری اور اُسنے جھٹ سے اپنے خاوند کو جگایا اور جو کچھ دیکھا تھا کہا یزید نے بھی جاگ کر اُس روشنی کو دیکھا اور
بی بی سے کہنے لگا چپ رہ مین بھی وہی دیکھتا ہون جو تو نے دیکھا ہی اُس مرد نے بیان کیا کہ جب صبح ہوئی تو اُسنے
سرِ مبارک کے نکالنے کا حکم دیا چنانچہ وہ نکالا گیا اور خیمۂ دیبائے سبز مین رکھا گیا اور اُسکی حفاظت کو ستّر آدمی
مقرر ہوے مین بھی اُنھین مین تھا پھر سب کو روٹی کھانے کا حکم ہوا مین بھی گیا مجکو گھر مین سے کھانا کھا کے
آتے اتنی دیر لگی کہ کچھ رات آگئی غرض مین آیا اور اُسکی حفاظت مین تھا کہ سو گیا اور ذرا دیر کے بعد جاگ پڑا
آسمان کی طرف کیا دیکھتا ہون کہ بڑی گھٹا چھائی ہوئی ہی اور اُسمین سے ایسی آواز آتی ہی جیسے پہاڑ مین سے
اور بادلون کی تڑپ ہی اتنے مین وہ ابر سامنے آیا اور ایسا معلوم ہوا کہ زمین سے مل گیا اور اُس سے ایک
مرد اُترا وہ جنت کے حُلّون سے دو حُلّے پہنے تھا اور اسکے ہاتھ مین ایک قسم کا فرش تھا اور کرسیان اُسنے
وہ فرش بچھایا اور اُسپر کرسیان رکھدین اور کھڑا ہو کر پکارنے لگا کہ اُتریے ای ابوالبشر اُتریے ای آدم
صلی اللہ علیک وسلم پس ایک مرد نہایت جمیل اُترے اور وہ سرِ مبارک کے قریب جا کر کھڑے ہوے اور کہنے لگے
السلام علیک یا ولی اللہ السلام علیک یا بقیۃ الصالحین زندہ رہے تم نیک بخت اور مارے گئے تم تنہا کر کے اور
تم پیاسے رہے یہان تک کہ اللہ نے تمکو ہم لوگون سے ملایا اور نہین بخشا جائیگا تمھارا مارنیوالا افسوس تمھارے
قاتل کے لیے کہ اُسکا ٹھکانا آگ ہی یہ فرما کر وہ صاحب یہان سے ہٹے اور آکر ایک کرسی پر بیٹھ گئے بعد تھوڑی
دیر کے پھر اُسی طرح کا ابر آیا اور ویسا ہی وہ سامنے ہو کر زمین سے ملا اور مین نے سُنا کہ پکارنے والا پکارتا ہی کہ
اُتریے ای نوح نبی اللہ کے ناگاہ ایک صاحب پوری خلقت کے آدمی جنکے چہرے پر کچھ زردی تھی اُترے وہ بھی
دو حُلّے پہنے ہوے تھے سامنے آئے اور سرِ مبارک کے قریب جا ٹھیرے اور فرمایا السلام علیک یا عبد اللہ السلام علیک
یا بقیۃ الصالحین تو مارا گیا تنہا کر کے اور جیا نیک بخت اور پیاسا رہا یہان تک کہ اللہ نے تجکو ہم سے ملایا اور
بخشا تجکو اللہ نے اور تیرے قاتل کے لیے بخشش نہین ہی اور تیرے قاتل کو قیامت مین عذاب ہوگا یہ فرما کر وہ
صاحب بھی ایک کرسی پر جا بیٹھے بعد اُسکے پھر وہی ابر آیا مگر اُسکی مرتبہ بہ نسبت اُن دونون پہلے مرتبون کے زائد
تھا پس وہ ابر اُترا اور زمین سے ملگیا اور پکارنیوالے کو مین نے سنا کہ پکارتا تھا اُتریے ای خلیل اللہ اُتریے

ای ابراہیم علیہ السلام اتنے مین ایک صاحب آئے جو نہ بہت لانبے تھے اور نہ بہت پست قد ابیض اللوجہ املح الرجال تھے اور سر کے پاس گئے اور فرمایا السلام علیک یا عبداللہ السلام علیک یا بقیۃ الصالحین اور وہی سب کچھ فرماکر کرسی پر جا بیٹھے پھر اُسی طرح سے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام تشریف لائے اور اُسی طرح کے ارشادات فرماکر کرسیون پر جا بیٹھے پھر تھوڑی دیر کے بعد وہی سامان ہوا اور پکار ہوئی ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے داہنی طرف ملائکہ کی صف تھی اور حضرت امام حسن اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس سر مبارک کے پاس تشریف لیگئے اور اُسے اپنے سینے سے لگایا اور بہت روئے پھر حضرت فاطمہ کو دیا اُنھون نے اپنے سینے سے لگایا اور بہت روئین یہانتک کہ اُنکے رونے کی آواز اس مکان مین بلند ہوئی اور جسنے آپ کے رونے کی آواز سنی وہ رو دیا پھر حضرت آدم نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر یون تعزیت فرمائی کہ السلام علی الولد الطیب السلام علی الخلق الطیب بڑھائے اللہ تمھارا اجر اور اچھی کرے تمھاری مصیبت کو جو تمکو حاصل ہوئی ہی تمھارے بیٹے حسین کے قتل سے اسی طرح اور سب حضرات انبیا علیہم السلام نے تعزیتین فرمائین پھر حضرت نے فرمایا کہ اے میرے باپ آدم اور نوح اور ابراہیم اور ای میرے بھائیو موسے اور عیسیٰ گواہ رہو اور خود اللہ ہی کافی ہی گواہ رہنے کے لیے میری امت پر اُس چیز مین جو اُنھون نے مجھے بدلا دیا ہی یعنی میرے بیٹے کو بعد میرے ایسی حالت مین شہید کیا پس فرشتون مین سے ایک فرشتے نے قریب آکر عرض کیا کہ تمنے تو ای ابوالقاسم ہمارے دل پاش پاش کردیے اور مین آسمان دنیا کا موکل ہون مجھے اللہ نے تمھارا تابع کیا ہی کہیے تو آسمان کو آپ کی امت پر ڈھا دون کہ اُنمین سے ایک بھی نہ بچے پھر وہ فرشتہ جو دریاؤن کا موکل تھا اُسنے بھی آکر یہی عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ ای میرے رب کے فرشتو باز رہو میری امت سے کیونکہ میرا اُنکا وعدہ ہی مین اُسکے ہرگز خلاف نکرونگا پھر حضرت آدم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُٹھکر تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تمکو نیک بدلا دے اُس سے جیسا بدلا دیا ہی اُسنے ہر نبی کو اُس کی امت سے پھر حضرت امام حسن نے فرمایا یہ سوتے ہوے وہ لوگ ہین جو میرے بھائی کے سر کے نگہبان ہین اور یہی اُنکا سر لائے ہین تب حضرت نے فرشتون سے فرمایا کہ انکو مارو جیسا اُنھون نے میرے بیٹے کو مارا ہی وہ شخص کہتا ہی کہ قسم اللہ کی دیر نہ گذری تھی کہ مین نے دیکھا کہ میرے ساتھی سب ذبح کر ڈالے گئے اتنے مین ایک فرشتہ میرے مارنے کو چلا مین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پکارا کہ یا حضرت مجھے بچائیے آپ نے فرشتے سے فرمایا کہ اسکو رہنے دو اور میرے پاس تشریف لاکر فرمایا تو اُنھین ستر آدمیون مین سے ہی جو سر لائے تھے مین نے عرض کیا ہان آپ نے اپنا ہاتھ میرے شانے پر ڈالکر منھ کے بھل مجھے کھینچا اور فرمایا کہ تجپر اللہ رحم نکرے اور نہ تجھے بخشے اور اللہ تیری ہڈیان آگ مین جلائے پس اسواسطے مین اللہ کی رحمت سے نا امید ہون اعمش نے یہ سنکر کہا کہ ای شخص میرے

پاس سے دور ہو کہین ایسا نہو کہ مین بھی تیرے ساتھ عذاب مین پھانسا جاؤن نعوذ باللہ من غضب اللہ و رسولہ انتہی یہ حکایت رسالہ نور الابصار فی مناقب آل بیت الاطہار مین بیان اختلاف مدفن سر مبارک مین منقول ہی

قاتلین بدمآل کا حال بالاجمال

متفحصین کتب تواریخ خوب جانتے ہین کہ جو شخص مباشر قتل یا شریک قاتلان رہا یا اس واقعۂ شہادت نمونۂ قیامت سے راضی اور خوش ہوا وہ قطع نظر عذاب و نکال اخروی کے کہ اُسکا تو مستحق ہی ہو دنیا مین بھی اپنے اعمال کی سزا کو پہونچا زہری سے نقل ہے کہ جو شخص معرکۂ کربلا مین حضرت سید الشہدا کے مقابلہ مین آیا بے عذاب دیکھے اور سزا پائے دنیا سے نہین گیا بعضے مارے گئے بعضے اندھے ہوے اور بعضے اور سخت بلاؤن مین مبتلا ہوے اور بعضون کا مُنھ کالا ہو گیا کہ دیکھنے والے اُنکی صورت سے خوف کرتے تھے اور بعضے شدت تشنگی سے پکھالین پانی کی ہضم کر کے حطب جہنم ہوے اور بعضے برص و جذام مین مبتلا ہو کر داخل سقر ہوے اور بعضے اور عذابون مین گرفتار ہو کر تحت الثریٰ کو گئے اور بعضے تھوڑے دنون کے بعد بھیک مانگنے لگے اور تمام مال و دولت موروثی اور ذاتی جو یزید پلید کے خزانے سے پائی تھی جاتی رہی اور اس حالت دریوزہ گری مین آ کے خسر الدنیا والاخرۃ ہوے اور بعضے اس طرح مارے گئے کہ پھر اُنکا نشان قیامت تک نہ رہا **نقل ہی** سبط ابن الجوزی روایت کرتے ہین کہ ایک بڈھا آپ کے قتل مین شریک تھا وہ اندھا ہو گیا لوگون نے سبب پوچھا تو اُسنے کہا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک ہاتھ مین آپ کے تلوار تھی اور ایک مین نطع اور اُسپر امام کے قاتلین مین سے دس آدمی ذبح کیے ہوے تھے پھر آپ نے مجھے پھٹکارا اور گالی دی اور حضرت امام کے خون کو سلائی مین لگا کر میری آنکھ مین پھیرا صبح کو جو مین اُٹھا تو اندھا تھا **نقل ہی** ایک شخص نے سر مبارک کو اپنے گھوڑے کے لیلے مین لٹکایا تھا وہ بڑا خوبصورت مشہور تھا چند دنون کے بعد دیکھا گیا تو اُسکا مُنھ قیر سے زیادہ سیاہ تھا لوگون نے پوچھا کہ تو تو بڑا خوبصورت تھا یہ کیسا ہو گیا ہی اُسنے کہا کہ جسدن سے سر حسین ؑ کو مین نے گھوڑے کے لیلے مین باندھا ہی اُسدن سے ہر روز دو آدمی آتے ہین اور میرے دونو بازو پکڑ کے کشان کشان آگ کے پاس لیجا کر اوندھا

۴ سبط ابن الجوزی یہ یوسف بن قزاوغلی [illegible] ابو المظفر [illegible] حنفی المذہب [illegible] ابو الفرج ابن الجوزی کے نواسے [illegible] دمشق مین [illegible]

۵ [illegible] بغداد مین اور وہ [illegible] دمشق مین [illegible] ولادت ۵۸۱ھ [illegible] وفات ۶۵۴ھ [illegible] رحمۃ اللہ علیہ

لٹکاتے ہین اور پھرے آتے ہین اسوجہ سے میرا مونھ کالا ہوگیا آخر وہ شخص اُسی عذاب مین مبتلا رہکر رہگذرائے وادی جہنّم ہوا یہ تحریر الشہادتین مین ہی مین کہتا ہون کہ سبط ابن الجوزی نے بھی اِسکو نقل کیا ہی مگر وہین تک کہ اُس شخص کا مونھ چیند دنون کے بعد کالا دیکھا گیا اور وہ اقبح حال پر مرا اور بھی روایت کرتے ہین کہ جسنے حضرت عبداللہ مشہور بہ علی اصغر کے گلے مین تیر مارا تھا وہ ایک ایسے مرض مین مبتلا ہوا کہ اُسکے مونھ کے سامنے ایسی حرارت اور پشت کی طرف اتنی برودت پیدا ہوگئی کہ ہرچند اُسکے مونھ پر پنکھے ہلاتے اور اُسکی پیٹھ کی پیچھے آگ جلاتے مگر وہ اُسی طرح چلّاتا تھا اور اُسکو اتنی پیاس ہوگئی تھی کہ گھڑے کے گھڑے پانی پیتا تھا اور پیاس ہی پیاس چلّاتا تھا آخر اُسکا پیٹ پھٹ گیا اور اُسی عقوبت مین وہ مرگیا کذا فی تحریر الشہادتین **نقل** ہی کہ ایک مرد نے کہا کہ مین بھی کربلا مین تھا مگر مجھپر کچھ نہوا اتفاقاً وہ آگ پھوک رہا تھا آگ سے چنگاری اُڑی اور اُسکے بدن پر جاگری اُس سے وہ سارا جل گیا **نقل** ہی سیوطی نے محاضرات اور محاورات مین لکھا ہی کہ کوفے مین ایک سال چیچک کا زور شور ہوا جو لوگ کہ آپ کے قتل مین موجود تھے اُنکی اولاد مین سے ایک ہزار پانسو لڑکے اُسی چیچک سے اندھے ہوگئے انتہے اب حال خواص یعنی یزید پلید اور ابن زیاد سرمایۂ فساد وغیرہ کا بھی سُن لینا چاہیے

حال خسران مآل یزید طرید کا

وہ سرآمد اشقیا جب قتل سید الشہدا سے خوش ہوا تو حق تعالی نے قطع نظر امراض جسمانیہ کے کہ کیسے ہی شاق ہون لیکن بلحاظ سزای اعمال احتمال انکا سہل ہی ایسے ایسے افعال اور احوال شنیعہ مین مبتلا فرمایا کہ صورت عذاب الٰہی بے تکلف اُسکی پیشانی سیاہ سے نمودار تھی ازانجملہ واقعۂ حرہ ہی جسکو حرہ واقم اور حرہ زہرہ کہتے ہین یہ موضع ایک میل پر مدینے سے واقع ہی اس واقعے کی خبر خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اہل مدینہ کو ایک دن وہ پیش آئیگا جسمین مدینے والون کو مدینے سے باہر نکالینگے صحابہ نے کہا یارسول اللہ کون ایسا ہی جو نکالیگا فرمایا اِمْرُ السُّوءِ اور صحیحین مین مروی ہی کہ فرمایا آنحضرت نے ہلاکی میری قوم کی ایک قبیلے کے ہاتھ سے ہوگی صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ اُس زمانے مین ہم لوگون کی نسبت کیا فرماتے ہین فرمایا گوشہ نشینی خلق سے بے تعلق ہوکر اور دوسری حدیث مین ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اُس خدا کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی مدینے مین اسطرح کا مقاتلہ ہوگا اور اسطرح سے دین جاتا رہیگا جسطرح سر کے بال مونڈے جاتے ہین نکل جاؤ اُس دن مدینے سے اگرچہ بمقدار ایک منزل کے ہو اور ابوہریرہ خود فرمایا کرتے تھے کہ خداوندا حوادث سنہ ۶۰ سے اور چھوکرون کی امارت سے مجھے محفوظ رکھ اور قبل اُسکے مجکو اس عالم سے اُٹھالے یہ اشارہ زمانۂ دولت یزید بے دولت کی طرف تھا کہ سنہ ۶۰ ہجری مین وہ بدبخت تخت شقاوت پر بیٹھا اور خاص اس شقی کے بارے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی جسکو رویانی نے اپنی مسند مین ابوداؤد سے

روایت کرتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلے جو شخص میرے طریقے کو بدلیگا وہ ایک شخص ہوگا
بنی اُمیہ سے جسکو یزید کہینگے انتہی قاضی عیاض نے شفا مین لکھا ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ ہلاکت میری امت
کی قریش کے چھوکرون کے ہاتھ پر ہوگی ابو ہریرہ اس حدیث کے راوی ہین وہ کہتے تھے کہ اگر مین چاہون تو
اُنکا نام بھی بیان کر دون یعنی فلان ابن فلان یہ حدیث فصل بست وسوم باب رابع قسم اول شفا مین ہے
مین کہتا ہون کہ یہ حدیث صحیح مسلم اور جامع صغیر مین بھی مذکور ہی اور شرح جامع صغیر مین ہی کہ قرطبی نے
شرح صحیح مسلم مین اس حدیث کی شرح مین لکھا ہی کہ وہ غلام یزید بن معاویہ اور عبید اللہ بن زیاد ہین اور جو
لوگ کہ ملوک بنی امیہ مین سے انکے مثل ہین انتہی کذا فی اظہار السعادۃ اور صحیح بخاری مین ابو ہریرہ سے مروی ہے
کہ فرمایا آپ نے هَلَكَةُ أُمَّتِي بربادی میری امت کی عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ قریش کے نوجوانون کے ہاتھون
پر ہی ہلکہ بفتحات بمعنی ہلاک اور غلمہ بکسر غین وسکون لام جمع غلام بمعنی جوانان کذا فی القاموس و فی الصراح
غلام کودک واصل غلمۃ واغتلام غلبہ شہوت اور ہیجان اُسکا اور طیبی نے اسکی تفسیر نوسالون کے ساتھ کی ہی
جو بیباک ہوتے ہین اور ارباب وقار کا ادب ملحوظ نہین رکھتے اور اور حواشی مین لکھا ہی کہ مراد اُنسے کشندگان
عثمانؓ اور علیؓ اور حسنینؓ ہین اور اُنکے مانند اور اہل فتنہ وبغی اور ظلمہ مجمع البحار مین ہی کہ ابو ہریرہؓ پہچانتے تھے
اُنکو اور مارے ڈر کے اُنکے نام نہ لیتے تھے اور مراد یزید بن معاویہ اور عبید اللہ بن زیاد اور اُنکے امثال ہین
احداث اور نوجوانان بنی امیہ سے خذلہم اللہ اور بتحقیق انسے صادر ہوا قتل اہل بیت نبوی کا اور بند کرنا
اُنکا اور مارنا مہاجرین وانصار کا جو کچھ کہ ہوا اور حجاج سے جو امیر الامرایان عبد الملک بن مروان سے تھا
اور سلیمان بن عبد الملک اور اُسکی اولاد سے خون ریزی اور اتلاف جانون کا کسی پر پوشیدہ نہین ہے
کذا فی ترجمۃ المشکوۃ اور ابو یعلی نے عبیدہ سے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے کہ ہمیشہ اس دین کی بنیاد
ایک اندازے پر رہیگی یہان تک کہ رخنہ ڈالیگا اُسمین ایک شخص بنی امیہ سے جسکو یزید کہینگے اور لفظ یزید
دوسری حدیث مین بھی ہی جسکو ابو یعلے اور حافظ ابو عبید اللہ نے روایت کی اُنھین الفاظ سے اور ابن ابی شیبہ
اور ابو یعلے اور رویانی اور حافظ ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سلمی نیشاپوری نے اور بیہقی اور ابن عساکر
اور ضیای مقدسی نے ابی ذر سے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے کہ اول میرے طریقے کا بدلنے والا ایک شخص
ہوگا بنی امیہ سے جسکو یزید کہینگے کذا فی ما ثبت بالسنۃ للشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی کیفیت اُس
حادثۂ شنیعہ کی ابن جوزی اور قرطبی اور طبرانی وغیرہ محدثین نے یون بیان کی ہی کہ جب یزید پلید نے
قتل امام علیہ السلام اور تذلیل اہل بیت نبوی سے فراغت پائی تو سنہ ٦٣ ہجری مین عثمان بن محمد
بن ابی سفیان اپنے چچیرے بھائی کو مدینے مین بھیجا کہ اہل مدینہ سے سری بیعت لے اُسنے مدینہ مین جاکر

ایک جماعت کو یزید کے پاس روانہ کیا اُنھون نے بیعت کی جب یہ لوگ مدینے مین پلٹ آئے تو یزید کی بیدینی
اور شراب خواری اور ارتکاب دیگر مناہی و ملاہی اور ترک نماز اور رواج زنا اور لعب کلاب وغیرہ امور ذمیمہ
اُسکے یاد کر کے بیزار ہوے اور خلع بیعت فرمائی اور باقی اہل مدینہ بھی قصد اطاعت اور بیعت سے بیزار ہوے
منذر کہ ایک شخص اس جماعت مین تھا کہنے لگا واللہ یزید نے اگرچہ مجکو لاکھ درم انعام دیے لیکن راستی کو
ہاتھ سے نہ دونگا یزید بلاشک شراب خوار اور تارک نماز ہے پھر اہل مدینہ نے عبداللہ بن حنظلہ سے بیعت کی
اور عثمان بن محمد کو جو عامل مدینہ تھا نکال کر مدینے کو اغیار سے پاک کر دیا عبداللہ بن حنظلہ کہتے تھے کہ واللہ
بیعت یزید سے ہم نہین نکلے مگر اس خوف سے کہ پتھر آسمان سے برسینگے یعنی بخوف عذاب الٰہی ابن جوزی ابو الحسن
مدائنی سے جو ایک ثقات راویون مین سے ہین نقل کرتے ہین کہ اہل مدینہ نے بعد ظہور دلائل فسق و فجور یزید کے
منبر پر چڑھکر خلع بیعت کی عبداللہ بن ابی عمر بن حفص مخزومی نے عمامہ اپنے سر سے اُتارا اور فرمایا کہ اگرچہ
یزید نے مجکو صلہ و انعام دیا اور میرا مشاہرہ زیادہ کر دیا ہی لیکن وہ دشمن خدا و اُمّ الخمر ہے مین اپنے آپ کو
اُسکی بیعت سے یون نکالے دیتا ہون جسطرح پگڑی اپنے سر سے اُتارتا ہون دوسرا اُٹھا اُسنے جوتا اُتارا اور
کہا کہ مین یون اُسکی بیعت سے نکلتا ہون جیسے جوتا پیر سے یہان تک کہ مجلس پگڑیون اور جوتون سے بھر گئی
بعد اُسکے عبداللہ بن مطیع کو قریش پر اور عبداللہ بن حنظلہ کو انصار پر والی کیا اور جو کوئی فرقہ بنی امیہ سے
مدینے مین تھا اُسکو مروان کے گھر مین جاکر گھیر لیا تب مروان اور جو جماعت اسکے ساتھ تھی اُن سب نے
یزید سے استغاثہ کیا اور اُس سے لشکر مدد کو مانگا واقدی کتاب الحرہ مین نقل کرتے ہین کہ یزید مسلم بن عقبہ
کے پاس آیا وہ علت فالج مین مبتلا تھا اور قریب بہلاک پہونچا تھا یزید نے کہا اگر تجکو مرض اور ضعف نہوتا تو
مین اہل مدینہ کے قلع و قمع پر تجھے روانہ کرتا کہ تجسے زیادہ کوئی مخلص اور محب مجھے نظر نہین آتا مسرف اُٹھ بیٹھا
اور بولا قسم خدا کی ای امیر المؤمنین مین طیار ہون اور میرے سوا کسی سے سرانجام اس کام کا نہوگا مین نے
ایک خواب دیکھا ہی کہ ایک درخت سیدلنڈھ کا اپنی شاخون سے انتقام خون عثمان بن عفان مین فریاد کر رہا ہی
مین جو نزدیک گیا تو سنتا ہون کہ وہ درخت مجھسے کہتا ہی کہ اجرا اس کام کا مسلم بن عقبہ کے ہاتھ سے ہوگا اُسدن سے
مین نے یہ فال قتال اہل مدینہ پر دیکھ لی ہی یزید نے کہا کہ پھر جلدی کر اور مدینے مین پہونچکر میری بیعت اور اطاعت
اہل مدینہ سے طلب کر اور تین بار اُنکو اسکی دعوت کر اگر وہ نہ مانین تو بلا تامل قتل کر اور بعد فتح یابی اور اُنکے
نام و نشان مٹانے کے تین دن تک مدینے کو لوٹ کہ کسی کے گھر مین کوئی چیز باقی نرہے اور بعد اُسکے عبداللہ

۲ واقدی کا نام محمد بن عمر [illegible] ابو عبداللہ اسلمی مدنی ہے [illegible] قاضی تھے [illegible] صاحب تصانیف [illegible] کذا فی تاریخ الیافعی ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ دو سو سات مین [illegible] انکا انتقال سنہ ۲۰۷ [illegible] انکی تصنیف کی [illegible] مغازی وغیرہ مین لیکن [illegible]

بن زبیر کی طرف متوجہ ہو کہ وہ مکے مین ہین چنانچہ یزید نے بیس ہزار سوار اور پیادے مسلم کے ساتھ جانب حجاز روانہ کیے اور ابن مرجانہ کو حکم دیا کہ تو عبداللہ بن زبیر پر جا اُسنے توقف کیا اور کہا کہ مین ہرگز بیت اللہ شریف مین فرزند پیغمبر سے نہ لڑونگا اور مسرف سے یہ نصیحت کردی تھی کہ اگر تجپر کوئی حادثہ پیش آوے تو تو حصین بن نمیر سکونی کو خلیفہ کردینا اور علی بن الحسین رضی یعنی امام زین العابدین سے کچھ متعرض نہونا کہ وہ اُن لوگون مین شریک نہین ہین رفتہ رفتہ یہ خبر مدینے مین فاش ہوئی سب اہل مدینہ مدافعت اہل فساد پر مستعد ہوے اور جماعت بنی امیہ سے جو محصور تھے قرار اور عہد ہوگیا کہ امداد اور اعانت اہل فساد کی نکرینگے اور مدینے سے باہر آپڑے مروان بن الحکم نے اپنے بیٹے عبدالملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا اور کہدیا کہ ناحیۂ حرم مین آکر تین روز لڑائی اور جدال موقوف رکھنا چاہیے اُسنے ویسا ہی کیا بعد تین دن کے اہل مدینہ سے کہنے لگا اب تدبیر کیا ہی اہل مدینہ بولے کہ سوای محاربہ اور مقاتلہ کے کوئی تدبیر نہین کہین فتنہ و فساد حرم مدینہ سے رفع تو ہوجائے مروان نے کہا یہ بہتر نہین ہی اطاعت کرنا اولی ہی اہل مدینہ نے نمانا اور لڑائی پر آمادہ ہوے عبداللہ بن حنظلہ سوار ہو کے لڑے اور شہید ہوے اور عبداللہ بن مطیع بھی مع اپنے ساتون بیٹون کے شہید ہوے مسلم نے انکا سر کاٹ کر یزید کے پاس بھیجا آخرکار قہر و غلبہ یزیدیون کو نصیب ہوا اور تین دن تک موافق حکم یزید کے مدینۂ منورہ خوب لوٹا گیا اور زناکاری کی گرم بازاری ہوئی اور چھوٹے بڑے سب قتل ہوے ایک ہزار سات سو صحابی بقایای مہاجرین و انصار اور علمای تابعین اخیار سے شہید ہوے اور سات سو آدمی حافظ قرآن اور ستانوے آدمی سردار قریش کے تیغ تظلم سے مارے گئے اور عامۂ ناس مین قریب دس ہزار کے مستورات اور لڑکے تہ تیغ ہوے اور فسق و فساد اور زنا مباح ہوگیا حتے کہ ہزار عورت بعد اس واقعہ کے اولاد زنا سے جنے اور گھوڑے مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مین باندھے گئے اور روضۂ مبارک مین جو ایک موضع میان قبر شریف اور منبر شریف کے ہی اور جسکی شان مین حدیث صحیح مین آیا ہے کہ یہ مقام ایک روضہ ہی ریاض جنت سے گھورون نے لید اور پیشاب کیا اور تمام آدمی یزید کی بیعت پر بطوق عبودیت یعنی اس طور پر کہ اگر چاہے بیچ ڈالے اور اگر چاہے آزاد کردے اور اگر چاہے طاعت خدا پر حکم دے اور اگر چاہے معصیت پر بجبر و اکراہ مجبور کیے گئے یہان تک کہ یزید بن عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جب کہا کہ ہم بیعت حکم

قرآن وسنت رسول پر کرینگے تو اُنکی گردن ماری گئی اور یہ بھی لکھا ہی کہ مسلم نے تین دن تک اکثر مدینے والون
کو ایسا قید رکھا کہ کھانے پینے کی بو اُنکے دماغ تک نہین بہونچی **نقل ہی** کہ ایک عورت نے مسلم بن عقبہ کے
پاس آکر فریاد کی اور اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے جو وہان قید تھا منت وسماجت کی اور بہت روئی پیٹی مسلم
نے حکم دیا کہ جلد اسکے بیٹے کو قید خانے سے نکال لاؤ اُسکو لائے اور اُسکی گردن مارکر اُسکا سر اُسکی مان کے ہاتھ
مین دیدیا اور کہا کہ تو اپنے زندہ رہنے کو غنیمت نہین جانتی کہ بیٹے کو چھوڑانے آئی ہی **نقل ہی** کہ جب مسرف
بدکردار نے مدینے والون کو یزید پلید کی بیعت کی دعوت بطریق مذکور کی تو اکثرون نے جان ومال کے خوف
سے بیعت کرلی لیکن اُن مین ایک شخص تھا قبیلۂ قریش کا اُسنے کہا مین نے بیعت کی مگر طاعت پر معصیت کے
مسرف نے نمانا اور اُسکے مارڈالنے کا حکم دیا اُس مقتول کی مان نے قسم کھائی کہ اگر مین قدرت پاؤنگی تو اس مسرف
کو زندہ یا مردہ جلادونگی اتفاقاً مسرف نے جب قتل ونہب اہل مدینہ سے فراغت پائی اور روے بداندیشی مکہ معظمہ
کی طرف پھیرا کہ عبداللہ بن زبیر کا کام بھی تمام کرے تو اسی اثنا مین دو تین دن کے بعد اُسی مرض مین جسمین وہ
پہلے سے مبتلا تھا مرگیا وہ عورت مع چند غلامون کے اُسکی قبر پر گئی تا کہ اُسکو قبر سے نکال کر اپنی قسم پوری
کرے جون ہی قبر کھودی کیا دیکھا کہ ایک اژدہا مسرف کی گردن پر لپیٹا ہی اور اُس کی ناک کی ہڈی پکڑے
ہوئے چوس رہا ہی یہ حال دیکھکر وہ سب کے سب ڈرے اور اُس عورت سے کہنے لگے کہ خدا نے تو خود اُسکے
اعمال کا بدلہ اُسکو دیدیا ہی اس سے زیادہ تو کیا کرسکتی ہی ہمارے نزدیک بس اب رہنے دے کہ یہی عذاب
اُسکا اُسکو کافی ہی اُسنے کہا نہین قسم اللہ کی مین نے اپنا عہد جو کیا ہی وہ پورا کرونگی اور اس مسرف کو ہرگز
نچھوڑونگی مجبور ہوکر سب نے کہا کہ اچھا اسکو اسکے پیرون کی طرف سے نکالنا چاہیے جب اُدھر متوجہ ہوئے
تو دیکھا کہ اسی طرح سے پیرون مین بھی اژدہا لپٹا ہوا ہی اُس عورت نے وضو کیا اور دو رکعتین پڑھین اور
خدا کی جناب مین ہاتھ اُٹھاکر یہ دعا مانگی کہ الٰہی تو خوب جانتا ہی کہ میرا غصہ مسلم پر محض تیری رضا کے لیے ہی
مجھے اتنی قدرت دے کہ مین اُسے اس گڑھے سے نکالکر جلادون یہ دعا کرکے اُس نے ایک لکڑی اس سانپ
کے دم پر ماری وہ سر سے اُترکر چلا گیا اسنے مسلم کی لاش کو قبر سے نکالا اور جلادیا واقدی کہتے ہین کہ مجھے
یہ معلوم ہوا ہی کہ وہ عورت ام یزید بن عبداللہ بن ربیعہ تھی کہ وہ بعد متوجہ ہونے مسرف کے مکے کی طرف
لشکر سے تھوڑی دور پر اپنی قوم کے ساتھ اسی ارادے پر پھرتی تھی جب مسرف کے مرنے کی خبر اُس کو ملی
تو وہ لوٹی اور اُسکی نعش کو نکال کر دار پر کھینچا ضحاک کہتے ہین کہ جن لوگون نے اُسکو دار پر کھینچا ہوا
دیکھا تھا اُنھون نے مجھسے بیان کیا کہ لوگون نے اُسی دار پر اُسکو سنگسار کیا اور جلانے کا ذکر اس روایت مین

[illegible]

نقل کی علیہ ۔۔۔ ۱۲ ۔۔۔ الصدور ۔۔۔ [illegible]

نہین آیا ہی مگر ہوسکتا ہی کہ پہلے دار پر کھینچا گیا ہو پھر اُسکے دو تین دن کے بعد جلایا گیا ہو تیس جسنے جلانا نقل نہین کیا ہی اُسنے پہلی حالت دیکھی ہو گی واللہ اعلم **روایت ہی** کہ سعید بن المسیب جو کبار تابعین مین تھے جب گرفتار ہو کر آئے اور اُنسے بیعت یزید کی طلب کی گئی تو اُنھون نے کہا مین بیعت سیرت ابو بکرؓ و عمرؓ پر کرونگا مسرف نے کہا انکی بھی گردن مارو ایک شخص نے کہا کہ سعید بن المسیب مجنون ہین تب اُنکو چھوڑا غرض مدینۂ منورہ آدمیون سے خالی ہو گیا اور فواکہ اور ثمرات اُسکے نصیب وحوش و بہائم ہوئے اور کتے وغیرہ حیوانات مسجد شریف نبوی مین رہنے لگے سعید بن المسیب سے محدث ابن جوزی متصلاً روایت کرتے ہین کہ اُن دنون مسجد نبوی مین سوا ے میرے رات کو کوئی نہوتا اور اہل شام مسجد نبوی مین آتے تھے اور کہتے تھے یہ بوڑھا دیوانہ یہان کیا کرتا ہی اور نماز کے وقت حجرۂ شریف سے آواز اذان واقامت کی آتی تھی اُس سے مین نماز پڑھتا تھا اور کوئی آدمی میرے ساتھ نماز مین نہوتا تھا **روایت ہی** کہ اسی واقعے مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی داڑھی کے سب بال اہل شام نے اُکھاڑ ڈالے تھے چنانچہ ابو سعید خدری کو جب لوگون نے اِس حال مین دیکھا تو پوچھا کیا تم اپنی داڑھی سے لعب کرتے ہو اور بالون کو کھا لیتے ہو تو حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ یہ آثار ظلم اہل شام سے ہی کہ واقعۂ حرہ مین مجھپر پونہچا تھا اول کچھ لوگ میرے گھر مین آئے اور جو کچھ مال تھا لے گئے پھر اور لوگ آئے اُنھون نے مال و اسباب نہ پاکر مجھی کو پچھاڑ کے داڑھی کے بال اُکھاڑ ڈالے اور مال غنیمت سمجھکر لے گئے **روایت ہی** کہ مسرف اور مروان کشتگان حرم کو بطور سیر و تفریح کے دیکھتے پھرتے تھے عبد اللہ بن الغسیل کہ شہید ہو گئے تھے اپنی انگشت شہادت جانب آسمان اُٹھائے ہوئے پڑے تھے مروان نے کہا واللہ تو نے بعد موت کے اُنگلی آسمان کی جانب اُٹھائی ہی اور ہمنے تیرے لیے اکثر اُنگلیان آسمان کی جانب اُٹھائی ہین اور درگاہ الٰہی مین تضرع وزاری کی ہی اُسوقت ایک مرد شامی نے کہا کہ اگر حال ان لوگون کا ایسا ہی تو تمھاری دعا کیا قتل اہل سنت مین تھی تب مروان نے کہا کہ اِن لوگون نے مخالفت دین کی کی تھی اور عہد مسلمانی توڑ ڈالا تھا **نقل ہی** کہ جب مروان بعد اس واقعہ کے یزید کے پاس گیا اور اُس سے احوال کہا یزید بہت شکر گذار ہوا اور مروان کو اپنے مقربین مین داخل کیا اور مسرف کشتگان حرم کو دیکھکر کہتا تھا کہ باوجود قتل کرنے ان لوگون کے اگر مین دوزخ مین جاؤن تو مجھسے زیادہ کوئی بے نصیب نہین ہی مین کہتا ہون کہ واقعی آپ سے زیادہ کوئی بے نصیب نہین ہی دوزخ کے سوا آپ کو پوچھیگا کون ذکوان سے کہ موالی مروان سے تھا منقول ہی کہ مسلم بن عقبہ نے دوا استعمال کی اور بلا توقف کھانا مانگا طبیب نے کہا کہ چندے صبر کرو کہ دوا کا اثر ہوئے مسرف نے کہا کہ مجکو تمنائے حیات نہین ہی مین زندگی اسی واسطے چاہتا تھا کہ سوزش سینہ قاتلین عثمان سے بآب شمشیر رفع کرون سو اب میری مراد حاصل ہوئی اب کوئی چیز محبوب تر مجھے

موت سے نہین ہی کیونکہ مجھے یقین ہی کہ اللہ نے ان ناپاکون کے قتل کرنے سے مجھے تمام گناہون سے
پاک کردیا ہی آی سبحان اللہ ؁ برعکس ہند نام زنگی کافور روایت ہی کہ اس مردود مسلم بن عقبہ کو اس باعث
سے مسرف کہتے تھے کہ اسنے ہتک حرمت مدینہ مین افراط کی اور داد اسراف دی حالانکہ اسکی شان مین حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ظُلْمًا اَخَافَهُ اللّٰهُ وَكَانَتْ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ
وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ رَوَاهُ النَّسَائِي لیکن سکو مسلمان البتہ مانتا ہی نہ شقی عدو خدا اور رسول قرطبی
لکھتے ہین کہ مسرف بعد اس واقعے کے تین راتون کے بعد مدینے کے راستے مین مرا اُسکا سارا پیٹ زرداب
وریم سے بھر گیا تھا نہایت شناعت و رسوائی سے اُسنے جان دی لیکن وہ غایت حماقت اور قساوت سے
مرتے وقت کہتا تھا کہ خداوندا مجھسے بعد شہادت لا الٰہ الا اللہ کے کوئی عمل جو محبوب ترین اعمال کا میرے نزدیک
ہوا ور تیری درگاہ مین قبولیت کے لائق ہو نہین ہوا ہی سواے قتال اہل مدینہ کے اگر باوجود اس عمل کے تونے
مجھے دوزخ مین ڈالا تو مجھ سے بدبخت اور کون ہوگا بعد اسکے اُسنے حصین بن نمیر سکونی کو بلایا اور کہا تجھے
امیر المومنین یزید نے بعد میرے امیر کیا ہی اب مین مرتا ہون تو جلد لے جا اور ابن زبیر کے کام مین تاخیر مت کر
اور اُنکے قتال مین کوتاہی روا نہ رکھا اور اگر وہ کعبے مین پناہ لین تو تو مت ڈرنا اور اپنے کام مین
ہونا چنانچہ حصین بن نمیر بیت اللہ کو روانہ ہوا اور اُسکی وصیت کے موافق چونسٹھ روز برابر مکے کو
گھیرے رہا اور سنگ منجنیق سے صحن کعبہ بھر دیا بیان کرتے ہین کہ اُن لوگون مین سے ایک شخص سر نیزہ پر
آگ لیے تھا ہوا چلی اور آگ خانہ کعبہ مین جا لگی اسی اثنا مین خبر مرگ یزید پلید کی پونہچی کہ وہ ذات الجنب
مین مبتلا ہوکر دار البوار مین پونہچا اہل شام اور بنو امیہ مین پریشانی پڑ گئی سب کے سب خوار و نزار اور
ذلیل و رسوا ہوکر بھاگے واقعہ حرہ کا چہارشنبے کے دن ستائیسوین یا اٹھائیسوین ذی الحجہ ۶۳ سنہ کو ہونا اور
مسلم بن عقبہ کا غرہ محرم ۶۴ سنہ مین مرنا اور ہتک حرمت بیت اللہ کی اور قذف بیت اللہ کا سنگہاے
منجنیق سے روز شنبہ تیسری ربیع الاول کو ہونا اور یزید پلید کا پہلی ربیع الآخر کو مرنا بعد واقعے کے تین مہینے
سے یہ سب موافق اُسکے ہی جو سمہودی نے کتاب لوفا مین ذکر کیا ہی واللہ اعلم کذا فی جذب القلوب اور
اخبار الدول مین ہی کہ یزید ذات الجنب کی بیماری مین ماہ ربیع الاول ۶۴ سنہ مین بمقام حوران مرا اور
اُسکو دمشق مین لائے اور خالد بن معاویہ یا بقولے معاویہ بن یزید نے اُسکے جنازے کی نماز پڑھی اور
مقبرہ باب الصغیر مین دفن ہوا اور اُسکی قبر مزبلہ شہر ہی انتہی تاریخ کامل مین ہی کہ یزید چودھوین ربیع الاول کو

؁ مسلم بن عقبہ [illegible] مین [illegible] ابن [illegible] ابی [illegible] مین [illegible] اور [illegible] مین [illegible] عبداللہ

[illegible] اور اسکی تفصیل [illegible] طوالت نقل نہین کی ۱۲ منہ

مراٰاسکی عمر بعضے کہتے ہین کہ اڑتیس برس کی ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ اُنچاس برس کی ہوئی اور ۶۴ سنہ
ہجری مین یہ مرا اسکی مدت ولایت تین برس چھ مہینے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ آٹھ مہینے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ
مرا ربیع الاول ۶۴ سنہ مین اور اُسکی عمر ۳۵ برس کی تھی اور خلافت دو برس آٹھ مہینے رہی اور اول اصح ہی انتہی
تفریح الاذکیا مین ہی کہ اصح یہ ہی کہ وہ عارضہ سل و دق مین مرا حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت نے فرمایا
جو دشمنی کرے اور ستائے مدینے والون کو تو وہ قریب ترا سطرح مٹ جائے جسطرح نمک پانی مین گھل جاتا ہی
سو دیکھو کہ واقعۂ حرہ کے بعد تھوڑے ہی زمانے مین یزید پلید بیماری مین ایسا گداختہ ہو گیا جیسا نمک پانی
مین گھلتا ہی انتہی اور اُسی کتاب مین ہی کہ جب یہ سب امور یزید اور اُسکے اعوان و انصار کے ہاتھون سے
صادر ہوئے اور باخبار متواترہ ثابت ہین پھر باینہمہ جو کوئی یزید کے اسلام کا خیال رکھتا ہی وہ خالی از
تعصب نہین ملاحظۂ کتب معتمدہ اور اسفار معتبرہ سے کسی طرح کا شبہہ نہین رہا کہ یزید پلید آمر اور رضی اور
مستبشر قتل امام حسین علیہ السلام سے تھا لہذا لعن اُس ملعون پر بدلائل واضحہ جائز اور درست ہی بلکہ مجرد لعن
بھی قصور ہی انتہی ابن جوزی نے جسکی کمال شدت اور عصبیت اور حفظ سنت اور شریعت مشہور رہی
ایک سالہ لکھا ہی الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم الیزید اُسمین لکھا ہی کہ مجھسے ایک شخص نے یزید بن معاویہ
کا حال پوچھا مین نے کہا کہ اُسکے اعمال قبیحہ اور احوال فضیحہ سب ظاہر ہین تب اُسنے کہا کہ اُسکی لعن جائز ہی یا نہین
مین نے کہا علماے متورعین نے تو جائز رکھی ہی اُنمین سے احمد بن حنبل ہین اُنھون نے تو اُس طرید کے
حق مین وہ کچھ کہا ہی جو لعنت سے بھی بڑھ گیا ہی پھر روایت کی ہی ابن جوزی نے قاضی ابی یعلی فراء سے کہ
اُنھون نے اپنی کتاب معتمد مین جو علم اصول مین ہی اپنے اسناد سے طرف صالح بن احمد بن حنبل کی روایت
کی ہی کہ اُنھون نے اپنے باپ سے کہا کہ لوگ ہمکو نسبت کرتے ہین طرف تولی یزید کے اُنھون نے کہا اے
بیٹے کوئی مسلمان بھلا یزید سے بھی دوستی رکھ سکتا ہی تو کیون نہین لعنت کرتا اُسکو جسکو خدا نے اپنی کتاب
مین لعن فرمائی پس مین نے پوچھا کہان فرمائی ہی کہا اس آیت مین فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ
تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ
بیضاوی شریف مین ہی کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ وہ لوگ بسبب اپنے ضعف دین کے اور دنیا پر حریص ہونے کے
اسکے لائق ہین کہ اُنسے یہ توقع کی جائے اور تفسیر مدارک مین ہی کہ پس امید ہی کہ تم اعراض کرو دین نبوی اور اُنکی
سنت سے اس طور پر کہ اُس طرف جاؤ جدھر جاہلیت کے زمانے مین تھے وہ کیا ہی افساد فی الارض وغیرہ انتہی

[illegible]

[illegible]

آور معالم التنزیل مین ہی کہ پلٹ جاؤ اُس چیز پر جسپر جاہلیت مین تھے پس تباہی ڈالو زمین مین بسبب
گناہ اور بغاوت اور خونریزی کی آور مسیب بن شریک اور فراء کہتے ہین کہ معنی یہ ہین کہ اگر تم والی امر کیے
جاؤ تو قریب ہی کہ تباہی ڈالو زمین مین بسبب ظلم کے یہ آیت نازل ہوئی بنی امیہ اور بنی ہاشم مین اُسپر
دلالت کرتی ہی قرأت جناب امیر کی تُولِّیتم بضم تا و واو و کسرۂ لام وہ فرماتے ہین کہ اگر والی کیے جاؤ
ولایت جابرہ کی تو نکلو لوگون کے ساتھ فتنے مین اور اُنکی مدد کرنے لگو انتہی اب پورا اِسکا ترجمہ یہ
ہوا کہ پس کیا ہو تم نزدیک اس بات کے اگر والی ہو تم حکم کے کہ فساد کرو زمین مین اور کاٹو قرابت مین اپنے
یہ وہ لوگ ہین جنھین لعنت کی ہی اللہ نے پس بہرا کر دیا اونکو اور اندھا کر دیا اونکی آنکھون کو یعنی حکومت
کے غرور مین ظلم کرنے لگے پھر کسی کا سمجھایا نہ سمجھے انتہی پس کون فساد اس واقعہ قتل سے بڑھکر ہو سکتا ہی
اگر کوئی کہے کہ یہ آیت شان منافقین اور یہود مین نازل ہوئی ہی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ ابن جوزی نے
اپنی کتاب الرد مین لکھا ہی کہ ناقل اس روایت کا مقاتل بن سلیمان ہی جسنے اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہی اور
عامۂ محدثین نے اُسکے کذب پر اجماع کیا ہی مثل امام بخاری اور وکیع اور نسائی وغیرہ کے آور کہا ابن
جوزی نے کہ بیان کیا حضرت امام احمد نے کہ یہ آیت شان مسلمین مین ہی پس مین کیونکر امام احمد کا قول
نہ مانون انتہی کذا فی اظہار السعادۃ آور کہا ابن جوزی نے کہ قاضی ابو یعلی نے ایک کتاب لکھی ہی اسمین
مستحقین لعن کو لکھا ہی اُنمین سے یزید بھی ہی بعد اُسکے یہ حدیث نقل کی ہی کہ مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ
ظُلْمًا اَخَافَهُ اللّٰهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ اَجْمَعِيْنَ اور بے شک یزید نے مدینے والون پر ایسا ظلم
کیا ہی کہ ویسا کوئی نہین کر سکتا سبط ابن جوزی کہتا ہی کہ جب لعنت کی یزید کو میرے دادا ابو الفرج بن
جوزی نے منبر پر بغداد مین بحضور امام ناصر الدین اور وہان کے اور اکابر علما کے تو اُٹھے ایک گروہ اُسکی
مجلس سے جو ما نعین لعن تھے تو ابن جوزی نے کہا اَلَا بُعْدًا لِمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ مراد ابن جوزی
کی یہان تمثیل و تشبیہ مانعان لعن یزید کے ہی قوم حضرت شعیب کے ساتھ یعنی اہل مدین کے ساتھ اور قوم
حضرت صالح یعنی ثمود کے ساتھ آور معنی آیت کے یہ ہین کہ خبردار رہو کہ ہلاکی ہی قوم مدین کو جیسا کہ ہلاک ہوئی
قوم ثمود کی انتہی من التذکرۃ شیخ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا مین لکھتے ہین کہ قصۂ قتل حضرت امام حسین ع
بہت طویل ہی دل اُسکے بیان کا تحمل نہین پس لعنت کرے اللہ اُنکے قاتل پر اور ابن زیاد پر ساتھ اُسکے اور
اور یزید پر بھی اور اکلیل فی احکام التنزیل مین تفسیر سورۂ ہود مین تحت تفسیر آیۂ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

کے افادہ فرماتے ہین کہ اس سے استدلال کیا جاتا ہی اوپر جواز لعن مسلم ظالم کے انتہی تو ظاہر ہی کہ یزید سے بڑھکر
کون ظالم ہی ملا سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد مین لکھتے ہین وَاَمَّا مَاجَرٰی بَعْدَ الصَّحَابَةِ مِنَ الظُّلْمِ عَلٰی
اَهْلِ بَیْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الظُّهُوْرِ بِحَیْثُ لَا مَجَالَ لِلْاِخْفَاءِ وَمِنَ الشَّنَاعَةِ بِحَیْثُ لَا
اِشْتِبَاهَ عَلَی الْآرَاءِ وَیَکَادُ یَشْهَدُ لَهُ الْجَمَادُ وَالْعَجْمَاءُ وَیَبْکِیْ الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ وَیَنْهَدِمُ مِنْهُ الْجِبَالُ
وَیَنْشَقُّ وَیَبْقٰی سُوْءُ عَمَلِهٖ عَلٰی کَرِّ الشُّهُوْرِ وَمَرِّ الدُّهُوْرِ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی مَنْ بَاشَرَ وَرَضِیَ وَسَعٰی
وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰی یعنی لیکن جو کچھ ظلم بعد صحابہ کے اہل بیت نبوی پر گذرا پس ظاہر ہونا اسکا اس
طور پر ہی کہ اسکے چھپانے کی مجال نہین اور برائی اس واقعہ عظیمہ کی ایسی ہی کہ کسی رائے پر اسکا شبہہ نہین اور
قریب ہی کہ اسکی شہادت حیوانات دین اور روئین زمین و آسمان اور ڈھی جائین اسکے ساتھ پہاڑ اور پھٹ جائین
اور باقی رہیگی اس عمل کی برائی مہینون اور زمانون کے گذرنے تک پس لعنت خدا کی اسپر جسنے یہ کیا اور جو راضی ہوا
اور جسنے کوشش کی اسمین اور ہر آینہ عذاب عقبی کا شدید ہی اور نیز شرح مقاصد مین لکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص
کہے کہ بعضے علماے مذہب نے یزید پر لعن نہین کی اور باوجود اسکے مستحق لعن ہونے کے چپ ہین تو مین کہتا
ہون کہ یہ بچنے کے واسطے ہی اس سے کہ یہ لعن چڑھ نہ جائے اَلْاَعْلٰی فَالْاَعْلٰی کی طرف انتہی اور شرح عقائد نسفیہ
مین لکھتے ہین کہ وَالْحَقُّ اَنَّ رِضَاءَ یَزِیْدَ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ وَاسْتِبْشَارَهٗ بِذٰلِکَ وَاِهَانَتَهٗ اَهْلَ بَیْتِ النَّبِیِّ
مِمَّا تَوَاتَرَ مَعْنَاهُ وَاِنْ کَانَ تَفَاصِیْلُهٗ اٰحَادًا فَنَحْنُ لَا نَتَوَقَّفُ فِیْ شَاْنِهٖ بَلْ فِیْ اِیْمَانِهٖ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ
وَعَلٰی اَنْصَارِهٖ وَاَعْوَانِهٖ یعنی حق یہ ہی کہ یزید کا راضی ہونا حسین کے مارے جانے پر اور خوشی اسکی اس امر کے
ساتھ اور اہانت اہل بیت نبوی کی ان چیزون مین سے ہی جو معنی متواتر ہین اگرچہ تفصیلین اسکی آحاد ہین
یعنی اگرچہ روایتون مین تخالف اور تفاوت ہی لیکن مضمون مین سب متفق ہین کہ یہ عمل اس سے اور اسکی رضامندی
سے ہوا تو اب ہم توقف نہین کرتے اسکی شان مین بلکہ اسکے ایمان مین لعنت خدا کی یزید پر اور اس کے
مددگارون پر سیف مسلول مین بعد نقل اس عبارت کے لکھا ہی کہ جو کچھ صریح کفر یزید پر دلالت کرتا ہی یہ ہی
کہ جب سر مبارک امام علیہ السلام کا یزید کے پاس لائے اور اس لعین کے آگے رکھا تو وہ مردود بہت خوش ہوا
اور ہاتھ مین اسکے جو لکڑی تھی وہ سر مبارک مین چبھونے لگا اور ابن زبعری کے وہ اشعار جنمین دو شعر
صریح کفر پر دلالت کرتی ہین بڑھا کر پڑھنے لگا انتہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہین کہ طریقۂ اہل سنت
ترک سب و لعن ہی کہ اَلْمُؤْمِنُ لَیْسَ بِلَعَّانٍ اور لعنت خاص اسپر جو کافر ہو جائز نہین یہ لکھتے کہ معلوم نہین
عاقبت کار وہ با ایمان و سعادت ہو جائے مگر ہان جب بہ یقین معلوم ہو کہ وہ کافر مرا یہان تک کہ یزید
مین بھی توقف کرتے ہین اور بعضے براہ غلو افراط اسکے حق مین اسکی دوستی کی طرف جاتے ہین اور کہتے ہین

کہ باتفاق مسلمانون کے اطاعت اُسکی امام حسین پر واجب ہوئی نعوذ باللہ من ھذا القول والاعتقاد
کہ وہ مردود باوجود حضرت امام حسینؓ کے امام اور امیر ہوا اور خود مسلمانون کا اسپر اتفاق کب ہوا تھا ایک
جماعت صحابہ سے جو اُسکے زمانے مین تھے اور اولاد صحابہ منکر اور خارج اُسکی اطاعت سے تھے البتہ ایک
جماعت مدینۂ طیبہ سے بخیال اُسکے تشدد اور ظلمون کے جبرًا اور کرہًا گئے اور اُس سے ملکر دفعًا للضرر و
التہلکۃ اُسکی بیعت کر لی بعد اُسکے جب حال قباحت مآل اُسکا دیکھا تو مدینے مین پلٹ آئے اور یہان آکر
خلع بیعت کی اور کہا کہ وہ عدو اللہ شارب الخمر تارک الصلوۃ زانی اور فاسق اور مستحل محارم ہی اور بعضے یہ
کہتے ہین کہ اُس مردود نے آپ کے قتل کا حکم نہین کیا اور نہ اُس سے رضی تھا یہ بات بھی مردود اور باطل ہی
کیونکہ اُس شقی کی عداوت حضرت امام حسینؓ کے ساتھ اور اہانتین اہل بیت کی اور اُنکے ساتھ بے ادبیان
یہ سب بدرجۂ تواتر معنوی کو پہونچی ہین اُسکا انکار محض مکابرہ ہی اور بعضے کہتے ہین کہ قتل امام حسینؓ گناہ
کبیرہ ہی نہ کفر اور لعنت مخصوص کافرون پر ہی پس افسوس کہ ان باتون کے کہنے والے بالکل غافل ہین اُن
احادیث نبویہ کو نہین جانتے جو ناطق ہین اس بات پر کہ اہانت فاطمہ زہرا اور بغض اُنکی اولاد امجاد کا سبب
بغض اور عداوت رسول اللہ کا ہی اور وہ سبب کفر اور موجب لعن اور خلود نار ہی بلا شک اب کیا کہین گے
وہ لوگ قال اللہ تعالی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم
عذابا مہینا اور بعضے کہتے ہین کہ خاتمہ اُسکا معلوم نہین کہ کیا ہوا شاید مرتے وقت توبہ کر گیا ہو سو یہ بھی کچھ نہین
میرے نزدیک مرہ مبغوض ترین عالم ہی اور جو کام اُس شقی دارین نے کیے کسی نے نہ کیے ہونگے بعد قتل امام علیہ السلام
اور اہانت اہل بیت کے اُسنے مدینہ اور ساکنان مدینہ کی تخریب کے واسطے لشکر بھیجا اور بقیۂ صحابہ اور تابعین کو
مروا ڈالا اور مکۂ معظمہ کی بیحرمتی کی اور عبد اللہ بن زبیر کے مارنے کی فکر کی اسی حال مین خود یزید دنیا سے
اُٹھا اب اور کون احتمال ہو سکتا ہی کہ اس مردود نے رجوع اور توبہ کی ہوگی کبھی نہین حق تعالی ہمارے اور
تمام مسلمانون کے دلون کو اُسکی اور اُسکے اعوان اور انصار کی محبت سے اور جو اہل بیت سے برا ہوا اور اُنکا حق
میٹے اور اُن سے محبت اور صدق عقیدت نہ رکھے بچائے اور اُن حضرات کے محبون مین اُٹھائے اور دنیا و آخرت
مین اُنھین کے مذہب پر رکھے بمنہ وکمال کرمہ ہو قریب مجیب انتہی قاضی ثناء اللہ پانی پتی سیف المسلول مین
بعد ذکر اقاویل علماے اہل سنت کی تجویز لعن اور منع از لعن یزید مین لکھتے ہین کہ مختار فقیر کے نزدیک یہ ہی
کہ لعن یزید پر درست ہی اور یہی مذہب اہل حدیث کا اہل سنت مین سے اُس موقع پر قاضی صاحب کے
ایک مکتوب کو جواب اور چند مکاتیب کے ساتھ طبع بھی ہوا ہی ہم یہان ترجمہ کرکے لکھتے ہین قاضی صاحب

[illegible]

فرماتے ہین کہ یزید کے بارے مین علماے اہل سنت کے تین قول ہین امام اعظم ابو حنیفہ کوفی نے فقہ اکبر مین اُسے
منع فرمایا ہی اور امام احمد بن حنبل اور اکثر محققین نے مثل ابن جوزی کے اُسکو جائز رکھا ہی اور ملا سعد الدین
تفتازانی شرح عقائد نسفی مین اسی طرف گئے ہین اور ایک جماعت نے اس بارے مین ادلۂ فریقین پر نظر کر کے
سکوت کیا ہی اور لعن البتہ وقت کا ضائع کرنا ہی اور ایک بیکار چیز مین پھنسنا ہی وجہ قول حضرت امام اعظم کی
یہ ہی کہ امام احمد بن حنبل اور بخاری نے حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ ای اللہ لعن کر فلانے کو اور ایک روایت مین اُنسے ہی ای اللہ لعن کر ابی سفیان
کو ای اللہ لعن کر حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ کو پس یہ آیت نازل ہوئی کہ
لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ کہا بخاری نے فَتِيبَ عَلَيْهِمْ
كُلِّهِمْ روایت کی بخاری نے ابو ہریرہ سے اور وجہ استدلال یہ ہی کہ حق تعالی نے اپنے رسول کو لعن کفار سے
منع کر کے فرمایا کہ اس کام مین برا کہنا اور بد دعا کرنا تمکو نہین پہونچتا ہی بلکہ خدا کا اختیار ہی اگر وہ چاہے تو وہ
لوگ اسلام لائین اور اُنکی توبہ قبول کرے اور اگر وہ چاہے تو کفر پر اڑے رہین اور اُنپر عذاب کرے اسوجہ سے
کہ وہ ظالم ہین اور بعضی روایات مسلم مین آیا ہی کہ رعل اور ذکوان بیر معونہ والون نے جو حضرت سے خلاف
وعدگی کی اور منذر بن عمرو انصاری وغیرہ ستر آدمیون کو قُرّاے صحابہ سے قتل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو سخت رنج و ملال ہوا اور آپ نے اُنپر لعنت فرمائی اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی آپ لعن سے باز رہے اور مروی ہی کہ
جبرئیل نے آکر فرمایا کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے آپ کو لعنت کرنیوالا اور گالی دینے والا نہین بھیجا بلکہ تمکو رحمت
بھیجا ہی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ الآیۃ اور نہج البلاغت مین جو اصح کتب امامیہ ہی مروی ہی کہ جب امیر المومنین
علیؑ نے اپنے اصحاب کو سُنا کہ اہل شام کو وہ لعنت کرتے ہین تو فرمایا کہ مین مکروہ رکھتا ہون کہ تم گالی دینے والے
ہو اور وجہ قول جواز لعن کی یہ ہی کہ ابن جوزی نے کہا کہ قاضی ابو یعلی نے اپنی کتاب معتمد الاصول مین بسند خود
صالح ابن احمد بن حنبل سے روایت کی ہی کہ مین نے اپنے باپ سے کہا کہ ای باپ لوگ گمان کرتے ہین کہ ہم لوگ
یزید کو دوست رکھتے ہین امام احمد نے کہا ای بیٹے جو خدا و رسول پر ایمان لایا اُسکو دوستی یزید کی کیونکر روا ہوگی
اور کیون نہ لعنت کیجائے اُسپر جسپر خدا اور رسول نے اپنی کتاب مین لعنت کی ہین نے کہا قرآن مین یزید پر کہان
لعنت کی ہی امام احمد نے فرمایا فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ امام بغوی نے کہا کہ مسیب بن شریک اور
فراے نحوی نے اس آیت کے معنی یون کہے ہین کہ قریب ہی کہ والی کیے جاؤ تم لوگون پر یعنی سلطنت پاؤ اور

فساد کرو زمین مین ظلم سے اور قطع ارحام کرو اور کہا کہ یہ آیت بنی ہاشم اور بنی امیہ مین نازل ہوئی ہے یعنی مروانیون اور عباسیون کے بارے مین کہ اپنی سلطنت مین ظلم کیا اور فساد اُٹھائے اور قرائت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی مؤید اس تاویل کی ہے کہ آپ پڑھتے تھے اِنْ تُوُلِّيتُمْ بضم تاو وا و وکسرہ لام مبنی للمفعول یعنی اے لوگو جسوقت تمپر بادشاہ ظالم ہون تو قریب ہے کہ تم ہمراہ اُنکے فتنہ و فساد مین نکلو اور اُنکی مددگاری کرو جنپر خدا کی لعنت ہے اور گونگا اور بہرا کرے خدا اُنکو سننے اور حق کے دیکھنے سے دوسری دلیل یہ ہے کہ حق تعالے قرآن مین فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ظاہر یہ ہے کہ ایذاے خدا سے ایذاے اولیاے خدا مراد ہے مضاف یہان سے محذوف ہے یعنی يُؤْذُوْنَ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ اور اس صورت مین عطف رسول کا قبیل عطف الخاص علی العام سے ہے زیادتی اہتمام کے واسطے جیسے عطف جبریل کا ملائکہ پر اور مؤید اس تاویل کی وہ حدیث قدسی ہے جو بخاری نے روایت کی قال اللہ تعالیٰ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْمُحَارَبَةِ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے جسنے میرے دوست کے ساتھ دشمنی کی یعنی اُسپر ظلم کیا پس بے شک وہ میرے ساتھ لڑائی کو نکلا پس ایذاے امام حسین علیہ السلام کہ سردار اولیاء اللہ کے ہین ایذاے خدا ہے اور یہی ایذاے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے بری لگتی ہے مجھے وہ چیز جو بری لگتی ہے اُسے اور اذیت پونہچاتی ہے مجھے وہ چیز جو اذیت پونہچاتی ہے اُسے اور احادیث دلالت کرتی ہین اسپر کہ ایذاے امام حسین علیہ السلام عین ایذاے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت عائیشہ کے حق مین نازل ہوئی جب منافقون نے اُنپر تہمت کی قضیہ افک مین اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جسنے ازواج اور اہل بیت پیغمبر کو ستایا اُسنے ایذا دی پیغمبر کو اور مستحق لعن کا ہوا اور یہی حکم ہے اُسکا جو اصحاب پیغمبر کو گالی دے اور ترمذی اور حاکم اور ابن جریر نے حسن بن علی علیہما السلام سے روایت کی کہ حضرت کو دکھلایا گیا کہ سلاطین بنی امیہ آپ کے منبر پر ہین آپ اس بات سے ناخوش اور رنجیدہ ہوئے تب حضرت کی تسلی خاطر کے واسطے سورہ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ نازل ہوئی قاسم حدانی نے کہا کہ ہمنے جو شمار کیا تو سلطنت بنی امیہ ہزار مہینے کی پائی نہ کم نہ زیادہ یعنی ابتداے سلطنت یزید سے انقطاع سلطنت مروانیین تک ہزار مہینے تھے کہ اسی اور چند برس ہوتے ہین اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یزید اور مروانیون سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پونہچی ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ فرمایا حق تعالیٰ نے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ

جَهَنَّمَ یَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْمِهَادُ کیا نہین دیکھا تو نے ان لوگون کی طرف جنھون نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت کو کفر سے اور اُتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر مین جو دوزخ ہی داخل ہونگے اُسمین اور بُرا ٹھکانا ہی یعنی شکر کی جگھ کفران نعمت کیا یا بدل ڈالا نفس نعمت کو کفر سے اور جب کفران کیا تو وہ نعمت اُن سے جاتی رہی اور کفر ہی کفر اُنکے ہاتھ مین رہگیا اس سے مراد اہل مکہ ہین کہ حق تعالی نے انکو اپنے حرم مین جگھ دی اور اُنپر ابواب رزق کے کھولے اور نعمت وجود باجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن کو عطا کی اُنھون نے ناسپاسی کی لاجرم سات برس قحط مین مبتلا رہے اور بعضے غزوہ بدر مین مارے گئے اور بعضے قید ہوئے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ہین نے اس آیت مین پوچھا کہ مراد کون ہین فرمایا وہ دو گروہ فاجر ترین بنی امیہ اور بنو مغیرہ ہین پس بنو مغیرہ تو روز بدر مستاصل ہوئے حق تعالی نے تمکو اُنکی شرون سے بچایا اور بنو امیہ چند دنون تک دنیا مین مہلت دیے گئے اور یون ہی بغوی نے قول حضرت عمر کا روایت کیا اور ابن منذر اور ابن جریر اور طبرانی نے اوسط مین اور ابن مردویہ نے کئی طریقون سے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور چوتھی دلیل یہ ہی کہ قرآن مین ہی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الآیۃ یعنی وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگون سے جو کہ ایمان لائے ہین تم مین سے یعنی صحابہ سے اور اعمال نیک کیے ہین البتہ خلیفہ کریگا اُنکو زمین مین جیسا کہ خلیفہ کیا تھا اُن لوگون کو کہ پہلے اُن سے تھے یعنی جیسا بعد موسیٰ علیہ السلام کے یوشع بن نون اور کالب اور حزقیل علیہما السلام کو خلیفہ کیا تھا اور اُنھون نے دین موسی کی تائید کی اور عالم کو اصلاح پر لائے یون ہی بعد حضرت کے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کو خلیفہ کریگا اور قدرت دیگا اُنکو ترویج دین پر اور البتہ ثابت کردیگا واسطے اُنکے دین اُنکا جو پسند کردیا ہے واسطے اُنکے اور البتہ دیگا اُنکو ڈر کے بدلے امن میری بندگی کرینگے شریک نہ کرینگے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے اس سے پیچھے سو وہی لوگ ہین بے حکم ابو العالیہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد بعثت کے دس برس مکے مین اپنے اصحاب کے ساتھ کفار کے ہاتھون سے ایذا مین رہے اور صبر پر مامور تھے پھر مامور ہوئے مدینے کی طرف ہجرت کرنے پر اور کفار کے ساتھ قتال پر اور وہ کمال خوف مین تھے حتے کہ ایک دم ہتیار سے خالی نرہتے تھے چنانچہ بعض مرد کہتے تھے کہ کوئی دن ہمپر ایسا نہین آتا ہی کہ ہم مامون رہین اور ہتیار رکھین اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم نے براء بن عازب سے روایت کی کہ یہ آیت نازل ہوئی اُسوقت جب کہ ہم خوف شدید مین تھے پس حق تعالی نے اپنے وعدے کو وفا کیا اور بعد خوف کے امن دیا اور ممالک اسلام مین فراخی ہوئی جیسا کہ حق تعالی نے موسیٰ سے اُنکے دین کی

تائید کا وعدہ کیا تھا اور اُنکی حیات مین انجاز وعدہ نہوا حیث قال اِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ کہا گیا ہے کہ موسی علیہ السلام نے تیہ مین وفات پائی بعد اُنکے یوشع بن نون خلیفہ ہوے اُنھون نے فتح شام کیا اور بلاد شام بنی اسرائیل پر تقسیم کیے اور یون ہی وعدہ خدا کا بتائید دین محمدی خلفای راشدین کے وقت مین منجز ہوا ابوبکر صدیق نے بنی حنیفہ کو اور مرتدون کو قتل کیا اور مسیلمہ کذاب کو مارا اور فتح شام و عراق وغیرہ خلافت حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ مین ہوئی جیسا کہ یہ امر بطرق متعددہ حضرت امیر سے بھی مروی ہے اور نیز یہ آیت دلیل ہی یزید اور اُسکے اتباع اور امثال کے کفر پر کیونکہ فرمایا حق تعالی نے وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ امام بغوی نے کہا کہ اہل تفسیر کہتے ہین کہ پہلے جنھون نے کفران اس نعمت کا کیا وہ قاتلان حضرت عثمان تھے اور فقیر کہتا ہی کہ اس آیت مین اشارہ ہی یزید اور اُسکی اتباع کیطرف جنھون نے قتل کیا امام حسین علیہ السلام اور اُنکے ہمراہیون کو اہل بیت نبوت سے اور اہانت کی اور بیحرمت کیا ناموس آنحضرتؐ کو اور لشکر مدینے پر بھیجا اور مدینہ لوٹا اور مسجد نبوی کو کہ ایک روضہ ہی ریاض جنت سے خراب کیا اور واقعۂ حرہ مین وہ باتین کین کہ زبان اُنکے بیان سے قاصر ہی اور منجنیق بیت اللہ پر مارے اور عبداللہ بن زبیر کو کہ نواسے حضرت ابوبکر کے اور حضرت کی پھوپھی کی لڑکی کے لڑکے تھے مارا ترمذی نے حسان سے روایت کی کہ حجاج نے جو کہ غلامان یزید سے تھا جن لوگون کو قید مین مارا یعنی صحابہ و تابعین مین سے وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی شمار مین آئے اور مسلم نے روایت کی کہ جسوقت حجاج نے عبداللہ بن زبیر کو مارا تو اسماء بنت ابی بکر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ ثقیف مین ایک جھوٹا دوسرا ہلاک کرنیوالا مسلمانون کا ہوگا تو جھوٹا تو ہمنے دیکھا اور مُبیر یعنی ہلاک کرنیوالا تو ہی فَلَا اَحَالُكَ اِلَّا اِيَّاهُ کہا عبداللہ بن عصمہ نے کہ کذاب مختار تھا اور مُبیر حجاج مروی ہی کہ جسدن یزید نے امام حسینؓ کو مارا اُس روز اشعار پڑھے اور فخر کیا مضمون اُن شعرون کا یہ ہے کہ آج کے دن اولاد رسول اللہ سے مین نے بدلا لیا روز بدر کا آخر شعر اُن شعرون مین کا یہ ہے

شعر

وَلَسْتُ مِنْ جُنْدُبٍ اِنْ لَّمْ اَنْتَقِمْ	مِنْ بَنِىْ اَحْمَدَ مَاكَانَ فَعَلْ	اور شراب کو حلال کیا اور کہا
فَاِنْ حُرِّمَتْ يَوْمًا عَلٰى دِيْنِ اَحْمَدَ	فَخُذْهَا عَلٰى دِيْنِ مَسِيْحِ ابْنِ مَرْيَمَ	اور آل محمد کو منبرون پر گالی دیتا تھا

اور مروانئین ہزار مہینے اس گمراہی مین چھوڑے گئے بعد اُسکے حق تعالی نے انتقام لیا جیسا کہ انتقام لیا قاتلان یحیی بن زکریا سے یہان تک کہ اُن مین سے کوئی باقی نرہا غرض کہ کفر یزید روایات معتبرہ سے ثابت ہی پس وہ

[illegible]

مستحق لعن کا ہی اگرچہ لعن کہنے مین کوئی فائدہ نہین ہی لیکن اَلحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالبُغضُ لِلّٰہِ مقتضی اُسکا ہی
واللہ اعلم انتہے بعضی عبارتین اس سے حذف کردی ہین اوراسمین بھی بعض عبارتین وہ ہین جو اس رسالے
مین منقول ہین شیخ عبد الباسط قنوجی اپنے رسالہ نور العین فی بیان المذہب الوسط بین المذہبین مین
فرماتے ہین کہ بحر المذاہب مین لکھا ہی کہ تمام علمای اہل سنت وجماعت اتفاق رکھتے ہین اوپر جواز لعن
اُس شخص کے جو قاتل حضرت امام علیہ السلام کا ہی اور جو آمر اور راضی بقتل ہی لیکن لعن یزید پلید علیہ ما یستحقہ
مین تین گروہ ہین مانعین ساکتین مجوزین کاتب الحروف کے نزدیک ادلہ مجوزین کے قوی اور راجح ترہین
واللہ اعلم انتہے شاہ خوب اللہ الہ آبادی اپنے مکتوبات کی جلد رابع کے اٹھارھوین مکتوب مین فرماتے ہین
کہ طرفداران یزید علیہ ما علیہ کو اللہ جل شانہ اُسی کے ساتھ اُٹھاوے اور جو لوگ کہ خاندان حضرت زہرا سے
محبت اور دلار رکھتے ہین اُنکو اُسی جماعت کے ساتھ مبعوث کرے انتہی اور حضرت مجدد کے مکتوب
پنجاہ وچہارم جلد اول مکتوبات مین ہی کہ یزید پلید اصحاب سے نہین ہی اُسکی بدبختی مین کیا شک ہی
جو کام اُس بدبخت نے کیے کوئی کافر فرنگ بھی نہ کریگا بعضے علمای اہل سنت جو اُس کے لعن مین توقف
کرتے ہین تو نہ اس سبب سے کہ وہ اس سے راضی ہین بلکہ اس رعایت سے کہ رجوع وتوبہ کا احتمال ہوسکتا ہے
انتہی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب شرح رسالہ حسن العقیدہ کے حاشیہ مین جو کلمہ علیہ ما یستحقہ پر تعلیق
فرمایا ہی لکھتے ہین کہ یہ کلمہ کنایۃً لعنت ہی وَالکِنَایَۃُ اَبلَغُ مِنَ التَّصرِیحِ اور حق یہ ہی کہ اس پلید کے حق مین
لعنت پر اکتفا کرنا زیبا نہین اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے لعنت اُس شخص پر فرمائی ہی جو کسی مسلمان کو قتل
کرے اور اُس شقی نے تو ایسے امیر المؤمنین بن امیر المؤمنین کو قتل کیا ہی یہ ناپاک تو مستحق اُسکا ہے جو
لعنت سے بھی کروڑ درجہ زیادہ ہو اور اُسکا علم سوای خدا کے بشر کو نہین ہوسکتا انتہے ابو الحسن علی
ابن محمد بن علی الطبری الملقب بہ عماد الدین المعروف بالکیا الہراسی فقیہ شافعی جو امام الحرمین کے بڑے
عمدہ شاگردون اور حضرت امام غزالی کے خواجہ تاشون مین ہین انکے حال مین ابن خلکان نے لکھا ہی
کہ انسے یزید بن معاویہ کے بارے مین پوچھا گیا تو کہا وہ صحابہ سے نہ تھا کیونکہ اُسکی پیدائش حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کے زمانے کی ہی لیکن سلف کا کہنا اسکے لعن کے بارے مین تو اسمین امام احمد کے دو قول ہین
تلویح وتصریح اسی طرح امام مالک کے بھی دو قول ہین اور امام ابی حنیفہ کے بھی دو مگر میرا ایک ہی قول ہی
تصریح ہی صرف نہ تلویح اور یہ کیونکر نہو تا کہ وہ تو نرد کھیلتا تھا اور شکار چیتون سے اور دائم الخمر تھا اور اُسکا
شعر خمر کے بارے مین معلوم ہی اور تین شعر بھی ابن خلکان نے نقل کیے ہین اور یہ بھی لکھا ہی کہ کیا نے
فصل طویل لکھی پھر ورق اُلٹ دیا اور امام غزالی نے اس مسئلے مین انکے خلاف فتوی دیا ہی چنانچہ وہ سب

وفیات الاعیان مین ابن خلکان نے لکھا ہو مولوی عبدالحی صاحب محدث دہلوی جواب دہم سوالات
مولوی عبدالحق الہ آبادی مین فرماتے ہین کہ میری دانست مین یزید بظن غالب اور قوی دائرۂ اسلام سے
خارج ہوا اُسکے افعال اور بے ادبیان جو اُسکے سبب سے مدینہ منورہ اور مسجد نبوی مین ظاہر ہوئین اور جو کچھ شہادت
امام حسین علیہ السلام مین واقع ہوا یہ سب مشہور و معروف ہی بناءً علیہ اُسکو مغفرت اور رحم سے یاد کرنا ہرگز
نچاہیے اور اُسکا ذکر بجز شقاوت اور شناعت کے نکرنا چاہیے اور یہ ایک گمان ضعیف ہی کہ وہ باایمان
گیا ہوگا اور حضرت امام غزالی کے کلام کا منشا، ہرچند خلاف دانست ہم لوگون کے ہی مگر ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ اس گفتگو مین دو مقام ہین آول دریافت کرنا احکام شرع شریف کا جیسے حال قاتل مؤمن مطلق یا مؤمن
کامل کا جسکے کمال کی شہادت پر شارع سے نص ثابت ہوئی ہو اور قاتل حضرت امام حسینؑ کا اور آمر اُنکے
قتل کا اور خواہان اُنکی اہانت اور تذلیل کا مثل قاتل اور زہر دینے والے اور جادو کرنے والے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہی اور یہ منصب اہل شرع اور ایمۂ مجتہدین کا ہی دوسرا دریافت کرنا حال اشرار و فجار اور کفار کا کہ
افعال اُنکے کیونکر تھے اور اول سے آخر عمر تک اُنھون نے کیونکر گذرانی یہ منصب مؤرخین اور علمای فن
تاریخ کا ہی تعلق شریعت اور اجتہاد سے نہین رکھتا اگر کوئی علمای اعلام اور ایمۂ عظام مین سے انجام
زنان جادو کنندگان اور زہر دہندگان پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے خبر دے کہ کیا ہوا وہ پایۂ علم شرع سے
منصب اجتہاد مین نہ پڑ جائیگا پس اگر عبارت منقولہ امام غزالی صحیح ہو تو احتمال خطا کا اُن پر امر ثانی مین
ہی نہ امر اول مین کما ھو ظاھر من کلامہ انتھٰے بقدر الحاجۃ مولوی عبدالحی صاحب مغفور لکھنوی
فرنگی محلی جلد سوم مجموعۃ الفتاوٰی کے صفحۂ ہفتم مین فرماتے ہین کہ بعضے یزید کے حال مین راہ افراط
و دوستی مین پڑ کر کہتے ہین کہ بعد اسکے کہ باتفاق مسلمانون کے وہ امیر ہوا اطاعت اُسکی حضرت امام پر واجب
ہوئی یہ لوگ اتنا نہین جانتے کہ وہ باوجود امام حسینؑ کے کب امیر ہوسکتا تھا اور اتفاق مسلمانون کا اُسپر کب تھا
ایک جماعت صحابہ اور اولاد صحابہ سے اُسکی اطاعت سے خارج تھے اور تھوڑون نے جو اُسکی اطاعت قبول
کی جب اُسکے شراب پینے اور تارک الصلوۃ ہونے اور زناکار ہونے اور استحلال محارم کو دیکھا تو مدینہ منورہ مین
پھر آئے اور خلع بیعت کر لیا اور بعضے کہتے ہین کہ اُسنے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم نہین کیا اور نہ اُس سے
راضی تھا اور نہ اُنکے اور اُنکی اہل بیت کی اہانت سے خوش ہوا یہ سخن بھی باطل ہی پھر وہی عبارت شرح
عقائد نسفی کی لکھی ہی جو کاتب الحروف نے اوپر نقل کی ہی بعد اسکے لکھا ہی کہ بعضے کہتے ہین کہ قتل امام حسینؑ
کبیرہ ہی نہ کفر اور لعنت مخصوص کفار پر ہی اُنکی فطانت پر بھی سبحان اللہ اُنکو اتنا نہین معلوم ہے کہ کفر
تو دوسری چیز ہی خود ایذای رسول الثقلین کیا ثمرہ رکھتی ہی قال اللہ تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ

الآیۃ اور بعضے کہتے ہین کہ حال اُسکے خاتمے کا معلوم نہین شاید اُسنے بعد ارتکاب اس کفر و معصیت کے
توبہ کی ہو اور آخر سانس اُسکی توبہ پر نکلی ہو اور میلان امام غزالی کا اسی طرف ہی احیاء العلوم مین لیکن مخفی
نرہے کہ احتمال توبہ اور رجوع کا معاصی سے یہ صرف احتمال ہی احتمال ہی ورنہ جو کچھ اُس ناہنجار شقی نے
کیا ہی کسی شخص نے اس امت مین سے نکیا ہوگا بعد قتل امام حسینؑ اور اہانت اہل بیت کے لشکر مدینہ مطہرہ
کے خراب کرنے اور وہان والون کے مارڈالنے کے لیے بھیجا اور اُسی واقعہ مین تین دن تک مسجد نبوی
بے اذان و نماز رہی اُسکے بعد لشکر کشی حرم مکہ معظمہ مین کی اور شہادت عبداللہ بن زبیر کی اُس معرکے
مین عین حرم مکّہ مین واقع ہوئی اور سیطرح کے شغلون مین وہ بیدولت مصروف تھا کہ ناگاہ مرگیا اور دنیا
کو پاک کر گیا اُسکے بیٹے معاویہ نے سر منبر زشتی حال اپنے باپ کی بیان کی واللہ اعلم بما فی الضمائر اور بعضے
بیباکانہ اُس شقی پر لعن تجویز کرتے ہین سلف اور اعلام امت سے امام احمد بن حنبل اور اُنکے امثال نے اُسپر لعنت
کی ہی اور ابن جوزی نے جو کمال عصبیت حفظ سنت اور شریعت مین رکھتے تھے اپنی کتاب مین اُسکی لعن کو
سلف سے نقل کیا ہی اور تفتازانی نے کمال جوش وخروش مین آکر اُسپر اور اُسکے اعوان و انصار پر
لعنت کی ہی اور بعضون نے توقف کیا ہی اور سکوت کے راستے پر چلے ہین اور طریقہ اسلم یہ ہی کہ اُس شقی کو
ہرگز مغفرت اور ترحم سے یاد نکرنا چاہیے اور اُسکے لعن کے ساتھ جو عرف مین کفار کے ساتھ مخصوص ہی اپنی زبان کو آلودہ نکرنا چاہیے اور
ابلیس کے لعن سے زبان روکنے مین بھی باایںہمہ کہ اُسکا کفر منصوص ہی کوئی خطر نہین فضلا عن یزید الشقی انتہے

حال معاویہ اصغر رضی اللہ عنہ کا

وہ باپ کی وصیت کے موافق خلیفہ مقرر ہوے مگر یہ روایت صحیح ہی کہ جب لوگ اُنسے بیعت کرنے آئے تب اُنھون نے
کہا کہ حقیقت مین خلافت حق اہل بیت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی مناسب بلکہ لازم ہی کہ حضرت امام زین العابدین
کے ہاتھ پر بیعت کرو مگر بنی امیہ اور شام والون نے نہ مانا تب اُنھون نے لوگون سے بیعت قبول کی اور بعضی
روایت مین یہ ہی کہ وہ بیمار تھے جب اُنکی بیعت ہوئی تو چند دنون کے بعد اُنھون نے لوگون سے کہا کہ مین خلافت
سے دست بردار ہوتا ہون اگر سب مسلمان امام زین العابدینؑ کو خلیفہ کرین مگر لوگون نے قبول نہ کیا الغرض معاویہ
بعد بیعت کے گھر سے باہر نہ نکلے اور نہ کبھی مسلمانون کو نماز جماعت کی پڑھائی اور نہ کوئی کام خلافت کا کیا
یزید کے مرنے کے بعد اہل حجاز نے عبداللہ بن زبیر کو خلیفہ کیا اور عراق عرب اور عراق عجم خراسان تک
اُنکے تصرف مین تھا اور معاویہ بن یزید کے قبضے مین ممالک شام و مصر اور جو ممالک افریقہ کے اور اُسکے
متعلقات کے اُس عہد تک مفتوح ہوے تھے وہی رہے کنیت معاویہ بن یزید کی ابو عبدالرحمن تھی اور بعضون نے ابو زید
اور بعضون نے ابی لیلے لکھی ہی شیخ اکبر نے مسامرہ مین لکھا ہی کہ انکی مان ام خالد بنت ابی ہشام بن عتبہ

بن ربیعہ بن عبد الشمس بن عبد مناف تھین انکی مُہر مین کندہ تھا اللہ ثقۃ عمرو و انکے منشی ریان بن مسلم تھے اور حاجب اُنکا انھین کا غلام مسلم بن عتاب تھا تفریح الاذکیا مین ہی کہ انھون نے خلیفہ ہونے سے چند روز بعد ایکدن منبر پر چڑھکر اکابر او راشراف کو جمع کرکے بعد حمد و نعت کے یہ بیان کیا کہ خلافت آئین مضبوط خدا اور حق خلفای باصفا کا ہی میرے دادا معاویہ بن ابی سفیان نے خلاف کی راہ سے علی مرتضے کے ساتھ جو احق اور الیق بخلافت تھے نزاع اور جدال کی بعد اُسکے میرا باپ کہ کسی طرح لیاقت اور استحقاق نہین رکھتا تھا تخت سلطنت پر بیٹھا اور بادشاہی جمانے کو حسین بن علی ایسے فرزند رسول کو مارا آخر خود جوان مرا اور وبال و نکال دارین ان چند دنون کی حکومت کی طمع پر اپنے ساتھ لیگیا بعد اُسکے بہت روئے اور کہا مین جانتا ہون کہ محاربہ امیر المؤمنین حسین علیہ السلام سے نہایت بد تھا جو میرے باپ سے واقع ہوا اب مقام اُسکا دوزخ ہی کہ اُسنے اولاد رسول کو قتل کیا اور شراب کو مباح اور مدینہ طیبہ کو خراب و برباد کیا اور بیت اللہ سے بے ادبیان کین سو مین ہرگز اس امارت اور خلافت مین لذت نہین پاتا آو لاد ابی سفیان سے جو کوئی راضی ہو اُسکو امیر کرو مین قلادہ بیعت اپنا مسلمانون کی گردنون سے نکالے لیتا ہون بعد ازان منبر سے اُتر آئے اور ایک گوشۂ عافیت مین دروازہ بند کرکے بیٹھے اور چالیس دن کے بعد اُسی حال مین دنیا سے عازم ملک بقا ہوے انتہے مین کہتا ہون کہ یہ ترجمہ اس خطبے کا ہی جو قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے سیف المسلول مین نقل فرمایا ہی اور قاضی صاحب نے اُس نقل کے بعد فرمایا ہی کہ اس خطبے سے ظاہر ہوتا ہی کہ یزید شراب کو مباح کہتا تھا پس انکار نص قرآن کا کیا اور کافر ہوا مثل خوارج وغیرہ کے کہ انکار اکثر آیات قرآنی کا کرتے تھے اور تکفیر صحابہ کی کرتے تھے حال آنکہ حسن خاتمہ اور خلوص نیت اُنکے نصوص قطعیہ سے ثابت ہی پس قرآن کا انکار کرکے کافر ہوگئے اور فقیر کے نزدیک دلیل جواز لعنت یزید اور خوارج وغیرہ پر یہ ہی کہ اُنھون نے صحابہ اور اہل بیت کو اذیت دی ہی اور پیغمبر صاحب کو بھی کیونکہ آپ نے فرمایا کہ جس نے اُنکو ایذا دی اُسنے مجھے ایذا دی اور جسنے مجھے ایذا دی اُسنے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی وہ کافر ہی اور فرمایا حق تعالی نے وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ انتہی عمر معاویہ اصغر کی قاضی صاحب سیف المسلول مین فرماتے ہین کہ تیئیس برس کی ہوئی اور مدت خلافت تین مہینے بائیس روز اور عبد الرحمن اُنکے بھائی نے اُنکے جنازے کی نماز پڑھی اور دمشق مین باب الجابیہ کے باہر دفن ہوے اور تاریخ اسحاقی مین ہی کہ یہ چالیس روز خلیفہ رہے بعد اُسکے انکی وفات ہوئی انکی عمر تیئیس برس کی ہوئی اور جامع التواریخ مین بھی چالیس دن لکھے ہین اور یہ لکھا ہی کہ بعضے تین دن بھی کہتے ہین اور مسامرات مین ہی کہ معاویہ اصغر کی نماز اُنکے بھائی عبد الرحمن نے پڑھائی اور بعضے کہتے ہین

کہ ولید بن عتبہ نے شروع کی دو تکبیرین کہی تھین کہ مرگ مفاجات سے وہ مرے اُسکے بعد اُنکے بھائی عبدالرحمٰن
نے از سرِ نو نماز پڑھائی اور ولید بن عتبہ کی نماز مروان نے پڑھائی اور اُنکو اُنھین معاویہ کے پہلو مین دفن کیا انتھے
مروان نے اُنکے دفن کرتے وقت یہ شعر کہا جسکا ترجمہ یہ ہی کہ مین دیکھتا ہون فتنہ اور فساد کو کہ اُن کی دیگین
جوش کر رہی ہین اور ملک بعد معاویہ بن یزید کے اُس شخص کے قبضے مین ہوگا جسکو غلبہ ہوگا سبحان اللہ عجیب
کارخانے قدرت الٰہی کے ہین بیشک یہ اُس کی شان ہے جو بعضے تلامیذ الرحمٰن کی زبان پر یہی شعر
گہ آری خلیلے ز بتخانہ گہی آشنائی ز بیگانہ بعد معاویہ ابن یزید کے اہلِ شام نے جابیہ مین مروان
کی بیعت کی اور مروان ابن الحکم شام اور مصر پر حاکم ہوگیا اور ابن زبیر حجاز اور عراق پر اور عبید اللہ بن زیاد
کوفہ سے بھاگا اور شام مین آکر مروان سے ملا ضحاک بن قیس فہری ان دونون سے علحدہ ہوکر لوگون کو
بیعت ابن زبیر کی دعوت کرنے لگے چنانچہ موضع مرج مین ان دونون سے بڑی لڑائی ہوئی اور ضحاک مارے گئے
پھر محرم ۶۵ھ مین سلیمان ابن صرد خزاعی اور مسیب بن نجبۃ الفزاری نے کوفہ مین خروج کیا اور طالبِ عوض
خون امام علیہ السلام ہوے ایک لاکھ آدمی اُنکے ساتھ ہوگئے جب کوفے سے شام کو چلے تو دس ہزار رہگئے جنھون نے
ساتھ دیا باقی اور سب اپنے گھر مین بیٹھ رہے مروان نے عبید اللہ بن زیاد کو تیس ہزار سوار دیکر سلیمان اور
مسیب کے مقابلے کو بھیجا موضع عین الوردہ پر جو بلاد جزیرہ سے ایک مقام ہی اہل عراق اور شام مین خوب
لڑائی ہوئی لشکر شام غالب آیا سلیمان اور مسیب اور بہت سے عراق والے مارے گئے اور اُسی زمانے مین مروان
مرا جب سلیمان اور مسیب کے قتل ہونے کی خبر کوفے مین پہونچی اور اُنکی سپاہ شکست کھاکر کوفے مین آئی تو مختار کا
کا کار بالا ہوا اکثر اکابر کوفہ طلب خون امام مظلوم مین اُسکے موافق ہوگئے اور جم غفیر کوفے سے اُسکے ساتھ ہوئے
کیونکہ کوفیون کو خون ناحق امام علیہ السلام مین ہاتھ بھرنے کی غیرت دامنگیر تھی یہی چاہتے تھے کہ کسی طرح
اس داغ کو اپنی پیشانی سے دھو ڈالین اور یہ خیال ہی نہ تھا کہ قدرتی داغ بھی کہین دھونے سے چھوٹتا ہی
تقدیر کا لکھا بھی کسی کے مٹانے سے مٹتا ہی غرض عبداللہ بن مطیع جسکو ابن زبیر نے حکومت کوفہ پر مقرر کیا تھا
مختار کے اس ارادے سے بھی واقف ہوے اور کوتوال شہر ایاس بن مضارب کو مع چند سپاہیون کے مقرر کردیا
کہ راتون کو محلے مین نکلکر شرائط حراست بجالائے اور ادھر مختار نے مقرر کیا تھا کہ پنجشنبہ کے دن چودھوین
ربیع الاول ۶۶ھ کو خروج کرکے کوفہ کو اپنے تصرف مین لائے اور خروج سے پہلے ایک رات ابراہیم بن مالک
اشتر سو آدمیون سے مختار کے گھر کی طرف جاتا تھا راہ مین ایاس سے ملاقات ہوئی بعد قیل و قال کے لڑائی
ہونا شروع ہوئی ابراہیم نے ایاس کو قتل کیا اور اُسکا سر مختار کے پاس لیگیا مختار خوش ہوا اور اُسی رات کو

اپنے ساتھیون کے ساتھ نکلا اور کئی بار شہر مین لڑا اور صبح کے وقت باہر جا کر دیر ہند کو لشکر گاہ بنایا ابن مطیع کی طرف سے شبث بن ربعیہ لڑنے آیا شکست کھا کر بھاگا مختار اُنکا تعاقب کرتا ہوا کوفہ مین آگیا دوسری بار عبداللہ خود پانچ ہزار سوار لیکر لڑنے آیا اور خوب لڑائی ہوئی بہت لوگ عبداللہ کی طرف کے مارے گئے اور وہ خود دار الامارۃ مین جا چھپا مختار نے دار الامارۃ کا محاصرہ کیا اور روز بروز اُسکی سپاہ بڑھتی گئی چوتھے دن ابن مطیع کوٹھے سے کود کر مکہ چلدیا اور اُسکے اتباع نے نکلکر مختار سے بیعت کی اور مختار نے کوفہ پر تسلط پایا انتہے

فائدہ کرمانی شرح صحیح بخاری مین باب من افاض علی راسہ ثلثا من کتاب الغسل مین لکھتے ہین کہ سلیمان بن صرد با صاد مہملہ و راء و دال مہملات خزاعی صحابی ہین اُنسے پندرہ حدیثین مروی ہوئین اور صحیح بخاری مین دو حدیثین ہین اُنھون نے کوفے مین سکونت اختیار کی اور یہ اول نزول اُنکا تھا مسلمانون مین سے کوفے مین یہ اخیار عُبّاد اور فضلای اہل قدر و شرف سے تھے اپنی قوم مین اور لشکر ابن زیاد نے اُنکو جزیرے مین ۶۵ھ مین مارا انتہی اور تذکرہ سبط ابن الجوزی مین بروایت ابن سعد لکھا ہی کہ سلیمان مہاجرین طبقۂ ثالثہ سے تھے واللہ اعلم ابن عبد البر نے استیعاب مین سلیمان بن صرد کے حال مین لکھا ہی کہ یہ شخص اُن لوگون مین سے تھا جنھون نے حضرت امام علیہ السلام کو لکھا تھا کہ آپ کوفہ تشریف لائیے اور جب آپ کوفہ تشریف لائے تو علیحدہ ہو گئے بعد واقعۂ شہادت یہ نادم ہوے اور مسیب بن نجبۃ الفزاری اور وہ تمام لوگ جو گمراہ ہو کر شریک امام حسینؑ کے نہین ہوے تھے اُسکے بعد کہنے لگے کہ یہ جو ہمنے کیا ہی اس سے توبہ کی کوئی صورت نہین سوا اسکے کہ حضرت کے طلب خون مین اپنی جانین دین پس یہ لوگ نکل کھڑے ہوے اور نخیلہ مین لشکر جمع کیا اور یہ مستہل ربیع الآخر ۶۵ھ مین ہوا اور اُنھون نے اپنے امور کا متولی سلیمان کو کیا اور اُسکا نام امیر التوابین رکھا پس ابن زیاد سے لڑائی ہوئی اور سلیمان بن صرد اور مسیب دونون موضع عین الوردہ مین مارے گئے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ لوگ شام مین طلب قصاص حضرت امام مین نکلے تھے پس اُنکا نام توابین ہوا اور یہ چار ہزار آدمی تھے پس سلیمان پر تیر پھینکا یزید بن الحصین بن نمیر نے اُس سے وہ مرے اور اُنکا اور مسیب دونونکا سر کٹکر مروان کے پاس آیا انتہے

حال ابن سعد کا

عمر بن سعد بن ابی وقاص مدنی ابن حجر نے تقریب التہذیب مین لکھا ہی کہ اسکو مختار نے ۶۵ھ مین یا بعد اُسکے مارا اور جسنے اُسکو صحابہ مین ذکر کیا ہی یہ اُسکا وہم ہی ابن معین نے کہا کہ یہ پیدا ہوا حضرت عمرؓ کی وفات کے دن ملا علی قاری نے مرقات مین لکھا ہی کہ ابن معین نے عمر بن سعد کے بارے مین کہا کہ یہ قاتل حسین علیہ السلام کا ہی اور جو ایسا ہو وہ کیونکر ثقہ کہلایا جا سکتا ہی مین کہتا ہون کہ رحم کرے اللہ اُسپر جسنے احادیث کی اُس سے تخریج کی ہی اپنی کتابون مین باینہمہ کہ اُسکا حال جانتا ہی انتہی بقدر الضرورۃ

اُسکی حالت یہ گذری کہ مختار نے بعد تسلط کے اولاً یہ حکم دیا کہ قیدیون کو لاؤ وہ سب حاضر ہوئے پھر کہا جو لوگ
لشکر ابن سعد مین شریک قتال حسین بن علی تھے ایک ایک کو بتاؤ چنانچہ کئی سو آدمیونکا پتہ ملا اُن سبکی
گردنین مارکر سولی مین لٹکا دیا معارف ابن ابی قتیبہ مین ہی کہ مختار نے اپنے شاگرد ابو عمرہ کو حیلے سے ابن سعد کے
پاس بھیجا اُسنے جاکر اُسکو مارا اور اُسکا سر لے آیا اُسوقت حفص بن عمر بن سعد بھی بیٹھا تھا مختار نے پوچھا کہ تو اس
سر کو پہچانتا ہی اُسنے کہا ہان یہ سر ابی حفص کا ہی مختار نے کہا کہ حفص کو بھی ابی حفص سے ملاؤ چنانچہ وہ بھی قتل ہوا
انتہی اور تحریر الشہادتین مین ہی کہ مختار نے اپنے خواص کو بھیجا کہ ابن سعد کو بلاؤ حفص بن سعد حاضر ہوا
مختار نے پوچھا کہ تیرا باپ کہان ہی اُسنے کہا گھر مین بیٹھا ہی مختار نے کہا کہ اب حکومت رے اور اعمال سے
اُسکے ہاتھ اُٹھائے کیون گھر بیٹھا ہی حضرت امام کے قتل کے دن کیون نہ گھر بیٹھا اور حکم دیا کہ ابن سعد کا سر کاٹو چنانچہ سر کاٹا
گیا اور اُسکے بیٹے کو گھر مین مارا اور شمر ذی الجوشن کو بھی بلا کر گردن ماری اور اُن سب کے سر محمد بن الحنفیہ کے
پاس بھیجے اور حکم دیا کہ بقیہ شریکون مین سے بھی جو معرکۂ کربلا مین تھے جسکو پاؤ مار ڈالو مختار کے اس ارادے
کی خبر سنکر سب کوفہ والے بھاگے مختار کے لشکر نے اُنکا تعاقب کیا جو ملتا جاتا اُسکو مارتے اور گھر لوٹ لیتے اور جب
خولی بن یزید قید ہوکر آیا تو مختار نے حکم دیا کہ پہلے اُسکے دونون ہاتھ اور پیر کاٹو پھر اُسکا بدن آگ مین جلادو
چنانچہ یہی ہوا اور جو لشکر ابن سعد مین سے ملا اُسی طرح اُسکے ساتھ کیا گیا اور شمر کی لاش گھوڑون سے
روندائی گئی ہڈیان چور ہوکر سرمہ ہوگئین صَدَقَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ
بیشک جو جیسا کریگا ویسا پائیگا فائدہ صحیحین مین اُم المومنین حضرت عایشہ صدیقہ سے روایت ہے
کہ فرمایا حضرت نے کہ روحونکا لشکر جھنڈ کا جھنڈ ہی جو جو اُن مین سے ازل مین آشنا اور واقف تھا وہ اس
عالم مین ملا اور اُلفت والا رہا اور جو اُنمین سے ناآشنا اور بے پہچان تھا وہ یہان بھی جدا اور بھٹکا رہا
یعنی ازل مین خدا نے روحون کو چند قسمون پر پیدا کیا ہی اور اُنمین استعدادین مختلف رکھی ہین جنمین
وہان مناسبت تھی وہ اس عالم مین شیر و شکر ہوگئی جسطرح سعد ابن ابی وقاص والد عمر بن سعد کے کہ عاشق
زار رسول اللہ اور جان نثار امام حسین علیہ السلام کے تھے اُنکے بہشتی ہونے کی بشارت قطعی ہی اور جو وہان بیمیل
تھے وہ یہان بھولے بھٹکے رہے جسطرح عمر بن سعد اور یزید وغیرہ کہ خاندان نبوت کے دشمن جانی تھے اور
ظاہر مین ایماندار اسی سبب سے کہتے ہین کہ خدا ولی سے شیطان اور شیطان سے ولی پیدا کرتا ہے شعر

سعد ابن ابی وقاص کی یہ فضیلت ہی		زخاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی ست		حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد مین فرمایا ای سعد تیر مار میرے مان باپ تجپر فدا ہون یہ حدیث صحیحین
مین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی اور مصابیح مین حضرت موصوف سے روایت ہی کہ مین نے

اپنے گھر پلٹا تو ابن سعد اپنے گھر سے نکلکر حمام مین آیا اُسکے ایک غلام نے اُسے خبر دی کہ تیرے ساتھ یہ ہوا ہی
اور امان نامہ مین یہ لکھا ہی ابن سعد نے کہا کون حدث عظیم تر ہوا اُس سے جو مین نے کیا ہی اپنے لڑکے باپ چھوڑ کے
اور یہان آیا تو جا وہ غلام چلا گیا اور مختار سے جا کر کہہ آیا اور یہ بھی کہا کہ ابن سعد کہین نہین جائیگا اُسکی گردن مین
تو زنجیر ہی وہ اُسکو پھیر لائیگی صبح کو مختار نے ابو عمرہ کو بھیجا وہ ابن سعد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تجھے
امیر بلاتے ہین ابن سعد اُٹھا اور اپنا جبہ پہننے لگا اتنے مین ابو عمرہ نے تلوار ماری اور اُسکا ناپاک سر
کاٹ کر مختار کے پاس لایا مختار نے اُسکے بیٹے حفص سے کہ وہ مختار کے پاس بیٹھا تھا پوچھا کہ تو پہچانتا ہے کہ
یہ کسکا سر ہی کہا ہان اب زندگی مین اسکے بعد مجھے بھی کچھ لطف نہین ہی چنانچہ وہ بھی باپ کے ساتھ مارا گیا
مختار نے کہا کہ یہ سر حسین کا بدلہ ہی اور یہ سر علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کا بدلہ اور پھر برابری نہین اللہ کی قسم
اگر مین چوتھائی قریش کو مارون تو امام حسین کی ایک انگلی کے بھی برابر وہ نہ پہنچین گے اور مختار کے ان سب
اشقیا کے قتل مین مستعد ہونیکا سبب یہ ہوا کہ یزید بن شراحیل انصاری نے حضرت محمد بن الحنفیہ کے پاس
آکر سلام کیا اور بیٹھ کر ادھر اُدھر کی باتین کرنے لگا یہان تک کہ مختار کا ذکر آیا محمد بن الحنفیہ نے فرمایا کہ عجب
بات ہی کہ مختار کو یہ تو دعوی ہی کہ وہ ہمارا شیعہ ہی مگر قاتلین حضرت امام حسین کو اپنے پاس کرسی پر بٹھلاتا ہی
اور اُن سے باتین کرتا ہی یزید نے آکر مختار سے یہ کہدیا اُسنے ابن سعد اور اُسکے بیٹے کو مار کر اُن دونون کے سر
محمد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجدیئے اور لکھا کہ مین اورونکی تلاش مین ہون جن جن کو پاؤنگا مار ڈالونگا باقی اور
قاتلین کا حال اُس کتاب مین یون ہی کہ پھر مختار نے حکیم بن الطفیل طائی کو بلوایا اُسنے حضرت عباس کا
مال لوٹا تھا اور حضرت امام علیہ السلام پر تیر مارا تھا اور کہتا تھا کہ میرا تیر آپ کے کرتے اور دامن میں لگا تھا
مختار کے آدمی اُسے پکڑ لائے اُسکے گھر والون نے عدی بن ابی حاتم سے جا کر سفارش کرائی عدی نے اُن
لوگون سے کہا کہ چھوڑ دینے کا اختیار تو مختار ہی کو ہی پھر مختار کے پاس دوڑے گئے مختار عدی کا پاس و
لحاظ کرتا تھا اور اُنکا ممنون تھا کیونکہ مختار نے اُنسے اپنے قوم کے چند لوگون کی سفارش کی تھی جبانۃ السبیع
کے دن ادھر چونکہ مختار کے لوگ سمجھے تھے کہ عدی بن ابی حاتم کی سفارش وہ ضرور مان لیگا لہذا اُنھون نے
تیر اندازی کر کے حکیم بن الطفیل کو یہین پہلے ہی مار ڈالا اُسکو مختار کے پاس زندہ لے ہی نہین گئے یہان عدی
نے مختار کے پاس جا کر حکیم کی سفارش کی مختار بولا کہ کیا تمھین یہ اچھا معلوم ہوتا ہی کہ امام حسین کے قاتلین
یون ہی زندہ صحیح اور سلامت پھرین مارے نجائین اپنے کیئے کی سزا دنیا مین نہ پائین عدی بولے
کہ اُسپر یہ تہمت ہی وہ وہان کربلا مین تھا ہی نہین مختار نے کہا اگر ایسا ہی ہی تو مین تیری خاطر
سے حکیم کو چھوڑ دونگا اتنے مین ابن کامل نے آکر حکیم کا مارا جانا بیان کیا مختار نے کہا کہ تمنے اتنی جلدی

کیون کی اُسکو یہان سے آئے ہوتے ابن کامل بولے کہ شیعون نے غلبہ کیا مین مجبور ہو گیا عدی نے کہا تو
جھوٹا ہی اصل یہ ہوئی ہی کہ تجھے گمان ہوا کہ عدی اُسے بچالین گے لہذا بالا بالا تمنے وہین اُسکا کام تمام کر دیا
ابن کامل نے اُسکو گالی دی مختار نے روکا کہ جانے دو یہ کیا واہیات باتین کرتے ہو پھر مختار نے علی بن الحسین
کے قاتل کے پاس آدمی بھیجے وہ مرہ بن منقذ تھا عبد القیس مین سے وہ بڑا بہادر آدمی تھا مختار والون
نے جا کر اُسکا گھر گھیرا وہ گھوڑے پر نیزہ لیکر نکلا اور اُنسے لڑا اُسکے ہاتھ مین زخم لگا اُس سے
وہ بچ گیا اور بھاگا اور مصعب بن زبیر سے جا ملا اُسکے بعد اُسکا ہاتھ شل ہو گیا پھر مختار نے زید بن رقاد
جبانی کو بلایا وہ کہتا تھا کہ مین نے ایک جوان کو کربلا مین تیر مارا تھا اُسکی ہتھیلی پیشانی پر رکھی تھی تیر بچانے
کے لیے میرا تیر اُسکی پیشانی پر جا پڑا وہ جوان ایسا مجبور ہوا کہ پھر وہ تیر نکال نہ سکا اور وہ عبد اللہ بن مسلم بن عقیل
تھے اُنھون نے میرے تیر مارتے وقت کہا تھا کہ اے اللہ ان لوگون نے ہمکو گھٹا دیا ہے اور ذلیل کیا
پس تو انکو بھی ویسا ہی مار جیسا اُنھون نے ہمکو مارا ہی پھر اُسنے ایک اور لڑکے پر تیر مارا اور کہتا تھا کہ پھر مین
جو اُسکے پاس گیا تو اُسکو مردہ پڑا پایا مین نے اپنا ایک تیر اُسکے پیٹ سے نکالا اور دوسرے کو پیشانی
سے کھینچتا تھا کہ نہ نکلا جب مختار کے لوگ اُسکے یہان گئے تو وہ تلوار لیکر اُنپر آپڑا ابن کامل نے کہا کہ اسکو
نہ نیزہ مارو اور نہ تلوار اسکو تیر اور پتھر مارو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا وہ گر پڑا اُن لوگون نے اُسکو زندہ آگ
مین پھینکدیا وہ اُسی مین جل بھن گیا مختار نے سنان بن انس کو بلوایا لوگون نے جا کر دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ وہ بصرہ کو بھاگ گیا لوگون نے اُسکا گھر ڈھا دیا پھر عبد اللہ بن عقبہ غنوی کو بلوایا وہ بھی
نہین ملا جزیرے کو بھاگ گیا تھا اُسکا بھی گھر ڈھا دیا گیا پھر حرملہ بن کاہل اسدی کو بلوایا وہ بھی نہ ملا پھر
عبد اللہ بن عروہ خثعمی کو بلوایا معلوم ہوا کہ وہ بھاگ کر مصعب بن زبیر سے جا ملا ہی اُسکا گھر ڈھا دیا گیا
پھر عمرو بن صبیح صدائے کو جسکا دعوی تھا کہ مین نے کربلا کے شہیدون کو تیر مارے ہین اور اُن کو زخمی
کیا ہی مگر کسیکو مارا نہین بلوایا وہ رات کو پکڑا گیا اور مختار کے پاس لایا گیا اُسنے نیزہ منگوا کر اُسکے پیٹ
مین بھونکدیا وہ مر گیا پھر محمد بن اشعث کو بلوایا وہ ایک گاؤن مین جو قادسیہ کے پہلو مین تھا جا رہا تھا
معلوم ہوا کہ وہ وہان نہین ہی مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ گیا تھا اُسکا گھر ڈھا دیا گیا اور اُسکی
مٹی اور اینٹون سے حجر بن عدی کندی کا گھر بنوا دیا گیا جسکو زیاد نے گروا دیا تھا پھر اُسنے زیاد بن
مالک ضبعی اور عمران بن خالد قشیری اور عبد الرحمن بن ابی خشارہ بجلی اور عبد اللہ بن قیس خولانی کو
بلوایا یہ لوگ حاضر کیے گئے جب اُنکو دیکھا تو کہا اے صالحین کے قاتلو اور اے نوجوانان اہل جنت کے
سردار کا خون بہانے والو تحقیق اللہ نے آج کے دن بدلہ لیا تمسے تمھین یاد ہو گا کہ اُس منحوس دن کو

تمھارے یہان ورس آیا تھا اور اُن لوگون نے لوٹا تھا اُس ورس کو جو حضرت امام کے ساتھ تھا یہ کہکر حکم دیا
کہ اُنکو مار ڈالو وہ سب مار ڈالے گئے پھر عبد اللہ اور عبد الرحمٰن صلخت کے بیٹے اور عبد اللہ بن وہب بن عمرو
ہمدانی مختار کے پاس لائے گئے یہ اعشی ہمدان کے چچا کا بیٹا تھا یہ بھی مارے گئے پھر عثمان بن خالد بن
اسید دہمانی جہنی اور ابو اسماء بشر بن شمیط قانصی لائے گئے یہ دونون شریک تھے عبد الرحمن بن عقیل
کے قتل مین اور اُن کے مال لوٹنے مین انکی گردنین ماری گئین اور آگ مین جلا دیے گئے پھر مختار نے
خولی بن یزید اصبحی کے یہان آدمی بھیجا جسنے حضرت سید الشہدا کا سر مبارک لیا تھا وہ اپنے دروازے
مین چھپ رہا مختار کے لوگ اُسکو آکر ڈھونڈھنے لگے اتنے مین اُسکی عورت جسکا نام عیوف بنت مالک تھا
نکلی اُس عورت کو شوہر سے اُس روز سے عداوت ہوگئی تھی جس روز سے وہ سر مبارک لایا تھا اُس نے
لوگون سے پوچھا کیا ڈھونڈھتے ہو انھون نے پوچھا تیرا خاوند کہان ہی اُسنے کہا مین نہین جانتی اور ہاتھ
کے اشارے سے بتادیا کہ دروازے مین ہی انھون نے وہان جاکر اُس شقی کو پکڑا اُسکے سر پر قوصرہ تھا اُسکو
نکالکر مار ڈالا اور آگ مین جلا دیا عبد اللہ بن اسید جہنی اور مالک بن بشیر بدری اور حمل بن مالک محاربی یہ
سب قادسیہ سے پکڑ لائے گئے جب مختار نے اُنکو دیکھا تو کہا ای اللہ کے دشمنو کہان ہین حسین بن علیؓ
افسوس کہ اُنپر صلوۃ بھیجنے کا تمکو حکم کیا گیا اور تمنے اُنکو مارا وہ کہنے لگے اللہ تجھپر رحم کرے ہم تو زبردستی بھیجے
گئے تھے اب ہمپر احسان کر ہمین چھوڑ دے مختار نے کہا تمنے حسینؓ پر جو تمھارے نبی کے نواسے تھے احسان
کیون نکیا اُنکو کیون نہ چھوڑ دیا اپنی جان بچانے کے لیے خوشامد کرتے ہو تمکو شرم نہین آتی ہی اور بدری
وہ تھا جسنے آپ کی کلاہ مبارک لی تھی اُسکے ہاتھ اور پیر مختار کے حکم سے کاٹے گئے اور چھوڑ دیا گیا اسی حالت
مین وہ تڑپ کر مر گیا اور سب مار گئے اور عمرو بن حجاج زبیدی کہ یہ بھی حضرت کے قتل مین موجود تھا بلایا گیا یہ تو
سوار ہوکر واقصہ کی طرف بھاگا اسکا پتہ نہ لگا بعضے کہتے ہین کہ مختار والون نے اسکو جا پکڑا مارے
پیاس کے یہ گر پڑا اُسکو پکڑکر ذبح کر ڈالا اور اُسکا سر لے آئے اور مختار نے ایک غلام کو جسکا نام زربی تھا
شمر ذی الجوشن اور اُسکے یارون کے بلانے کو بھیجا جب یہ شمر کے قریب پہونچا تو اُسنے اپنے ساتھیون سے
کہا کہ میرے پاس سے جاؤ یہ شخص مجھے پکڑنے آتا ہی وہ سب کے سب چلدیے زربی نے شمر پر حملہ کیا شمر نے اُسے
مارا اور چل کھڑا ہوا شام کو صدمہ مین پہونچا پھر چلا یہانتک کہ جاکر ایک گانون مین جسکا نام کلتانیہ ہی اور وہ کنارے
نہر کے تل کی جانب ہی پہونچا وہان پہونچکر گانون والون کے پاس آدمی بھیجا اور وہان سے پاسبان لیا اور
اُسے خط دیا کہ یہ لیکر مصعب بن زبیر کے پاس جا یا پاسبان گانون مین آیا اُسمین اتفاق سے ابو عمرہ صاحب مختار
تھے اُنکو مختار نے اُس گانون مین اسلیے بھیجا تھا کہ وہ مختار اور بصرے والون مین صلح کرا دین یہ پاسبان

دوسرے پاسبان سے ملکر شمر کی شکایت دونون آپس مین کر رہے تھے کہ عبدالرحمن بن ابی الکنود ابی عمرہ کے یار وہان جا پڑے اُنھون نے یہ تقریر سنکر پاسبان سے خط لیا پڑھا تو لفافے پر لکھا تھا کہ مصعب بن زبیر کو یہ خط شمر کی طرف سے پہونچے یہ پڑھکر پاسبان سے پوچھا کہ وہ کہان ہی اُسنے بتا دیا معلوم ہوا کہ وہ تین فرسخ پر وہان سے ہی پس وہ لوگ وہان گئے اور شمر نے اپنے یارون سے کہا تھا کہ اگر مین اس گانؤن سے نکلونگا تو پھر نہ بچونگا جب وہ سب پہونچ گئے تو شمر یہ دیکھکر اُٹھا اور لڑنے لگا اسی درمیان مین لوگون نے سنا کہ کہنے والا کہتا ہی کہ مارا گیا خبیث مارا اُسکو ابن ابی الکنود نے جسنے وہ خط پاسبان کے پاس دیکھا تھا غرض وہ روسیاہ ابن ابی الکنود کے ہاتھ سے مارا گیا اور اُس کی لاش کتون کو ڈالدی گئی انتہی

حال بد مآل عبید اللہ بن زیاد کا

اسکی مان کا نام مرجانہ تھا جیسا طبقات ابن سعد اور معارف ابن ابی قتیبہ مین ہی اور معارف مین ہی کہ زیاد کی مان بقول ابو الیقظان اسماء بنت الاعور بنی عبشمی بن سعد سے تھی اور اور سبھون کے نزدیک سمیہ حرث بن کلدہ طبیب ثقفی عرب کی لونڈی تھی وفیات الاعیان مین ہی کہ ابو الخیر یمن کا پادشاہ بیمار ہو کر طائف مین آیا وہان اُس حکیم کے علاج سے اچھا ہوا اُسنے حکیم کو ایک لونڈی اور ایک غلام دیا لونڈی کا نام سمیہ تھا بضم سین مہملہ و فتح میم و تشدید یا اُسکے بعد ہای ہوز اور غلام کا نام عبید تھا بضم عین مہملہ جو تصغیر عبد کی ہی اور یہ لونڈی اور غلام کسری نے ابو الخیر کو اپنے اور ہدایا کے ساتھ دیے تھے حرث نے سمیہ کا نکاح عبید سے کردیا اُس سے زیاد پیدا ہوا اُسکو زیاد بن عبید اور ابن سمیہ دونون کہتے تھے اور یہ قبل استلحاق معاویہ کے تھا اور ابو سفیان صخر ابن حرب اموی والد معاویہ کو کہتے ہین کہ جاہلیت مین اُنھون نے سمیہ سے زنا کیا تھا اُس سے ابن زیاد پیدا ہوا تھا مگر اُس زمانے مین بھی سمیہ اپنے شوہر ہی کے پاس تھی جب زیاد سن تمیز کو پہونچا تو اُس سے آثار نجابت اور فصاحت و بلاغت کے ظاہر ہوے اور عرب مین وہ خوش فکری اور تیزی عقل مین معروف اور خطبای مشہورین مین مشہور ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت مین جب ابو موسی اشعری بصرے کے عامل ہوے تو اُنکا یہ میر منشی مقرر ہوا ایک مرتبہ حضرت عمر نے زیاد کو یمن مین ایک جھگڑا فیصلہ کرنے کو بھیجا اُسنے وہان جاکر ایسا خطبۂ بلیغ پڑھا کہ لوگون نے کبھی ایسا نہ سُنا تھا عمرو بن العاص نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ لڑکا اگر قریش کا ہوتا تو عرب اُسکو اپنی لاٹھیون سے ہانکتے ابو سفیان نے کہا قسم اللہ کی مین اُسکو اسوقت سے جانتا ہون جب سے یہ مان کے پیٹ مین تھا جناب امیر کرم اللہ وجہہ بھی وہان موجود تھے آپ نے فرمایا کہ ای ابو سفیان کہو تو سہی یہ کون ہے ابو سفیان نے کہا مین ہون حضرت امیر نے فرمایا مَهْلًا یَا اَبَا سُفْیَانَ ابو سفیان نے اشعار پڑھے جنکا خلاصہ مطلب

۴ [illegible]

[illegible]

یہ ہی کہ ای علیؑ اگر مجکو ڈر نہوتا اُس شخص کا جو مجھے دیکھ رہا ہی اور میرا دشمن ہی تو اُسکے بھید کو ظاہر کر دیتا جب حضرت
امیر کا زمانہ آیا تو آپ نے زیاد کو فارس کا عامل مقرر فرمایا اسنے وہان پہونچکر کئی شہر ضبط کیے اور کتنے جھگڑے
رفع کیے پھر اس سے معاویہؓ نے مکاتبت شروع کی تا کہ اس سے اور حضرت امیرؑ سے بگڑ جائے اسنے اُنکا خط
حضرت امیر علیہ السلام کو بھیجدیا اسمین ایک شعر لکھا تھا وہ مین نے نہین لکھا ہی تب حضرت امیر نے اُسکا جواب
لکھا جب زیاد نے وہ خط پڑھا تو کہنے لگا قسم خدای کعبہ کی کہ ابو الحسن نے میری گواہی دی (یہ حرکت اُسکی کمال
بیباکی اور بیحیائی کی ہوئی) پس یہی وہ بات ہی جسکی وجہ سے یزید نے اپنے اُس فعل پر جرأت کی جو اُسنے
کیا جب حضرت امیر علیہ السلام شہید ہوے اور حضرت حسن مجتبےٰ خلیفہ ہوے اور پھر حضرت سبط اکبر نے امر
خلافت معاویہ رض کو سپرد کیا تو اُنھون نے زیاد سے استمالت شروع کی اور وہی کر دکھایا جو اُن کے والد نے
حضرت امیر اور عمرو بن العاص کے سامنے کہا تھا اور سکلہ مین زیاد کو اپنے مین ملا لیا اب لوگ اسکو زیاد بن
ابی سفیان کہنے لگے انتھےٰ شیخ ابن حجر عسقلانی اصابہ فی تمییز الصحابہ مین فرماتے ہین کہ گواہی دی اُسکی
زیاد بن اسماء حرمازی اور مالک بن ربیعہ سلولی اور منذر بن الزبیر نے جیسا کہ ذکر کیا اسکو مدائینی نے
اپنی سندون سے اور بڑھایا مدائینی نے گواہون مین جویریہ بنت ابی سفیان اور مستورد بن قدامہ باہلی اور
ابن ابی نصر ثقفی اور زید بن نفیل الازدی اور شعبہ بن العلقم مازنی اور ایک شخص کو بنی عمرو بن سفیان سے
اور ایک شخص کو بنی المصطلق سے ان سبنے گواہی دی ابی سفیان پر کہ زیاد اُسکا بیٹا ہی مگر منذر نے کہا کہ
مین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سُنا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ یہ ابو سفیان نے بیان کیا پس خطبہ پڑھا معاویہؓ نے
اور زیاد کو ملا لیا زیاد کہنے لگا کہ یہ گواہ جو کہتے ہین اگر وہ حق ہی تو الحمد للہ اور اگر جھوٹ ہی تو انکا معاملہ اللہ
کے ساتھ ہی امام احمد نے باسناد صحیح روایت کی کہ ابی عثمان نے کہا کہ جب زیاد نے یہ دعوی کیا تو مین ابا بکرہ
سے ملا اور مین نے کہا کہ یہ کیا ہی مین نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ نے فرمایا کہ جسنے اسلام
مین اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بنایا تو اُسپر جنت حرام ہی ابا بکرہ کہنے لگے کہ مین نے بھی حضرت سے
یہی سنا ہی اور اسکی اصل صحیح مین ہی انتھےٰ شیخ عبد الحق محدث رح رسالہ ما ثبت بالسنۃ مین لکھتے ہین کہ یہ پہلا قضیہ ہی
جسمین حکم نبوی اسلام مین بدلا گیا ذکر کیا اسکو ثعلبی وغیرہ نے انتھی کامل ابن اثیر مین ہی کہ یہ استلحاق پہلا
قضیہ ہی جسمین حکم شریعت پلٹا گیا کیونکہ حضرت نے فرمایا ہی کہ اَلوَلَدُ لِلفِرَاشِ وَلِلعَاهِرِ الحَجَرُ اور بعضے اسکا عذر یون
بیان کرتے ہین کہ جاہلیت کے نکاح کئی طرح کے ہوتے تھے ایک صورت یہ تھی کہ ایک گروہ زنا کرتا تھا عورت
بیرونی سے جب اُس سے لڑکا پیدا ہوتا تو وہ لوگ جس سے چاہتے تھے اُس لڑکے کو منسوب کر دیتے تھے جب
اسلام ہوا تو یہ نکاح حرام ہو گیا مگر اتنا رہا کہ ٹھیرا لیا جاتا تھا وہ لڑکا جو نسبت کیا جاتا تھا باپ کی طرف جاہلیت کی

نکاحون مین سے جس نکاح سے کہ ہوتا اپنے نسب پر اسمین کچھ فرق نہین ہوتا تھا پس معاویہؓ کو توہم ہوا کہ یہ درست ہی
اور اُنھون نے تفریق نکی استلحاق جاہلیت اور اسلام مین اور یہ قول مردود ہی کیونکہ سب مسلمان اسکی حرمت پر
متفق ہین اور اسلیے کہ کسی نے ایسا استلحاق نہین کیا اسلام مین تا یہ حجت ہوا اور یہ استلحاق ۴۴ھ مین ہوا انتہی
وفیات الاعیان مین ہی کہ یہ خبر استلحاق کی ابوبکرہ کو پہونچی اور یہ بھی کہ زیاد اس فعل سے راضی ہوا تو اُنھون نے
قسم کھائی کہ مین زیاد سے ہرگز نہ بولونگا اور کہا یہ وہ ہی جو اپنی مان کے زنا کرنے پر خوش ہوا اور اپنے باپ
سے منتفی ہوا واللہ مین نہین جانتا کہ سمیہ نے کبھی ابوسفیان کو دیکھا ہو افسوس اُسکو وہ کیا کریگا حضرت
ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ مین کیا یہ چاہتا ہی کہ اُنکو دیکھے
سو اگر اُنھون نے اس سے پردہ کیا تو یہ رسوا ہوگا اور اگر وہ اُسکے سامنے آگئین تو افسوس کہ ان کو کیسی
مصیبت پڑیگی اور بڑی ہتک ہوگی حرمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ زیاد نے زمانہ معاویہؓ مین
حج کیا اور مدینہ آیا اور چاہا کہ حضرت ام حبیبہ کے پاس جائے کہ وہ اِسکے اور معاویہؓ کے گمان مین اِس کی
بہن ہوتی تھین پر اپنے بھائی ابی بکرہ کا قول یاد کرکے اُنکی خدمت مین نہین گیا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت
ام حبیبہ نے خود اُس سے پردہ کیا اور اُسکو اپنے یہان آنے کی اجازت ندی اور بعضے کہتے ہین کہ اُس نے حج
ہی کیا اور ابوبکرہ کی بات سوچکر مدینے گیا ہی نہین اور کہا اللہ جزاے خیر دے ابابکرہ کو کہ وہ کسی حال
مین میری خیرخواہی سے باز نہین رہے انتہے اصابہ مین ہی کہ بعد انقضاے دولت امویہ کے لوگ پھر اسے
زیاد بن ابیہ کہنے لگے اور زیاد بن سمیہ بھی اور اُسکی کنیت ابوالمغیرہ تھی محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ
مین باسناد صحیح ابن سیرین سے روایت کی کہ کہا اُنھون نے کہ اسکو زیاد بن ابیہ کہتے تھے اور ابوعمر نے اُسکو
صحابہ مین لکھا ہی مگر وہ بات جس سے یہ معلوم ہو کہ اُسکو صحبت تھی نہین لکھی ہی اور اُسکے ترجمے مین لکھا ہی
کہ یہ ابی موسیٰ کا کاتب تھا جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل تھے پس اُسکا مقتضی تو یہ ہے کہ
اسکو صحبت ہوگی اور ابن عساکر نے یقین کیا اِسکا کہ اُسنے حضرت کے زمانے کا ادراک کیا ہی مگر اُس نے آپ کو
دیکھا نہین اور یہ اسلام لایا ہی حضرت صدیق اکبرؓ کے وقت مین اور سنا ہی اِسنے عمر رضی اللہ عنہ سے اور کہا
عجلی نے کہ یہ تابعی ہی اور یہ متہم بہ کذب نہ تھا انتہی وفیات الاعیان مین ہی کہ جب زیاد والی عراق ہوا اور
کوفے مین گیا تو معاویہؓ کے پاس عمدہ عمدہ تحفہ لایا اُنمین ایک لڑی تھی موتیون کی اُسکو دیکھکر امیر معاویہؓ
متعجب ہوے زیاد نے کہا ای امیرالمؤمنین مین نے عراق تمھارے قبضے مین کرادیا اور اُسکے تر و خشک تمھارے
پاس لے آیا یزید بھی وہان بیٹھا تھا کہنے لگا کہ ہمنے یہ نہین کیا کہ تجھے نقل کرلائے ثقیف سے قریش کی طرف
اور عبید سے ابی سفیان کی طرف یہ احسان ہمارا اتجیر کیا کم ہی جو تو اپنا احسان ہمکو جتلاتا ہی معاویہؓ نے کہا کہ

حسبک وذریتک ایاوی جب زیاد والی عراق ہوا تو اُسنے سعید بن سرح مولیٰ کریز بن حبیب بن عبد الشمس
کو کہ شیعہ حضرت امیر سے تھے بلا کر ڈانٹا اور دھمکایا اور نہایت بُری طرح سے پیش آیا کہ نعوذ باللہ
وہ غریب ڈر کر مدینے چلا آیا وہان حضرت امام حسن علیہ السلام سے سارا حال عرض کیا اور زیاد کی زیادتیان
بیان کین حضرت امام حسن علیہ السلام نے زیاد کو لکھا کہ تو نے ایک مرد مسلمان کے ساتھ یہ کیا کیا کہ اُن کا گھر
ڈھایا اُنکے لڑکے بالے پکڑ لیے اور اُنکا مال لوٹ لیا چاہیے کہ اس خط کے دیکھتے ہی اُنکا گھر بنا دے اور اُنکے
بال بچے چھوڑ دے اور اُنکا مال پھیر دے مین تجھ سے اسکی سفارش کرتا ہون اور میرے اور معاویہ کے صلحنامہ مین
یہ شرط ہو چکی ہی کہ اُنکو مجھسے اور میرے متسبین سے کچھ تعرض نہو گا زیاد نے حضرت کو لکھا کہ زیاد بن ابی سفیان کی طرف
سے حسن بن فاطمہ کو معلوم ہو کہ تمھارا خط آیا تمنے اپنا نام میرے نام سے پہلے خط مین لکھا ہی اور پھر حاجت لیکے
چلے ہو مین بادشاہ ہون اور تم بازاری اور تمھارا ایک فاسق کے بارے مین لکھنا جسکو پناہ دے نہین سکتا ہی
کوئی سوا اسکے جو اُسی کا سا فاسق ہو اُسکی بُرائی ایک یہ ہی کہ وہ تمھارے باپ کا دوست ہی اُس کی تم
ترجیح کرتے ہو ایسا نکرو قسم اللہ کی مین اُسے پکڑونگا چاہیے وہ تمھارے گوشت اور کھال مین ہو اور میرے
نزدیک لذیذ تر اُس گوشت کا جو مین کھاؤنگا تمھارا ہی گوشت ہی مین اُسکو اُسکے گناہ کی سزا دونگا
اُسکی سفارش ہرگز نہ سنونگا اور اُسکو اسی خیال سے قتل کرونگا کہ وہ تمھارے باپ کا دوست ہی اللّٰھم
احفظنا اسکی اس شرارت اور عداوت کو دیکھنا چاہیے حضرت سبط اکبر نے یہ خط پڑھکر معاویہ کو خط لکھا اور
زیاد کا خط بھی لپیٹ دیا اور زیاد کو لکھا کہ حسن بن فاطمہ بنت رسول اللہ کی طرف سے سمیہ بنی ثقیف کی
لونڈی کے بیٹے زیاد کو معلوم ہو کہ اَلوَلَدُ لِلفِرَاشِ وَلِلعَاهِرِ الحَجَر جب معاویہ نے حضرت سبط اکبر کا خط
پڑھا تو زیاد کو لکھا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے تیرے خط کا جواب جو تو نے اُنکو لکھا تھا مجھے بھیجا ہی مین نے
دیکھا مجھے تعجب ہوا مین سمجھا کہ تجھ مین دو عقلین ہین ایک ابی سفیان کی دوسری سمیہ کی تو ابو سفیان
کی رای حلم و حزم ہی اور سمیہ والی وہ ہی جس سے یہ تیری تحریر ہی عضب ہی کہ تو نے حضرت امام حسن کو ایسا
ایسا لکھا وہ تو ایسے نہین ہین تو ہی ایسا ہی اگر سبط اکبر نے تجھ سے ابن سرح کی سفارش کی تو کیا بُری بات
کی چاہیے کہ بہر دو دیکھنے اس خط کے ابن سرح کا گھر بنوا دے اور اُنکا مال پھیر دے اور اُن کے بال بچون کو
چھوڑ دے اور پھر اُن سے بیوفائی نکر مین نے حضرت امام حسن کو لکھا ہی کہ وہ ابن سرح سے فرمائین کہ اُنکو
اختیار رہی چاہین وہ اُنھین کے پاس رہین اور چاہین پھر اپنے وطن مین آئین اور اپنے گھر مین رہین
انتھی مختصراً باقی تفصیل اسکے حالات کی اور بھی وفیات الاعیان مین مذکور ہی اور زیاد ۵۳ھ مین مرا

پس اُسی بدنہاد کا یہ بیٹا ہی عبید اللہ کہ باپ سے بھی زیادہ شریر و بدذات اور دشمن اہل بیت کا نکلا اور اُسی
کتاب مین ہی کہ ابن زیاد بدنہاد نے حارثہ بن بدر عدوانی سے پوچھا کہ کیا کہتے ہو تم مجھ مین اور حسین بن علی
مین کہ قیامت کے دن کیا ہوگا اُنھون نے کہا کہ اُن کے باپ اور نانا اُن کی شفاعت کرینگے اور تیرے
باپ اور دادا تیری آس سے تو اپنا مطلب سمجھ لے انتہٰی ابن زیاد پر یہ گذرا کہ جب مختار کو قتل ابن سعد و
شمر و خولی بن یزید علیہم ما علیہم سے دلجمعی ہوئی تو ابن زیاد کی فکر مین پڑا اور ابراہیم بن مالک اشتر کو
ایک کافی فوج دیکر ابن زیاد کے مقابلے کو بھیجا پس ابراہیم ابن مالک اشتر سرحد موصل پر جو ہین
پہونچے تو ابن زیاد نے دریا کے کنارے پر کہ موصل سے پانچ کوس کے فاصلے پر تھا یہ خبر سنکر لشکرکشی کی
دن بھر لڑائی رہی شام کو لشکر شام نے شکست کھائی ابن زیاد بھاگا ابراہیم نے اُن بھگوڑون کا تعاقب
کیا اور حکم دیدیا کہ فوج مخالف سے جو جسکو پائے جیتا نہ لائے چنانچہ ابن زیاد کے بہت لوگ مارے گئے
اور خود وہ بدنہاد بھی مارا گیا اور سر اس بدنہاد کا کاٹ کے ابراہیم کے سامنے پیش کیا گیا ابراہیم نے اُسکو
مختار کے پاس بھیجا جب ابن زیاد کا سر آیا تو مختار نے مجلس آراستہ کی اور کوفیون کو دار الامارۃ مین
جمع کیا اور حکم دیا کہ سر ابن زیاد کا لاؤ جب وہ سر ناپاک آیا تو مختار نے کوفیون سے پوچھا کہ یہی ہی سر
ابن زیاد کا اے کوفیو دیکھو قصاص خون حسین نے ابن زیاد کو زندہ نچھوڑا یہ واقعہ روز عاشورا ۶۷ سنہ ہجری
مین بعد چھ برس کے معرکۂ کربلا سے ہوا مفتاح النجا مین لکھا ہی کہ واقعۂ مختار مین ستر ہزار شامی مارے گئے
اور تاریخ والون کو اسمین اختلاف ہی کہ ابن سعد اور شمر وغیرہ ابن زیاد سے پہلے مارے گئے یا پیچھے بہر حال
تمام اعیان یزید پلید طرح طرح کی عقوبتون مین مبتلا ہو کر مارے گئے اور اُن کی لاشین سمون سے
روندوائی گئین ترمذی شریف مین بروایت عمارہ بن عمیر آیا ہی کہ جب ابن زیاد کا سر مختار کے سامنے
آیا تو اچانک ایک سانپ سرون کے درمیان آیا اور ابن زیاد کی ناک مین جاکر تھوڑا ٹھیرا پھر مونھ کی
راہ سے نکل آیا یون ہی تین بار آیا گیا جب وہ آتا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ آیا آیا یہ حدیث حسن صحیح ہے

مختار کا حال

مختار بیٹا تھا ابو عبیدہ بن مسعود ثقفی کا اُسکے باپ اجلۂ اصحاب سے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
زمانے مین امیر اسلام تھے مختار سال ہجرت مین پیدا ہوا مگر اُسنے نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت اُٹھائی
اور نہ روایت رکھتا ہی پہلے یہ مشہور تھا علم اور فضل او رخیر مین یہ اپنے چچا کی صحبت مین تھا اسوجہ سے اپنا
عقیدۂ صحیحہ اور اپنی محبت اہل بیت کے ساتھ ظاہر کرنے لگا حالانکہ اسکو پہلے اُنسے ایسی عداوت تھی

کہ اُسمین یہ مشہور تھا بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے اُسنے اظہار محبت کا کیا اور کینہ شہدای
کربلا کا یزیدیون سے نکالا اُنمین سے بہت لوگون کو مارا کہتے ہین کہ یہ سب دنیا اور طلب دنیا کے واسطے تھا اور
باطن اسکا خلاف پر تھا یہان تک کہ جدا ہوا ابن زبیر سے اور بسبب طلب امارت اور رغبت دنیا کے اُسنے اپنے
فساد باطن اور رای غلط اور عقیدۂ باطل کو ظاہر کردیا اور اس سے بہت بُری باتین جو مخالف شرع کے تھین
ظاہر ہوئین اِسنے اپنے آپ کو محمد بن الحنفیہ کا خلیفہ مشہور کیا اور جعلی خطوط سارے رؤسای اطراف کے نام مشہور کیے
اور ایک خط جناب امیر کا سربمہر مجمع عام مین ایک اجنبی شخص کے ہاتھ سے اپنے پاس بھجوایا اُس خط مین گویا
جناب امیر نے بکرامت واقعۂ کربلا کا وقوع دریافت کر کے مختار کے نام حکم انتقام لینے کا سارے دشمنان اہل بیت اور
کشندگان شہدای کربلا سے لکھا تھا ان خطوط جعلی سے ایک جم غفیر افواج شام اور اہل عراق سے اُسکے ساتھ جمع
ہوگئے اس سبب سے اُسکا تسلط کوفہ اور عراق اور خراسان مین خوب ہوگیا لکھا ہی کہ جب مختار کا قبضہ کوفہ اور اُسکے
اطراف و جوانب مین ہوگیا تب اُسکو دعوی لڑائی کا عبداللہ بن زبیر سے ہوا اور یہ خبط سمایا کہ مجھپر وحی آتی ہی
اور محمد بن الحنفیہ مہدی موعود ہین یہ خبر عبداللہ بن زبیر کو پہونچی اُنھون نے اپنے بھائی مصعب کو جو بصرہ کے
حاکم تھے اُسکے مقابلے کے لیے معین فرمایا اُنسے اور مختار سے خوب لڑائی ہوئی آخر الامر مصعب بن زبیر کو فتح
ہوئی حقیقت یہ ہی کہ مختار نے شہدای کربلا کے خون کا تو خوب ہی انتقام لیا لکھتے ہین کہ ساٹھ ستر ہزار دشمنان
اہل بیت کو اُسنے تہ تیغ کیا اور جو لڑائی مین مارے گئے وہ تو مارے ہی گئے بقیہ سردار و سپاہ شام جو معرکۂ کربلا مین
شریک تھے اسنے اُنکو چن چن کے جہنم واصل کیا اور عبیداللہ بن زیاد اور عمر بن سعد اور شمر ذی الجوشن وغیرہ کو
مارا اور شمر ناپاک کہ ایک روایت مین مختار کا داماد اور ایک روایت مین اُسکا بہنوئی تھا اور شمر کا بیٹا جو اُسکا
نواسا یا بھانجا تھا اِن دونون کی گردن مارنے کا حکم دیا جب شمر کے بیٹے نے عذر کیا کہ مین تو معرکۂ کربلا مین شریک ہی
نہ تھا میرا قصور کیا ہی تب مختار نے کہا کہ بیشک تو شریک تو نہ تھا لیکن تو فخر کیا کرتا تھا کہ اُس شخص کے باپ نے
امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا ہی اتنی سی بات پر اُسکو بھی ذبح کرایا غرض اُسنے اس حیلے کا نباہ خوب
کیا روضۃ الصفا مین یہ ایک روایت لکھی ہی کہ جب مصعب کی فوج سے مختار کو ہزیمت ہوئی تب وہ دار الامارۃ
کوفہ مین متحصن ہوا اُسوقت اُسکے کسی رفیق نے کہا کہ لوگون نے یہ مشہور کیا ہی کہ آپنے انتقام خون اہل بیت کا
تو صرف حیلہ ہی کیا تھا اصل مین آپ کی نیت طلب امارت تھی مختار نے جواب دیا کہ حقیقت حال تو یہی ہے کہ
مین نے دیکھا کہ فلان اور فلان جو حسب اور نسب مین کسی طرح میرے برابر نہین ہین وہ تو اطراف مین امارت
کرتے ہین اور ہم خانہ نشین ہین حمیت شرافت نے جوش کیا اس سے بہتر کوئی حیلہ امارت کے واسطے نپایا جبتک

اقبال غالب ہا خوب بن پڑی اب ادبار آیا تو اُس سے چارا ہی کیا ہی انتہی واللہ اعلم بالصواب بالجملہ مصعب نے دارالامارۃ کوفہ کو گھیرا اُنہین بھی مختار لڑا پھر آخر کو ۶۷ھ مین وہ کوفہ مین مارا گیا اُسکے مارے جانے کے بعد چھہ ہزار آدمیون نے اُسکے ہمراہیون مین سے مصعب سے امان مانگی اُنھون نے امان دی مگر انکی فوج کے سردارون نے نہ مانا اور کہا کہ ان لوگون کے ہاتھ سے ہمارے ہزارون اقربا مارے گئے ہم اُنکو زندہ نہ چھوڑینگے چنانچہ سب کو جانوران ماکول کی طرح سے ذبح کیا عجب نہین کہ ان چھہ ہزار آدمیون مین اکثر وہ بھی ہونگے جھون نے حضرت امام علیہ السلام کو بلا کر اُنکے ساتھ بیوفائی کی تھی اور بعد اُسکے اپنی اس بے مروتی کے سبب نادم اور شرمندہ ہوے اور اُس حرکت سے توبہ کر کے مختار کے ساتھ بدلا لینے کو دشمنان اہل بیت سے آمادہ ہوے اور حتی المقدور انتقام لیا بھی مگر اُنکی توبہ اللہ نے قبول نہین کی جب تک مثل عاصیان بنی اسرائیل کے وہ قتل نہین ہوے اظہار السعادۃ مین ہی کہ بعضے مؤرخین نے لکھا ہی کہ مختار پہلے ہی فاسد العقیدہ تھا اور مذہب کیسانیہ اُسی سے نکلا ہی اور ظاہر مین قائل تھا کہ محمد بن الحنفیہ مہدی موعود ہین اُسنے صرف حب جاہ کے لیے لوگون کو دھوکا دیا یہ تو مثل مشہور ہی کہ دشمن جب سب کامون سے تھکتا ہی تو دوستی کا دم بھرنے لگتا ہی اور دوستی مین وہ کام کرتا ہی جو دشمنی مین نہین کر سکتا اور میرے خیال مین یہ آتا ہی کہ عادت اللہ اسیپر جاری ہی کہ مظلومون کا بدلہ ظالمون سے بدترین خلائق کے ہاتھ سے لیا جائے جیسا کہ انتقام خون ناحق اپنے پیغمبر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا بدترین خلائق یعنی بخت نصر کے ہاتھ سے لیا وہ خدائی کا دعوی کرتا تھا اُسکو بیت المقدس والون پر مقرر فرمایا کہ اُس جماعت کا بھیجا تک اُسنے نکال ڈالا علی ہذا القیاس حال قاتلین امام حسین رضی اللہ عنہ کا بھی ہوا جو مظلوم شہید کیے گئے اور اُنکے خون کا بدلہ ایک روایت مین ستر ستر ہزار واقع ہوا ہی ارادۂ الٰہی نے چاہا کہ بجمیع الوجوہ سنت یحیائیہ یہان جاری فرمائے پس مختار ثقفی کو کہ اُسکے بدترین خلائق مین سے تھا قاتلین امام علیہ السلام پر مقرر کیا اور اُسکے ہاتھ سے انتقام خون ناحق اپنے رسول برحق کے فرزند کا لیا واللہ اعلم انتہی مین کہتا ہون کہ مختار کو علما کذابون مین شمار کرتے ہین اور حدیث یخرج من ثقیف کذاب ومبیر کو اسی پر حمل کرتے ہین اور بھی حضرت عمرؓ سے مروی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف مین ایک جھوٹا دوسرا لوگون کا ظلم وجور سے ہلاک کرنیوالا ہوگا مبیر بضم میم وکسرۂ موحدہ وسکون یا اسکے معنی ہلاک کرنیوالے کے ہین بولتے ہین اَبَارَہُ اللّٰہُ اَیْ اَھْلَکَہٗ اور یہ بھی بولتے ہین کہ رجل حائر بائر صحاح جوہری مین ہی کہ بور بضم بای موحدہ مرد فاسد ہالک جسمین مطلق نیکی نہو ہم کہتے ہین کہ انھین معنون مین کلام اللہ مین آیا ہی وَکُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا (اور تم لوگ تھے ہلاک ہونیوالے) عبداللہ بن عصمہ جو تابعی حجازی ثقہ ہین کہتے ہین کہ کذاب سے حدیث مین مراد مختار بن عبیدہ ہی اور مبیر سے حجاج بن یوسف جامع ترمذی اور صحیح مسلم مین ہی کہ جسوقت حجاج نے عبداللہ بن زبیر کو مارا تو اُن کی والدہ اسماء بنت ابی بکر

نے کہا کہ ہمسے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف مین کذاب و مبیر ہوگا پس کذاب تو مین نے دیکھا لیکن مبیر پس مین گمان نہین کرتی ہون اُسکو مگر تجکو حجاج سے اُنھون نے یہ خطاب کیا تھا انتہی پس جسکی نسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا فرمائین تو اُسکا کہنا ہی کیا ہی بیشک وہ ویسا ہی ہے تحفۂ اثنا عشریہ مین ہو کہ تحقیق کیسان مین اختلاف ہی صاحب صحاح اللغۃ یعنی جوہری نے کہا کہ کیسان مختار کا نام ہی اور اکثر لغوی مثل صاحب قاموس وغیرہ جوہری کی تبعیت سے اسی طرف گئے ہین لیکن ثقات اور معتمدان ارباب تاریخ کے نزدیک صحیح یہ ہو کہ کیسان حضرت امام حسن مجتبیٰ کا چیلہ تھا اور محمد بن الحنفیہ کا شاگرد اُنسے اُسنے علوم غریبہ اخذ کیے اور نیز اُنھین ہی کہ داعی فرقۂ کیسانیہ دو شخص ہین کیسان اور مختار قصہ اُنکی دعوت کا یہ ہی کہ جب حضرت امام حسین نے اشقیاے شام و عراق کے ہاتھ سے منصب شہادت پایا تو کیسان نے دعویٰ کیا کہ جناب امیر کے بعد اصل مین محمد بن الحنفیہ ہی امام تھے نہ حسنین کیونکہ اُنھون نے معاویہؓ اور اہل شام کے ساتھ محبت اور زمانہ سازی کی کیسان یہ کہکر لوگون کو محمد بن الحنفیہ کی طرف دعوت کرنے لگا اور مختار اُسکی اتباع مین سے ہوگیا اور جب کوفہ اور اُسکے نواح کی ولایت کو پاگیا تو لوگونکو اپنے مذہب پر بلانے لگا الی آخر القصہ انتہی بقدر الضرورۃ اب ہم اس بیان کو ایک قصۂ عجیب پر ختم کرتے ہین وہ یہ ہی کہ جب مختار مارا گیا اور مصعب بن زبیر کا قبضہ کوفے پر ہوگیا تو آخر کو عبد الملک مصعب پر چڑھ آیا اور مصعب بن زبیر اور مالک اشتر دونون کو مارا یہ معرکہ ۷۱ سنہ مین ہوا عبد الملک لیثی سے روایت ہی کہ اُنھون نے کہا عجب اتفاق ہو کہ مین نے دار الامارۃ کوفہ مین پہلے امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک دیکھا تھا کہ ابن زیاد کے سامنے رکھا تھا پھر مین نے ابن زیاد کا سر دیکھا کہ مختار کے سامنے رکھا تھا پھر مختار کا سر دیکھا کہ مصعب بن زبیر کے سامنے رکھا تھا پھر مصعب کا سر تیرے سامنے رکھا دیکھا عبد الملک نے یہ سنکر کہا کہ خدا تجھے پانچوان سر نہ دکھلائے اور اُسی وقت اُس دار الامارۃ کو گروا دیا انتہی اب باتباع ارشاد نبوی جو آپ نے مختار کذاب کے ساتھ حجاج مبیر کو ذکر فرمایا ہی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ مین بھی حجاج بن یوسف ثقفی کا کچھ حال اُسکے ساتھ لکھون پھر حضرت عبد اللہ بن زبیر کے ماجراے شہادت کو بیان کرون

حجاج کا حال

حجاج بن یوسف ثقفی بن الحکم بن عقیل بن مسعود بن عامر بن معتب بن مالک بن حب ہی اُسکے دادا حکم کے پانچ بیٹے ہوئے یوسف اور یحییٰ اور ایوب اور محمد اور سلیمان یوسف عبد الملک بن مروان کے وقت مین بعض ولایتون کا عامل ہوا اُسکے دو بیٹے تھے حجاج اور محمد اور ایک بیٹی زینب محمد کو عبد الملک نے یمن کا عامل مقرر کیا وہ وہین رہا اور وہین مرا حجاج کی کنیت ابو محمد تھی اور وہ چندھا تھا اور بست

نے کہا کہ ہمسے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف مین کذاب و مبیر ہوگا پس کذاب تو مین نے دیکھا لیکن مبیر پس مین گمان نہین کرتی ہون اُسکو مگر تجکو حجاج سے اُنھون نے یہ خطاب کیا تھا انتہی پس جسکی نسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا فرمائین تو اُسکا کہنا ہی کیا ہی بیشک وہ ویسا ہی ہے تحفۂ اثنا عشریہ مین ہی کہ تحقیق کیسان مین اختلاف ہی صاحب صحاح اللغۃ یعنی جوہری نے کہا کہ کیسان مختار کا نام ہی اور اکثر لغوی مثل صاحب قاموس وغیرہ جوہری کی تبعیت سے اسی طرف گئے ہین لیکن ثقات اور معتمدان ارباب تاریخ کے نزدیک صحیح یہ ہی کہ کیسان حضرت امام حسن مجتبیٰ کا چیلہ تھا اور محمد بن الحنفیہ کا شاگرد اُنسے اُسنے علوم غریبہ اخذ کیے اور نیز انھین ہی کہ داعی فرقۂ کیسانیہ دو شخص ہین کیسان اور مختار قصہ اُنکی دعوت کا یہ ہی کہ جب حضرت امام حسین نے اشقیاے شام و عراق کے ہاتھ سے منصب شہادت پایا تو کیسان نے دعویٰ کیا کہ جناب امیر کے بعد اصل مین محمد بن الحنفیہ ہی امام تھے نہ حسنین کیونکہ اُنھون نے معاویہؓ اور اہل شام کے ساتھ محبت اور زمانہ سازی کی کیسان یہ کہکر لوگون کو محمد بن الحنفیہ کی طرف دعوت کرنے لگا اور مختار اُسکی اتباع مین سے ہوگیا اور جب کوفہ اور اُسکے نواح کی ولایت کو پا گیا تو لوگونکو اپنے مذہب پر بلانے لگا الی آخر القصہ انتہی بقدر الضرورۃ اب ہم اس بیان کو ایک قصۂ عجیب پر ختم کرتے ہین وہ یہ ہی کہ جب مختار مارا گیا اور مصعب بن زبیر کا قبضہ کوفے پر ہوگیا تو آخر کو عبد الملک مصعب پر چڑھ آیا اور مصعب بن زبیر اور مالک اشتر دونون کو مارا یہ معرکہ ۷۱ سنہ مین ہوا عبد الملک لیثی سے روایت ہی کہ اُنھون نے کہا عجب اتفاق ہی کہ مین نے دار الامارۃ کوفہ مین پہلے امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک دیکھا تھا کہ ابن زیاد کے سامنے رکھا تھا پھر مین نے ابن زیاد کا سر دیکھا کہ مختار کے سامنے رکھا تھا پھر مختار کا سر دیکھا کہ مصعب بن زبیر کے سامنے رکھا تھا پھر مصعب کا سر تیرے سامنے رکھا دیکھا عبد الملک نے یہ سنکر کہا کہ خدا تجھے پانچوان سر نہ دکھلائے اور اُسی وقت اُس دار الامارۃ کو گروا دیا انتہی اب باتباع ارشاد نبوی جو آپ نے مختار کذاب کے ساتھ حجاج مبیر کو ذکر فرمایا ہی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ مین بھی حجاج بن یوسف ثقفی کا کچھ حال اُسکے ساتھ لکھون پھر حضرت عبد اللہ بن زبیر کے ماجراے شہادت کو بیان کرون

حجاج کا حال

حجاج بن یوسف ثقفی بن الحکم بن عقیل بن مسعود بن عامر بن مُعتّب بن مالک بن حب ہی اُسکے دادا حکم کے پانچ بیٹے ہوئے یوسف اور یحییٰ اور ایوب اور محمد اور سلیمان یوسف عبد الملک بن مروان کے وقت مین بعض ولایتون کا عامل ہوا اُسکے دو بیٹے تھے حجاج اور محمد اور ایک بیٹی زینب محمد کو عبد الملک نے یمن کا عامل مقرر کیا وہ وہین رہا اور وہین مرا حجاج کی کنیت ابو محمد تھی اور وہ چند ہا تھا اور بہت

اُسکو طلاق دیدی تھی انتہی معارف ابن ابی قتیبہ مین ہو کہ ابوالیمان نے جریر بن عثمان سے اُنھون نے عبدالرحمن
بن شمرہ سے اُنھون نے ابی عذبہ حضرمی سے روایت کی کہ کہا اُسنے کہ ہم چار آدمی اہل شام سے حج کرنے کو
آئے تھے ایک روز ہم سب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر تھے کہ عراق سے خبر آئی کہ وہان والون نے
اپنے امام کو آگ مین ڈالدیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کے واسطے نکلے پھر ہمسے پوچھا کہ تم مین یہان شام
کا رہنے والا کون ہی مین اپنے ساتھیون سمیت اُٹھ کھڑا ہوا آپ نے فرمایا ای اہل شام تم مستعد رہو اور اہل
عراق کے ساتھ جنگ کا سامان کرو کیونکہ شیطان اُن مین انڈا دیچکا اور اُسکا بچہ بھی نکل آیا ہی پھر فرمایا ای اللہ
اُن لوگون نے مجسے پوشیدہ رکھا ہی تو اُنپر پوشیدہ رکھ اور ای اللہ اُنپر جلد لا وہ لڑکا ثقفی کا جو اُن مین جاہلیت
کے حکم کریگا اور نہ مانیگا اُنکی خوبیون کو اور نہ تجاوز کریگا اُنکی بُرائیون سے انتہی عقد الفرید مین ہے کہ حجاج اور اُسکا
باپ دونون طائف مین لڑکے پڑھایا کرتے تھے پھر حجاج عبدالملک بن مروان کے وزیر روح ابن
زنباع جذامی سے جاملا اور اُسکی چاوشون مین نوکر رہا یہان تک کہ عبدالملک نے دیکھا کہ اُسکے لشکر کے لوگ
اُسکے تابع نہین ہین تب وزیر سے اسکی شکایت کی وزیر نے عرض کی کہ میرے یہان ایک شخص ہی حجاج نام اگر
آپ اُسکو امیر لشکر مقرر کرین تو وہ سب کو خوب درست کر دیگا عبدالملک نے منظور کیا اور اُسکو مقرر کردیا رفتہ رفتہ
یہ اپنے مرتبے مین متقدم ہو گیا اور جو خونریزیان کہ اُسنے کین اور جیسا خلق خدا کو اُسنے ستایا اور تباہ کیا اُسکے
قصے ایسے عجیب وغریب ہین کہ اُنکے مثل سنے نہین گئے انتہی مختصراً معارف ابن ابی قتیبہ مین ہی کہ حجاج پہلی
ولایت تبالہ مین مقرر ہوا تھا مگر وہ ملک اُسکے نگاہ مین کچھ جچا نہین اسواسطے وہان سے چلا آیا تب
سے یہ مثل مشہور ہو گئی کہ اَهْوَنُ مِنْ تَبَالَةَ عَلَى الْحَجَّاجِ یعنی فلان چیز آسان تر ہے حجاج پر ولایت تبالہ
سے پھر جب حضرت ابن زبیر سے مقابلہ ہوا تو حجاج نے عبدالملک سے کہا کہ مین نے خواب مین دیکھا
ہے کہ ابن زبیر کی مین نے کھال کھینچ ڈالی ہی آپ مجکو اُنکے مقابلے کو بھیجین عبدالملک نے ہزار سوار دیکر
اُسکو روانہ کیا اور کہدیا کہ طائف مین ٹھہرنا اور میرے حکم کا انتظار کرنا چنانچہ یہ وہان ٹھیرا جب عبدالملک
کا حکم آیا کہ ابن زبیر سے قتال کر تب یہ مکے گیا اور وہان اس سے واقع ہوا جو کچھ کہ واقع ہوا بعد اُس کے حجاج
حجاز مین مقرر ہوا وہان تین برس رہا اور ہر سال موسم مین یہی نماز پڑھاتا تھا پھر عراق مین مقرر ہوا اُسکی عمر ۳۲
برس کی تھی بیس برس یہ وہان رہا وہان والون کو دق کرتا اور ذلیل کرتا رہا انتہی کہتے ہین کہ ایک دن
حجاج نے خطبہ پڑھا اور اثناے خطبہ مین بیان کیا کہ ای لوگو اللہ کے محارم پر صبر کرنا اس سے آسان زیادہ
صبر کرنا ہی اُسکے عذاب پر ایک مرد نے کہا ای حجاج افسوس تجکو شرم نہین آتی ہی حجاج نے حکم دیا کہ اسکو
قید کرلو وہ قید ہو گیا جب منبر سے یہ اُترا تو اُس شخص سے کہنے لگا کہ تو نے مجپر جرأت کی اُسنے کہا کیا ہوا

جومین نے تجپر جرأت کی کیا تونہین اللہ پر جرأت کرتا ہی جو یہ خونریزیان کرتا ہی اور خدا سے نہین ڈرتا ہے اُسنے یہ سُنکر اُسے چھوڑ دیا انتہی کذا فی مرآۃ الجنان ووفیات الاعیان ترجمہ احیاء العلوم مین ہے کہ کہتے ہین کہ حطیط زیات کو حجاج نے بلایا جب وہ اُسکے سامنے آئے تو اُسنے پوچھا کہ حطیط تو ہی ہے کہنے لگے ہان پوچھ جو تیرا دل چاہے ہین نے مقام ابراہیم مین خداوند تعالی سے تین عہد کیے ہین ایک یہ کہ جو بات مجسے پوچھی جائیگی اُسمین حق ہوگا مین وہی کہونگا دوسرے اگر مصیبت مین مبتلا ہونگا تو صبر کرونگا تیسرے اگر عافیت سے رہونگا تو شکر کرونگا حجاج نے کہا کہ تو میرے حق مین کیا کہتا ہی کہنے لگے کہ تو زمین پر خداوند تعالی کے دشمنون مین سے ہی لوگون کی ہتک عزت کرتا ہی اور بہت بہر قتل کرتا ہی حجاج نے کہا کہ امیرالمومنین عبدالملک بن مروان کے حق مین کیا کہتا ہی کہنے لگے کہ اُسکا جرم تجسے بھی بڑھکے ہی اُسکی سب خطاؤن مین سے ایک خطا تو ہی ہی (یعنی تیرا اُسکے یہان با اقتدار ہونا) حجاج نے حکم دیا کہ اِس شخص کو عذاب دو چنانچہ عذاب ہونے لگا اور نوبت یہ پونہچی کہ بانس کو چیر کر کھپاچین اُسکی اُنکے گوشت پر رکھکر سیون سے باندھین پھر ایک ایک کھپاچ کھینچنا شروع کی یہانتک کہ سب گوشت اُدھڑ گیا مگر اُنھون نے اُف نہ کی حجاج سے کہا گیا کہ اب وہ حالت نزع مین ہین تب اُس موذی نے کہا کہ اُسکو اُٹھا کر بازار مین پھینکدو جعفر کہتے ہین کہ مین اور اُسکا ایک رفیق اُنکے پاس گیا اور پوچھا کہ اے حطیط تجکو کوئی حاجت ہے کہا پانی پینا چاہتا ہون ہمنے پانی لادیا اُنھون نے اُسکو پیکر اُسی کے ساتھ ہی کاسۂ موت پی لیا اُنکی عمر اٹھارہ برس کی تھی رحمۃ اللہ علیہ اور منتخب اللغات مین قبعثری شاعر کی فصاحت کے بیان مین یہ نقل لکھی ہوئی ہے کہ وہ انگور کی فصل مین ایک گروہ شعرا وظرفا کے ساتھ باغ مین گیا وہان کچھ ذکر حجاج کا ہوا قبعثری کہنے لگا کہ اللّٰھمّ سَوِّدْ وَجْہَہٗ وَاقْطَعْ عُنُقَہٗ وَاسْقِنِیْ مِنْ دَمِہٖ یعنی اے اللہ تو اُسکا مُنہ کالا کر اور اُسکی گردن کاٹ اور اُسکا خون مجھے پلا یہ خبر حجاج کو پونہچی اُسنے فی الفور اُسکے حاضر کرنے کا حکم دیا جب یہ آیا تو حجاج کو غصے مین دیکھا فی البدیہ کہنے لگا کہ چونکہ انگور کے پکنے کا زمانہ قریب تھا تو مین نے از روے شوق خدا سے دعا کی کہ انگور پکین اور سیاہ ہون کہ مین اُنکا شیرہ نچوڑ کر پیون مگر دشمنون نے اُسکو اس طور پر آپ کے گوش گذار کیا حجاج اُسکی اِس فصاحت بیانی سے عاجز آکر غصہ ہوا اور کہنے لگا لَاَحْمِلَنَّکَ عَلَی الْاَدْھَمِ مین تجھے لوہے کی بیڑی پر سوار کرونگا اُسنے ادہم کے معنی سیاہ گھوڑے کے لیے اور بولا کہ مِثْلُ الْاَمِیْرِ یَحْمِلُ عَلَی الْاَشْھَبِ وَالْاَدْھَمِ یعنی امیر ایسے کو یہی لائق ہی کہ اشہب گھوڑے پر سوار کرے یا ادہم پر حجاج بولا کہ اردت حدیدًا یعنی یہ نہین مین نے تو ادہم سے لوہے کی بیڑی مراد لی ہے قبعثری نے حدید کے معنی بدل کر کہا کہ اَنْ یَّکُوْنَ حَدِیْدًا خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یَّکُوْنَ بَلِیْدًا یعنی جو گھوڑا تیز رو ہوتا ہے

وہ کند رفتار سے بہتر ہوتا ہی حجاج اُسکی کمال فصاحت اور بلاغت اور سرعت جوابی سے متعجب ہوا اور خوش ہوکر
اُسکے قصور کو معاف کیا انتہی مین کہتا ہون کہ یہ معافی اُسکی ایک عجیب بات ہی اُسنے اپنی عادت کو
بدلا کمال کیا یہ کام اُسنے اچھا کیا اور ایسا ہی وہ جو اُسنے قرآن کے اعراب دلوانے کے بارے مین کیا ہی
یہ قصہ تاریخ ابن خلکان مین مذکور ہی کیا ہوا جہان انسان مین دس بُرائیان ہوتی ہین تو ایک بھلائی بھی ہوتی ہی
اُسکی سفاکی اور ناحق خونریزی کی یہ کیفیت تھی کہ ترمذی شریف کے بابُ مَاجَاءَ فِی ثَقِیفٍ کَذَّابٌ وَمُبِیرٌ
مین ہشام بن حسان سے منقول ہی کہ اُسنے بیان کیا کہ لوگون نے شمار کیا اُن لوگون کو جنکو اُسنے ناحق مارا تو
اُنکی گنتی ایک لاکھ بیس ہزار کو پونہچی انتہی اور جو لڑائی اور معرکون اور خطاؤن مین مارے گئے اُنکا حساب
نہین کذا فی مجمع البحار اور بعضے ایک لاکھ چوبیس ہزار بھی لکھتے ہین اور جو قید ناحق مین مرے وہ پچاس ہزار
مرد اور تیس ہزار عورتین تھین اور اُسنے ایک قیدخانہ بنایا تھا اُسمین چھت نہ تھی تاکہ گرمی اور سردی کا بچاؤ نہو
اور جب یہ مرا تو قیدخانے مین ۳۳ ہزار مظلوم بلا وجہ قید تھے جنکو ولید بن عبد الملک نے چھوڑا لکھا ہی کہ حجاج
ایک روز سوار ہوکر قیدخانے کی طرف نکلا جمعے کا دن تھا دفعۃً بلند آوازین آنے لگین اُسنے پوچھا کہ یہ شور کیسا ہی
ساتھیون نے کہا کہ قیدی بھوک پیاس سے روتے ہین اور جمعے کی نماز بھی پڑھتے ہین اُسنے حکم دیا کہ قیدی بولنے
نپائین قیدیون نے اُسدن سے جمعہ بھی چھوڑ دیا اور بولنا بھی موقوف کر دیا علمانے اس فعل سے اُسکی تکفیر
فرمائی ہی اخبار الدول مین ہی کہ حجاج نے ایکدن چند آدمیون کو دیکھا کہ حجرۂ نبوی کا طواف کرتے ہین کہنے لگا
کہ نہین طواف کرتے ہین یہ مگر تودۂ خاک کا اس قول سے بھی علمانے اسکی تکفیر فرمائی ہی تاریخ یافعی مین ہی
کہ سب سے بُری حرکت اُسکی جسنے اُسکی جان ہی لے ڈالی یہ ہی کہ اُسنے قتل کیا حضرت سعید بن جبیر کو اُسکے
بعد یہ مرہی گیا اور اللہ نے اپنے بندون اور ملکون کو اُسکے فساد اور افساد سے راحت دیدی وفیات الاعیان
مین ہی کہ یہ ابو عبد اللہ اور بعضے کہتے ہین ابو محمد سعید بن جبیر ابن ہشام اسدی مولی بنی والبہ بن حرث
بطن بنی اسد بن خزیمہ سے تھے کوفے کے رہنے والے اور اعلام تابعین سے تھے اور شاگرد تھے حضرت
عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے خصیف نے کہا کہ تابعین مین عالم تر مسائل طلاق
کے سعید بن المسیب تھے اور حج کے عطا اور حلال و حرام کے طاؤس اور تفسیر کے ابو الحجاج مجاہد بن جبیر اور ان
سب کے جامع سعید بن جبیر تھے حضرت خواجہ حسن بصری نے فرمایا کہ حجاج نے سعید کو مارا ای اللہ تو ہلاک کر
اُس فاسق ثقیف کو واللہ کی قسم اگر اہل مشرق و مغرب اُنکے قتل مین شریک ہوتے تو سب کے سب منہ کے بھل
دوزخ مین گر پڑتے امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ مارے گئے سعید اور نہ تھا روے زمین پر کوئی شخص ایسا جو محتاج
نہو تا اُنکے علم کا اور مسلط نہ کریگا اللہ اُسکے بعد حجاج کو کسی کے قتل پر سعید ابتداے حال مین عبد اللہ بن

عتبہ بن مسعود کے کاتب تھے پھر ابی بردہ بن ابی موسی اشعری کے کاتب ہوئے ابونعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان
مین لکھا ہی کہ یہ اصبہان مین آئے وہان ایک مدت تک رہے پھر وہان سے عراق مین آئے اور قریہ سیلان مین رہے
اور یہ عبدالرحمن بن محمد بن اشعث بن قیس کے ساتھ تھے جب اُسنے خروج کیا تھا عبدالملک بن مروان پر
جب عبدالرحمن دیرجماجم مین مارا گیا اور اُسکے ساتھی شکست کھا کر بھاگے تو یہ بھی اُنکے ساتھ بھاگے اور مکے
مین آئے وہان اُسوقت مین خالد بن عبداللہ قسری والی مکہ تھا اُسنے اُنکو مع اسمعیل بن واسط بجلی کے پکڑ کے
حجاج کے پاس بھیجدیا لکھا ہی کہ جس روز سعید پکڑے گئے تھے تو کہتے تھے کہ دنیا کی مجھے دغا کرنے والے نے
بیت اللہ مین مین اُسے سونپتا ہون اللہ کو یعنی خالد قسری کو جب یہ حجاج کے پاس پہونچے تو حجاج نے
اُنسے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی کہا سعید بن جُبیر کہنے لگا نہین بلکہ شقی بن کُسیر انھون نے کہا میری مان تمسے
زیادہ جانتی تھین میرے نام کو یعنی وہ تو یہی کہتی تھین جو مین کہتا ہون حجاج نے کہا تم اور تمھاری
مان دونون شقی ہوا انھون نے کہا کہ غیب کا تو عالم خدا ہی تو کیا جانے کہ شقی کون اور سعید کون ہی اُسنے
کہا مین تمکو دنیا کے بدلے دہکتی ہوئی آگ مین ڈالونگا اُنھون نے کہا اگر مین جانتا کہ تیرے ہاتھ مین یہ ہی
کہ تو جسکو چاہے دوزخ مین ڈالے اور جسکو چاہے بہشت مین پہونچائے تو مین تجھی کو خدا مانتا کہنے لگا کیا کہتے
ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین اُنھون نے کہا وہ نبی رحمة اور امام ہدی تھے کہا علیؓ کے حق مین کیا کہتے ہو
وہ جنت مین ہین یا نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْقَوْلِ دوزخ مین اُنھون نے کہا اگر مین جنت مین جاؤن گا
اور وہان والون کو پہچانون گا تو جان لونگا اُنکو جو وہان ہین حجاج نے کہا کہ خلفا کے حق مین کیا کہتے ہو
کہا تو اُنپر وکیل نہین ہی کہنے لگا اُنمین سے تمھارے نزدیک کون عجب تر ہی کہا جو اُنمین پسندیدہ زیادہ تھے
اپنے رب کو پوچھا وہ کون تھے کہا اسکا علم اُسی کو ہی جو اُنکے چھپے اور کھلے کو جانتا ہی کہا مجھے یہ پسند ہی کہ تم میری
تصدیق کرو کہا اگر مین تجھے دوست نہ رکھونگا تو اطمینان رکھ کہ مین تجپر جھوٹ بھی نہ باندھونگا یعنی حق بات
کہونگا اُسمین کچھ دوستی و دشمنی کا لحاظ نہوگا پھر حجاج نے کہا کہ تم ہنستے کیون نہین ہو انھون نے کہا کیسے
ہنس سکتا ہی وہ شخص جو پیدا کیا گیا مٹی سے اور پھر اُسکو آگ کھائیگی حجاج نے کہا کہ پھر میرا کیا حال ہی
جو مین ہنستا ہون انھون نے کہا کہ سب دل برابر نہین ہوتے ہین کوئی سمجھتا ہی اور کوئی نہین پھر حجاج نے
مُوتی اور زبرجد اور یاقوت انکے روبرو جمع کرائے اس غرض سے کہ یہ سمجھین کہ ہم یہ کچھ دیکھکر اسکی خوشی مین
ہنستے ہین سعید نے فرمایا کہ اگر تو نے انکو اسواسطے جمع کیا ہی کہ انکی وجہ سے قیامت کے دن فزع سے
بچ جائے تو یہ اچھے ہین ورنہ اُسکی ایک فزع وہ ہی جسمین بھول جائیگی ہر دودھ پلانے والی اُسکو
جسکو اُسنے دودھ پلایا ہی اور دنیا مین وہی چیز اچھی ہی جو حلال طیب ہو اور زکوٰة دی ہوئی ہو پھر حجاج نے

عُود اور نای منگوائی جب عود بجایا گیا اور نای پھونکی گئی تو سعید رونے لگے حجاج نے کہا اب کیون روتے ہو
یہ تو ایک کھیل ہی سعید نے فرمایا مین روتا ہون اسواسطے کہ نے کے پھونکنے سے مجھے وہ دن یاد پڑا جسمین صور
پھونکا جائیگا اور عود تو درخت تھا جو ناحق کاٹا گیا اُسکی بازپرس قیامت کے دن کاٹنے والے سے ہوگی حجاج
نے کہا افسوس تجکو ای سعید انھون نے کہا نہین افسوس ہی اُسکو جو دور کیا گیا ہو دوزخ سے اور داخل کیا گیا ہو
جنت مین حجاج نے کہا بتاؤ تمکو کسطرح سے قتل کرون انھون نے کہا ای حجاج تو اپنی خبر لے قسم اللہ کی جسطرح
تو مجھے یہان ماریگا اُسی طرح تو وہان آخرت مین مارا جائیگا حجاج نے کہا کیا یہ چاہتے ہو کہ مین تمھارا قصور معاف
کرون تمکو چھوڑ دون اُنھون نے کہا تو کیا معاف کریگا معاف کرنے والا میرا اللہ ہی حجاج نے اپنے نوکرون
سے کہا کہ انکو لیجاؤ اور قتل کرو جب وہ لوگ انھین لے چلے تو یہ ہنستے ہوئے قتل ہونے کو نکلے لوگون نے یہ خبر حجاج کو
پونہچائی اُسنے اُنکو پھر بلا کر پوچھا کہ اب کیون ہنستے ہو کہا مجھے تعجب ہوا تیری اس جرأت پر جو اللہ سے تو کرتا ہی
اور اللہ کے اس حلم پر جو وہ تجسے کرتا ہی حجاج نے نطع مانگی وہ آئے اور بچھائے گئے اور حکم دیا کہ انکو مارو پس
سعید نے کہا اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ
مین نے متوجہ کیا منہ کو اُسکے واسطے جسنے پیدا کیا آسمان اور زمین کو توحید کرنے والا ہوکر اور نہین ہون مین
شریک لانے والون سے حجاج نے کہا انکا مُنہ قبلے کی طرف سے پھیر دو جب پھیر دیا گیا تو سعید نے فرمایا
فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ پس جدھر جدھر کو منہ کرو تم پس وہین ہی منہ اللہ کا حجاج نے کہا انکو مُنہ کے بھل اوندھا
کرو جب ایسا کیا گیا تو اُنھون نے فرمایا مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی
یعنی اُس سے پیدا کیا ہمنے تمکو اور اُسی مین دوبارہ لیجائینگے ہم تمکو اور اُسمین سے نکالینگے ہم تمکو دوسری بار
حجاج نے کہا انکو ذبح کرو سعید نے فرمایا خبردار رہیں کہتا ہون اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ
لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ای اللہ اسکو پکڑ میری طرف سے تو یہانتک کہ ملادے تو اسکو مجھے
قیامت کے دن اور دعا مانگی کہ ای اللہ اسکو مسلط نہ کیجیو کسی پر میرے قتل کے بعد چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حجاج کو
پھر اور کسی کے مارنے کی مہلت ہی نہ ملی خود ہی جہان کا تھا وہان پونہچا انتہی معارف مین ہی کہ جب حضرت
سعید کی گردن ماری گئی تو انکا سر مبارک زمین پر ڈھلکتا پھرتا تھا اور اُس سے آواز آتی تھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یہانتک کہ حجاج نے حکم دیا کہ انکے بیرون کو انکے مُنہ پر رکھدو اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ جب یہ کیا گیا
تب وہ سر خاموش ہوگیا ابو الخطاب کہتے ہین کہ مجھسے ابوداؤد نے بیان کیا اور اُن سے عمارہ بن زاذان نے
اور اُن سے ابو الصہبا نے کہ حجاج نے سعید بن جبیر سے کہا کہ تمکو کسطرح پر قتل کرون اُنھون نے فرمایا
مین کیسے بتاؤن تو ہی جیسا چاہے ویسا کر کہ قصاص تیرے سامنے ہی تب اُسنے کہا ای شقی ابن کسیر مین نے

کوفے مین تجھے امام بنایا تھا کہ نہین انھون نے کہا ہان کہا مین نے تجھے پہلے قاضی کیا تھا کوفے کا اور کوفہ والون
نے اسکی مخالفت کی تھی اور کہا تھا کہ قاضی کوئی عرب کا آدمی ہونا چاہیے تب مین نے ابا بردہ کو قاضی مقرر
کیا تھا اور اُس سے کہدیا تھا کہ وہ کوئی بات بغیر تمھارے حکم کے نہ کیا کرے انھون نے کہا ہان البتہ ایسا ہوا
تھا کہا مین نے تمکو اتنا مال دیا تھا کہ تم اُسی اہل حاجت کو دیدینا پھر مین نے نہین پوچھا کہ وہ تمنے کیا کیا
حاجتمندون کو دیا یا نہین انھون نے کہا ہان کہا پھر باوصف اِن احسانون کے تمنے مجپر خروج کیا کہا ابن اشعث
کی بیعت میرے گلے مین تھی حجاج یہ سنتے ہی غصے مین آکر کہنے لگا کہ امیر المؤمنین عبد الملک کی بیعت اسکے قبل
تمھارے گلے مین نہ تھی واللہ مین تمکو مارونگا انتہی مرآۃ الجنان اور وفیات الاعیان مین ہو کہ جب یہ قتل ہو چکے تو
انکے خون بہت نکلا حجاج نے اطبا کو بلایا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہو کہ انکے اتنا بہت سا خون نکلا اور انکے پہلے
جو مارے گئے اُنکے اتنا خون نہین نکلا اطبا نے کہا اسکی وجہ یہ ہو کہ یہ جب قتل کیے گئے تو انکی جان باقی تھی اور
خون جان کا تابع ہوتا ہو اور اورون کی یہ حالت ہوئی کہ اُنکی مارے خوف کے جان جاتی رہی تھی تنا خون اُنکے
کہان سے آتا جسقدر تھا وہ بھی خشک ہو گیا انتہی یہ واقعہ شہادت حضرت سعید بن جبیر کا شعبان ۹۵ھ مین
اور بقول ابن ابی قتیبہ چورانوے مین ہوا ابن جبیر کی عمر اُسوقت اُنچاس برس کی تھی انکا مزار ظاہر واسطہ مین
زیارتگاہ خلائق ہو رضی اللہ عنہ انکے دو صاحبزادے تھے عبد اللہ بن سعید اور عبد الملک بن سعید اور اِن
دونون سے روایت ثابت ہو وفیات الاعیان مین ہو کہ حجاج کو اکلہ کا مرض ہو گیا اُسکے پیٹ مین کیڑے
پڑ گئے اُسنے طبیب کو بلایا طبیب نے گوشت کی بوٹی لیکر ایک دھاگے مین باندھی اور اُسکے حلق مین وہ
بوٹی اُتار دی اور تھوڑی دیر رہنے دی پھر اُسکو کھینچا اُسمین بہت سے کیڑے لپٹے ہوئے نکل آئے اور اُسکو
سردی اسقدر معلوم ہوتی تھی کہ انگیٹھیان آگ کی بھری ہوئین اُسکے قریب رکھی جاتی تھین اور ایسا بھی ہوتا تھا
کہ اُسکی کھال بھی جلنے لگتی تھی مگر اُسکو کچھ احساس نہوتا تھا اُسنے خواجہ حسن بصری سے اسکی شکایت کی انھون نے
فرمایا کہ مین تجھے منع کیا کرتا تھا کہ صالحین سے تعرض نہ کر تو نے نہ مانا اُنکے ستانے اور مارنے کی یہ شامت ہو نقل ہو
کہ حجاج نے خواب مین دیکھا کہ میری دونون آنکھین نکل پڑین اُسکے نکاح مین ہند بنت مہلب اور ہند بنت
اسماء ابن خارجہ تھین اُسنے اِن دونون کو طلاق دیدی اس خیال پر کہ خواب کی تعبیر یہی ہو اسکے تھوڑے زمانے
کے بعد یمن سے اُسکے بھائی محمد بن یوسف کے مرنے کی خبر آئی اور اُسیدن اُسکا بیٹا محمد بن حجاج بھی مرا تب
اسنے کہا واللہ میرے خواب کی تعبیر یہی تھی کہ یہ دونون محمد ایک ہی دن مرینگے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

[illegible]

[illegible]

لکھا ہی کہ جب حجاج کا بھائی ماہ رجب ۹۱ سنہ مین یمن مین مرا اور وہین دفن ہوا اور وہ وہین کا والی تھا تو ولید بن عبد الملک نے حجاج کو تعزیت کا خط لکھا حجاج نے ولید کو اُسکا جواب لکھا کہ ای امیر المؤمنین میرے اور میرے بھائی کی زائد جدائی نہین ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہتے ہین کہ جب حجاج مرنے لگا تو اُسنے ایک نجومی کو بُلایا اور کہا کہ تو اپنے علم کے ذریعہ سے جانتا ہی کہ کوئی بادشاہ مرے گا اُسنے کہا ہان مگر وہ تم نہین ہو کہا کیون نجومی نے کہا اسواسطے کہ جو مرنے والا ہی اُسکا نام کلیب ہی تب حجاج نے کہا واللہ یہ میرا ہی نام ہی میری مان نے میرا نام یہی رکھا تھا پس اُسنے وصیت کردی انتہی معارف مین ہی کہ اُسنے اپنے مرتے وقت یزید بن ابی مسلم کو خراج پر خلیفہ کیا اور یزید بن ابی کبشہ کو لڑائی پر اور اپنے بیٹے عبد الملک بن حجاج کو حکم کیا کہ لوگون کو نماز پڑھائے انتہی یافعی لکھتے ہین کہ حجاج کو مرض الموت مین کبھی غش آتا تھا اور کبھی افاقہ ہوتا تھا جب افاقہ ہوتا تو کہتا مَالِی وَلِسَعِیدِ بْنِ جُبَیرٍ **نقل ہی** کہ ایکروز حجاج مرض الموت مین سو گیا خواب مین دیکھا کہ بن جبیر اُسکے دامن کو پکڑے فرماتے ہین کہ ای اللہ کے دشمن تو نے مجھے کیون قتل کیا یہ ڈر کر جگا اور کہنے لگا مَالِی وَلِسَعِیدِ بْنِ جُبَیرٍ اور مرض الموت مین وہ یہ پڑھتا تھا جو عبید بن سفیان عکلی نے کہا ہی اُسکا ترجمہ یہ کہ ای اللہ دشمنون نے غلیظ قسمین کھائی ہین اسکی کہ مین دوزخ مین جاؤنگا اور وہ قسمین کھاتے ہین ان باتون کی جنکو اُنھون نے نہین دیکھا ہی افسوس اُنکو کیا گمان ہی عظیم العفو غفار سے پندرہ روز وہ بیمار رہا اور رمضان ۹۵ سنہ مین شہر واسط مین مر گیا اور وہین دفن ہوا اُسکی قبر چھپا دی گئی اور اُسپر پانی بہا دیا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ یہ شوال ۹۵ سنہ مین مرا اور اُسکی عمر ترپن ۵۳ یا چوّن ۵۴ برس کی ہوئی اور یہی اصح ہی طبری نے تاریخ کبیر مین لکھا ہی کہ حجاج کا انتقال جمعے کے دن اکیسوین رمضان مین ہوا اور بعضے کہتے ہین ستائیسوین ۲۷ رمضان کی شب کو اور اُسکی عمر بعضے پچپن ۵۵ برس کی کہتے ہین اور کہتے ہین کہ خواجہ حسن بصری نے جب حجاج کے مرنے کی خبر سنی تو شکر کا سجدہ کیا اور کہا ای اللہ جیسا تو نے اُسے مارا ہی ویسا ہی اُسکے طریقے کو بھی مٹا **نقل ہی** کسی نے اُسکو خواب مین دیکھا پوچھا کہ تیرے ساتھ اللہ نے کیا کیا کہا ہر مقتول کے عوض مین مجھے ایک بار قتل کیا اور سعید بن جبیر کے بدلے ستر بار قتل کیا **نقل ہی** حضرت عمر بن عبد العزیز سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے مین نے حجاج کو خواب مین دیکھا تو مردار بدبودار نظر آیا مین نے پوچھا کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا کہنے لگا کہ بعوض ہر مقتول کے مجکو ایک ایک بار قتل کیا اور سعید بن جبیر کے بدلے ستر بار قتل کیا انتہی الحجاج کے چار بیٹے ہوئے محمد ۱ اور ابان ۲ اور عبد الملک ۳ اور ولید ۴ محمد نے تو انتقال اپنے باپ کے سامنے ہی کیا اور اُسنے اولاد چھوڑی دمشق مین اور عبد الملک کی اولاد بصرے مین ہی اور ابان اور ولید کے کوئی عقب نہین انتہی کذا فی معارف ابن ابی قتیبہ

حال حضرت عبد اللہ بن بن زبیر رضی اللہ عنہما کا

اُنکے والد ماجد حضرت زبیر ابن العوام حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک

عشرۂ مبشرہ مین سے ہین اور والدۂ ماجدہ انکی حضرت اسماء بنت حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین جنکا
لقب ذات النطاقین ہی یہ حضرت عایشۂ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن تھین اُنسے یہ دس برس بڑی
تھین تیرہ آدمیون کے بعد مکے مین یہ مسلمان ہوئین اور اپنے بیٹے کی قتل کی مصیبت دیکھکر دس روز کے بعد
اور بعضے کہتے ہین کہ بیس روز کے بعد مکے مین سنہ ۷۳ مین انھون نے انتقال فرمایا آخر وقت مین یہ نابینا ہوگئی
تھین مگر انکی عقل مین کوئی فتور نہ تھا اور نہ دانت گرے تھے اور تفریح الاذکیا مین اخبار الدول کی عبارت
سے انکا ایک سال زندہ رہنا معلوم ہوتا ہی چنانچہ اُسمین لکھا ہی کہ جب لوگون نے جسد عبداللہ کا حجاج سے مانگا
تو اُسنے انکار کیا اور کہا جبتک والدہ عبداللہ کی شفاعت نہ کریگی نہ دونگا چنانچہ ایک برس جسد مبارک اُنکا
بلا دفن پڑا رہا آخر اسماء نے طلب کیا اور پایا اور غسل دیکر ارضیہ بیت یحیی واقع مدینہ مین دفن کیا واللہ علم
بحقیقۃ الحال اور انکا ذات النطاقین لقب ہونیکا قصہ یون ہی کہ جب حضرتؐ نے مکے سے ہجرت فرمائی تو
جس برتن مین کہ حضرت اور خود انکے والد کا ناشتہ تھا اُسکو انھون نے جو دو پٹہ اوڑھے تھین اُسے پھاڑکر
اُسکے ٹکڑے مین باندھا تھا تب حضرت نے فرمایا کہ اسکے عوض تمکو جنت مین دو دوپٹے ملین گے جب سے اُنکا
لقب ذات النطاقین ہوگیا اور بعضی کتابونمین ہی کہ ایک ٹکڑے مین دوپٹے کے اُنھون نے وہ ناشتہ
باندھا اور دوسرے سے مشک واللہ اعلم صراح مین ہی کہ نطاق بالکسر کمر بند و میان بند مردان جسکو ہندی مین
پٹکہ کہتے ہین اور ایک کپڑا ہی جسکو عورتین پہنتی ہین اور اُسکے درمیان کو باندھکر جانب بالا کو اُسکی جانب
زیرین کی طرف سے لٹکا کر زانو تک چھوڑ دیتے ہین اور اُسکا جانب زیرین زمین تک پہونچتا ہی اور اُسکے لیے
گودا اور جاے بند شلوار اور دونون ساقین نہین ہوتی ہین انتہی اور حضرت ابن زبیر کی دادی حضرت
صفیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہین ابن زبیر کی ولادت مدینے مین بیس مہینے کے بعد ہجرت
کے واقع ہوئی مسلمانون کو اُنکی ولادت کی بڑی خوشی ہوئی اس سبب سے کہ یہود کہتے تھے کہ ہمنے سحر کیا ہی
مسلمانون کے اولاد نہوگی جب یہ پیدا ہوئے تو انکی والدہ انکو حضرت کے حضور مین لائین اور آپ کے
گود مین دیا آپ نے کھجور منگوائی اور اُسکو چباکر لعاب دہن اپنا اُنکے منہ مین ڈالا اور تالو مین لگایا اسکو تحنیک
کہتے ہین اور اہل اسلام عرب کا طریقہ ہی کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہی تب اُسکا بزرگ چھوہارے کو چبا کر تھوڑا سا
اُسکے تالو مین لگا دیتا ہی اور تھوڑا سا پیٹ مین اُتار دیتا منتخب مین ہی کہ حنک بالفتح لڑکے کے تالو مین ملنا خرمہ
وغیرہ کا انتہی غرض انکی تحنیک آنحضرت نے کی اور اول انکے پیٹ مین حضرت کا تبرک گیا اور حضرت نے انکے واسطے
دعا کی اور برکت طلب فرمائی ترمذی مین حضرت عایشۂ صدیقہ سے روایت ہی کہ دیکھا حضرت نے زبیر کے گھر
مین چراغ تو مجھسے فرمایا کہ مین گمان کرتا ہون کہ اسماء جنی ہین یعنی چراغ جلنے کا اسوقت سبب یہی معلوم ہوتا ہی

کہ اسماء کے لڑکا پیدا ہوا ہی اور وہ حاملہ تھیں سو نام رکھنا اُسکا یہانتک کہ مین نام رکھون بس نام رکھا آپ نے اُنکا
عبداللہ اور تحنیک کی آپ نے یافعی نے لکھا ہی کہ روایت ہی کہ جب ابن زبیر پیدا ہوئے تھے تب سارے اصحاب نبوی
نے تکبیر کہی تھی اور جب وہ شہید ہوئے تب اہل شام نے تکبیر کہی اسپر عبداللہ بن عمر نے کہا کہ جن لوگون نے ولادت
پر تکبیر کہی تھی وہ بہتر تھے اُنسے جنھون نے اُنکے قتل پر تکبیر کہی اور تحقیق وہ مالک ہو گئے تھے حجاز اور یمن اور عراق
کے پھر لکھا ہی کہ تھے ابن زبیر بڑے عابد اور زاہد صائم الدہر قائم اللیل اور بڑے فصیح و بلیغ اور شجاع اور بڑے
بجوٹ کے آدمی تھے یہانتک کہ سجدے مین منجنیق کا گرم پتھر اُنکے کپڑون مین آلگتا تھا اور وہ سر نہین اُٹھاتے تھے
اور مکے سے مدینے تک کے سفر مین جو دس بارہ دنکا راستہ ہی ایک مرتبہ کھانا کھاتے تھے صرف رات کو تھوڑا سا پانی
پی لیتے تھے کیفیت اِنکی شہادت کی یہ ہی کہ یہ تو ابھی معلوم ہی ہو چکا ہی کہ یہ یزید کی بیعت سے انکار کرکے مدینہ سے
مکے چلے آئے وہان اہل حرمین اور یمن اور عراق اور خراسان نے اُنسے بیعت کی شیخ ابو اسحاق نے کہا کہ خلافت کی
بیعت انکے ہاتھ پر کی گئی اور بیعت خلافت نہین کی جاتی ہی مگر اُس شخص کے ہاتھ پر جو فقیہ اور مجتہد ہو اور جب وہ خلیفہ
مقرر ہوئے تو ضحاک ابن فیروز کو یمن کا حاکم مقرر کیا پھر اُنکو معزول کرکے عبدالرحمن بن خالد بن ولید مخزومی کو صنعا
پر حاکم کیا پھر یکے بعد دیگرے ایک جماعت کو بھیجا اسی طرح سے عراق اور کوفے مین ایک کے بعد ایک کو بھیجتے رہے
آخر مین کوفے پر مصعب بن زبیر اپنے بھائی کو مقرر کیا جنھون نے بڑی لڑائی کی بعد مختار اور اُسکے ہمراہیونکو شکست
دیکے قتل کیا بعد اُسکے عبدالملک نے بذات خود بڑی فوج اہل شام کے ہمراہ لیکر اُنسے مقابلہ کیا اور مصعب بن
زبیر بہت بڑے جدال و قتال کے بعد اُس لڑائی مین شہید ہوئے انتہی جب عبدالملک نے مصعب پر فتح پائی
تو چاہا کہ عبداللہ بن زبیر کے مقابلے کو مکے مین فوج بھیجے لوگون نے عذر کیا کہ حرم مین جدال و قتال حرام ہی آخر
ایک روز حجاج نے عبدالملک کے روبرو بیان کیا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہی کہ عبداللہ بن زبیر کا سر مین نے
کاٹ لیا ہی عبدالملک نے جانا کہ حجاج مکے جانیکو طیار ہی اُسنے بہت جلد ایک لشکر حجاج کے بنام کرکے مکہ
معظمہ کی طرف روانہ کیا حجاج اصل مین طائف کا رہنے والا تھا وہ وہان آکر فوج جمع کرکے مکے کو متوجہ ہوا
یافعی مرآۃ الجنان مین لکھتے ہین کہ ۷۳ سنہ ہجری مین حجاج قبحہ اللہ جمعیت کثیر کے ساتھ مکہ معظمہ مین نازل ہوا
اور ابن زبیر کا محاصرہ کیا اور منجنیق ابی قبیس پہاڑ پر قائم کیا مین کہتا ہون کہ منجنیق بفتح میم و سکون نون
و فتح جیم و کسر نون ثانی و یاے معروف بڑی گوپھنی کی ایک قسم ہی کہ بڑی مضبوط لکڑی پر اُسکو قائم کرکے
بڑے بڑے پتھر اُسمین رکھکر قلعے کی دیوار پر مارتے ہین اور دیوار کو اُس سے توڑتے ہین اور یہ معرب ہی
من وجہ نیک کا ورنہ خاص عربی مین جیم اور قاف کسی لفظ مین نہین آیا ہی اور چونکہ اگلے زمانے مین یہ
آلہ قلعہ لینے کے لیے کمال عمدہ تھا اسواسطے اس نام سے تفاخراً نام زد کیا گیا بعد اُسکے معرب کیا گیا کذا فی

غیاث اللغات و الصراح اور اُسمین اتنا زائد ہی کہ اُسکے ذریعے سے فقط گرم یا پتھر یا جلانے والی چیزین حریف کے
لشکر مین پھینکتے ہین انتہیٰ بالجملہ وہان کئی مہینے تک بازار قتال گرم رہا اور حرم محترم مین وہ ہیجیا اشیاے
محرقہ پھینکتا رہا یہانتک کہ پردہ خانۂ کعبہ کا جل گیا **نقل ہی** کہ جب اُنکے محاصرے کو طول ہوا اور اُنکے سارے
معین و مددگار ادھر اُدھر چلدیے تب وہ اپنی والدہ کے پاس گئے اور کہا کہ سب ساتھیون نے تو ساتھ
چھوڑ دیا اور دشمن اس شرط پر امان دیتے ہین کہ عبد الملک کی رائے پر مین اپنے آپ کو سونپ دون وہ جو
چاہے میرے باب مین کرے چاہے مار ڈالے چاہے قید کرے چاہے آزاد کر دے اب آپ کی کیا رائے ہی
اُنھون نے فرمایا بیٹا اگر تو یہ لڑائی دنیا کی طمع پر لڑتا ہی تو تو ہلاک ہوا دینا و آخرت دونون مین اور لوگون کو بھی
تو نے ہلاک کیا اور اگر یہ لڑائی تو اللہ کے لیے لڑتا ہی تو اپنے آپ کو تو بنی امیہ کے ہاتھ مین نہ سونپ کہ تجکو لعبت
بنائینگے اور یہ جو تو کہتا ہی کہ سب ساتھی ادھر اُدھر ہو گئے تو قسم ہی مجکو اپنے عمر کی کہ تو معذور رہی لیکن بڑون کی
بات یہ ہی کہ جسطرح سے جیتے رہے ہین اُسی طرح سے مرین بھی پس ابن زبیر اپنی والدہ کی پاس سے باہر تشریف لائے
دیکھا کہ دشمن کی فوج مکے کی بلندی پر چڑھ آئی اُنھون نے اُنپر یورش کرکے کہا کہ ایک شخص اگر میرے ساتھ اور ہوتا تو
مین اس فوج کے لیے کافی تھا اُس فوج مین سے ایک شخص بولا کہ اسمین کچھ شبہہ نہین غرض وہ لڑتے رہے
یہان تک کہ ایک پتھر اُنکے سر پر آکر بیٹھا اور سر توڑ گیا اولاد زبیر مین کا ایک غلام اُنکے قریب تھا اُسنے غل مچاکر
رونا شروع کیا کہ وا امیراہ ہاے میرے امیر اُسکے اِس شور و غل سے دشمنون نے جانا کہ اُنکا کام تمام ہو گیا سب دوڑ
پڑے مگر چونکہ وہ اُسی طرح سے اُس حالت مین بھی کپڑے پہنے ہوئے کھڑے تھے کسی کو اُنکے پاس آنے کی جرأت
نہوئی پھر مخالفین نے سب طرف سے حملہ کرکے اُنکا کام تمام کر دیا حجاج بھی وہان پونہچا اُسکے ساتھ ایک اور
بھی امیر تھا اُسنے کہا یہ وہ امیر تھا کہ بنات آدم مین سے آجتک ایسا جوان مرد اور بہادر کوئی لڑکی نہین
جنی حجاج نے کہا تم ایسے شخص کے حق مین جسنے امیر المومنین کی مخالفت کی اور اُنکی اطاعت سے باہر ہوا اس
قسم کا کلام کرتے ہو امیر نے کہا یہی میرا کلام عذر ہوگا امیر المومنین کے پاس اِس بات کا کہ مہینون تک
اُنکا محاصرہ رہا اور ہم اُنپر غالب نہو سکے انتہیٰ اور تفریح الاذکیا مین ہی کہ عبد اللہ بن زبیر پر ایک پتھر منجنیق
کے پتھرون مین سے پونہچا آپ کعبے کے اندر بیہوش ہو گئے تب اُنکا سر کاٹ کر عبد الملک کے پاس بھیدیا اور
لاش کو اُلٹا لٹکوایا یہ معرکہ سترھوین جمادی الاولیٰ ۷۳ھ سنہ مین واقع ہوا انتہیٰ اور اسد الغابہ وغیرہ مین ہی
کہ واقعۂ شہادت ابن زبیر جمادی الاخریٰ ۷۳ھ سنہ مین ہوا اور محاصرہ ذی الحجہ ۷۲ھ سنہ مین ہوا اور
یہی اکمال مین بھی ہی پھر یافعی لکھتے ہین کہ حجاج نے جب ابن زبیر کو قتل کیا تو مقام مقابر مین اُنکو سولی چڑھایا
اور اس مقام کا نشان یافعی کے وقت تک تھا شاید کوئی وہان نشان بنا دیا گیا ہوگا اُسکے بعد

حجاج نے اپنے بعضے اعوان کو اسماء والدۂ ابن زبیر کے پاس بھیجا کہ اُنکو اُنکی لاش کے پاس لے آؤ وہ لوگ گئے اور اسماء سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو تمکو حاکم نے بلایا ہی اُنھون نے انکار کیا اور کہا کہ اگر یہ حکم ہوا ہو کہ زبردستی مجھے کھینچ لیجاؤ تو کھینچو مین اپنی خوشی اپنے پاؤن سے تو نجاؤن گی وہ لوگ پھر گئے اور حجاج سے جاکر یہ حال کہا تب حجاج اپنی نعلین پہنکر خود اٹھا اور اُنکے پاس آیا اور اُن سے آتے ہی کہا دیکھا تمنے کہ مین نے تمھارے بیٹے کے ساتھ کیا کیا اُنھون نے فرمایا کیا کیا تونے اُسکی دنیا خراب کی اُسنے تیرا دین خراب کیا اور تحقیق خبر دی ہی مجکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف مین ایک کذاب اور ایک مبیر ہوگا پس کذاب کو تو ہم دیکھ چکے لیکن مبیر پس تیرا کوئی یار و مددگار نہ ہے تو ہی ہی اور ابن زبیر کے ساتھ عبداللہ بن صفوان ابن امیہ الجمحی جو مکے کے بہت بڑے سرداروں اور دولتمندون مین تھے مقتول ہوئے اور نامور مقتولین سے عبدالرحمن بن عثمان بن عبداللہ تیمی تھے جو حدیبیہ کے روز اسلام لائے تھے

حضرت محمد بن الحنفیہ کا حال

یہ ابو القاسم محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ معروف با بن الحنفیہ ہین انکی والدہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن سلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ بن لجیم ہین کہتے ہین کہ یہ بندیان یمامہ سے تھین اور جناب امیر کو ملین اور بعضے کہتے ہین کہ نہین یہ سندیہ حبشیہ تھین اور بنی حنیفہ کی لونڈی تھین نہ اُنکی اولاد مین سے اُنسے مصالحت کی تھی حضرت خالد بن الولید نے ایک لونڈی اور غلام پر نہ اُنکی ذاتون پر کذا فی وفیات الاعیان و مرآۃ الجنان بغوی نے شرح السنہ مین باب قتال مانعی الزکوۃ مین لکھا ہی کہ ایک گروہ مرتد ہوگیا اور شرائع سے انکار کرنے لگا اور اپنی اُسی حالت جاہلیت کی طرف پلٹ گیا تب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسپر اجماع کیا کہ اُن کو مار ڈالنا چاہیے اور حضرت صدیق اکبر کی یہ راے ہوئی کہ اُنکے بال بچے اور عورتون کو قید کر لینا چاہیے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اکثر صحابہ نے اسپر اتفاق کیا اور اُنھین بندیان بنی حنیفہ مین سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک لونڈی ملی اُنسے محمد بن علی پیدا ہوئے جنکا نام محمد بن الحنفیہ ہی کہتے ہین کہ ہنوز صحابہ کا زمانہ منقضی نہین ہوا تھا کہ اسپر اجماع ہو گیا کہ مرتد قید نہ کیا جائے انتہی شیخ ابن حجر عسقلانی اصابہ فی تمییز الصحابہ مین لکھتے ہین کہ خولہ بنت ایاس بن جعفر حنفیہ والدۂ محمد بن علی کے انکو حضرت نے انکے گھر مین دیکھا تھا اور آپ نے ہنسکر فرمایا تھا کہ اے علی تم اس سے نکاح کروگے میرے بعد اور اُس سے پیدا ہوگا تمھارے ایک لڑکا نام اُسکا میرے نام پر رکھنا اور کنیت اُسکی میری کنیت کرنا روایت کیا ہمنے فوائد مین ابی الحسن احمد بن عثمان الادمی سے طریق ابراہیم بن عمر بن کیسان سے اُنھون نے ابی جہیر سے اُنھون نے اپنے باپ قنبر حاجب حضرت علی سے کہا اُنھون نے کہ حضرت علی نے مجسے یہ بیان کیا اور سند اسکی ضعیف ہی اور ثبوت اُنکی صحبت کا آپ کے ساتھ اس بات پر موقوف ہی کہ یہ ثابت ہو کہ وہ اُسوقت مسلمان تھین انتہی محمد بن الحنفیہ کی کنیت ابو القاسم تھی

بعضے کہتے ہین کہ یہ رخصت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور آپ نے حضرت امیر سے فرمادیا تھا کہ تمھارے
ایک لڑکا ہوگا اُسکے لیے مین نے اجازت دی کہ میری کنیت اور میرا نام رکھنا اور کسیکو بعد اُسکے میری امت سے
یہ درست نہین مین کہتا ہون کہ جمع کیا ہی اس کنیت کو ساتھ اس اسم کے ایک جماعت کثیرہ نے اہل فضل
سے اور اس مین علما کے مذاہب مشہورہ ہین ایک گروہ نے علما سے اختیار کیا ہی اسکو کہ نہی جمع کرنے کے
درمیان کنیت اور اسم شریف حضرت نبوی کے مخصوص تھی آپ کے زمانے کے ساتھ اور اُسکی علت یہ تھی
کہ یہود کہا کرتے تھے یا ابا القاسم آنحضرت جب اُنکو یون پکارتے سنتے تھے تو اُنکی طرف دیکھنے لگتے تھے کہ انھون نے
مجھے پکارا ہی وہ کہتے کہ ہمنے آپ کو نہین پکارا ہی اُنکی اس بے ادبی اور تمسخر سے آپ کو ایذا ہوتی تھی تب آپنے
اِس کنیت سے لوگون کو منع فرمادیا اور یہ علت بعد حضرت کے زائل ہوگئی پس نہی بھی مرتفع ہوگئی کذا فی
تاریخ الیافعی امام نووی تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین کہ ان محمد کو محمد بن الحنفیہ بھی کہتے ہین
اور محمد بن علی ابن الحنفیہ بھی پس انکی نسبت مان اور باپ اور دونون کی طرف اکٹھا ملا کر سب درست ہی
اس لیے مشروط ہی کہ علی کو تنوین دیجائے اور ابن الحنفیہ بزیادت الف لکھا جائے اُسکے اعراب محمد کے اعراب کے
تابع ہین کیونکہ یہ محمد کی صفت ہی نہ علی کی اور اس نسبت اور کنیت کے نظائر بہت سے ہین اسمین میرا ایک سالہ
جداگانہ ہی اُسمین کے بعض نظائر یہ ہین عبداللہ بن مالک بن بحینہ مالک عبداللہ کے والد ہین اور بحینہ مان یا عبداللہ بن
اُبی ابن سلول اُبی عبداللہ کا باپ ہی اور مان سلول یا اسمعیل بن ابراہیم ابن عُلَیَّہ ابراہیم اسمعیل کے باپ ہین اور عُلَیّہ مان یا
مقداد بن عمرو ابن الاسود مقداد کا باپ عمرو ہی اور متبنی کیا مقداد کو اسود نے پس اُسکی طرف وہ نسبت کیا گیا یا اسحٰق بن
ابراہیم ابن راہویہ راہویہ ابراہیم ہی اور اسیطرح ہی محمد بن یزید ابن ماجہ صاحب السنن ماجہ وہی یزید ہے اسیطرح
اور بہت سی نسبتین ہین محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے جب زمانۂ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دو برس باقی تھے
اور ابن ابی حاتم کہتا ہی کہ جب تین برس باقی تھے تب پیدا ہوئے اور یہ کبار تابعین سے ہین حاضر ہوئے
حضرت عمرؓ کے پاس اور سنین حدیثین اُنھون نے اپنے والد اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما سے اور
روایت حدیث کی انسے حسن اور عبداللہ اور ابراہیم اور عون اور ایک اور جماعت تابعین نے اور حافظ
ابراہیم بن عبداللہ بن جنید نے کہا کہ مین نہین جانتا کسیکو جسکے اسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بواسطۂ
حضرت علیؓ کے اکثر اور اصح ہوا اسناد محمد بن الحنفیہ سے انتہیٰ ملا علی قاری شرح شمائل ترمذی مین مولانا عصام
کی شرح سے انکے ترجمے مین لکھتے ہین کہ محمد بن الحنفیہ انکی کنیت ابی القاسم ہے یہ مشہور ستھے علم اور
شجاعت اور عبادت اور ورع مین اور تھے افضل اولاد علی کے بعد سبطین رضی اللہ عنہما کے انتہیٰ اور ابو اسحاق
شیرازی طبقات الفقہا مین لکھتے ہین کہ تھے محمد بن الحنفیہ شدید القوۃ اور اسکی خبرین عجیب ہین انکی قوت کی

حکایت مبرد نے کامل مین نقل کی ہی کہ حضرت امیر نے اپنی ایک درع پھیلادی اور اپنے صاحبزادے محمد بن الحنفیہ
سے فرمایا کہ اسمین سے فلان فلان حلقہ نکالدو آپ نے اپنا ایک ہاتھ اُسکے ذیل پر رکھا اور دوسرا اُسکے فضل پر
اور اُسکو کھینچا تو جہان سے حضرت امیر نے فرمایا تھا وہین سے ٹوٹ کے علیحدہ ہوگئے اور کہا کہ جب عبداللہ بن زبیر
اسکو بیان کرتے تھے تو وہ مارے غصے کے کانپنے لگتے تھے نقل ہی کسی نے کہا کہ اِسکا کیا سبب ہی کہ تمھارے
والد مہلکون مین تمھین کو بھیجتے ہین اور حسنین کو نہین بھیجتے فرمایا وہ اسواسطے ایسا کرتے ہین کہ حسنین اُن کی
آنکھین ہین اور مین اُنکے دونون ہاتھ اور دستور ہی کہ جب کوئی بلا اور مصیبت آتی ہی تو پہلے ہاتھ ہی آنکھون کی آڑ
ہوتے ہین کذا فی تاریخ الیافعی نور الابصار مین ہی کہ بادشاہ روم نے عبدالملک بن مروان کو دھمکایا اور ڈرایا
اور قسم کھاکر کہلا بھیجا کہ مین ایک لاکھ فوج بری اور ایک لاکھ بحری تمپر بھیجتا ہون ورنہ جزیہ دو عبدالملک نے حجاج
کو لکھا کہ تم محمد بن الحنفیہ کو لکھو کہ وہ اُسکو ڈرا دھمکا دین اور جو لکھین وہ مجھے بھیجدو پس محمد بن الحنفیہ نے شاہ روم کو
خط لکھا اور لکھکر حجاج کو بھیجدیا اُسکا مضمون یہ تھا کہ اللہ عزوجل کی اپنے خلق پر تین سو نوے نظرین ہین اور
مجھے امید ہی کہ وہ میری طرف ایک نگاہ سے ایسا دیکھیگا کہ اُسکی وجہ سے تو میری طرف آنسکیگا اور نہ میرا کچھ
کر سکیگا حجاج نے یہ خط عبدالملک کو بھیجدیا اُنھون نے وہی بادشاہ روم کو لکھدیا بادشاہ نے کہا کہ عبدالملک
نے یہ نہین لکھا ہی اور نہ اُس سے یہ ہوسکتا ہی کہ وہ ایسا لکھتا یہ تو کسی خاندان نبوت والے کا لکھا ہوگا نقل ہی
کہ جب انکو خبر پہونچی اپنے بھائی حضرت امام حسین کی کربلا جانیکی تو انکے سامنے طشت رکھا تھا اُسمین یہ وضو کرتے تھے
یہ سنکر اتنا روئے کہ آنسوؤن سے طشت بھر گیا کذا فی نور الابصار مقریزی نے خطط مین آپ کی کرامت
مین لکھا ہی کہ جب زید بن علی زین العابدین آپ کے پاس آئے تو آپ نے اُنکی طرف دیکھا اور فرمایا کہ مین تمکو
سونپتا ہون اللہ کو اس سے کہ ہو تم عراق مین مصلوب چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا وفیات الاعیان مین ہی کہ جب ابن
زبیر سے اہل حجاز نے بیعت خلافت کی تو اُنھون نے عبداللہ بن عباس اور محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہما کو بھی دعوت بیعت
کی اُنھون نے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ جب تک کل شہرون کے لوگ تمھاری بیعت نکرلینگے تب تک ہم تمھاری
بیعت نہ کرینگے یہ کلام اُنکو ناپسند ہوا اُنھون نے کہلا بھیجا کہ اگر تم بیعت نہ کروگے تو مین تمکو آگ مین جلادونگا
اور اُسکا قصہ طویل ہی انتہی اور یہ خضاب کرتے تھے مہندیکا اور بائین ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے وفیات الاعیان
مین ہی کہ انکی وفات پہلی محرم سنہ ۸۱ یا تراسی یا بہتر یا تہتر مین مدینے مین ہوئی انپر نماز پڑھی ابان بن عثمان رضی اللہ
عنہ نے کہ وہ اُسدن والی مدینہ تھے اور دفن ہوئے یہ بقیع مین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ ابن زبیر سے
بھاگ کر طائف کو چلے گئے تھے اور وہین انکا انتقال ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ شہر ایلا مین انکا انتقال ہوا انتہی
مین کہتا ہون کہ معارف مین بھی انکا انتقال طائف ہی مین لکھا ہی سنہ ۸۱ مین اور عمر انکی پینسٹھ ۶۵ برس کی لکھی ہی

اور سنہ وفات نور الابصار اور تاریخ یافعی اور نفائس العیون مین بھی یہی ہو مگر نفائس مین روز ولادت دوشنبہ سنہ ہجری لکھے ہین اس حساب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت وفات مین یہ سات برس کے ہوتی ہین کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات دوشنبہ کے دن جب چار راتین ذی الحجہ کی باقی تھین ہوئے سنہ مین اور واقدی کہتے ہین کہ چارشنبہ ماہ ذی الحجہ مین جب سات دن مہینے کے باقی تھے تب فیروز ابولولو غلام مغیرہ ابن شعبہ کا زخم آپ کے لگا اور آپ زندہ رہے تین روز پھر وفات پائی آپ نے جب چارون مہینے کے ختم کو باقی تھے اور آپ پر نماز پڑھی صہیب نے اور کہا ابن اسحاق نے کہ انکی ولایت دس برس چھ مہینے پانچ راتین رہے اور بعضے دس برس چھ مہینے ایک دن کم لکھتے ہین اور آپ پر نماز پڑھی صہیب بن سنان رومی نے اور حضرت ابی بکر صدیق کی وفات معارف مین ہے کہ جمعے کے دن ماہ جمادی الاخری مین جب نو راتین مہینے کی باقی تھین ہوئے سنہ مین اور انکی خلافت کی مدت دو برس تین مہینے نو راتین ہین اور نور الابصار مین ہی کہ انکی وفات شب سہ شنبہ اور بعضے جمعے کے دن کہتے ہین جب سات راتین جمادی الاخری کے باقی تھین تو اس حساب سے مدت خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دس برس چھ مہینے تین یا دو رہوتے ہین خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا پھر ہم اصل مطلب کے جانب رجوع کرتے ہین وہ یہ کہ کہا بخاری نے کہ بقول ابونعیم کے محمد بن الحنفیہ کی وفات سنہ مین ہوئی اور یحیی بن بکیر نے کہا کہ سنہ مین اور مدائنی نے کہا کہ سنہ مین اور شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن عدی نے طبقات الفقہا مین سنہ یا سنہ لکھے ہین اور تاریخ بخاری مین ابی حمزہ سے نقل ہو کہ کہا انھون نے کہ مین نے حج کیا اور اس سے فارغ ہوا جبکہ مارے گئے ابن الزبیر بعد اسکے مین مدینے مین پھر آیا محمد بن الحنفیہ کے پاس تو انھون نے بعد تین دن کے وفات پائی یہ موافق ہو قول ابو اسحاق کے کیونکہ ابن الزبیر مقتول ہوئے سنہ مین اور بعضے کہتے ہین سنہ مین واللہ اعلم بالصواب وفیات الاعیان مین ہو کہ فرقہ کیسانیہ کہتا ہو کہ یہی امام تھے اور مختار بن ابی عبیدہ ثقفی لوگون کو انکی امامت کی دعوت کرتا تھا اور اسکا گمان یہ تھا مہدی موعود یہی ہین اور کیسانیہ کا گمان ہو کہ یہ زندہ ہین جبل رضوی مین ایک کھوہ مین مقیم ہین انکے ساتھ وہان کھوہ مین چالیس آدمی انکے یارون مین سے گئے پھر انکا پتہ نملا اور وہ سب زندہ ہین اور کہتے ہین کہ محمد بن الحنفیہ اس پہاڑ مین ہین درمیان اسد و تم کے اور انکے سامنے دو چشمے جوش مارتے ہین اور انسے شہد اور پانی بہتا ہو اور جب پھر وہ دنیا مین آئینگے تب دنیا عدل سے بھر جائیگی جیسی اب ظلم و فساد سے بھری ہے اور انکی امامت منتقل ہوئی انکے بیٹے ابی ہاشم عبداللہ کی طرف انسے محمد بن علی والد سفاح اور منصور کی طرف انتہی اور یہی مضمون درر الاصداف مین بھی ہو اور اسمین لکھا ہو کہ یہ لوگ کہتے ہین کہ وہ پہاڑ مین اسواسطے جا چھپے کہ انھون نے خروج کیا تھا عبدالملک پر اور بعضے کہتے ہین کہ یزید پر اور یہ سب اقوال فاسدہ ہین اور تقاریر کاسدہ

انکا کوئی فائدہ نہین انتہی رضوی بفتح را بعد اُسکے ضاد معجمہ اور بعد اُسکے واو اور یای معروف ابن جریر طبری نے
تاریخ کبیر مین وقائع سنہ ۱۴۵ھ مین لکھا ہی کہ رضوی ایک پہاڑ ہی جہینہ کا عمل ینبع مین آور اور ونے کہا کہ ان دونون
مین ایک دن کی راہ ہی اور یہ پہاڑ مدینہ شریفہ سے سات مرحلے پر ہی داہنی جانب مدینے کی راہ کے اور بائین جانب
اُس راستے کے جو مکے کی طرف ہی اور وہ دریا سے دو راتون کی راہ ہی واللہ اعلم اور رضوی مین سنگ فسان جنسے
چھُرے وغیرہ پر باڑھ رکھی جاتی ہی نکلتے ہین اور کل شہرون مین جاتے ہین هٰكَذَا قَالَ ابْنُ حَوْقَلٍ فِي كِتَابِ
الْمَسَالِكِ وَالْمَمَالِكِ اور جامع فنون مین پہاڑون کے مبحث مین مذکور ہی کہ جبل رضوی پہاڑ ہی مدینے
سے سات مرحلے پر اس پہاڑ مین گھاٹیان اور نہرین ہین اور وہ دور سے سبز نظر آتا ہی اسمین درخت اور چشمے
ہین انتہی صاحب مشترک نے لکھا ہی کہ رضوی ایک بڑا پہاڑ ہی اُسمین شاخین ہین اور کئی میدان اور مینے اس پہاڑ
کو ینبع سے سبز دیکھا اور جو اس پہاڑ کے گھاٹیون مین پھرا ہی اُسنے بیان کیا کہ اسمین پانی بہت ہی حضرت محمد بن الحنفیہ
کے صاحبزادے یہ ہین حسنؑ اور عبداللہ اور ابو ہاشم اور جعفر اکبر اور حمزہ اور علیؑ ام ولد سے اور جعفر اصغر اور عونؑ ام جعفر سے
اور قاسمؑ اور ابراہیمؑ ابو ہاشم بڑے عظیم القدر و المنزلت تھے شیعہ اُنکو دوست رکھتے تھے اُنکی وفات شام مین ہوئی
اِنھون نے وصیت کی محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو اور اُنسے کہا کہ تم صاحب اس امر کے ہوگے اور وہ تمھاری
اولاد مین ہوگا تا آخر قصہ منقولہ کتب سیر ابو ہاشم کے کوئی اولاد نہین اور علی اور حمزہ کے بھی کوئی اولاد نہین اور
ابراہیم انھین کا لقب شعرہ ہی اور قاسم کذا فی معارف بن ابی قتیبہ لیکن کتاب نفائس العیون مین ہے
کہ علی کے ایک بیٹے تھے عون نام اور کتاب عمدۃ الطالب سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ علی اور جعفر صاحب اولاد تھے

عبد الملک کا حال

یہ مروان کا بیٹا تھا سامرہ مین ہی کہ اسکی مان کا نام عائشہ بنت معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ تھا
وہ عائشۃ البیضا کر کے مشہور تھین انتہی یہ پیدا ہوا اُس دن جسدن حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے
سبائک الذہب مین ہی کہ روایت کی احمد بن عبداللہ العجلی نے کہ عبد الملک گندہ دہن تھا اور چھٹے مہینے مان کے
پیٹ سے پیدا ہوا فوات وفیات الاعیان مین ہی کہ عبد الملک بن مروان کی کنیت ابو الولید تھی اور ابو الذباب
بھی کیونکہ لوگون کو گمان تھا کہ مکھی جب اُسکے مُنہ کی طرف سے گذرتی تھی تو بسبب گندہ دہنی کے فوراً مر جاتی تھی
اور اُسکا لقب رشح الحجر تھا بسبب اُسکے بخل کے اور قبل خلافت کے وہ مدینے مین بڑا عابد اور ناسک تھا اور پہلے اسلام
مین جسکا نام عبد الملک ہوا تھا یہی تھا اسنے حدیث سُنی حضرت عثمان اور ابوہریرہ اور ابو سعید اور ام سلمہ اور ابن عمر
اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے ابو الزناد نے کہا کہ فقہای مدینہ سعید بن المسیب اور عبد الملک بن مروان اور عروۃ بن الزبیر

اور قبیصہ بن الذویب تھے انتہٰے امام یافعی روایت کرتے ہین کہ نافع نے کہا کہ مین نے دیکھا اہل مدینہ کو کہ بڑے
جوان اور پہلوان تھے مگر کوئی اُنمین افقہ اور اقرأ کتاب اللہ کا مثل عبد الملک کے نہ تھا اور بسبب اُسکی کثرت
عبادت کے لوگ اُسکو حمامۃ المسجد کہتے تھے ابن سعد نے کہا کہ جب اُسکو معاویہ نے مدینہ کا عامل کیا تب وہ سو
برس کا تھا معارف ابن ابی قتیبہ مین ہی کہ یہ زید بن ثابت کی جگہ پر مقرر ہوا تھا تاریخ اسحاقی مین ہی کہ عبد الملک ؒ ہاۃ
عالم اور ہوشیار ترین خلائق مین سے تھا لیکن یہ اپنی ابتدای عمر مین ظالم تھا اور لوگون کو تنگ کرتا تھا انتہٰے
زمانہ خلافت ابن زبیر مین یہ خلیفہ ہوا اور باقی رہا یہ مصر و شام پر اور ابن زبیر باقی شہرون پر سات برس تک
پھر یہ غالب آیا عراق اور بقیہ شہرون پر آور ابن زبیر شہید ہوے اور اسکا کام مضبوط ہو گیا ابن عائشہ کہتا ہی
کہ جب اسکو خبر خلافت کی پہونچی تو یہ بیٹھا قرآن پڑھتا تھا اُسنے اسکو جزو دان مین لپیٹ دیا اور طاق پر رکھدیا
اور کہا ھٰذا فِرَاقُ بَیْنِی وَبَیْنِکَ اُسکی مہر مین کندہ تھا اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ مُخْلِصًا اسکے زمانے کے قاضی ابو ادریس خولانی تھے
اور اسکے منشی روح بن منازع اور بعد اُنکے قبیصہ بن ذویب خزاعی ہوے اور اُسکا حاجب اُسی کا غلام ابو یوسف
یعقوب نام تھا اور کوتوال کعب بن خولید قبیسی تھے تفریح الاذکیا مین ہی کہ عبد الملک بڑا ظالم اور سفاک تھا
اور عمال بھی فسقہ اور ظلمہ مقرر کیے تھے حجاج کو عراق مین اور مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان مین آور ہشام
بن سمعیل کو مصر مین آور موسی بن نصیر کو مغرب مین اور حجاج کے بھائی کو یمن مین آور محمد بن مروان کو جزیرہ مین
مقرر کیا انتہی فوات الوفیات مین ہی کہ اسکے زمانے مین کچہریان عربی زبان مین ہو گئین اور درہم و دینار پر نقوش کتابت
عربی مین ہوئی ٧٦ھ مین اور قبل اسکے دینارون پر کتابت رومی مین تھی اور درہمون پر فارسی مین آور جب عمرو بن سعید
بن العاص مارے گئے تو اُسنے خطبہ پڑھا اُسمین بیان کیا کہ یہ عمرو بن سعید وہ تھے کہ انکے سر کو مین نے تلوار سے کاٹا
خبردار جو کوئی ایسا کریگا وہ یہی سزا پائیگا اور جو کوئی مجکو تقوے کا حکم کریگا تو مین اُسکی گردن مارونگا یہ کہکر منبر سے
اُترا اور ناقے پر سوار ہو کر اُسکی مہار پکڑلی کہتے ہین کہ اگر یہ زیادتی اس قصے مین صحیح ہی تو عبد الملک پہلا
اُن لوگون کا ہی جسنے اسلام مین امر بالمعروف سے روکا اور پہلا اُن لوگون کا ہی جسنے اسلام مین خلاف عہد کی کی
اسواسطے کہ اسکے باپ نے عمرو بن سعید بن العاص کو امان دی تھی اور اسنے اُنکو قتل کرایا اور پہلا اُنکا جنھون نے
ممانعت کی بات کرنے کی خلفا کے سامنے اور پہلا بخیل خلیفہ یہی ہوا انتہی آور تاریخ اسحاقی مین ہی کتاب مفاکہۃ الظرفا
مین لکھا ہی کہ پادشاہ روم نے عبد الملک کے پاس آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ کوئی عالم اپنے یہان سے بھیجدو کہ مین
اُس سے چند مسئلے پوچھونگا اُسنے شعبی کو بھیجا جب روم مین پہونچے اور بادشاہ سے ملے تو اُسنے پوچھا
کہ ہمنے سنا ہی کہ ملائکہ تسبیح کرتے ہین دن رات اور غافل نہین ہوتے کیا ایسا بھی ہو سکتا ہی کہ کوئی مخلوق غافل نہو
شعبی نے کہا کہ ہان ہو سکتا ہی دیکھو اپنی ہی سانس کو تم بولتے ہو اور کھاتے پیتے ہو اور وہ بدستور آیا جایا کرتی ہی

اُسنے کہا تمنے سچ کہا تو پوچھا کہ ہمنے سنا ہی کہ جنتی لوگ کھاتے اور پیتے ہین مگر نہ پائخانے جاتے ہین اور نہ پیشاب کرتے ہین
یہ کیونکر ہوسکتا ہی اُنھون نے کہا کہ ہوسکتا ہی اُن لوگون کی مثال ایسی ہی جیسے پیٹ مین لڑکا کہ وہ کھاتا بھی ہی
اور پیتا بھی ہی مگر پاخانہ نہین پھرتا اور اگر رحم کے اندر پاخانہ پھر دے تو رحم فاسد ہوجائے اُسنے کہا تمنے سچ کہا پھر
پوچھا کہ مین نے سنا ہی کہ جنت کی نعمتین صرف کرنے سے گھٹتی نہین یہ کیسی بات ہی اُنھون نے کہا جیسے ایک چراغ ہی
کہ اس سے ہزارون چراغ جلائے جاتے ہین پر اُس ایک کا نور اُتنا ہی رہتا ہی جتنا پہلے تھا پادشاہ خوش ہوا اور
اُنکو انعام دیا اور عبد الملک کو لکھ بھیجا کہ تعجب ہی جو تم لوگ اپنے قاصد کو خلیفہ نہین کرتے ہو عبد الملک نے بادشاہ روم کا
خط پڑھا اور شعبی سے کہا کہ دیکھ تیری جانب سے اُسنے کیا لکھا ہی اُنھون نے کہا اے امیر المؤمنین اُسنے تجھے دیکھا نہین ہے
اگر تجکو دیکھتا تو مجھ مین جو اُسنے بڑائی دیکھی ہی وہ تیری بڑائی کے مقابل اُسکو چھوٹی نظر آتی کہا لِلّٰہِ دَرُّکَ کَمْ کَانَ
عَطَاءُکَ کسقدر اُسنے تمکو دیا اُنھون نے کہا اَلْفَیْنِ یعنی دو ہزار پھر تھوڑی دیر چپ رہکر پوچھا کَمْ کَانَ
عَطَاؤُکَ یعنی کسقدر دیا تمکو کہا اَلْفَانِ کہا تمنے پہلے اَلْفَیْنِ کیون کہا اُنھون نے کہا کہ آپ نے اعراب مین خطا کی
تو مین نے بھی آپ کی متابعت کی جب آپنے اعراب صحیح دیکے پڑھا تب مین نے بھی اعراب مین متابعت کی اور
اور یہ اچھا نہین کہ مین اعراب دون اور آپ اعراب مین خطا کرین یہ بات اُنکو بہت پسند ہوئی اور کہا کہ اِنکا موںھ
موتیون سے بھر دو چنانچہ بھر دیا گیا کہا سلیمان نے کہ مرے امیر المؤمنین اور مدت تصرف اُنکی اکیس برس تھی
اور سال وفات سنہ ۸۶ تھے اور سن اُنکا ساٹھ برس کا تھا **حکایت** شاہان نصاری مین سے ایک بادشاہ نے
ایک راہب علمای اسلام کے مناظرے کے واسطے بھیجا حضرت امام ابو حنیفہؒ اُسوقت لڑکے تھے جب راہب علمای اہل اسلام
کے یہان آیا تو جامع مسجد مین جاکر منبر پر چڑھا تاکہ لوگون سے مسائل پوچھے امام ابو حنیفہ اُٹھ کھڑے ہوے اور راہب
سے کہنے لگے کہ تو سائل ہی یا مجیب اُسنے کہا سائل آپ نے کہا اُتر کے نیچے کھڑا ہو کہ تیری جگہ زمین ہی اور میری
جگہ منبر اور آپ منبر پر چڑھ گئے اور فرمایا جو پوچھنا ہو پوچھ راہب نے کہا کہ اللہ کے پہلے کیا ہی امام نے
کہا تو گنتی جانتا ہی اُسنے کہا ہان آپ نے فرمایا کہ گنتی مین ایک سے پہلے کیا ہی اُسنے کہا کچھ نہین آپ نے فرمایا
جب ایک فانی کے پہلے کچھ نہین ہی تو ایک باقی کے پہلے کیا ہوگا راہب نے پوچھا کہ اللہ کا موںھ کسطرف ہی
آپنے فرمایا کہ جب تو چراغ جلاتا ہی تو اسکی ضوء کا موںھ کدھر ہوتا ہی راہب نے کہا کہ وہ تو ایک نور ہوتا ہی جو
گھر بھر مین پھیلا ہوتا ہی اُسکی کوئی جہت نہین آپ نے فرمایا کہ جب نور حادث کی کوئی جہت نہین تو اللہ تعالی
تو منزہ ہی جہت اور مکان دونون سے اُسکے لیے جہت کہان ہوسکتی ہی راہب نے پوچھا کہ اللہ کیا کام کرتا ہی
آپ نے فرمایا کہ جو مجھ ایسا عالم موحد ہوتا ہی اُسکو اونچا کردیتا ہی اور جو تجھ ایسا کافر ہوتا ہی اُسکو نیچا کردیتا ہی
کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ راہب کا دم بند ہوگیا اور خائب اور خاسر چلدیا تھی عبد الملک کی عمر ستھر برس کی تھی

یہ سہو ہی اسکو ایک دھیما ہوا ۱۲

اور شوال سنہ ۸۱ہجری مین اُسنے انتقال کیا اور معارف ابن ابی قتیبہ مین سال وفات اسکی سنہ ۸۶ لکھے ہین اور عمر باسٹھ
برس کی اور لکھا ہی کہ اسنے اپنے دانت سونے سے بندھوائے تھے اور مسامرات مین لکھا ہی کہ اسکی عمر اکسٹھ
برس کی ہوئی اور بعضے ستاون برس کی کہتے ہین اور مدت خلافت اسکی اکیس برس سترہ دن اور انتقال
سنہ ۸۵ مین ہوا ہی اور شیخ ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب مین لکھتے ہین کہ اسنے تیرہ برس بالاستقلال
سلطنت کی اور اسکے پہلے ابن زبیر کی لڑائی بھڑائی مین نو برس رہا تو اس حساب سے بائیس برس ہوتے ہین
اور سنہ ۸۶ مین شوال مین انتقال کر گیا اور ساٹھ برس سے اسکا سن متجاوز تھا انتہے ولید بن عبد الملک نے
عبد الملک کی نماز جنازہ پڑھی اور ما بین جابیہ اور باب صغیر دمشق مین دفن ہوا اس نے سولہ یا سترہ اولادین
چھوڑین یافعی لکھتے ہین کہ یہ تو مشہور بات ہی کہ عبد الملک نے خواب مین دیکھا کہ مین نے مسجد کی محراب
مین چار مرتبہ پیشاب کیا اسکی تعبیر سعید بن المسیب سے پوچھی اُنھون نے فرمایا کہ تمھارے بیٹون مین سے چار آدمی
خلیفہ ہونگے چنانچہ وہی واقع ہوا کہ ولید اور سلیمان اور ہشام اور یزید اسکے چار بیٹے اسکے بعد خلیفہ ہوے
اور بعضے کہتے ہین کہ یہ خواب دیکھا تھا کہ مسجد کے چار کونون مین مین نے پیشاب کیا انتہے مین کہتا ہون کہ یہ ہو
یا وہ دونون ایک سے ہین انتہے **فائدہ** حضرت امام اعظم کی ولادت سنہ ۸۰ ہجری مین کوفے مین ہوئی
اور انتقال بغداد مین ماہ رجب یا شعبان سنہ ۱۵۰ مین ہوا اور سن شریف ستر برس کا ہوا ولادت حضرت
امام مالک کی سنہ ۹۰ یا ۹۳ یا ۹۴ یا ۹۵ یا ۹۷ ہجری مین ہی علی اختلاف الاقوال اور وفات دسوین ربیع الاول سنہ ۱۷۹ھ کو
مدینہ طیبہ مین ہوئی سن شریف پچاسی ۸۵ برس یا نوّے برس کا ہوا اور ولادت حضرت امام شافعی
کی سنہ ۱۵۰ مین روز وفات حضرت امام اعظم کے اور وفات روز جمعہ بعد عصر سلخ رجب سنہ ۲۰۴
مین اور مزار قرافہ مین ہی سن شریف چوّن ۵۴ برس کا ہوا اور ولادت حضرت امام احمد بن حنبل کی
سنہ ۱۶۴ ہجری ماہ ربیع الاول مین مرو مین اور بعضے کہتے ہین بغداد مین ہوئی اور وفات سنہ ۲۴۱
ہجری مین مزار شریف بغداد مین ہی عمر شریف ستتر ۷۷ برس کی ہوئی کذا فی نور الابصار

مختصر حال خاتمۂ دولت بنی اُمیّہ اور آغاز خلافت خلفای عباسیہ کا

یافعی مرآۃ الجنان مین لکھتے ہین کہ سبب انتقال خلافت کا مروانیہ سے بنی عباس کی طرف یہ ہوا کہ بعد

[illegible]

[illegible]

شہادت حضرت امام حسین ؑ کے شیعۂ اہل بیت امامت حضرت محمد بن الحنفیہ انکے بھائی کے معتقد تھے انکے
قضا کرنیکے بعد انکے بیٹے ہاشم کو امام جانتے تھے لوگون مین انکی بہت بڑی عزت اور وقعت تھی وہ شام کے
ملک مین لاولد قضا کر گئے اور محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو اپنا وصی مقرر کیا اور ان سے کہا کہ تمھاری
اولاد مین خلافت آئیگی اور جو انکے پاس تحریرین تھین وہ انکو سپرد کردین اور اپنے معاونین کو انھین کی طرف
رجوع کیا جب محمد قضا کرنے لگے تو اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا قائم مقام کر گئے ابراہیم کی طرف رجوع خلائق
دیکھکر مروان حمار خاتم خلافت بنی امیہ نے انکو قید کیا جب ابراہیم کو یقین ہوا کہ مروان انکو قتل کریگا تب انھون نے
اپنے بھائی سفاح کو اپنا قائم مقام مقرر کیا یہ اول خلیفہ اولاد حضرت عباس مین سے تھے مختصر قصہ تو یہ ہو اور شرح اسکی
دراز ہی مسامرہ مین ہی ۱۳۲ھ مین دوسری ربیع الآخر کو جمعرات کے دن اہل اسلام کے ارباب حل وعقد نے سفاح کے
ہاتھہ پر بیعت کی اسکے دوسرے دن جمعے کو عموماً لوگون نے انکی بیعت کی اور انھون نے نماز جمعہ کی پڑھائی نسب پدری
عبد اللہ سفاح کا یہ ہو کہ وہ بیٹے تھے محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے رضی اللہ عنہم اجمعین اور انکی مان کا نام
ریطہ حارثیہ بنت عبد اللہ بن عبد المدان حارثی تھا حدیث کی روایت وہ اپنے بھائی ابراہیم بن محمد اور اپنے چچا
عیسے بن علی سے کرتے ہین اور وہ منصور دوانقی سے عمر مین چھوٹے تھے امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند مین
ابی سعید خدری سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا کہ نکلیگا میری اہل بیت سے ایک مرد آخر زمانے مین اور وقت
ظہور فسادات کے جو سفاح کے نام سے مشہور ہوگا اسکا دست عطا مال مین ایسا ہوگا کہ گویا وہ مٹی ہی یعنی دیگا اور
مال کی کچھہ وقعت اسکے نگاہ مین نہوگی انتہے انکی مہر مین کندہ تھا ثقة عبد اللہ وبہ یؤمن انکا حاجب
ابو غسان انھین کا غلام تھا اور ان کے وزیر اور منشی ابو الجہیم تھے اور کوتوال عبد الجبار بن عبد الرحمن ازدی اور
صاحب مشورہ امور عظام مین انکے بھائی ابو جعفر منصور دوانقی جنکو انھون نے ولیعہد بھی مقرر کیا تھا اور
ابو مسلم خراسانی اور قحطبۂ بن مسیب اور حسن اور حمید قحطبہ کے دونون بیٹے تھے اور سفاح نے اتوار کے دن
تیرھوین ذی الحجہ ۱۳۶ھ ہجری مین چیچک کے عارضے سے انبار مین اس شہر مین جسکو انھون نے آباد کیا تھا
اور ہاشمیہ اسکا نام رکھا تھا قضا کی چار برس نو مہینے انھون نے خلافت کی قاضی انکے ابی لیلے تھے جب وہ چیچک
مین مبتلا ہوے تو اپنے بھائی منصور دوانقی کو ولیعہد مقرر کیا انکے خروج کا مختصر حال یہ ہو کہ مروان بن محمد بن
حکم بن ابی العاص جو چودھوان خلیفہ بنی امیہ کا اور خاتم اس قوم کا تھا اور اسی کا لقب حمار اور جعدی تھا اور
حمار اسکا لقب اسواسطے تھا کہ جو شخص متولی ہوتا ہی بعد گذرنے قرن کے اسکو حمار کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اس
سبب سے یہ نام ہوا کہ گدھا معرکہ جنگ سے ہرگز پاؤن نہین اٹھاتا اور مونھہ نہین پھیرتا اور اگرچہ قریب ہو نچنے مجروح

سفاح بالفتح و تشدید فا مرد بسیار عطا کنندہ و خونریز و فصیح و قادر الکلام است و لقب عبد اللہ بن محمد ۱۲ صراح

خلیفہ اول خلفای عباس کا اور رئیس اور السردار قوم و سرکردا ۱۲ فی منتخب اللغات علیم رحمہ اللہ

ہوجائے مگر ڈرتا ہوا آگے ہی بڑھتا چلا جاتا ہو اسی لیے عرب کی یہ مثل مشہور ہو اَصْبَرُ مِنَ الْحِمَارِ فِی الْحَرْبِ اور اُس شخص پر یہ مثل بولتے ہین جو لڑائی مین کیسی ہی مصیبت اُٹھائے پر مونھہ نہ موڑے تو مروان کا یہی حال تھا کہ حملہ کرنے اور غنیم کے مجمع مین بے تحاشا گھس جانے مین اُسکو مطلق خوف و خطرہ نہ تھا کیسی ہی شدت کی مار پڑتی مگر وہ سب کا متحمل ہوتا تھا اور لڑائی کی مصیبت پر وہ صبر کرتا تھا اور ہرگز متوحش نہوتا تھا پس شاید یہ مثل عرب کی اول اسی مروان پر اطلاق کی گئی ہو اور جعدی اسوجہ سے لقب ہوا کہ جعد بن درہم اُسکا اتالیق اور مؤدب تھا مان اسکی لبابہ نام ام ولد تھی اور مروان قبل خلافت کے کئی ولایتون مین والی رہا تھا اور اچھی حکومت کر چکا تھا جب بڑے بڑے مقتدر لوگون نے ارباب حل و عقد اہل اسلام سے اُسکے ہاتھہ پر خلافت کی بیعت کر لی تو اب ابراہیم اور اُسکے مقتدر ہمراہیون نے مخالفت مناسب نہ جانی اور مروان سے امان مانگی اور برضا مندی اپنے آپ کو خلافت سے علیحدہ کرکے اُسکو سپرد کر دی اور اُسکے ہاتھہ پر بیعت کی مروان حمار ابراہیم اور اُنکے ولیعہد عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کے ساتھہ بہت مہربانی اور تلطف کرتا تھا تا اینکہ بعد خروج سفاح عباسی کے ہمراہ سارے بنی امیہ کے وہ بھی قتل ہوا اور ایک روایت ضعیف مین یہ ہو کہ خود مروان نے اُنکو قتل کیا غرض کہ مروان بالاجماع خلیفہ تو ہوا مگر اُسکو بالکل فرصت خلافت کے انتظام کی نہ ملی ہر طرف سے بغاوت شروع ہوئی اگر ایک طرف سے باغیون کو زیر کیا تو دوسری طرف سے بغاوت اُٹھی پہلے بنی امیہ کی خیر طلب آپس مین لڑتے بھڑتے رہے یہان تک کہ ہزارون کو اپنی قوم سے مروان نے بسزای بغاوت قتل کیا اِدھر یہ حال تھا اور اُدھر مخفی تدبیرین ترقی خاندان عباسیہ کی مدت سے ہو ہی رہی تھین کہ اس عرصے مین بنی اُمیہ کے خاندان مین نفاق و شقاق شروع ہوا اور آپس کے قتال و جدال سے اُس خاندان کے اقتدار و شوکت مین ضعف آیا اور ہر طرف سے مفاسد بغاوت کے پھیلے تب ۱۳۲ھ ہجری مین سفاح نے علانیہ خروج کیا اور اُسکے معاونون نے خلافت کی بیعت اُسکے ہاتھہ پر کی سفاح نے عبداللہ بن علی اپنے چچا کو ایک جماعت پر جو اُسکی اعانت کے لیے جمع تھے سپہ سالار مقرر کیا کہ مروان پر حملہ کرین قریب موصل کے مروان حمار اپنی جمعیت و فوج کے ساتھہ مدافعت پر آمادہ ہوا نہایت گھمسان کی لڑائی ہوئی دونون طرف کے بہادرون نے داد شجاعت دی لیکن چونکہ بنی امیہ کا ستارۂ اقبال مائل بہ افول تھا اور عباسیہ کا کوکب سعادت ترقی اور عروج پر لہذا مروان حمار کو ہزیمت ہوئی وہ شام کے ممالک کی طرف بھاگا عبداللہ بن علی نے اُسکا تعاقب کیا مروان جب شام مین ثابت قدم نہ رہ سکا تو مصر کے ممالک کی طرف چلا گیا عبداللہ نے شام کے ممالک پر بخوبی تسلط کرکے وہین اقامت کی اور صالح بن علی اپنے بھائی کو مروان کے تعاقب مین مصر کی طرف روانہ کیا مروان موضع بُوصیر متعلقات مصر بلند مین رُکا اور صالح کی جمعیت کے ساتھہ مقابلے پر آمادہ ہوا لیکن افواج منہزمہ کا پانون پھر کہان جم سکتا تھا حقیقت مین مروان کی

وہ حرکت مذبوحی تھی اور یہ اُسکی شجاعت جبلی تھی کہ تا دم واپسین لڑا ہی کیا آخر خود مع سارے بنی امیہ کے جو اُسکے ساتھ تھے اتوار کی شب کو جب تین راتین ذی الحجہ کے مہینے سے باقی تھین ۱۳۲ھ مین مقتول ہوا اور خلافت بنی اُمیہ کی ختم ہو گئی مورخین لکھتے ہین کہ سوائے اُنکے جو جدال و قتال مین مارے گئے جب تسلط عباسیہ کا ہوا تو بنی امیہ کا اعلی اور ادنے جو جہان ملا وہان مقتول ہوا یافعی کی روایت سے صرف شام کے ملک مین جو عبداللہ بن علی کے ہاتھ سے مقتول ہوئے اُنکی گنتی کئی ہزار کو پہونچی ہے انتہی مین کہتا ہون بیشک منتقم حقیقی کا وعدہ سچا نکلا روایت کی حاکم نے مستدرک مین تصحیح کے ساتھ اور ذہبی نے تلخیص مین بر شرط مسلم عبداللہ بن عباس سے کہ کہا اُنھون نے کہ وحی بھیجی اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مین نے مارے یحیی بن زکریا کے عوض ستر ہزار آدمی یعنی بخت نصر بدگہر کے ہاتھ سے اسقدر بنی اسرائیل مارے گئے اسیطرح مجکو مارنا ہے تیرے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار **فائدہ** اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین باسانید متعددہ روایت کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی اصل ہے جیسا کہ کہا ابن حجر نے کَذَا فِی حَرْفِ الْقَافِ مِنْ کِتَابِ تَمْیِیْزِ الطَّیِّبِ مِنَ الْخَبِیْثِ فِیْمَا یَدُوْرُ عَلَی الْاَلْسُنِ مِنَ الْحَدِیْثِ اور کہا ابن حجر نے صواعق محرقہ مین کہ اچھا نہ کیا ابن جوزی نے جو اس حدیث کو موضوعات مین لکھا اور جلال الدین سیوطی نے تعقبات علی الموضوعات مین لکھا ہے کہ حدیث ابن عباس کی اسمین محمد بن شداد مسمعی ضعیف ہے یقینا اور اُسکی متابعت کی قاسم بن کوفی نے ابی نعیم سے اور وہ منکر الحدیث ہے مین کہتا ہون کہ حاکم نے اسکو مستدرک مین لکھا ہے تصحیح کے ساتھ اور کہا حاکم نے کہ مجھے ایک زمانے تک گمان رہا کہ مسمعی اس حدیث مین متفرد ہے ابی نعیم سے یہان تک کہ مجھ سے بیان کیا ابی محمد سبیعی نے اور اُس سے عبداللہ بن محمد بن ناجیہ نے اور اُس سے حمید بن الربیع نے اور اُس سے ابی نعیم نے اور اخراج کیا اسکا مناقب نے طریق محمد بن شداد مسمعی سے اور حمید بن الربیع اور کثیر بن محمد اور قاسم بن دینار اور حسین بن عمر عبقری ان سب نے ابی نعیم سے اور کہا ذہبی نے یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے انتہی اور سخاوی نے بھی کتاب الفضائل مقاصد حسنہ مین اس حدیث کو لکھا ہے علامہ عبداللہ بن شمس الدین انصاری اپنی کتاب منہاج الدین و معراج المسلمین مین لکھتے ہین کہ مین نے بعضی کتب معتبرہ مین دیکھا ہے کہ خون انبیا کا ساکن نہین ہوتا جب تک کہ ستر ہزار آدمی نہ مارے جائین اور خون خلفا ی پیغمبر کا ساکن نہین ہوتا جب تک پینتیس ہزار کا خون نہ بہایا جائے پس قیاس کرنا چاہیے اُس ظلم کی بڑائی کو جو واقع ہوا امام حسین علیہ السلام پر اور اُس گناہ کی بڑائی کو جو صادر ہوا ان بدبختون کے کمال جسارت اور غوایت سے غرض

اللہ نے ویسا ہی انتقام لیا جیسا انتقام لیا تھا اپنے نبی معصوم حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرف سے کہ ہرگز کوئی
اُنکی خطا نہ تھی اور برابر نہ کیا اللہ نے آپ کے خون کو حضرت عثمان خلیفۂ مظلوم مرحوم رضی اللہ عنہ کے خون
سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکے جنتی ہونے کی خبر دی تھی مارے اللہ نے اُس خلیفۂ مظلوم کے
انتقام مین آدھے اُنکے جو مارے گئے حسین مظلوم کے خون کے بدلے مین اور یہ کمال اذیت رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کی تھی اس قضیۂ نامرضیہ سے انتہیٰ واللہ اعلم کذا فی اظہار السعادۃ مین کہتا ہون کہ یہ امر جیسا مذکور
ہوا مختار ثقفی اور سفاح عباسی کے ہاتھون سے ظاہر ہوا اور اُس سے عظمت اور بڑائی اور شدت ایذاے
حضرت سید المرسلین کی اور سختی عذاب دنیوی اور اخروی قاتلین کی معلوم کرنا چاہیے اور حق یہ ہو کہ شعر

این ہمہ مستی و بیہوشی نہ حد بادہ بود	با حریفان انچہ کرد آن نرگس مستانہ کرد

خاتمہ

بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفےٰ کہتا ہی بندۂ اصغر افراد بشر علی انور بن قدوۃ العارفین و زبدۃ الکاملین مولانا
حضرت شاہ علی اکبر قلندر ابن الفاضل المکمل باسط الایدی بافاضۃ الاذواق و ناشر الایادی من الوجد والاشواق رباعی

اے آنکہ چو ذات خود سراپا آنی	بر سر خلافت لبشر برہانی	عالم عرض و ذات تو آنرا جوہر
اے جوہر والا ز کدامی کانی	مولانا وجدنا و مرشدنا حضرت شاہ حیدر علی قلندر قدس سرہ المطہر و خوشہ چین	

خرمن افاضہ و افادہ حضرت قطب فلک الارشاد غوث الاقطاب و الاوتاد مطلع انوار الطریقہ منبع اسرار الحقیقۃ
الامام الہمام حجۃ اللہ فی الانام شعر

لَا یُدْرِکُ الْوَاصِفُ الْمُطْرِیْ خَصَائِصَہٗ	وَاِنْ یَّکُ سَابِقًا فِیْ کُلِّ مَا وَصَفَا

مظہر کمالات خفی و جلی مرشدنا و استاذنا و مولانا حضرت شاہ تقی علی قلندر قدس سرہ الاطہر کہ کتب صحیحۂ
اہل سنت والجماعۃ مین حالات مصائب حضرت سید الشہدا باجمال بہت سے ہین اور کثرت محبت
اہل بیت نبوی جتنی کہ جماعت اہل سنت سے ظاہر ہوتی ہو اُتنی غالبا دوسرون سے نہوگی کہ یہان افراط و تفریط
کو دخل نہین ہو انھین کے داب سے ہی کہ روایات غیر معتبرہ سے حتی الوسع پرہیز کرتے ہین اور جو صحت سے
نزدیک تر ہوتی ہین اُسی کو لکھتے ہین جیسے تاریخ الخلفای سیوطی اور تاریخ امام عبداللہ یافعی اور تاریخ
عربی ابن کثیر اور صواعق محرقہ وغیرہ مین کہ موافق داب مورخین مذہب لکھے گئے ہین فضلا عن الکتب
الفارسیۃ المترجمۃ وغیرہا اور اجمال کی وجہ یہ ہو کہ حالات ملالت سمات شہادت سبط رسول
ایزد متعال ایسے نہین ہین کہ تمام حالات سابقین اور اذکار لاحقین سے اُنکا مقابلہ کیا جائے اور حرکات
ناشایستۂ ابن زیاد کہ سرگروہ اہل فسق و فساد تھا اور افواج ظلوم و جہول کوفہ و شام لئام کی جور و جفا

۴ مین بایستی [illegible] صفت [illegible] | [illegible] تعالے علیہ رحمۃ اللہ [illegible] ۱۲ صفت کی جس مین [illegible] سبقت

حضرت امام واہل بیت کرام کے ساتھ خصوصا کردار یزید نابکار کے سر مطہر سبط رسول مختار کے ساتھ اتنے ہین
کہ اگر جملہ گناہان روی زمین کے ساتھ پلہ میزان مین تولے جائین تو بھی بڑھ جائین لہذا تفصیل اُن جور وجفا
اور اُن مصائب عظمی اور سوانح کبریٰ کی درحقیقت اسارت ادب اہل بیت نبوت اور سبط شہید حضرت مرتضوی ہے
حتی الوسع ان شناعات کی تحریر اور اُن حالات کی تقریر مین اکثر علمای دیندار اور محبان صادق اہل بیت اطہار نے
بپاس لحاظ وادب زبان قلم نہین کھولی ہے اور اکثر انھین حوادث پر جو شہادت کے بعد ظاہر ہوئے مین اکتفا کی اور
بعضے فرط محبت اہل بیت اخیار اور عداوت اعدای شقاوت شعار سے بے اختیار ہوکر نفس اُن مصائب کے بیان
کرنے مین بھی لب کشا ہوئے ہین جیسے علامہ ہیثمی اور ابن جوزی اور سبط ابن جوزی وغیرہم اور علمای متاخرین مین
حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث نے رسالہ سر الشہادتین نہایت جامع ومانع تالیف فرمایا جس کی کئی
شرحین ہوئین اور اُنکے ترجمے ہوے اور مولوی برہان الدین صاحب نبیرہ حضرت ملا محمد عبد السلام صاحب مؤلف
کتاب انشراحات معالیہ نے بھی ایک رسالہ اسی بیان مین تالیف فرمایا ہے پس اب کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ احوال
شہادت حضرت سید الشہدا اہل سنت کی کتابون مین نہین ہین یا ہین تو نہایت اختصار کے ساتھ ہین اور
اگر کہے تو سوای عدم تیسر مطالعہ کتب سیر اور تواریخ صحیحہ اہل سنت والجماعت کے اور کیا سمجھا جائے اور یہ خیال کرنا کہ ہمارے
یہان کی کتب تواریخ مترجمہ فارسی اکثر محرّفہ ہین یا بعضے ترجمون مین رطب ویابس سب کچھ بھرا ہی کچھ نہین
اس کلمہ دور از کار کو بھی زبان پر لانا خصوص پڑھے لکھے کتب معتبرہ دیکھے ہوے کو اسمین سوائے اپنی
کم علمی ظاہر کرنے کے اور کوئی فائدہ نہین کیونکہ علما اسیلیے ہین کہ ہر مسئلے کو کتابون سے تحقیق کرکے بے پڑھون کو
سنانا [illegible] باتون کو [illegible] جانین اُنکی تحریف [illegible] آخر [illegible] تنقیح [illegible] ہین علما
نے اسی اجر جزیل اور ثواب جمیل کے خیال سے [illegible] ہین اور کس کس طرح کی محنتین اٹھائی ہین
کتنے رسائل تالیف فرمائے ہین تعصب کی بات تو جدی ہے اپنے موافق خیال کے مطلب کو سننا اور اُسکے خلاف
پر کان نہ دھرنا یہ بات [illegible] اور ہے الحاصل فقیر نے بھی باقتدا [illegible] علمای نامدار کے یہ عرق ریزی اور محنت
شبانروزی باسید اجر جزیل وثواب جمیل وبہ تحریض ایمای برادر مکرم منشی فدا حسین صاحب گوارا کی اور اس رسالہ
موسومہ بشہادت نامہ ملقب بشہادة الکونین فی شہادة الحسنین کو تھوڑے عرصہ مین باوجود قلت فرصت
مابین الاجمال والتفصیل تالیف کیا کیونکہ بالکلیہ اجمال اکثر مخل مطلب بھی ہوتا ہے اور استیعاب تمام روایات کا
باعث توزیع خواطر ناظرین ہوجاتا ہے اور ہر بیان کو جہانتک کہ اپنی نظر قاصر پہونچی ہے تحقیق سے لکھا ہے اور جس
کتاب سے جو مطلب لیا ہے اُسکا نام وہین لکھدیا ہے صاحب نظران بلند فکرت اور ژرف نگاہان ارجمند فطرت
سے امید ہے کہ اگر کسی جگہ اس کتاب مین زلت قدم اور لغزش قلم پائین تو کتب معتبرہ مذکورہ کا تتبع وتصفح کرکے

اصلاح فرمائیں اور اگر اصلاح اور تصحیح نکر سکیں تو اسکو دوسرں پر چھوڑیں اور آپ اپنے دل بغل کو آگاہ عیب جوئی نکریں ولِلّٰہِ دَرُّ القَائِلِ حَیثُ قَالَ ؎

بپوش چشم خود از عیب تا شوی بے عیب	کہ عیب پوش کسان عیب پوش خود باشد

اور مولف کو دعای سلامتی ایمان اور حسن خاتمہ سے یاد فرمائیں واللّٰہ ما آمن من نسیان ھذا المکان وَکَلا مِن حاملی لوآء ھذا الشان اَللّٰھُمَّ اغفر لنا ولوالدینا ولباعث تالیف ھذہ الرسالۃ ولمن کتبہا ولمن نظر فیہا ولمن اذاعہا فانہ لا نعم احد الا انت احینا بمحبۃ سید الابرار وصحابتہ الاخیار واھل بیتہ الاطہار وامتنا بجوار النبی المختار یا مجیب یا ستار

قطعہ تاریخ طبع نتیجہ طبع بلند وفکر آسمان پیوند سر حلقۂ ارباب فضل وکمال سرخیل شعرای نازک خیال صدر نشین ایوان فصاحت وبلاغت جناب مولانا مولوی محمد محسن صاحب رئیس کاکوری وکیل ہائیکورٹ

نور عینین علی اکبر علی انور کہ ہست
نونہالے بردر ایوان علم مرتضےٰ
رونق درگاہ شاہ کاظم وشاہ تراب
دربیان مشکل آل شہ مشکلکشا
از فرات دیدۂ تر سلک یاقوت وگہر

درجہان مثل بیہ ہمثل در مجد وعلا
حافظ قرآن وقاری عالم فقہ وحدیث
ابن ابن شاہ حیدر آفتاب اولیا
شمع فانوس سخن در کسوت سوز وگداز
وز بدخشان جگر گویا جواہر پارہا
کان لعل واقعات کاروان کربلا ۱۳۰۱ھ

نوجوانی مایہ دار فیض پیر دستگیر
صوفی پاکیزہ باطن عارف سر خدا
اینک از آثار تحقیقش روایات صحیح
لالہ زار فکر داغ آفت وکرب وبلا
محسن از خونابۂ دل سال تاریخش نوشت

از تازہ اضافات جامع الکمالات فرمان روای قلم وسخندانی سریر آرای دار الخلافت شیوا بیانی بحر زخار افاضت جناب مولانا محمد مہدی حسن صاحب وکیل ہائی کورٹ

تاریخ حواشی شہادت نامہ

ھی عجیب السوانح لقد وقعت فی کربلاء ۱۳۰۱

قطعہ تاریخ تالیف

چہ خوش گفتا علی انور بذکر سید الشہدا
عزیز حافظ قرآن وعالم باعمل دانا
کمالاتیکہ در ذات گرامی شان رقم کردم
بفکرے رفت چون ہوشم سروشے گفت در گوشم

الا یا ایہا السامع افض کمعا وخذ نعما
جوان رہبر وہادی وصاحب باطن وتقوی
خدا بخشید ویرا چون وراثت از اب وآبا
سن تالیف از تاریخ آل احمدی بنما ۱۳۰۱ھ

تاریخ طبع

بسالِ طبع گفتا ہاتفے با عاجز محزون
چو یکصد چار دہ را حذف کردہ در شمار آری

ہزار و سہ صد و دہ از سنین ہجرت والا
۱۳۱۰ھ
ز مصراع دہم تاریخ اعدادے شود پیدا

از حسن نتائج افکار طبع عالی تاجدار کشور بلند خیالی زیب وسادۂ سخنوری چشم و چراغ دودمان ہنر پروری جناب مولانا محمد تاج الدین صاحب متخلص بہ جذب منصف فتحپور ضلع بارہ بنکی

عجب نے سنگِ جفا در رہ شہے کہ بیتیں
ندید چشم فلک طینیے چنین خوبی
بلای عشق مگر سر ز تن جدا خواہد
نہ در بہشت توان یافت ہیچ مشروبے
ورا ست تاج شفاعت بروز بیم امید
سوای اسم شریفش نیافت سرکوبی
غلام شاہ علی انور حسینی ام
برائے فائدہ ترتیب داد مکتوبے

ز دیدہ فرش و ز مژگان سر است جاروبی
وگرنہ پائیں یداللہ یزیدیان چہ بدند
کہ فرق فرق کنند طالبے ز مطلوبے
نیافت دولت این نعمت از عنایت حق
گہے کہ نیست خلاصی ز ہیچ مرہوبی
کسی کہ بندۂ او نیست نیست مقبولے
کہ تحت دہر ندارد چو او شہے خوبی
از انکہ راست بیانی ست ہست مطبوعی

نخواست شیوۂ حلمش ز لوثی اعدا
ببین چہ رفت بہ فرعونیان ز یک چوبے
حریف ذائقۂ شربت شہادت عشق
مگر کہ قرۂ عینِ نبی محبوبی
ورا ست سطوت خاصی کہ دیو لشکر او
ہر آنکہ خواجہ جز او جست ہست منکوبی
بضبط حال شہ خافقین امام حسین رض
وز انکہ صاف زبانی ست ہست مرغوبے

بسالِ طبع حسن جذب بر زبان آورد
حدیث واقعۂ کربلا دل آشوبے
۱۳۱۰ھ

ایضاً

آن علی انور جناب علم و فضیلت مآب
فقر کلہ فخر جاہ خضر جوان طلعت ست
پیرو شرع نبی وارثِ ارث علی
از نسب اطہر او ہم علوی نسبت ست
بر روش تابعین ساختہ آئین دین
از الم و از جفا آن بجہان شہرت ست
آن شہ ممدوح خواست تا شود ش ضبط را
سرّ ولایت نوشت کائینۂ سیرت ست
نور خدا مصطفیٰ خون نبی مرتضیٰ

حافظ ام الکتاب کش ز علی دولت ست
در رہ او سالہا عقل زند بالہا
ابن ولی خود ولی کامل فی مکنت ست
عاشق جانانہ او رہبر دِ مردانہ او
آن بہ حقیقت رہین کز خفی ملت ست
لیک حکایت کنند آنہمہ اختلاف
واقعہ کان ثابت از واسطہ صحت ست
آنکہ شہادت چلیست نعمتش از آن کیست
وآلِ عبا را بہا یک از این ذکر ست

سالک طے کردہ راہ مرد قلندر نگاہ
ور کہ کند مالہا کان ہمگی حیرت ست
سیّد پاکیزہ خو صالح فرخندہ رو
مرشد فرزانہ او شیخ اولی الدعوت ست
انچہ کہ از اشقیا رفت بر آلِ عبا
کسر و فزونی در و مادۂ علت ست
کنہ حقیقت نوشت مرنبوت نوشت
وانکہ شہید از چہ زیست وانچہ دران حکمت ست
با حسنین این عطا کرد رجوعی درست

زانکہ ز محبوب حق وصف خصوصیت
تا ورق انتخاب طبع شد و مستجاب

سم بہ حسن اہل دہند آتش بلای ولاست
سال و عدد را حساب قاعدۂ فکر ست

حلق حسین ار زنند ناشتہ جذب ست
جذب کہ بود آیت فاعتبروا این سواد

گفت ملاک اصل او بادۂ عبرت ست
۱۳۱۰ھ

ایضاً

این شہادت نامہ را در ذات پاک
نے کہ مرد او را بہ صوف و جامہ گیر
جذب را ایما کہ بہر سال طبع

جوہری مطبوع طبع عامہ گیر
کرد تالیفش علی انور شہے
نظم را کار از طراز خامہ گیر
این ز تاریخ شہادت نامہ گیر
۱۳۱۰ھ

ہر درا و قعے بوصف دل بنہ
کش بدین و معرفت علامہ گیر
خون این مصطفٰی بے جرم بود

ایضاً

عشق ہنر آزمای خاصہ بہ مردان دل
آنکہ لکد بر زند کام و سر انجام را
در دگرانمایہ را گوہر قدری ست خاص
سہل نتوان نہاد در رہ دل گام را
طائر قدس آشیان در ہوس کلفتش
یعنی حسین ملول آن شہ قمقام را
[illegible]
ذوق [illegible] کام را
[illegible]
[illegible] نام را

پیش چو چوگان نہد گردش ایام را
بارگہ حسن و ناز مجلس خود کامی ست
زان نبود بہرہ اش حوصلۂ عام را
شربت کرب و بلا حصۂ آن تشنہ بود
خوش بکند آرزو صد قفس و دام را
[illegible]
[illegible] شام را
شاہ علی انور ست کز قلمش این سواد
[illegible] ست این مردمک عام را
[illegible]

گردش ایام عشق سہل بہ بازیچہ گوی
بار ندادند جز عاشق ناکام را
سالک این جادہ را کار ز جان بازی ست
تا نگی گو شرست کز خدوش و ام را
یعنے لعاب دہن ۱۲
روح و روان رسول قرۃ عین بتول
[illegible] شام را
نسخہ کز [illegible] افزون شود
ریخت بخاک آبرو زہرہ و بہرام را
حسن خداداد را زیور خوش سادگی ست
[illegible] فزود بادۂ گلفام را

طبع نشد زیب او نامہ بود زیب طبع
۶۶۹
مخرج تاریخ طبع آمدہ بیت یسین
۱۲۹۲

حاجت مشاطہ چیست روی دل آرام را
۱۹۳۳
مصر عتین از شمار خاص کند عام را
یعنے سال [illegible]

[illegible]

[illegible] تاریخ شہادت نامہ [illegible] ۱۳۱۰ [illegible] ۱۲۹۲ [illegible] ۳۶۶ [illegible]

تاریخ تالیف ریختۂ قلم بلاغت رقم سرآمد سخنوران نامی قافلہ سالار دقیقہ سنجان گرامی نبض شناس خامۂ کامل الافادہ جناب مولوی حکیم حبیب علی صاحب متخلص بہ حبیب کاکوروی وکیل منصفی اٹاوہ

پور ابن حنیف پاک گهر	نور چشم علی علی انور	حافظ و صوفی و فصیح و فقیه	علم او علم حق بلا توجیه
صورتش نور سیرتش انور	بصفاتش رسد چه جن و بشر	ذکر او ذکر کلمهٔ توحید	خلق او سر بسر کلام مجید
قدسیان را صلای عام زند	چون می معرفت بجام زند	از در فیض او گهی طالب	نرود نامراد و نی خائب
فیض بخشیش در جهان مشهور	همه جا میرسد چه قرب و چه دور	در همه علم دارد او پایه	علم تاریخ راست سرمایه
خوش کتابی پی سعادت خلق	در شهادت پی افادت خلق	کرد تالیف چون عجیب و غریب	شاه علوی نسب شریف و نجیب
فکر او گشت فکر لیل و نهار	تا حبیب ذلیل بی مقدار	بعد پی۱ کردن یزید۲ پلید	بهر تاریخ آن کتاب مجید
۱؎ پی کردن محاورہ میں سیر کاٹنا ہے ۱۲	مصرعی گفت فقرهٔ اطیب	واقعات شهادت طیب ۱۳۰۵	۲؎ یزید کے دال کا تخرجہ ہے ۱۲

ایضاً تاریخ طبع

هست آفتاب مطلع دوران علم و فضل	حافظ علی انور آئینهٔ صفا	عالم چنان که گشت ازو علم مفتخر
عامل چنانکه هر عملش علم را ضیا	صوفی که چشم همت او محو معرفت	عارف که مطمح نظرش ترک ماسوا
در فقه مقتدی بسر بزم اجتهاد	در زهد مرشدی بادب گاه اولیا	والشمس صبح صادق لمعات طالعش
انوار ظاهرش همه تفسیر والضحیٰ	ذکر و بیان او همه بی کذب و با اثبات	حال و مقال او همه با صدق و بی ریا
ترتیب داد از دل پرخون بصد ادب	این نسخه در شهادت سبطین مصطفیٰ	در سینه حروف نهان کرد صد فغان
در جیب لفظ ریخته صد ناله و بکا	از بهر سال طبع ز درد دل ای حبیب	گو واقعات صفدر میدان کربلا ۱۳۱۰

ایضاً تاریخ تالیف حواشی شہادت نامہ

حافظ صاحب نے حالت آور	دیکھو یہ کتاب کیسی لکھی	ہر قول کے راویونکی حالت	تحقیق سے سچی سچی لکھی
کیا متن مین اور حاشیہ پر	تقریر ثقات ہی کی لکھی	جو کچھ لکھا وہ ٹھیک لکھا	ہر بحث مین بات پکّی لکھی
	تاریخ کہی حبیب نے یون	تحقیق روایت اچھی لکھی ۱۳۰۹ھ	

تاریخ طبع نتیجۂ طبع زرین و فکر معنی آفرین صدر آرای ایوان تحقیق اورنگ نشین بارگاه تدقیق صاحب فرمایش طبع این کتاب جناب منشی فدا حسین احسن الیه فی الدارین

وه چه خوش حافظ علی انور رشید	نقش تحقیق قتال کربلا	هم مفاهیم روایت زد رقم
هم مضامین درایت کرد ادا	ضبط فرمود آنچه با تصحیح بود	لیک ننوشت از غلط یک حرف را

ذاتش آمد واقف نور قدم	وصفش آمد کاشف سر خدا	بل بسم اللہ انور آمد ہمچو اسم
پس چرا نبود ز نورش نور ہا	نور مہر افروز روے انورش	شمع نور افزاے بزم اولیا
مصرع سالش برآمد از الہم	آہ نقش واقعات کربلا	

تاریخ تالیف چکیدۂ کلک جواہر سلک چمن طراز بہارستان سخنوری آبیار بوستان معنی پروری بلیغ البیان فصیح اللسان آئینۂ صورت نمای رای صائب مولوی محمد قاسم صاحب

چو دیدم نسخۂ پر درد و رنگین	طپیدم سینۂ مجروح گفتم	بدریاے الم صد غوطہ خوردم
گہرہاے سرشک خون بسفتم	بیان صادق و دلکش بدین رنگ	ندیدم در کتابے نے شنفتم
بفشردم ز ادراک مصائب	خیال وصل حق کردم شگفتم	برنگ بلبلم چون دل فدا شد
	گلستان شہادت سال گفتم	

قطعات تاریخ از مؤرخ بے عدیل سخن سنج عدیم البدیل شیرازہ بند فرہنگ نقش بدیع و طرز نوی مولوی شریف الدین صاحب کاکوروی

مرحبا ای واقف اسرار ذات کبریا	ہادی راہ طریقت عارفا مقتدا	ای زہے تصنیف والا ایت بیاد آل پاک
معرکہ آرای ماتم شد بذکر کربلا	در غم آل عبا تاریخ طبع او شریف	گفت از روی بکا ذکر شہید بے نوا

ایضا دیگر

چو کلک گہر سنج قطب ہدا	رقم کرد حال شہ کربلا	سر ہوش درباختہ سال طبع	بگفتم تاریخ آل عبا

از نغمہ سرائی بلبل شاخسار شیوا زبانی طوطی شکرستان شیرین بیانی صاحب فکر سلیم و طبع فہیم مولوی محمد عصیم الدین صاحب عصیم

جناب پیر و مرشد رہبر کامل علی انور	کہ بر سیمای پاکش ہست شان مصطفی پیدا
جزاک اللہ شہادت نامۂ آل نبی گفتہ	کہ بر ہر فقرہ اش از جوش دل برجاست واویلا
چو جستم سال طبع او عصیم از ملہم غیبی	بروی شد کشادہ باب فیض سید الشہدا

ریختۂ خامۂ سحر آہنگ علی بند شاہد دانش و فرہنگ وحید فن فرید زمن عیار نقد معانی رامحک مولوی محمد فرید علی صاحب متخلص بہ فلک

شاہ دین پرور علی انور نے کیا اچھا لکھا	کربلائی واقعہ شبیر عالیجاہ کا
بے سر الہام ہی تاریخ تالیف ای فلک	کیا شہادت نامہ ہی سبط رسول اللہ کا

ایضاً تاریخ طبع

حسینؑ کا احوال رقم کرکے بتصحیح ‌ حضرت علی انور نے جو رو کا خامہ
کیا طبع کی تاریخ فلک نے یہ لکھی ‌ لو ابھی تو چھپا شہادت نامہ ۱۳۱۰ھ

از مشاطگی غازہ کش رخسار لیلائے زیبا بیانی چہرہ آرای سلمائے آتش زبانی شاعر نکتہ پرور ماہر سخن گستر مولوی محمد ہاشم صاحب افسر

جناب علی انور شاہ دین ‌ چو این در مکنون بہ غمنامہ سفت
پئے تاریخ طبعش بہ افسر سروش ‌ زہی واقعات شہادت بگفت ۱۳۱۰ھ

ایضاً دیگر

در پنج و سیزدہ صد سنوات ہجریہ ‌ حالات با صفات شہیدان کربلا
از کلک حضرت علی انور رقم شدند ‌ باجملہ واردات شہیدان کربلا
افسر بفکر بود نگارد چہ یادگار ‌ ندر نوشتجات شہیدان کربلا

القا شدہ ز قلب نبی طرفہ سال طبع ‌ دلسوز واقعات شہیدان کربلا ۱۳۱۰ھ

تاریخ طبع چکیدۂ خامۂ ناظم جواہر گرانمایۂ بلاغت معنوی و فصاحت صوری طلیق اللسان زلیق البیان مولانا ابو الخیر حافظ محمد جان بحری آبادی غازی پوری

صد شکر خدای لم یزل را ‌ کاین نسخہ چہ لاجواب شد طبع
از حسن سواد و خط روشن ‌ چون سلک گہر خوش آب شد طبع
حافظ علی انورش رقم زد ‌ پر نور چو آفتاب شد طبع
خوش مصرع سال گفت ابو الخیر ‌ این نقش بآب و تاب شد طبع

تاریخ طبع از طبع نابلد جادہ سخن شناسی بندۂ آسی محمد عبد العلی مدراسی تجاوز عن جرائمہ رب الناسی ۱۳۱۰ھ

کرد حافظ علی انور روشن ‌ خوش سوادی ز سیادت نامہ
آن شہادت کہ بر آن شام و پگاہ ‌ شفق آوردہ صداقت نامہ (سرداری و پیشوائی ۱۲)
گوئیا ناشطۂ ذہن بلیغ ‌ کرد ہر سفت بلاغت نامہ
قاریان راست ازو خط امان ‌ سامعان راست شفاعت نامہ (آراستہ ۱۲)
یا کہ از عرش برای اہل دعا ‌ ملک آوردہ اجابت نامہ
بہر ارشاد ارادتمندان ‌ زد رقم طرفہ اجابت نامہ
کرد تحریر ز خونابۂ دل ‌ بر جگر پارۂ نیاحت نامہ
ہم بتصحیح روایت بنوشت ‌ ہم بہ تنقیح درایت نامہ
منکران را بود این نسخہ وعید ‌ مومنان راست بشارت نامہ
ہم ز احوال امام شہدا ‌ بایدش گفت امامت نامہ
حیف صد حیف کہ از کوفہ رسید ‌ بگل باغ رسالت نامہ

یعنی از خون جگر جای مداد ‌ کرد تحریر شہادت نامہ
وان صداقت کہ نوشتند ثقات ‌ باسانید روایت نامہ
حرز بازوی غم جاوید ست ‌ نقش این تازہ ملالت نامہ
یا کہ در دست گنہگاران ست ‌ بخط عفو انابت نامہ (توبہ کردن ۱۲)
والی ملک کرامت کہ ازو ‌ سر زد اسرار ولایت نامہ
از چراغ رہ دین دودہ گرفت ‌ تا رقم کرد ہدایت نامہ
از تقی داد بہر یک توقیع ‌ وز ہدی کرد عنایت نامہ
از پی مجلس ذکر شہدا ‌ بسند داد اجازت نامہ
ذکر پاک حسنین ست دران ‌ زین دو حسن ست کرامت نامہ
حال رزم شہدا گر شنوی ‌ گوئی آنرا تو شجاعت نامہ
برفیقان منافق نازم ‌ کہ نوشتند رفاقت نامہ

لیکن او بود پر از بید دینی	خالی از دین و دیانت نامه	اشقیا سوی حسین بن علی	کرده ارسال شقاوت نامه
طلبیدند نبی فاطمہؑ را	بهر تحریر خلافت نامه	کوفیان داده بدست قاصد	آه با قصد بغاوت نامه
شامیان نیز نوشتند افسوس	از ره شومی و شامت نامه	شمه ز آن اگر آرم برقم	شود این جامه قیامت نامه
الغرض نامور و نامی شد	با همه حسن صناعت نامه	ایک قلم آمده مطبوع طباع	طبع این تازه شهادت نامه

مغفی سخن ۱۲

بزرگی و دلیری

زدر قم مصرع سالش آسی	طبع شد عمده شهادت نامه

تاریخ طبع ثانی شہادت نامہ از جناب منشی محمد عاصم صاحب کاکوروی المتخلص بہ قیس

دوبارہ جب ہوا تیار چھپ کر نسخۂ رنگین	تو دیکھا اک نیا انداز قلب قیس محزون کا
زبان حال ساکت دیکھ کر ہاتف یہ بول اٹھا	یہ ہے بہتا ہوا دریا دل شبیر کے خون کا

۱۹۱ ... عدد

ایضاً

ہای مظلوم و بیکس و بے سر	ہای سردار و مقتدای انام	جان فدایان کربلا قبلہ جان	سرفروشان راہ حق کا امام
ساقی کوثر ابن بنت رسول	آہ شاہ حسین تشنہ کام	سر بسر مورد جفای فلک	ہای تا سرورہ مجمع آلام
دست کفار سے ہوا مقتول	ہای سردار اہلبیت کرام	راکب دوش مصطفے صد حیف	ہوا پامال اسپ اہل شام
غمکدہ ہو رہا ہی کون و مکان	ماتمی ہی ہر ایک خاص و عام	چھٹ پڑا کس لیے نہ تو ای چرخ	کیون رہے یہ لیالی و ایام
کیون اُسی دم ہوا نہ حشر بپا	جب گرا خاک پہ وہ عرش مقام	سچ تو یون ہی یہ سارا ہنگامہ	شاہ ناز کا تھا ایک پیام
نور چشم علی علی انور	ذات جسکی تھی رونق اسلام	ساقی جام صافی توحید	بادۂ معرفت کا شیخ جام
تھے قلندر منش مبارک ذات	پاک صوفی روش خجستہ مقام	معرکہ کربلا کا لکھا خوب	کیون نہ ہو کلک منشی علام
جسکی سطرین ہین سالک گوہر	نقطے ہین داغ خاطر ناکام	شربت غم ہی ہر پیاسے کو	پیر مغ کا یہ بادہ ریز کلام
طبع ثانی کا سال تھا درکار	ایک بیک غیب سے ہوا الہام	ہوا آدب سے ندا یہ پیاسونکو	پھر ہو شربت سبیل انام

۱۳۱۸ فصلی

ایضاً

علی انور قلندر نور جانها	با ورنگ علی عرش آستان شاه	گلشن سخن بیان	[illegible] نبی فہم سرّ لی مع الله
حسین جہہ سای بارگاهش	ز نور خاک کویش غیرت ماه	چه خوش غمنامه زنگیر	[illegible] صد خوشی والدر سد
ز غمنامه کان جا حزین ست	و یا قلبی ست پر از ناله و آه	چو آمد بار دیگر زینت	[illegible] غم آمد دیده ما خواه
حسین قوت قلب محزون	غم حسین روح جان آگاه	غم حسین مشتاق [illegible]	[illegible] شادی همه دولت همه جاه
[illegible] سیر هستی	برای سالک آمد توشہ راه	چه سال طبع آن ازغم [illegible]	[illegible] نامه [illegible] خواه ۱۳۲۸

اعلان

واضح ہو کہ یہ
شہادت نامہ بڑی محنت و مشقت
سے بصرف زر کثیر چھپایا گیا اور حق تصنیف
اسکا محفوظ ہی لہذا کوئی صاحب بدون اجازت حضرت
مولانا شاہ حبیب رضا صاحب مد ظلہ اسکو نہ چھاپین ورنہ بجرم حق تلفی
حفظ کتاب کے حسب قانون ایکٹ ۲۵ سنہ ۶۷ء ماخوذ
ہونگے ہان جنکو یہ کتاب مطلوب ہو بارسال قیمت عہ
یا بذریعہ ویلو نشان قصبہ کاکوری تکیہ کاظمیہ
ضلع لکھنؤ قاضی انتظام علی خان
صاحب سے [illegible]

الراقم الآثم
احترام علی خان
کاکوری ضلع
لکھنؤ